خطبات نظامیہ

اوّل

قاری محمد عباس نظامی

(1) ڈاکٹر نذیر احمد 163 0344-7530063

(2) ڈاکٹر نذیر احمد [illegible] الف ۹- 0301-7893638

قاری محمد احمد 0331-7963755

راجہ محمد امین نمبردار چک 163 / ای بی۔ نو۔ ایل۔

راجہ حافظ محمد یعقوب 163 / ر ب۔ نو۔ ایل

زینب زوجہ نصیر احمد کھرل چک 163 بھٹیاں والی آبادی

ڈاکٹر نذیر احمد کے

راجہ محمد امین نمبردار چک 163 / ای بی

راجہ حافظ محمد یعقوب 163 / ر ب نو ایل

کھانا روٹی کا چوڑا جھیوڑی کا سونا سرالی کا۔ کالا مرچی کا

ارسلہ

فیض احمد اویسی

ہدایۃ السالکین فی تنبیہ الطالبین

0321-7735957

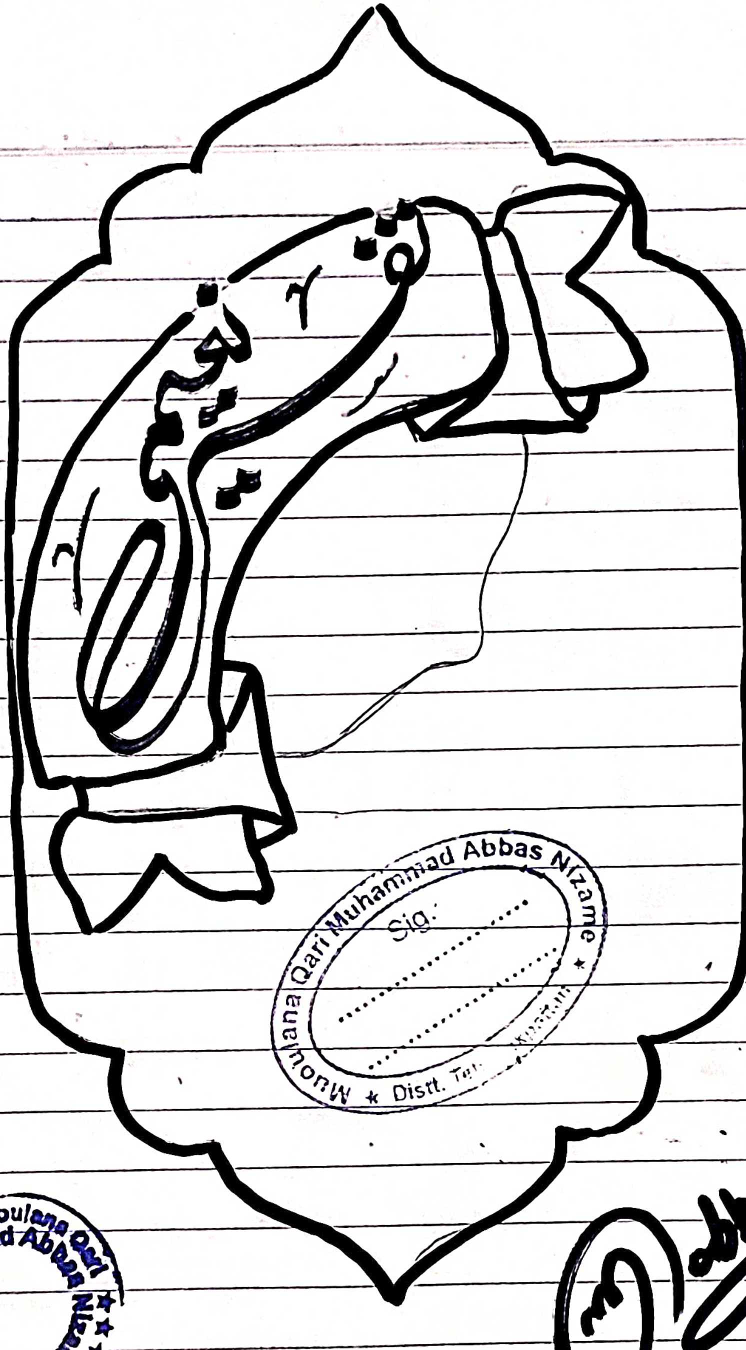
قاری شاہ محمد گنگو

ہدایۃ السالکین فی تنبیہ الطالبین

0345-7092484

شمائل۔ زینب۔ صدیق۔ عائشہ

26-5-2003



abbas

١٢-٥-٠٢

(۱) امامت چک نمبرہ حویلی لکھا۔ 16-6-1996

(۲) امامت چک 365/ر.ب گگو میں 7-7-1997

(۳) امامت و خطابت چک 169/ر.ب میں 25-1-2008

بروز جمعۃ المبارک ۱۵-۱-۱۴۲۹

۳۱-۱۲-۲۰۱۶

۲-۴-۱۴۳۸

ہفتہ ۷ — ۰۳ — ۴۰ pm [illegible]

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	محبت الٰہی ج	۱	۲۲	سیدنا حضرت اسماعیل ع	۱۵۷
۲	اللہ کی برہان	7	۲۳	قربانی کا عظیم دن	۱۶۳
۳	فضائل بسم اللہ	13	۲۴	فضائل و مسائل قربانی	۱۶۷
۴	فضائل کلمہ شریف	۳۳	۲۵	سید عثمان ذوالنورین رض	۱۷۱
۵	معراج شریف	۵۷	۲۶	سیدنا فاروق اعظم رض	۱۷۵
۶	شان اولیاء	۷۶	۲۷	سیرت امام حسین رض	۱۷۹
۷	حقوق والدین	۸۳	۲۸	شہادت امام حسین رض	۱۸۳
۸	شان روزہ	۹۰	۲۹	کربلا کا شہید رض	۱۹۱
۹	خاتون جنت رض	۹۵	۳۰	جوہر شہادت	۱۹۵
۱۰	حضرت شیر خدا	۱۰۰	۳۱	کمال نسبت اولیائے کرام رح	۲۰۱
۱۱	فضائل صدقات	۱۰۸	۳۲	مومن کا تحفہ	۲۰۵
۱۲	عید الفطر کا دن	۱۱۷	۳۳	مسجد کی فضیلت	۲۱۱
۱۳	لیلۃ القدر شب قدر	۱۲۰	۳۴	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۵
۱۴	درود شریف	۱۲۴	۳۵	۱ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۱
۱۵	معجزات سید المرسلین	۱۲۹	۳۶	۲ میلاد النبی ص رضاعت مصطفیٰ	۲۲۷
۱۶	عظمت قرآن مجید	۱۳۲	۳۷	۱ سیدہ حلیمہ کا مہمان ص	۲۳۲
۱۷	ذکر جمال مصطفیٰ ص	۱۳۶	۳۸	۲ - سیدہ حلیمہ کا مہمان ص	۲۳۸
۱۸	شان رسالت ص	۱۴۱	۳۹	۳ - سیدہ حلیمہ کا مہمان ص	۲۴۳
۱۹	طبیب اعظم ص	۱۴۴	۴۰	۴ سیدہ حلیمہ کا مہمان	۲۴۹
۲۰	شہنشاہ دو عالم ص	۱۴۸	۴۱	۵ - اللہ کی رسی - اطاعت نبی ص	۲۵۶
۲۱	سیدنا خلیل اللہ ع	۱۵۲	۴۲	جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۳	خوشبوئے رسول علیہ السلام	۲۶۵
۴۴	زلفِ عنبرین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۵
۴۵	لعابِ دہن مبارک	۲۷۹
۴۶	دستِ اقدس ﷺ	۲۸۳
۴۷	دستِ مبارک ﷺ	۲۸۹
۴۸	زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۳
۴۹	گوشِ مبارک ﷺ	۲۹۸
۵۰	کلمتِ معراج ﷺ	۳۰۱
۵۱	معراج الانبیاء علیہم السلام	۳۰۴
۵۲	الدعاء	۳۰۷
۵۳	علم اور علماء کرام	۳۰۹
۵۴	روح الصلوٰۃ	۳۱۲
۵۵	مخدومہ کائنات رض	۳۱۳
۵۶	ام المومنین خدیجہ رض	۳۱۷
۵۷	سرتاج بتول رض	۳۲۱
۵۸	ریشِ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۷
۵۹	بیوی کے حقوق	۳۲۹
۶۰	خاوند کے حقوق	۳۳۳
۶۱	فلسفۂ صبر و شکر	۳۳۸
۶۲	نگاہِ نبوت کا کمال	۳۴۱
۶۳	تاجدارِ پاکپتن شریف رح	۳۴۷
۶۴	پیرانِ پیر رح	۳۴۹
۶۵	داتا گنج بخش رح	۳۵۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ

1 (سانپوں کو بند کر دیا سپیروں نے یہ سمجھ کر
کہ انسان ہی کافی ہیں انسانوں کو ڈسنے کے لئے)

محبتِ الٰہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والذین امنوا اشد حبا للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ خوش نصیب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو مانا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔ اپنے رب سے انتہا درجے کی محبت کرتے ہیں۔ یہاں صرف اہل ایمان کی صفت بتائی فرمایا کہ ان کے اندر اللہ کے رسول کا پیار بستا ہے۔ یاایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ۔ یہاں صرف بتانا ہے۔ یہاں تنبیہ کی ہے۔ کہ مجھے کیسے مومن چاہئیں۔ کس قسم کے بندے مجھے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے اہل ایمان اگر تم دین سے پھر جاؤ۔ تم دین کو پشت دے کر پھر جاؤ۔ اللہ بے پرواہ ہے۔ اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اسے مانو یا نہ مانو وہ بے نیاز ہے۔ اللہ کو کیسے بندوں کی ضرورت ہے۔ فرمایا اللہ ایسی قوم لائے گا۔ ایسی جماعت لائے گا۔ جن سے اللہ پیار فرمائے گا۔ وہ اللہ سے پیار کریں گے۔ ان دونوں آیتوں کو ملائیں۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ہم لوگ اللہ کو معبود سمجھتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ سر جھکاتے ہیں پیشانی جھکاتے ہیں۔ اس کے سامنے قیام کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کا ہم سے تقاضا یہ ہے کہ تم مجھے معبود ہی بناؤ؟ اور مجھے محبوب بھی بناؤ۔ میری عبادت کرو۔ لیکن عبادت میں شامل محبت کرو۔ وہ عبادت عبادت نہیں ہوتی۔ جس عبادت میں محبت نہ ہو۔ اس لئے فرمایا کہ خالی سجدہ سے

وائے ناکامی زاہد پیشانی پر اس کی — داغ سجدہ تو بنا داغ محبت نہ بنا۔

فرمایا مجھے ان کی ضرورت ہے۔ جن کے سجدوں میں پیار ہو۔ جن کے قیام میں محبت ہو۔ جن کی ہر ادا میں محبت جھلک رہی ہو مجھے محبت سے خالی سجدوں کی ضرورت نہیں۔ حضرت سید یحییٰ بن آذر اولیاء کے اکابرین کے امام ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ سجدہ جس میں اللہ کا پیار ہو۔ اللہ کا عشق ہو۔ مجھے وہ سجدہ ستر سال کی بے ریا عبادت و ریاضت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جو بغیر محبت کے کی جاتی۔ ستر سال کی بے ریا عبادت ایک طرف اللہ عشق سے بھرپور سجدہ ایک طرف۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اندر پیار نہیں۔ اس کے اندر ایمان ہی نہیں۔ اس لئے محبت محبت رہتی ہے۔ جب تک حد میں رہتی ہے جب حدود و قیود کو توڑتی ہے۔ تو محبت عشق بن جاتا ہے۔ اور اس کا تقاضا ہم سے ہے۔ کہ تم اللہ سے محبت کرو۔ بلکہ اللہ سے پیار کرو۔ اللہ سے عشق کرو۔

حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہے۔ اس کو بڑا امتیازی شان عطا فرمائی۔ اس کو سب سے کامل انسان بنایا۔ پھر اس میں دل کو کامل بنایا۔ اور دل کو اس لئے سب سے افضل و اعلیٰ بنایا کہ محبت کا شہباز اسی پہ آ گیا۔ اگر دل میں محبت نہیں ہے۔ تو دل دل نہیں ہے۔ اور جس میں دل نہیں ہے وہ

بندہ بندہ نہیں ہے۔ تو بندے کی محبت دل سے ہے۔ اور دل کی قیمت محبت ہے۔ اگر دل محبت سے خالی ہو۔ تو
دل نہ رہا۔ اور اگر انسان دل سے خالی ہو تو انسان ہی نہ رہا۔ انسان اور حیوان میں فقط امتیاز محبت ہے۔
بنیادی کلیہ محبت ہے۔ جن کے دل میں پیار ہے۔ ان کا بیڑا پار ہے۔

حضرت بابا گنج شکرؒ کے پاس کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ حضور آپ بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ
عشق بہت ضروری ہے۔ حضور نماز پڑھیں۔ روزہ رکھیں۔ حج کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ تو کیا یہ چیزیں کام
نہیں کرتیں۔ نماز پڑھیں یہ فسق و فجور کو مٹاتی ہے۔ برائیوں کو مٹاتی ہے۔ روزہ رکھیں تو بندہ برائیوں
سے بچا رہتا ہے۔ اندر کی جتنی بری خصلتیں ہیں۔ وہ دبی رہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو بھی سچا ہے۔ لیکن ہمارا قول
اس سے بھی اچھا ہے۔ عرض کی حضور عشق کیوں ضروری ہے۔ فرمایا پیارے نماز پڑھو گے۔ کیا پڑھو گے۔ کیا اثر ہوگا
بولا حضور آپ بتائیں۔ فرمایا دل جنگل کی طرح ہے۔ ـــ دل دریا سمندروں ڈونگھے ـــ ہر دل ایک کائنات
ہے۔ ایک جہان ہے۔ اس میں اتنی جھاڑیاں اتنے جنگل اتنی گھاس ہے۔ کہیں تکبر کا ڈیرہ۔ کہیں نفاق کا
ڈیرہ۔ بے شمار جھاڑیاں ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کاٹو تاکہ مکان مکین کے لائق بنے۔ مکان ستھرا ہوگا جالے
پھیرے گا۔ چونا ہوگا۔ جھاڑو ہوگا۔ پھر یہیں مکان والا آئیگا۔ کیونکہ یہ پاک ہے۔ وہ صاف ہے۔ وہ اس مکان
میں ڈیرہ لگاتا ہے۔ جہاں کوئی گندگی کا ڈھیر نظر نہیں آتا ہے۔ میلے دل میں وہ ڈیرا نہیں لگاتا۔ تیرا دل تو جنگل کی
طرح بھرا ہوا ہے۔ ادھر بوٹا نفاق کا۔ ادھر درخت بغض کا۔ ادھر حسد کا۔ تیرے اندر تو اتنی جھاڑیاں لگی ہیں اب
بول کیسے مکین آئے گا۔ اور اس مکان کی قدر مکین سے ہے۔ اگر مکین نہ آیا۔ تو لاکھ مکان کو اونچا بنا۔ اس کی لاکھ باریاں
دروازے بنا۔ رونق نہیں ہوگی۔ کیونکہ مکانوں کی رونق مکینوں سے ہوتی ہے۔ جن مکانوں سے مکین چلے جاتے ہیں۔ وہاں بھی
رونق نہیں ہوتی۔ بزرگ رہتا تھا۔ ـــــ دل ایک مکان ہے۔ اس مکان کو ستھرا کر۔ ایک نماز پڑھے گا۔
ایک حسد کی ٹہنی ٹوٹے گی۔ درمیان میں وقفہ آئے گا۔ تو بازار میں جائے گا۔ جھوٹ اور آگ جائیں گی۔ تو ایک ہاتھ میں بندہ
رکھے گا۔ اپنے جگر کو پیاسا رکھے گا۔ دو درخت کٹیں گے۔ چار درخت کٹیں گے۔ لیکن جنگل ہرے کا ہرا رہے گا۔ لیکن
مہینے بعد جنگل کی بھرمار۔ اب بتا میرے یار۔ یہ گھر کیسے صاف ہوگا۔ آپ ہی بتائیں۔ اس جنگل کو ختم کرنے کا طریقہ اس
صحن چمن کو ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس دل کی کائنات کو اجلا کھرا کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔ جنگل
کو کیسے ختم کریں۔ اور حضور بھی گزر گئے۔ جاتا گیا سے نکلنا تھا۔ نہ حسد ختم ہوا۔ پڑھتے پڑھاتے۔ ہزاروں ...

بر صفحہ ۲۹

اللہ کی بُرہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا یھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم ____ مبینا ۵ برادرانِ اسلام میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے ایک روشن دلیل ۔ برھان قاطع پختہ دلیل آگئی ۔ اور فرمایا ہم نے تمہاری طرف نور مبین نازل فرمایا اس آیت پاک میں ایک بات یہ ہے ۔ کہ اللہ معبود برحق ہے ۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دعویٰ ہے ۔ اب دعویٰ یہ ہے ۔ کہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ برحق ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔ یہ دعویٰ ہے ۔ اور ہر دعوے کے لیئے دلیل کا ہونا ضروری ہے ۔ اور اللہ نے بھی اپنے دعویٰ معبودیت و الوہیت کے لیئے دلیل بنائی ____ اگر وہ چاہتا تو کہہ دیتا کہ میرے ہونے کی دلیل آسمان ہے ۔ میرے معبود ہونے کی دلیل زمین ہے ۔ یہ چودہ طبق میرے معبود ہونے کی دلیل ہیں ۔ لیکن اللہ نے دلیل کامل بنایا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ۔ اور پھر جب مکے کے کافروں نے اللہ کی الوہیت پہ انگلیاں اٹھائیں ۔ تو سرکار نے بھی یہ نہیں فرمایا ۔ کہ اللہ معبود ہے میں اس کا نبی ہوں ۔ کعبہ دیکھ لو ۔ ستارے دیکھ لو ۔ بلکہ فرمایا ____ لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون کہ میری عمر کے چالیس سال تمہارے سامنے گزر گئے ۔ میرے دن دیکھو ۔ میری راتیں دیکھو ۔ میرا حال دیکھو ۔ میری چال دیکھو ۔ میری رفتار دیکھو ۔ میری گفتار دیکھو ۔ اگر میرے اندر کوئی عیب ہے ۔ تو دعوے کے اندر بھی عیب ہے ۔ اگر میرے اندر کوئی کمی ہے ۔ تو دعوے کے اندر بھی کوئی کمی ہے ۔ اور اگر میری زندگی بے عیب ہے ۔ تو مان لو کہ رب بھی بے عیب ہے ____ یہ دونوں چیزیں ذہن میں رکھیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ کی الوہیت کی دلیل کے طور پہ مکے کے کافروں کے سامنے پیش کیا ۔ تو اپنی ذات کو پیش کیا ۔ اور اپنی پوری عمر کو پیش کیا ۔ کہ میری پوری عمر اللہ کے وجود کی دلیل ہے ۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ من اطاع محمد ؐ فقد اطاع اللہ ۔ کہ اللہ کی اطاعت کی ظاہری کوئی شکل نہیں ۔ کیونکہ جس کی اطاعت کی جائے جس کی تابعداری کی جائے ۔ وہ نظر تو آئے ۔ کہ کیسے چلتا ہے ۔ کیسے اٹھتا ہے ۔ کیسے بولتا ہے ۔ فرمایا اللہ بے مثل ۔ بے مثال ہے اب اس کی اطاعت کیسے کریں ۔ فرمایا ۔ جس نے محمد ؐ کی اطاعت کی ۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا ۔ جس نے میری نافرمانی کی ۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔ اور فرمایا حق اور باطل کے درمیان فرق کون ہے ۔ اگر کفر اور اسلام کے درمیان حدِ فاصل فرق رکھنے کے لیئے کسی کی ذات ہے ۔ فرمایا وہ اللہ کی ذات نہیں ۔ بلکہ محمد ؐ فرق بین الناس ۔ وہ محمد عربی ؐ کی ذات ہے ۔ یہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا ۔ کہ میری ذات

کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے ۔ ——— اس لئے کہ یہودی بھی خدا کو مانتا ہے۔ عیسائی بھی خدا کو مانتا ہے ۔ گرونانک بھی خدا کو مانتا ہے ۔ بدھ مت بھی خدا کو مانتا ہے ۔ سکھ بھی خدا کو مانتا ہے۔ ہندو بھی خدا کو مانتا ہے ۔ خدا کو ہر کافر مانتا ہے ۔ لیکن پھر بھی کافر کافر ہی ہے ۔ خدا کو سارے مانا کرتے ہیں ہیں ۔ کیا آپ یہودیوں کو مسلمان کہتے ہو۔ سکھوں کو مسلمان کہتے ہو۔ ہندو کو مسلمان کہتے ہو ۔ نہیں ۔ کیوں نہیں کہتے ۔ وہ سارے اللہ کو مانتے ہیں ۔ لیکن مسلمان نہیں ہیں ۔ کیونکہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا ۔ محمد فرق بین الناس کہ اللہ کو ماننے والا رسول کو نہ مانے ۔ مسلمان کا لفظ اس پہ صادق نہیں آسکتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا ۔ کیونکہ فرق میری ذات ہے ۔ مجھے مانے گا تو مومن ہے ۔ میرا انکار کریگا تو کافر ہے ۔ امام نے ایک آیت اور دو حدیثوں کو ملا کر نتیجہ نکال لیا ۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے دلیل بنایا ۔ اور لا الہ الا اللہ کو دعویٰ بنایا ۔ ——— اور یاد رکھو کہ اصول یہ ہے ۔ کہ عدالت کے اندر جب مقدمہ پیش ہوتا ہے ۔ ادھر سے بھی ایک وکیل ہوتا ہے ۔ اور ادھر سے بھی ایک وکیل ہوتا ہے ۔ اور جو عقل مند وکیل ہوتا ہے ذہین وکیل ہوتا ہے ۔ وہ دعوے کو کبھی نہیں چھیڑتا ۔ بس دعوے کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے ۔ پھر مخالف وکیل کی دلیل کو توڑتا ہے ۔ دعوے میں عیب نہیں نکالے گا ۔ دلیل میں عیب نکالے گا ۔ کہ یہ دلیل کمزور ہے ۔ اس میں یہ کمزوری ہے ۔ یہ کمزوری ہے ۔ اور جو کہیں دلیل کو کمزور ثابت کر دے گا ۔ اس کا دعویٰ کامیاب ہو جائے گا کیونکہ دلیل دعوے کی کمزور ہو گئی ۔ اور دشمن کا وار ہمیشہ دعوے پہ نہیں بلکہ دلیل پر ہوا کرتا ہے

اگر یہ بات درست ہے ۔ تو دعویٰ ہے ۔ لا الہ الا اللہ اور دلیل ہے ۔ محمد رسول اللہ دعویٰ ہے اللہ کا معبود ہونا ۔ دلیل ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا ۔ اب دشمنوں نے بھی وار کیا ۔ دلیل پہ کیا ۔ کیونکہ دشمن چالاک ہے ۔ تو قرآن مجید کہتا ہے ۔ کہ تکتمو الحق وانتم تعلمون ۵ یہودی جب بھی اپنی کتاب پڑھتے جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف آتی تو ہاتھ رکھ دیتے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صفت آتی ۔ پھر فوراً اس کی تحریف کرتے ۔ بدل ڈالتے تھے ۔ اب یہودیوں نے سب سے پہلے وار دلیل پہ کیا ۔ نصرانیوں نے وار دلیل پہ کیا ۔ سکھوں نے وار دلیل پہ کیا ۔ ہندوؤں نے وار دلیل پہ کیا ۔ جو بھی چالاک دشمن تھا ۔ وہ دلیل پہ وار کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ شیطان جب اپنی مجلس شوریٰ لے کر بیٹھا اس نے کہا مسلمانوں کو مارو ۔ ان کی جان نکالو ۔ کیونکہ یہ تو یہ نہیں مرتے ۔ بھوکا رکھو پھر بھی نہیں مرتے ۔ روٹی چھین لو پھر بھی نہیں مرتے ۔ ان سے گر چھین لو مسلمان نہیں

مرتے۔ تو اس مسلمان کو مارنے کا طریقہ کیا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا کہ سب شیطانوں نے اپنا اپنا مشورہ دیا۔
لیکن جو شیطان آخر تھا۔ اس نے کہا کہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی — روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو۔

یہ مسلمان نہ تیروں سے مریں گے۔ نہ تلواروں سے مریں گے۔ نہ بھوک سے مریں گے۔ ان کے شکنجے جکڑ دو۔ ہم کہتے ہیں کہ
ان پر تم جتنا بھی ظلم کرو۔ یہ مٹیں گے نہیں۔ یہ ختم نہیں ہوں گے۔ ان کو مارنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ ان کے
دل سے نبیؐ کا پیار نکال دو۔ نبی کی محبت کا چراغ بجھا دو۔ یہ جیتے جی مر جائیں گے۔ یہ شیطانی سازش
یہودی نصرانی سب نے مل کر کی۔ میرے مسلمان بھائیو۔ رب نے میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلیل بنایا اور
جتنا کچھ تھا۔ انہوں نے اس دلیل کے اندر کیڑے نکالے۔ کسی نے علم کا عیب نکالا۔ کسی نے شخصیت کا عیب
نکالا۔ جرمن زبان کے اندر، فرانسیسی کے اندر ایک ہزار نہیں۔ ہزاروں کتابیں میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی عظمت و شان کے خلاف لکھی گئی۔ لکھی جا رہی ہیں۔ لیکن دیکھو توحید کے خلاف کوئی کتاب نہیں ملے گی۔
ہر کتاب کا نشانہ گنبدِ خضرا میرا نبیؐ ہے۔ کبھی میرے نبی کی خوانگی زندگی کے اوپر تیر برسائے گئے۔ کبھی میرے نبیؐ کی
شخصیت کے اوپر تیر برسائے گئے۔ کبھی علم پر اعتراض۔ کبھی آپؐ کی آل میں خامیاں تلاش کی گئیں۔ کبھی
آپ کے اصحاب میں تیر برسائے گئے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا۔ دلیل ہے میرا نبی۔ اور اسی لئے دلیل کو میرے رب نے مضبوط بنایا۔ کتنا مضبوط بنایا۔
جسمانی طور پر بھی مضبوط بنایا۔ روحانی طور پر بھی مضبوط بنایا۔ نام بھی مضبوط بنایا۔ کام بھی مضبوط۔ نام بھی
اللہ نے میرے نبی کا مضبوط بنایا۔ انوکھا بنایا۔ نرالا بنایا۔ سب سے الگ فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی باری
آئی تو فرمایا — یا آدم اسکن — الجنۃ۔ نوح کو پکارا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی باری آئی تو
فرمایا۔ یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا۔ نام لیا ایک ایک نبی کا۔ یا موسیٰ۔ یا یحییٰ۔ یا زکریا۔ ہر نبی کا نام لیا لیکن
جب میرے نبی کی باری آئی۔ تو فرمایا۔ یا ایہا النبی۔ پورا قرآن پڑھو تو کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا نام لیا ہو۔ کیوں آپ یوں سمجھیں کہ اگر آپ کو کوئی آدمی بلائے ایک یہ کہ حضرت صاحب۔ ایک ہے پیر صاحب۔
ایک آئے آپ کا صرف نام لے کر پکارے تو آپ بتائیں کہ آپ کی کس نے عزت کی؟ آپ کو کونسا پسند آئے گا
میرے اللہ نے بھی فرق رکھا فرمایا اوروں کی بات اور ہے۔ تیری ذات اور ہے۔ اسی لئے سارے نبیوں کا نام لیا ہے

خالق ہے جو چاہے لے لیکن میرا نبی بس میرا نبی ہے۔ اللہ نے پورے قرآن تیس پاروں میں کہیں فرمایا۔
یاایھاالرسول۔ کہیں کہا یاایھاالمزمل۔ کہیں فرمایا۔ یاایھاالمدثر۔ کہیں فرمایا یٰسٓ۔ لے سردار کہیں
فرمایا طٰہٰ۔ بلکہ اگر کسی نے میرے نبی کا نام لیا تو رب نے فرمایا۔ لا تجعلوا دعاء الرسول ــــ ٥
فرمایا۔ خبردار ہو جاؤ۔ خبردار ہو جاؤ۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسا نہ پکارو۔ جیسے تم ایک دوسرے
کو پکارا کرتے ہو۔ یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ اسمی ہے۔ یہ برہان کا پہلا جز ہے کہ اس
دلیل کا نام بھی کمال ہے۔ دلیل بھی کمال ہے۔ اکمل ہے۔ اللہ اکبر ٥

کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا ٥ بگڑے بھی تو بنا دیتا ہے نام محمدؐ

(۱) حضرت سفینہ کا واقعہ (انا مولیٰ رسول اللہ) یاابا الحارث جنگل کے جانور نبی کے نام کا احترام
کرتے ہیں۔ لیکن ـ سفینے کہا شیر کے تاثیں بے شک میں کھا دیں۔ میں غلام رسول اللہ ذرا
سورج کے ہتھ لا دیں ـ شیر نے کہا سفینے تاثیں سن رہی راہ جا نہ رے۔ جو رے غلام رسول اللہ کے اسیں غلام۔
(۲) حضرت آدم کی توبہ۔ جناب عمر فاروق ـ مستدرک حاکم ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیثیں
قاضی عیاض محدث زمانہ مفسر زمانہ = انوارِ محمدیہ میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم اتنا
بڑا نام اور اتنا چھوٹا کام۔ = یہ میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا کمال ہے۔ ۳ آگے اب
دلیل کا کمال جسمی۔ میرے نبی کو رب نے ایسا کامل بنایا۔ کیونکہ دلیل بنایا اور دلیل بھی مضبوط
اگر سورج پہ انگلی اٹھے تو الٹے پاؤں واپس پلٹے کہتے ہیں کہ میرے نبی نے انگلی اٹھائی تو سورج واپس
پلٹا۔ تو جس نبی کی ایک انگلی میں اتنی طاقت ہے۔ تو اس کے پنجے میں کتنی طاقت ہو گی ـ
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا۔ اس موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام۔
(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ حضور صلی نے فرمایا چچا کیا
حال ہے۔ عرض کی حضور علیہ السلام آپ ہی کا خیال ہے۔ عرض کی آپ جانتے ہو۔ کہ ہم آپ کو کیسے
سے مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے۔ عرض کی جب آپ لیٹتے تھے۔ ماں جھولے میں
اور آپ انگلی اٹھاتے تھے۔ یوں اشارہ فرماتے تھے۔ اور چاند کی طرف آپ کا اشارہ جاتا تھا۔ جدھر
آپ کی انگلی جاتی تو چاند کی گردش بھی ادھر جاتا۔ آپ کی انگلی سے رقص کرتا تھا چاند۔ آنگنے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چچا اصلی بات بتاؤں۔ جی سرکار بتاؤ۔ فرمایا جب چاند اللہ کے
حضور سجدہ کرتا تھا۔ میں اس کی آواز بھی سنتا تھا۔ اسی لیے امام اہلسنت مجدد دین وملت احمد رضا
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

چاند جھک جاتا تھا۔ جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا۔

(۳) سورج میں بھی بڑی پاور ہے۔ لیکن میرا نبی پھر میرا نبی ہے۔ بہت دور ہے سورج حساب لگانے والوں نے حساب لگایا کہ نو کروڑ میل دور ہے۔ حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس صحابیہ فرماتی ہیں۔ علی کو کام کیلئے بھیجا۔ (نماز قضا) میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بول علی قضا پڑھے گا یا ادا پڑھے گا۔ اس نے کہا قضا ہیں بھی پڑھیں گے۔ مگر جب تک آپ کا ساتھ رہے گا۔ اس وقت تک ادا پڑھیں گے۔ میرے کریم نے فرمایا ٹھہر جا۔ بس ہاتھ اٹھے۔ اللھم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک۔ اے اللہ میرا علی تیری نوکری میں تھا۔ تیرے رسول کی نوکری میں تھا سورج کو واپس لوٹا۔ (۱) باتیں دو ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے رات کو یا دوپہر کو۔ رات کو نیند کا وقت ہوتا ہے۔ اور دوپہر کو تھوڑا قیلولہ ہوتا ہے۔ یہ وقت نہ رات والا۔ نہ یہ قیلولہ یہ کون سا وقت سونے کا تھا۔ میرے نبی ؐ فرماتے ہیں۔ تنام عینای ولا ینام قلبی۔ میری آنکھ سوتی ہے۔ میرا دل کبھی سویا ہی نہیں۔ جب جاگ رہے ہو تو خواہ مخواہ ہماری نماز رہ گئی لگتا ہے۔ کہ آج جان بوجھ کر سوئے ہوئے تھے۔ کہ علی کے پیار کا آج امتحان ہو جائے۔ پتا لگ جائے۔ کہ پیار آرام سے بھی پیار ہے یا صرف نماز پہ پیار ہے۔ اور یہ بھی پتا تھا۔ کہ اگر نماز کیلئے روئے گا۔ تو کچھ ہوئے گا۔ اپنی طاقت کا بھی میرے نبی کو علم ہے۔ میرے نبی نے آرام فرمایا۔ آنکھیں بند فرمائیں۔ سورج ڈوب گیا۔ علی چپ رہا۔ اب اللہ نے نبی نے جب سورج لوٹایا تو کیا کہا۔ انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک۔ یا اللہ علی تیری اطاعت کر رہا تھا۔ اب اللہ والے جبریل ؑ کو فرماتا۔ کہ یہ کون سی اطاعت ہو رہی ہے۔ میری ڈیوٹی ہے۔ لیکن میرے نبی نے فرمایا۔ انہ کان فی طاعتک ——— یا اللہ میں علی کی گود میں سر رکھ کے سو رہا تھا۔ تیری نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ میں سو رہا تھا۔ اس نے مجھے نہ جگایا۔ کیونکہ میرے احترام کا خیال آیا۔ اس نے نماز کو میرے نام

پر قربان کیا۔ یہ شیری نافرمانی نہیں۔ تیری اطاعت ہے۔ میرے مالک سورج کو لوٹا دے۔ حالانکہ اللہ کا اعلان ہو گیا
کہ سورج قیامت کے دن مغرب سے نکلے گا۔ پر محبوب اگر آپ بولتے ہو تو۔ قیامت کا انتظار کون کرے۔ آج ہی
لوٹا دیتے ہیں۔ اور غور کرو۔ سورج گردش کرکے آتا ہے۔ کبھی سیدھا نہیں آتا۔ لیکن جب نبی نے انگلی کا اشارہ
فرمایا۔ تو سورج کو اپنے معمول اپنے ضابطے اپنے قاعدے کا ہوش نہ رہا۔ اور سورج لوٹ کے عصر کے وقت
پہ آگیا۔ (۵) جیسے کہ رند بارش۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ (۶) درخت کا بارگاہ رسالت میں
آنا۔ (۷) ابو جہل کا بیٹا عکرمہ ندی کے کنارے ملا۔ پتھر چل کے آئے۔ (۸) حضرت ابو ذر دلیہ
مع یار دستانی۔ نبی کا زیارت کیلئے۔ یہ رندوں کیلئے خانے پر رسم عبادت ہوتی ہے۔
صدیق عمر۔ عثمان کا آنا۔ زیارت کے لیے۔ چار کنکریاں پڑی تھیں وہ ہاتھوں میں۔ تو بولنے لگے
لیکن وہ ماسٹو دیکھنے نبی کو تھے۔ مانتے خدا کو تھے۔ (۹) اعلان نبوت سے پہلے پتھر کا سلام
سے جانے والے ہماری محفل سے چاند تاروں کو ساتھ لیتا جا۔
ہم کانٹوں سے نباہ کرلیں گے تو بہاروں کو ساتھ لیتا جا۔
(۱۰) حلیمہ سعدیہ کا زبان حجر اسود کے متعلق۔ خرج حجر اسود من مکان =
سن میرے نبی کی شان یہ رب کی دلیل ہیں۔ درختوں سے کلمہ پڑھا دے۔ پیارے صدیق اکبر سے پوچھو۔ عمر۔
عثمان۔ علی رضی۔ جنہوں نے آنکھوں سے نظارے دیکھے۔ میرا کریم آقا بے حیاؤں کو حیادار بنا ڈالے بے ثمر کو
ثمردار بنا ڈالے۔ میرے کریم کی عزت اور وقار ہے۔ کہ پتھر حجر کنکریاں آپ کو سجدہ کریں۔ آپ کا کلمہ پڑھیں
(۱۱) استون حنانہ کا رونا۔ خواجہ حسن بصری کا فرمان۔ آپ روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ بن شمس بھی رونا آیا۔
احد پہاڑ کی محبت۔ (۱۲) عکاشہ کی تلوار (۱۳) قتادہ کی آنکھ۔ (۱۴) لڑکی کا زندہ ہونا۔
(۱۵) حدیبیہ کے مقام پر۔ ۱۵۰۰ آدمیوں کو سیراب۔ جابر روایت کرتے ہیں۔
دیئے خدا نے انبیاء کو معجزے۔ میرا نبی معجزہ بن کے آیا۔

Qari Muhammad Abbas
Joulana
Sig.
PM - ۶ : ۴۷
Distt. Teh. Pakpattan

۱۴ - ۰۵ - ۲۰۰۷
۲۶ - ۴ - ۱۴۲۸

خان محمد قادری کو تقریر کرنی ہے
۰۵-۷۱

۱۔ فضائل بسم اللہ شریف

قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ النمل ۲۹ - ۳۱ - پ۱۹ - ملکہ نے کہا اے سردارو میری طرف ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے۔ بے شک وہ خط سلیمان علیہ السلام کی جانب سے آیا ہے۔ اور وہ اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ تم لوگ مجھ پر سربلندی کی کوشش مت کرو۔ اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔ عرفان القرآن صفحہ ۶۰۰ - (ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے۔ اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے۔ منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے۔ جس وقت محمد کا دربار نظر آئے۔ بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی۔ علیہ یاد نہیں کیا کیا اشعار نظر آئے۔ دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے۔ جب سب نے آنکھوں کے غمخوار نظر آئے۔ مکے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں۔ ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے۔ کلیات طہوری صفحہ ۵۲ نوائے طہوری = عزیزان گرامی آج میں آپ کے سامنے اللہ رب العزت کے کلام مجید کی ایک آیت تلاوت کی ہے۔ جس کے اندر اللہ نے بسم اللہ شریف کی عظمت کو بیان فرمایا۔ اس کی بہت شان ہے۔ بسم اللہ کی فضیلت کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیشان ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر اچھا کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کریں۔ اس سے کام میں برکت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ آج بھی مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ ہر کام کے آغاز سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ ہر نیک کام بسم اللہ پڑھنے کے بغیر شروع کیا جائے تو برکت نہیں ہوتی۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ کہ اگر بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھایا جائے۔ تو شیطان بھی اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسلمان کے شیطان اور کافر کے شیطان میں ملاقات ہوئی۔ مسلمان کا شیطان کافی دبلا پتلا تھا۔ اور کافر کا شیطان کافی موٹا تھا۔ موٹے نے پوچھا۔ تو اتنا لاغر کیوں ہے۔ اس نے کہا۔ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ ہوں۔ جو مسلمان ہے۔ اور ہر چیز کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے کچھ کھانے کو نہیں ملتا۔ کافر کے شیطان نے کہا۔ میں ایک ایسے شخص پر مسلط ہوں۔ جس کی ہر چیز میں شریک ہوتا ہوں جس کی وجہ سے میری حالت بہت اچھی ہے۔ دوستو! آپ نے سنا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہر کام میں پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کریں۔ —— حضور فرماتے ہیں۔ جب تم سفر کرنے لگو تو بسم اللہ شریف

پڑھ لیا کرو۔ وہ اس لیئے کہ بسم اللہ پڑھنے سے ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب ہوگا۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۲۰
دوستو! اگر ہمیں بسم اللہ کی صحیح فضیلت کا علم ہو جائے۔ اور یقین کامل ہو جائے تو ہم کبھی غفلت نہ کریں
ہم پر تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ ہم پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا فیضان برقرار ہے۔ یہ بسم اللہ
پہلی امتوں پر بھی نازل فرمائی گئی۔ لیکن ان اقوام کی سرکشی کے باعث بسم اللہ شریف کی برکت ان سے اٹھا لی گئی۔
اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فیضان ہے۔ اور حضور کی رحمت ہے۔ کہ ہم مسلمانوں کا وقت اتنی غفلت میں گزر رہا ہے
لیکن پھر بھی بسم اللہ شریف کی سعادت اور برکت ہم مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم
اللہ شریف کی برکت سے اپنے آپ کو مالا مال کریں۔ اگر ہم بسم اللہ نہ پڑھیں گے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کیلئے
کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ کیونکہ بسم اللہ شریف تو ہم مسلمانوں کیلئے رحمت عطا کرنے کا بہانہ ہے۔ کیونکہ ہم آقا
حضور رحمت العالمین کی امت ہیں۔ اور اس امت کی صفات کو اللہ نے کتب سابقہ میں بھی بیان فرما دیا تھا۔
پر آقا علیہ السلام کی رحمت کا صدقہ ہے۔ (۲) بسم اللہ شریف وظیفہ جانفزا ہے (۳) یہ وسیلہ بخشش
و نجات ہے۔ (۴) یہ عطائے خداوندی ہے۔ (۵) یہ ابتدائے قرآن ہے (۶) یہ انمول خزانہ ہے۔ (۷) یہ رحمت کا
بہانہ ہے۔ (۸) یہ سنت رسول بھی ہے۔ (۹) یہ حدیث رسول ہے اور قرآن مجید بھی ہے (۱۰) اس کے بغیر
ہر کام بے برکت ہے۔ (۱۱) اس کے بغیر قرآن مجید نا مکمل ہے۔

دوستو۔ مرسلین پر نازل ہوئے ان تمام صحائف کا بیان قرآن پاک میں ہے۔ قرآن پاک کا سارا بیان
سورۃ فاتحہ میں ہے۔ سورۃ فاتحہ کا سارا بیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ اور بسم اللہ کا سارا بیان بسم اللہ
کی با میں ہے ۔۔۔۔۔ مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں بسم اللہ کی با کا
نقطہ ہوں۔ یعنی جو کچھ قرآن پاک میں ہے۔ اور دیگر صحائف میں ہے۔ ان سب کی معرفت مولائے کائنات کو حاصل
ہے۔ ہم سب کو بسم اللہ شریف کے فیوض و برکات حاصل کرنے چاہیے ۔۔۔۔۔ بادشاہ روم نے حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ میں دردِ سر کے موذی مرض میں مبتلا ہوں۔ مجھے کوئی دوا ارسال
فرمائیں۔ آپ نے ایک ٹوپی ارسال فرمائی۔ وہ بادشاہ جب وہ ٹوپی سر پر پہن لیتا۔ تو دردِ سر چلا جاتا
جب ٹوپی اتار دیتا۔ تو دردِ سر دوبارہ شروع ہو جاتا۔ وہ بڑا متعجب ہوا۔ چنانچہ اس نے خادمین کو حکم دیا
کہ اس ٹوپی کو چاک کرو۔ اس میں کیا ہے۔ اور جب ٹوپی کو پھاڑا گیا۔ تو اس کے اندر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کی تحریر نکلی قیصرِ روم نے جب یہ ماجرہ دیکھا۔ تو اس کا دل تبدیل ہو گیا۔ اس نے کہا۔ اسلام شاندار مذہب ہے۔ جس کی ایک آیت نے مجھے شفا عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ مواہب اللدنیہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ایک مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دس ہزار گناہ معاف فرما کر دس ہزار درجے بلند فرماتا ہے۔ اور دس ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ عزیزان گرامی بسم اللہ کی فضیلت سنو۔

ایک مرتبہ ایک کافر ڈاکو ڈاکہ کی نیت سے نکلا اس کا گزر ایک شاندار محل سے ہوا۔ محل کی شان و شوکت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ چوری چھپے اس نے محل کا جائزہ لیا۔ اور دیکھا۔ کہ اس محل کے بے شمار کمرے ہیں۔ اور ہر کمرہ فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ محل کی تعمیر میں یاقوت و زمرد کا استعمال کیا گیا ہے ـــ محل کے ایک پرسکون گوشہ میں اس نے ایک حسین و جمیل عورت اور ایک بوڑھے کو دیکھا۔ اس نے دل میں خیال کیا۔ کہ کیوں نہ میں اس بوڑھے کو قتل کر کے اس محل اور عورت پر قابض ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے بوڑھے پر حملہ کر دیا۔ بوڑھے نے نوجوان ڈاکو کو چاروں شانے چت گرا دیا۔ نوجوان اٹھا۔ اور دوبارہ حملہ کیا۔ مگر اس مرتبہ بھی بوڑھے نے گرا دیا۔ اور بار بار گرایا۔ اس ڈاکو نے خیال کیا۔ کہ میں نوجوان ہوں۔ طاقتور ہوں۔ یہ بوڑھا اور کمزور ہے۔ مگر یہ کیا وجہ ہے پھر بھی مجھے بار بار گرا رہا ہے۔ کافر نے محسوس کیا۔ کہ بوڑھا آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے۔ کافر نے پوچھا۔ کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ جواباً بوڑھے نے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم جو خدا کا پاک نام ہے پڑھتا ہوں ـــ کافر کے دل کی دنیا بدل گئی۔ سوچنے لگا۔ جس دین میں بسم اللہ شریف کی اتنی برکت ہے۔ وہ دین کتنا عظیم ہوگا۔ اس کافر ڈاکو نے فوراً کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ عزیزانِ ملت اس واقعہ میں ہمیں ذہنی تسلی کیلئے دو باتیں ملیں۔ ایک تو بسم اللہ شریف کی برکت سے بوڑھا فاتح ہوا۔ اور بسم اللہ کی برکت سے وہ نوجوان کافر مسلمان ہو گیا۔ یہ بسم اللہ کا فضل و کرم ہے۔ اس لئے ہمیں ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھیں۔ اگر سونے لگیں تو کم از کم بسم اللہ پڑھ کر سوئیں تاکہ آپ کی نیند بھی آپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ گھر کے کام کاج میں بسم اللہ۔ تو آپ کے گھر میں رحمتِ خداوندی کی بالادستی ہوگی۔ آپ کے گھر میں اللہ کے انوار و تجلیات نازل ہوں گے۔ رحمتوں کا سائبان تعمیر ہو جائے گا۔

بسم اللہ پڑھنے سے شرم و حیا کی دولت بھی نصیب ہو جائے گی۔ خیر و برکت کا نزول ہوگا۔

بسم اللہ کی فضیلت کیا بیان کروں بات بڑی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں

اپنے بھائی کے پاس گیا۔ کہ وہ نشے میں دھت پڑا ہے۔ آپ بھائی پر ناراض ہوئے۔ اور اسی ناراضگی میں بھائی
کو پیٹا اور واپس چلے آئے۔ اُن کا بھائی نشے میں چُور تھا۔ ہوش و حواس سے بیگانہ تھا۔ اسی حالت
میں گھر سے نکلا اور ایک سیوریج میں گر کر مر گیا۔ آخر کار سیوریج سے نکال کر دفن کر دیا۔ بزرگ
بھائی نے خواب میں اپنے بھائی کو جنت میں ٹہلتے دیکھا۔ حیرت کے مارے انگشت بدنداں رہ گئے عالم تجسس
میں پوچھا کہ بھائی تو تو شرابی تھا۔ گناہ کرتا تھا۔ اور کبھی بھول کر بھی خدا اور اس کے رسول کا نام نہ لیتا تھا۔ کبھی کسی کے
ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آیا تھا۔ اور اب جنت میں کس طرح پہنچ گئے — بھائی نے جواب
دیا میں واقعی کمینہ ذلیل اور شرابی انسان تھا اور میری موت بھی شراب پینے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ مگر ہوا
یہ ہے۔ کہ جب میں گھر سے نکلا تو راستہ میں ایک کاغذ دیکھا۔ کہ اُس پر بسم اللہ لکھی تھی۔ میں نے وہ اُٹھایا
اور نگل گیا۔ اس کے بعد میں سیوریج میں گر پڑا اور جاں بحق ہو گیا۔
پھر مجھے منوں مٹی تلے دے دیا گیا۔ جب میرے پاس منکر نکیر تشریف لائے۔ اور مجھ سے سوالات کرنے
لگے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہو۔ میرے پیٹ میں بسم اللہ کا نام موجود ہے۔ اسی
وقت نور کا ٹکڑا آیا۔ اُس نور سے آواز آئی میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے۔ میں نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔ یہ
ندا سُن کر فرشتے واپس چلے گئے اور بعد ازاں دوسرے فرشتے آئے جو مجھ کو جنت میں لے آئے۔ اب میں
جنت کی سیر کر رہا ہوں۔ سبحان اللہ بسم اللہ کی شان ہی نرالی ہے۔ کہ اس کی وجہ بندہ کی جان بخشی ہو گئی
نزہۃ المجالس صفحہ ۲۳ کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۵ پر مرقوم ہے۔
سرکار فرماتے ہیں۔ اکٹھے مل کر کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ تو تمہارا کھانے میں برکت ہو جائے گی۔ اور
تم پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ گے۔ چنانچہ کئی مواقع پر اسلام کی آزمائش کے دوران آئے اور ہزاروں صحابہ
نے تھوڑا کھانا کھایا۔ تب بھی بھوک باقی نہ رہی۔ یہ فیضان بسم اللہ شریف کا تھا۔ معلوم ہوا۔ بسم اللہ شریف
کلام خداوندی بھی ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ہے۔ ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم
میں سرکار کا معجزہ آج بھی موجود ہے۔ خواتین کا میلاد صفحہ ۱۲ - ۲۶
حضرت بشر حافی رحمۃ کا واقعہ — بسم اللہ کا ٹکڑا اٹھا۔ اللہ کو زمان دنیا کا فرشتہ میں تیرے نام کی خوشبو — نتیجہ پاکی
قصص الاولیاء صفحہ ۱۲۶ محمد الیاس عادل ۱

[signature]

بہ حضرت جلیلہ المبارک

۲۵ - ۵ - ۲۰۰۷
۷ - ۵ - ۱۴۲۸

۲۔ فضائل بسم اللہ شریف۔

اللہ کا نام ذاتی ہے۔ یہی نام مقدس ہے۔ جس سے ہر نیک کام کی ابتداء کی جاتی ہے۔ اور پھر جس کام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے کی جائے تو یقیناً اس میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مشکل کا حل اور ہر غم کا مداوا ہے۔ یہ نام حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ یہ نام بے کسوں کا کس اور بے سہاروں کا سہارا ہے اسی نام کی برکت سے مسلمان کو ہر میدان میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اسی نام سے شیطان دور ہو جاتا ہے تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ بسم اللہ قرآن مجید کی کنجی ہے۔ اور یہی وہ کلمہ پہلا ہے۔ جو سیدنا آدم علیہ السلام پر نازل ہوا۔ ــــ اس کا شان نزول کیا ہے۔ کفار کی عادت تھی۔ کہ ہر کام شروع کرتے وقت اپنے بتوں کے نام لیتے تھے۔ یعنی بسم اللات والعزیٰ وغیرہ کہتے تھے۔ اس لئے اہل ایمان کو حکم ہوا کہ تم ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ ــــ مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ جملہ علوم بسم اللہ کی با میں امانت رکھے گئے ہیں۔ گویا بسم اللہ شریف کا اصل معنیٰ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تھا وہ مجھ سے ہی تھا۔ اور جو کچھ ہوگا وہ مجھ سے ہی ہوگا۔ تفسیر روح البیان جلد ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں چار کلمے ہیں۔ ۱۔ بسم ۲۔ اللہ ۳۔ الرحمن ۴۔ الرحیم۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہر چیز کی اصلاح و درستگی چار چیزوں میں ہے۔ مثلاً زمانے چار ہیں۔ (۱) گرمی۔ سردی۔ بہار۔ خزاں (۲) اجسام کے عناصر چار ہی ہیں۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ (۳) کلمہ پڑھنے کے بعد فرض عبادتیں بھی چار ہیں۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ (۴) مقرب فرشتے بھی چار ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل (۵) آسمانی کتابیں بھی چار ہی ہیں۔ زبور۔ توراۃ۔ انجیل۔ قرآن مجید (۶) حضور علیہ السلام کے پیارے یار بھی چار ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔

حضرات گرامی بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں۔ ایک ذاتی یعنی اللہ۔ دو نام صفاتی الرحمن الرحیم۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ دنیا و آخرت کے درجے اور مرتبے بھی تین ہیں۔ (۱) انسان کے احوال تین ہیں۔ بچپن۔ جوانی بڑھاپا۔ (۲) دنیاوی حیثیتیں بھی تین ہیں۔ امیری۔ غریبی۔ فقیری۔ (۳) عالم بھی تین ہیں۔ عالم دنیا۔ عالم برزخ۔ عالم آخرت۔ (۴) اوقات بھی تین ہیں۔ زندگی۔ نیند۔ موت۔ (۵) آخرت میں جگہیں بھی تین ہیں۔ جنت دوزخ۔ اعراف۔ ــــ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ وہ دعا رد نہیں ہوتی جس کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جائے۔ (الحدیث)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے بسم اللہ شریف والے کاغذ کی تعظیم و تکریم کی۔ اور اسے اٹھا کر گرد و غبار سے
صاف کیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا۔ اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف
کرے گا۔ ـــــ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب مجھے معراج ہوئی
تو تمام بہشتیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ تو ان میں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید
میں یوں ہے۔ "وہ اس میں ایسی نہریں پانی کی ہیں۔ جو کبھی نہ بگڑے۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن
کا مزہ نہ بدلے۔ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں۔ جس کے پینے میں لذت ہے۔ اور ایسے شہد کی
نہریں ہیں جو صاف کیا گیا۔ (پ ۲۶ رکوع ۵) چار نہروں کی تعداد یہ ہے۔ (۱) پانی (۲) دودھ
(۳) شراب طہور (۴) شہد کی۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے نہروں کے متعلق پوچھا کہ یہ نہریں
کہاں سے آتی ہیں۔ اور کہاں جاتی ہیں۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ ؐ جاتی تو حوض کوثر میں ہیں۔ اور
یہ معلوم نہیں۔ کہ آتی کہاں سے ہیں۔ آپ اپنے رب سے پوچھئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب
سے التجا کی۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حاضر ہوا۔ جس نے تحفہ سلام پیش کر کے عرض کی۔
اے محمد ؐ آنکھیں بند کیجئے۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ اس نے پھر عرض کی۔ آنکھیں کھولئے۔ میں نے دیکھا
تو مجھے ایک درخت نظر آیا جو مجھے سفید موتی کا ایک قبہ معلوم ہوا۔ اس کا ایک مقفل دروازہ سونے
کا تھا اور وہ اتنا وسیع تھا۔ کہ اگر دنیا کے جن و انس جمع ہو کر اس پر بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں گے
جیسے پہاڑ پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میں نے ان نہروں کو دیکھا کہ وہ اس قبہ کے نیچے سے
آ رہی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں واپس ہونے لگا۔ فرشتہ نے عرض کی کہ حضور اس قبہ کے اندر
داخل کیوں نہیں ہوتے۔ میں نے کہا اس میں کیسے داخل ہوں اس پر تو تالا لگا ہوا ہے۔ اور کنجی
بھی نہیں ہے۔ اس نے عرض کی۔ اس کی کنجی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ پس میں نے تالا کے قریب
بسم اللہ پڑھی۔ تو تالا کھل گیا۔ پھر میں اس قبہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا۔ کہ چار نہریں اس قبہ
کے چار ستونوں سے جاری ہو رہی ہیں۔ اور ان چار ستونوں پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ جب میں نے
غور سے دیکھا۔ کہ پانی کی نہر بسم اللہ شریف کے میم سے۔ اور دودھ کی نہر اللہ کی ہا سے
اور شراب کی نہر رحمن کے میم سے اور شہد کی نہر رحیم کے میم سے جاری ہے۔ اب مجھے معلوم

ہوا کہ چار نہروں کا منبع بسم اللہ شریف ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص تیری امت میں خالص نیت سے مجھ کو ان اسمائے سے یاد کریگا۔ اور کہے گا بسم اللہ الرحمن الرحیم تو میں اسے ان چاروں نہروں سے پانی پلاؤں گا (تفسیر روح البیان جلد ۱)

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ قسم کھا کر حضرت میکائیل علیہ السلام سے اور وہ قسم کھا کر حضرت اسرافیل علیہ السلام سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اے اسرافیل مجھے اپنی عزت وجلالت اور سخاوت کی قسم ہے جس نے ایک بار بسم اللہ شریف کو الحمد شریف کے ساتھ ملا کر پڑھا لہٰذا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا۔ اس کی تمام نیکیاں مقبول فرمائیں۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور اس کی زبان کو ہرگز نہ جلاؤں گا۔ اور اس کو عذاب قبر عذاب نار۔ عذاب قیامت اور بڑے خوف سے بچاتا رہوں گا۔ (روح البیان جلد ۱)

فرعون نے خدائی دعوے سے پہلے حکم دیا۔ کہ اس کے دروازے پر بسم اللہ شریف لکھ دی جائے۔ جب وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عذاب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ لیکن اسے کچھ نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یا اللہ میں اس کے لئے التجا کر رہا ہوں۔ لیکن تو توجہ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے کلیم تیرا خیال تو یہ ہے۔ کہ اسے عذاب میں مبتلا کروں۔ لیکن تو اس کے کفر کو دیکھ رہا ہے۔ اور میں اس کے ان کلمات کو دیکھ رہا ہوں۔ جو اس کے مکان کے دروازے پر لکھے ہوئے ہیں

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزرے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ واپس آئے تو دیکھا کہ وہی قبر والا جس پر پہلے عذاب ہو رہا تھا۔ اب اس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے جس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا۔ اب اس پر تیری رحمت کا نزول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام یہ شخص انتہائی گنہگار تھا۔ جس کی وجہ سے یہ عذاب میں مبتلا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو اس نے اپنی بیوی کو نصیحت کی کہ اگر میں زندہ رہا۔ تو ٹھیک اگر مر گیا۔ تو اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچے کو جب وہ پڑھنے کے قابل ہو جائے۔ تو پہلے دینی تعلیم دلوانا۔ لہٰذا آج اس کا بچہ پڑھنے کے لائق ہو گیا۔ اس کی

بیوی نے اپنے بیٹے کو آج مولوی صاحب کے سامنے بطور شاگرد پیش کیا۔ جونہی استاد نے اسے بسم اللہ پڑھائی۔ جس کی برکت سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ (تفسیر کبیر جلد اول)

کسی محفل میں ایک مبلغ بسم اللہ کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ وہاں ایک یہودی کی بیٹی بھی موجود تھی۔ اس پر بسم اللہ کی فضیلت کا ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی اب چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ کا ورد اس کی زبان پر جاری رہتا۔ اس کا باپ اس پر ناراض رہنے لگا اور اسے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ کہ کسی طرح یہ اسلام سے منحرف ہو جائے۔ ورنہ وہ اپنی برادری میں منہ دکھانے کے قابل نہ تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ بادشاہ وقت کا وزیر تھا۔ اور بادشاہ کی خاص مہر والی انگوٹھی اس کے پاس رہتی تھی۔ ایک دن اس نے وہ مہر دار انگوٹھی اپنی بیٹی کو دی۔ اور کہا۔ کہ اسے محفوظ کر لے۔ جب ضرورت پڑنے پر تجھ سے لے لوں گا۔ چنانچہ لڑکی نے بسم اللہ پڑھ کر اس سے انگوٹھی لے لی۔ اور جیب میں ڈال لی۔ جب رات کو وہ سونے لگی۔ تو اس کے باپ نے چپکے سے وہ انگوٹھی اس کی جیب سے نکال کر دریا میں ڈال دی۔ اس لئے کہ مطالبے پر جب انگوٹھی اس سے برآمد نہ ہوئی تو پھر سزا دوں گا۔ کہ یا تو دین چھوڑ دے یا انگوٹھی لا۔ چونکہ انگوٹھی دریا میں ڈال دی گئی ہے۔ جس سے اس کا نشان تک ختم ہو چکا ہے۔ مگر اللہ کی شان دیکھو۔ کہ بسم اللہ شریف کی برکت کیسے ظاہر ہوتی ہے۔ جونہی انگوٹھی دریا میں گری۔ تو اسے ایک مچھلی نے نگل لیا۔ صبح کو وہ مچھلی شکار ہوئی۔ وزیر نے وہ مچھلی ماہی گیر سے خریدی۔ وہ اس مچھلی کو لے کر گھر گیا۔ اور اس نے اپنی بیٹی کو پکانے کے لئے دی۔ لڑکی نے بسم اللہ۔ پڑھ کر وہ مچھلی لے لی۔ جب مچھلی کا پیٹ چاک کیا۔ تو وہی مہر دار انگوٹھی اس کے پیٹ سے نکلی۔ لڑکی نے بسم اللہ پڑھ کر پکڑ لی اور اپنی جیب میں ڈال لی۔ اور مچھلی پکا کر باپ کے آگے رکھ دی۔ جب باپ کھا کر فارغ ہوا۔ اور بادشاہ کے دربار میں جانے کے لئے تیار ہوا۔ تو اس نے انگوٹھی مانگی۔ لڑکی نے فوراً بسم اللہ پڑھ کر انگوٹھی جیب سے نکالی اور باپ کے سپرد کر دی۔ جس سے باپ بہت حیران ہوا۔

Abbas

۲۸-۵-۲۰۰۷

۱۱-۵-۱۴۲۸ PM ۵ : ۱۳

۳- فضائل بسم اللہ شریف

سبح للہ ما فی السموٰت وما فی الارض ـــــ (صف) ۲۸ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک کے اندر اپنی حمد و ثنا اور ربوبیت کو بیان فرمایا ہے۔ کہ میں سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔ اور ساری کائنات۔ چرند پرند۔ حیوان جنات انسان زمین کا ذرہ ذرہ میری تعریف کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جب تم کوئی کام کرنا لگو۔ تو مجھے یاد کیا کرو۔ جب تم میری حمد و ثنا کو کروگے تو تمہارے لئے کام آسان ہو جائیگا اور اس سے تمہارے کام میں برکت ہوگی۔ بسم اللہ ہر درد کی دوا ہے۔ بسم اللہ پڑھنے والے کو تنگی زندگی کا کوئی خوف نہ ہوگا (۲) موت کی سختی آسان ہوگی۔ پڑھنے والے کو قبر کو کشادہ اور تا حد نگاہ روشن کر دیا جائے گا۔ بسم اللہ پڑھنے والا روز قیامت قبر سے اٹھے گا تو اس کا چہرہ چمکتا ہوگا۔ بسم اللہ پڑھنے والے کا حساب آسان ہوگا۔ بسم اللہ پڑھنے والے کے لئے اس کے آگے ایک نور ہوگا جس کی روشنی میں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ کسب حلال نصیب ہوگا۔ بسم اللہ پڑھنے والے کا حشر صابرین کے ساتھ ہوگا۔ اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور اس امت کے اعمال تولے جائیں گے۔ تو ان کی ایک ایک رکعت دوسروں کی ہزار ہزار رکعت سے بھی بڑھ جائے گی۔ جس پر لوگ تعجب کریں گے۔ تو ان سے فرمایا جائیگا۔ کہ ان لوگوں کی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی۔ جس کی وجہ سے ان تمام ثواب زیادہ ہوگا ـــــ حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے تو اسے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اور چار چار ہزار گناہ بخشے جائیں گے۔ اور چار چار ہزار درجے بلند کئے جائیں گے۔ (نزہۃ المجالس ص۳۶ جلد ۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر کرنا سے کیسے کیسے انعامات ملتے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز جس میں جن و انس، چرند پرند کیڑے مکوڑے۔ شمس و قمر شجر و حجر برگ و ثمر بحر و بر جمادات و نباتات مشرق والے مغرب والے شمال والے جنوب والے۔ جنت کی حوریں ملائکہ مقربین سب کے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ علیحدہ بات ہے کہ ہم ہر چیز کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہاڑ آپس میں پہاڑ سے پکار کر دریافت کرتے ہیں۔ کیا تیرے اوپر سے کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا گزرا ہے۔ تو جب پہاڑ ہاں میں جواب دیتا ہے۔ تو پوچھنے والا پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری ص۷۸ جلد ۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ دوران سفر پانی ختم ہو گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی تلاش کرو۔ چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ
نے اس میں اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ اور فرمایا۔ آؤ وضو کرو۔ پیئو۔ یہ بابرکت طیب و طاہر پانی اللہ کی طرف سے ہے
اور میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے تھے۔ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ
الطَّعَامِ اور جب ہم آپ کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔ بخاری کتاب بن
مذکورہ بالا قرآن و حدیث کے دلائل سے معلوم ہوا کہ بے جان چیزیں بھی اپنی زبان مخصوص میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
کے اقرار کے ساتھ ساتھ ذکر و فکر اور اس کی تسبیح و تہلیل کرتی ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ سب اسی
کو پکارتے ہیں۔ کیونکہ وہ بے نیاز ہے۔ مکان سے پاک ہے۔ جہت سے پاک ہے۔ وقت سے پاک ہے۔ وہ ظاہر بھی ہے
اور باطن بھی ہے۔ وہ اول بھی ہے۔ آخر بھی۔ ہر طرف اسی کے جلوے نظر آتے ہیں۔
ہمدا ساریاں نے سنا اور تینوں بڑی شان عظیم ہے۔ ٹکا ٹکاں مار دا اسا بحر کرم بڑا اسم کریم ہے۔
وہی سب کو امن دینے والا ہے۔ وہی سب کو سلامت رکھنے والا ہے۔ وہی سب کا نگہبان ہے۔ اس کا رحم و کرم
سب پر عام ہے۔ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ وہی صحت و تندرستی عطا کرنے والا ہے۔ وہی زمین و آسمان کا خالق
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ پ۷ رکوع ۱۴۔ وہی ہے جس نے آسمان
زمین ٹھیک بنائے۔ زمین و آسمان کی تخلیق سے اس کی قدرت کاملہ اور اس کی حکمت و صنعت کا اظہار ہوتا ہے۔
زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد یہ بھی واضح کر دیا کہ انہیں بے کار و عبث نہیں بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان
ہے عبث نہ بنائے۔ (پ۱۷ رکوع ۱) کسی چیز کی پیدائش بے مقصد اور بے فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں
بھاری حکمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اس کا مقصد تخلیق بیان
کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ وہی ذات ہے۔ جس نے زمین و آسمان
کی ہر چیز کو تمہارے لئے پیدا فرمایا (پ۱ رکوع ۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ۲۱ رکوع ۱۱) کیا تم نے نہ دیکھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز
کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ زمین آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ سب کا سب اللہ تعالیٰ نے انسان
ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ انسان اپنے پروردگار کے آگے سر بسجود ہو۔ اس مالک حقیقی نے اسے تمام

لائے۔ کیونکہ وہی خالق کل اور مالک کل ہے۔ زمین و آسمان اور مکین و مکان میں اسی کی بادشاہی ہے اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا۔ هو اللّٰه الذی لا اله الا هو ۔۔۔۔ یشرکون۔ (سورۃ الحشر ۲۸ رکوع ۵) ۳

ہر مکان اندر لامکان اندر سراً نور قدم ہے
شہنشاہ جہاں سب ماکا شہریار ہیں ہر اک شہری اقلیم ہے۔

جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ تو اس کی چھوٹی بیٹی نے باپ سے کہا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں گئے ہوئے کافی وقت گزر گیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو مکان کی چھت پر چڑھ کر دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ باپ نے اجازت دی تو نمرود کی بیٹی کیا دیکھتی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تخت بہشتی پر جلوہ افروز ہیں۔ اور تمام آتش کدہ گلزار بنا ہوا ہے۔ دیکھ کر حیران ہوئی۔ اور پوچھنے لگی۔ اے ابراہیم کیا وجہ ہے کہ آگ نے تجھے جلایا نہیں۔ آپ نے فرمایا جس کی زبان پر بسم اللہ ہو۔ اور دل میں معرفت خداوندی ہو تو اسے آگ نہیں جلایا کرتی (نزہۃ المجالس ص ۳۸ معارج النبوۃ)

جب کسی عارف باللہ کی موت کا وقت قریب آتا ہے۔ تو حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کے سامنے سے آنا چاہتے ہیں۔ تو اسے ذکر اللہ ہٹا دیتا ہے۔ اگر اس کے پیروں کی طرف سے آنا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کی نماز کیلئے جانا ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ملک الموت علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ میرے لئے رکاوٹ بن گئی ہے۔ اب میں اس تک کیسے پہنچوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے عزرائیل اپنی ہتھیلی پر میرا نام لکھ کر اسے دکھاؤ۔ پھر وہ بسم اللہ لکھ کر اسے دکھاتے ہیں۔ جب مومن کی روح اسے دیکھتی ہے۔ تو اپنے رب کی ملاقات کے شوق میں پرواز کر جاتی ہے (نزہۃ المجالس ص ۳۹ جلد ۱)۔۔۔ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سات کمروں میں بند کر دیا تو حضرت یوسف علیہ السلام پریشان ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا مولا اب باہر کیسے جاؤں۔ غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف علیہ السلام دروازے کو ہاتھ لگانا تیرا کام ہے۔ اور دروازے کو کھولنا میرے رب کا کام ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام دروازہ کے قریب گئے۔ اور آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ تو دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح بسم اللہ پڑھنے سے دوسرا تیسرا۔ چوتھا۔ یہاں تک کہ ساتوں کے ساتوں دروازے کھل گئے۔ (نزہۃ المجالس ص ۵۴ جلد ۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو تین ناموں سے فضیلت بخشی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا اللہ وہ کون سے نام ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسم اللہ ۔۔ الرحیم۔ اتفاق اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک اندھا بھی موجود تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اے پروردگار ان ناموں کی برکت

سے مجھے آنکھیں عطا فرما دے۔ چنانچہ اسی وقت اس کو آنکھیں مل گئیں۔ (نزہۃ المجالس ص ۵۵ جلد ۱)

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد پرندے کو بلقیس کے پاس بھیجا تو تمام پرندے اسے کہنے لگے کہ تو اکیلا کیسے جائے گا۔ اس نے جواب دیا جس کے ساتھ بسم اللہ ہو۔ اس پر کچھ ظلم نہیں ہو سکتا بسم اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر تاج رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ چار ہزار تجربہ کار شکاریوں کے قریب سے گزرا انہوں نے پوری کوشش سے اس پر نشانے لگائے۔ مگر بسم اللہ کی برکت سے وہ سب خطا کر گئے۔ (نزہۃ المجالس ص ۵۱ جلد ۱)

بسم اللہ کی برکت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کا ملک بھی مل گیا۔ جس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار تھے اور ہر سپہ سالار کے قبضے میں ایک ایک لاکھ جنگی سپاہی تھے۔ اور اس کا بہت بڑا تخت جو اسی گز چوڑا اور اسی گز لمبا تھا۔ وہ بھی آپ کے قبضے میں آ گیا۔

عزیزان گرامی یہ ہے میرے رب کے نام کی شان و عظمت ہے۔ تو بسم اللہ شریف قرآن کی ایک آیت کا یہ کمال ہے تو پورے کلام پاک کا کتنا کمال ہوگا۔ یہ قرآن کی عظمت ہے۔ تو جس کی ذات پر قرآن کا نزول ہوا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کتنی کمال ہوگی۔ امام اہل سنت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی کے تاجدار فرماتے ہیں ۔۔۔ کہ

سارے اونچوں سے اونچا جسے سمجھیے — ہے اس اونچوں سے اونچا ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی

تو رب العزت کا ذکر ہر چیز کرتی ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ راتیں بھی اسی کی ہیں۔ دن بھی اسی کے۔ شجر و حجر بھی اسی کے۔ بحر و بر بھی اسی کے۔ شمس و قمر بھی اسی کے۔ مکین و مکان اسی کے۔ زمین و زمان اسی کے۔ وہی سب کا خالق ہے۔ وہی سب کا مالک ہے۔ اور وہی سب کا رازق ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ارشاد فرمایا۔ وما من دابۃ ۔۔۔ رزقھا ۔ واللہ خیر الرازقین ۔ اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر ۔ ان فی ذلک لایت لقوم یؤمنون (پ ۲۱ رکوع ۴) کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔ اور تنگ فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ علیم و خبیر ہے۔ وہ جو چاہے جیسا چاہے۔ جب وقت چاہے سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ جسے چاہے عزت دے۔ جسے چاہے ذلت دے۔ اس کے کاموں میں کسی کو دخل نہیں۔

۳-۴-۲۰۰۷ بہبود انوار ابرار خلافت جلد ۳ پہلا باب ۔۔۔

12-۵-۱۴۲۸ PM - ۵:۰۵

۴ فضائل بسم اللہ شریف۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو بھی اہم کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔ (مطالع المسرات) پیارے اسلامی بھائیو۔ ہر نیک اور جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا چاہئے۔ البتہ حرام و ناجائز کام سے قبل بسم اللہ ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے بلکہ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ شراب پیتے وقت زنا کرتے وقت جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے فرشتے کراماً کاتبین تمہارے لئے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (طبرانی) حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بڑی عمدگی اور خوبی سے پڑھا اس کی بخشش ہوگئی (کنز العمال) شرعۃ الاسلام میں ہے کہ اگر کسی زمین پر کوئی ایسا کاغذ پڑا ہو جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہو۔ اور کوئی شخص ادب کی وجہ سے اس کاغذ کو اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے دوستوں میں داخل کرے گا۔ اور اس کے والدین کو عذاب قبر سے نجات دے گا۔ اور اس کو شہیدوں کے زمرے میں قیامت کے دن اٹھائے گا۔ (تذکرۃ الواعظین) دوستان محترم بدقسمتی سے آجکل عموماً اخبارات واشتہارات وغیرہ میں بسم اللہ تحریر ہوتی ہے۔ اور ہمارے بھائی حرف چند سکوں کی خاطر بڑی لاپرواہی سے انہیں ردی کا میں فروخت کر دیتے ہیں۔ گندی نالیوں تک میں اس قسم کے اخبارات تک آتے ہیں۔ آپ وہاں سے اٹھائیں اللہ تعالیٰ آپ کے اس ادب کا آپ کو ضرور صلہ عطا فرمائے گا۔

ایک گنہگار کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے جواب میں کہا۔ ایک دن میں ایک مدرسے کی طرف سے گزرا۔ اور ایک پڑھنے والے نے بسم اللہ پڑھی۔ اسے سن کر میرے دل میں اللہ تعالیٰ کے نام کی شیرینی نے اثر کیا۔ اور اسی وقت میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ ہم ۲ چیزوں کو جمع نہ کریں گے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت اور (۲) موت کی تلخی۔ پھر مرنے کے بعد پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ (انیس الواعظین) (رحمت حق بہا نمی جوید) یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت بہا قیمت طلب نہیں کرتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے۔۔۔۔۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا۔ جو بڑے خوفناک سانپ کا شکار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سانپ نے عرض کی۔ کہ یا روح اللہ اس سے فرما دیجئے کہ مجھ میں بڑا قاتل زہر ہے۔ آپ نے اس کو منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ پھر دوبارہ حضرت سیدنا

عیسیٰ علیہ السلام کا اس مقام پر گزر ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ اس شخص کو جس نے سانپ کو پکڑ لیا ہے فرما کر جونہی سانپ کی طرف نظر کی۔ اس نے مارے شرم کے اپنا سر اپنی دُم کے نیچے چھپا لیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اے روح اللہ۔ یہ مجھ پر اپنی قوت سے غالب نہیں آیا۔ بلکہ بسم اللہ کی بدولت غالب ہوا ہے۔ بسم اللہ نے میرا زہر باطل کر دیا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

ایک اعرابی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑا گنہگار ہوں۔ آپ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔ سرکار دو عالم نے فرمایا۔ بسم اللہ شریف پڑھا کرو۔ تو وہ ارحم الراحمین ہے۔ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔ وہ اعرابی متعجب ہو کر کہنے لگا۔ بس اتنا ہی یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل اور یقین کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس بندے کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ (اسرار الفاتحہ)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ توبہ سے قبل بہت بڑے شرابی تھے۔ آپ ایک مرتبہ شراب کے نشے اور مستی کے عالم میں کہیں جا رہے تھے۔ کہ راستے میں آپ نے ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا۔ جس پر بسم اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے تعظیماً اسے اُٹھا لیا۔ اور عطر خرید کر اسے معطر کیا۔ پھر اُسے ایک بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اسی رات ایک بزرگ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ جاؤ بشر سے کہہ دو۔ کہ تم نے میرے نام کو معطر کیا۔ اس کی تعظیم کی۔ اور اسے بلند جگہ رکھا ہم بھی تم کو پاک کریں گے۔ اور دنیا و آخرت میں تمہیں بزرگی عطا فرمائیں گے۔ اُن بزرگ نے دل میں سوچا۔ کہ بشر تو ایک شرابی اور فاسق شخص ہے۔ شاید میں نے یہ خواب غلط دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وضو کیا۔ نفل پڑھے۔ اور پھر سو رہے۔ دوسری بار انہوں نے پھر وہی خواب دیکھا۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی نظر آیا۔ اور یہی آواز سنا۔ یہ ہمارا پیغام بشر ہی کی طرف ہے۔ جاؤ انہیں ہمارا پیغام پہنچا دو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی وہ بزرگ حضرت بشر کی تلاش میں نکل پڑے۔ اُن کو پتہ چلا۔ کہ وہ شراب کی محفل میں بیٹھے ہیں۔ تو وہ وہیں پہنچے۔ اور بشر کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا۔ کہ وہ تو شراب کے نشے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ تم لوگ اسے جا کر کسی طرح یہ بات سنا دو کہ تمہارے نام ایک ضروری پیغام آیا ہے۔ اور پیغام لانے والا باہر کھڑا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ گئے۔ اور حضرت بشر سے جا کر کہہ دیا۔ کہ اٹھو۔ باہر چلو۔ تمہارے نام کوئی پیغام آیا ہے۔ حضرت بشر نے فرمایا۔ ان سے پوچھو۔ کہ وہ کس کا پیغام لائے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے دریافت کرنے پر وہ بزرگ فرمانے لگے۔ اللہ کا پیغام لایا ہوں۔ جب آپ کو یہ بات بتائی گئی۔ تو جھوم گئے۔ اور فوراً باہر آ گئے۔ اور پیغام حق سن کر سچے دل سے توبہ کی۔ اور اس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مشاہدۂ حق کا غلبہ

کی شدت سے ننگے پاؤں رہنے لگے۔ اور کبھی جوتا پاؤں میں نہ پہنا اس لئے آپ حافی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حافی ننگے پاؤں رہنے والے کو کہتے ہیں۔ ـــــ ایک ایسے کاغذ کے ٹکڑے کی تعظیم کرنے سے جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ ایک گنہگار شخص کو اتنا بلند مقام عطا ہوگیا۔ کہ وہ اللہ کے بڑے بڑے مقبولوں اور ولیوں کی فہرست میں آگیا تو ان نفوسِ قدسیہ کی تعظیم وتکریم سے جن کے دلوں میں خدا کا نام کندہ ہے۔ اور جن کے دل ذکرِ حق سے معمور ہیں۔ ہم گنہگار اللہ کے فضل وکرم سے کیوں بہرہ ور نہ ہوں گے۔ نیز اُن جملہ اللہ والوں نبیوں اور رسولوں کے بھی جو سردار ہیں یعنی سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم وتکریم اللہ کو کس قدر محبوب و پسندیدہ ہوگی۔ یقیناً کسی شان والے کے نام کی تعظیم بھی موجبِ اجر وثواب ہے۔ تو حضرت بشر حافی نے اللہ کے نام کی تعظیم کی تو عزت پائی۔ تو آج ہم اگر رسول اللہ کے نام کی تعظیم کریں۔ جہاں سنیں چوم کر آنکھوں سے لگالیں۔ تو کیوں نہ عزت پائیں گے۔

تعظیم جس نے کی محمد کے نام کی۔ ـــ اللہ نے اس پہ آتشِ جہنم حرام کی۔

ایک یہودی کسی یہودن پر عاشق ہوگیا۔ اور اس کی محبت میں بے قرار رہنے لگا۔ چنانچہ اس دور کے مشہور ولی اللہ حضرت عطاء اکبرؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مدعا عرض کیا۔ حضرت نے ایک کاغذ کے پرزہ پر بسم اللہ لکھ کر دیا اور فرمایا نگل جا۔ وہ نگل گیا۔ نگلتے ہی اس کا دل نورِ ایمان سے جگمگانے لگا۔ عورت کی محبت دل سے کافور ہوگئی اور بے ساختہ کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوگیا۔ اور وہ مسلمان ہوگیا۔ دریں اثناء اس کی محبوبہ نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ اگر تجھے جنت درکار ہے تو حضرت عطاء اکبرؒ کی خدمتِ بابرکت میں حاضری دے۔ چنانچہ وہ عورت آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوگئی۔ اور عرض کیا۔ کہ میں ہی اس نومسلم کی محبوبہ ہوں۔ اور پھر اپنا خواب سنایا۔ آپ نے اس سے فرمایا بسم اللہ پڑھ۔ چنانچہ اس نے پڑھا۔ پڑھتے ہی اس کا دل بھی روشن ہوگیا۔ عالمِ ملکوت اس پر ظاہر ہوگئے۔ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ اسی رات اس نے خواب میں جنت کی سیر کی۔ اور جنت کے محلات پر بسم اللہ لکھا ہوا دیکھا کہ کسی پکارنے والے نے کہا۔ اے بسم اللہ پڑھنے والی اللہ نے جو کچھ تجھے عطا کیا۔ وہ تونے دیکھ لیا۔ جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہوکر اس نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو نے مجھے جنت میں داخل کرکے باہر نکال دیا۔ میں تجھے بسم اللہ کا واسطہ دیتی ہوں۔ مجھے پھر وہیں پہنچا دے۔ دعا مانگتے مانگتے گر پڑی۔ اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی (نزہۃ المجالس) سبحان اللہ بسم اللہ کی برکتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری بھی بہت بڑی

سعادت کا موجب ہے۔ جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت آئے۔ تو اولیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہونے سے وہ مصیبت دور ہی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ بسا اوقات وہ انعامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ کہ وہاں تک ذہن کا وہم و گمان بھی نہیں جاتا۔ جیسا کہ اللہ کے ولی حضرت غوث اعظم کی بارگاہ بے کس پناہ کی حاضری یہودیوں کے دولتِ ایمان سے سرفراز ہونے کا سبب بن گئی۔

ے نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ______

ایک شخص نے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی کہ انتقال کے بعد میرے سینے اور پیشانی پر بسم اللہ لکھ دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر کسی نے خواب میں اس شخص کو دیکھ کر حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا۔ عذاب کے فرشتے آئے۔ جب پیشانی پر بسم اللہ دیکھی تو کہا۔ تو عذاب سے بچ گیا (در مختار) سبق: جب بھی کوئی میت ہو جائے۔ تو بسم اللہ شریف وغیرہ ضرور لکھ دیا کریں۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ بے چارے مرنے والے کی بخشش کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ...... قیامت کے روز عذاب کے فرشتے ایک بندے کو پکڑیں گے حکم ہوگا۔ کہ اس کے اعضاء کو دیکھ لو۔ اس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں۔ چنانچہ فرشتے تمام اعضاء کو دیکھ لیں گے کوئی نیکی نہیں ملے گی پھر فرشتے اس سے کہیں گے۔ اب ذرا اپنی زبان باہر نکالو۔ کہ اس میں دیکھ لیں۔ کوئی نیکی ہے یا نہیں۔ جب وہ زبان نکالے گا۔ تو اس پر سفید خط میں بسم اللہ لکھا ہوا پائیں گے۔ اسی وقت حکم ہوگا۔ جاؤ ہم نے تجھے معاف کر دیا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ جب استاد بچے سے کہتا ہے۔ بسم اللہ کہو۔ تو سرکار فرماتے ہیں۔ استاد بچے اور اس کے والدین کے لئے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر) سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے ایک بار بسم اللہ کو پڑھا۔ اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہتا (انیس الواعظین)

ے عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا ۔ پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم میں جانے کی بہت کی تجویز ۔ لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

اللہ تعالیٰ ہمیں بسم اللہ کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین)

۳-۶-۲۰۰۷
۱۸-۵-۱۴۲۸ AM = ۸:۱۰

Qari Muhammad Abba...
Sig.
Distt.

یہاں سے محبت الٰہی کا بقیہ حصہ۔ (جو صفحہ نمبر ۲ پر تھا)

تھا یہ پھر بھی فرق نہیں آیا۔ معاف کریں حضور میں کیا کروں۔ دنیا کی وسط سنا سنا کے علاوہ کہا کہ سلا سے لیکن یہ جو ہیں
کام میں۔ کوئی علاج بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنگل کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ ہر ایک طرف کھڑے ہو کر تیلی لگا
دو۔ کیا کرو۔ ایک طرف سے آگ لگا دو۔ چنگاری پھینک دو۔ ایک طرف سے بھڑکے گی۔ دوسرے کنارے تک نکل جائے
گی۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ نہ ہوگا حرص کا نہ ہوگا حسد کا عمل پیدا ہونے دی۔ فرمایا ہ

بھٹھ تپتی سر پے عشق والی اوہ بھڑکے تے بھاہ بھاہ کرے عاشق سڑ دے تڑ تڑ کردے کول عشق کھڑا واہ واہ کرے۔
سلطان نے پیشاری دا عیب بالے یوسف نال زلیخا نکاح کرے جیڑا اپنا آپ نہ مارے حیدر او حق دی کیوں چاہ کرے۔

اس لئے علاج کیا ہے دل کو آباد کرنے کا اس اجڑی بستی کو شاد کرنے کا عشق کی آگ لگا دو۔ جب
ہر لگتی ہے تو پھر دعائیں نکلتی ہیں۔ پھر رات کو تہجد بھی آپ پڑھی جاتی ہے۔ —— حضرت سری سقطیؒ
کے وصال کا وقت آیا۔ غلام کو بلایا۔ ایک چٹ یا رقعہ ہاتھ میں پکڑایا۔ فرمایا۔ جب میں گزر جاؤں اس کو کھولنا لیکن
کسی سے نہ بولنا۔ اس نے رقعہ اٹھایا سینے سے لگایا۔ جب حضرت کا وصال ہو گیا۔ تو وہ رقعہ کھولے۔ تو لفظ لکھے ہوئے رقعے
میں کیا لکھا تھا۔ میرا پیارا بیٹا اپنے آپ کو خدا نہ بنانا۔ خدا سے عشق کرنا خدا سے اتنا عشق کرنا۔ اتنا اپنے آپ کو خدا
کے عشق میں جلانا۔ کہ اپنا سب کچھ اس کے نام لگانا۔ پھر سننا تو آنکھوں سے۔ دیکھنا تو آنکھوں سے باتیں کرنا تو آنکھوں
سے۔ صرف آنکھ بچانا۔ باقی سب کچھ خدا کے نام لگانا۔ اسے سمجھ نہ آئی۔ کہ اس رقعے کا مطلب کیا ہے۔ جب حضرت بایزید
کے کوچے میں قدم رکھا۔ تو آپ تڑپ تڑپ کے صدا دے رہے تھے۔ کہ ہ

کاگا سب تن کھائیو۔ چن چن کے کھائیو ماس مورے دو نیناں مت کھائیو مورے پیا دیکھن کی آس۔

حضرت بابا صاحب سے کسی نے کہا۔ حضور عشق کیا ہے۔ فرمایا سات سو منزلیں ہیں عشق کی۔ اور پہلی منزل یہ ہے۔ کہ ہتھیلی
پر سر رکھ کے کوچہ یار میں جانا۔ ہ

مرنا مرنا ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں مرنا۔ جس مرنے وچ میل نہ ہووے اس مرنے نوں کی کرنا۔

حضرت محمد در چشت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کو فرید الدینؒ نے جو پڑھایا لکھایا۔ اور بلندی کے مرتبہ تک نظام دہلی آیا۔ جب اور بائیس
منزلوں پر چڑھایا۔ تو ایک رات کسی نے فرمایا۔ نظام تو ہمیں پسند آیا۔ اب بتا عاشق بنے گا یا معشوق۔ محبوب بنے گا۔
یا معشوق۔ دوڑتے ماں کے پاس آئے۔ پیر ماں ماں کہنا۔ میرے نظام کی ماں کے قدم اٹھا کے تلووں کو بوسے دے کے کہتا ہے اماں
تو ہی بتا۔ پوچھا گیا ہے کیا بنے گا۔ اب میں کیا بنوں۔ آہ نکلی ماں کی۔ کیا کروں ماں نے کہا اس کا حل تو میرے ذہن میں نہیں ہے

اماں تو ہی بتا میں کس سے بولوں۔ کس سے پوچھوں۔ کہہ جا دہلی کے فلاں چوک میں ایک تنور ہے۔ وہاں ایک نان بائی ہے۔ جس نے تنور میں آگ لگائی ہے۔ اس سے پوچھ۔ آ گئے آ کے دیکھا۔ بابا تنور والا۔ السلام علیکم جو فرمایا۔ اس کو پہلے ہی پتہ چل گیا کہ یہ کوئی آیا۔ انہوں نے بھی اپنے تلوؤں کو مٹی نہ لگنے دی فرمایا کیا کرنے آیا۔ اس نے کہا۔ مجھ سے ذرا اس طرح تلخ تلخ بات نہ کر میں غیر نہیں۔ کیا کام فرمایا۔ سلام۔ نام ہے میرا نظام۔ اب بول کیا کام ہے۔ حضور وہ رات کو بولتے تھے کہ عاشق بنو گے یا معشوق۔ اب تم بولو۔ کیا بنوں۔ اس نے کہا۔ اللہ۔ اللہ کر کسی عالم سے پوچھ۔ کسی عارف سے پوچھ۔ کسی اللہ کے پیارے سے پوچھ۔ ارے مجھ سے روٹیاں پکانا سیکھ۔ مجھ سے پیڑے بنانا سیکھ۔ مجھ سے آگ لگانا سیکھ۔ آپ نے کہا۔ یہ تیری بات ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ میں لکڑیوں کی آگ کہتا ہوں۔ آپ نے کہا۔ اب اپنے قول سے نہ پھر۔ یہ جو تنور لگایا ہے۔ یہ جو آگ لگائی ہے بھڑکائی ہے پتہ نہیں اس کی روشنی کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ تو سوال تو سیدھا کر عرض کی کیا بنوں۔ تنور والے نے کہا۔ کل آنا۔ کہا جی ٹھیک ہے۔ کل آ جاؤں گا۔ پر ساری رات گزری پھڑکتے پھڑکتے۔ ساری رات گزری تڑپتے تڑپتے ساری رات گزری آہیں بھرتے بھرتے۔ جب دوسرا دن آیا۔ میرے نظام نے جا کر پھر تنور کو دیکھا۔ نہ تو تنور اور نہ تنور والا۔ وہ جو بیچتے تھے۔ دواءِ دل وہ دوکان اپنی بڑھا گیا۔ بابا جی کا پتہ بھی نہ تھا۔ اب کبھی اس سے پوچھے۔ کبھی اس سے پوچھے وہ جو آگ لگا گیا کہ ~~مد~~ کیوں تنور بجھا گیا ہے۔ بولو لوگو وہ کدھر ہے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ جنگل کی طرف نکلا تھا۔ جنگل کی طرف منہ کر گیا ہے۔ کہہ رہا تھا۔ اگر دہلی والوں کو میری روٹی بھاری ہو گئی ہے۔ تو ہم بھی منہ کر جائیں گے۔ اس نے کہا۔ خیر کوئی بات نہیں۔ ابھی تجھے مل کے رہیں گے۔ اللہ اکبر آ کے دیکھا۔ تو ایک جنگل ویرانہ جہاں نہ کوئی بندہ نہ کوئی بندے کی ذات ہے۔ اس آدمی کو دیکھا۔ جو کل والا تھا۔ تو عجیب حال ہے۔ بازو کٹے ہاتھ کس پڑے ہیں۔ ٹانگیں کٹی ہوئی پڑی ہیں بوٹیاں کہیں دھری ہیں۔ ہڈیاں کہیں پڑی ہیں۔ جنگل کے درندے بوٹیاں نوچنے پر لگے ہیں۔ یہ حال جو دیکھا۔ آخر نظام تھا۔ ادھر جا کے کہا۔ او وعدہ خلاف اگر تو نے یہ غیر بتائے جانا تھا۔ تو وعدہ نہیں کرنا تھا۔ ارے تو نے وعدہ ہی کیوں کیا۔ ایک سوال کے پیچھے مر گیا۔ ایک سوال ہی تو تجھ سے کیا تھا۔ وہ سوال بھی تو نے پورا نہ کیا۔ اور مر گیا۔ تم بھی ایسا کرو گے۔ تو دنیا کس پہ بھروسہ کرے گی۔ وعدہ خلاف نکلے ۔

دامن چھڑا کے آپ جانا ہی تھا اگر
نظریں ملا کے پیار سے دیکھا تھا کس لیے

کیوں کہا تھا کل آنا۔ ابھی یہ لفظ جاری تھی۔ ہڈیاں پھر گوشت میں جان آئی۔ کہا معاف کرنا میرے یار تیرا جو سوال تھا

وہ زبان سے بتانے والا نہ تھا۔ وہ مسئلہ کتاب والا نہ تھا۔ وہ تو مسئلہ حال والا تھا۔ تو اب پوچھ کیا پوچھا تھا۔ کہا میں نے پوچھا تھا۔ عاشق بن کر معشوق بنوں۔ کہا اگر عاشق بنے گا تو پھر یہ حال ہوگا۔ بند کہیں سفر کہیں گوشت کہیں ہڈی کہیں پھر نعرے لگاتا تھا۔ ~ عاشق ہوویں تے عشق کماویں ~ دل رکھیں وانگ پہاڑاں ~ وہاں سے دوسرے غلام اماں کی طرف اماں سلام۔ فرمایا بول بیٹے غلام ملا جواب۔ آپ نے فرمایا اماں عاشقوں کا یہ حال ہوتا ہے اماں نے کہا بیٹے اب بول رکھ سینے پر ہاتھ کیا عاشق بنے گا۔ کہا نہیں۔ اماں عاشق فریدالدین ہی کافی ہے۔ میں تو محبوب بنوں گا۔ اماں نے پھر فرمایا۔ منظوری ہوگئی۔ تو آج سے محبوب الٰہی ہے ۔۔۔

اس لیئے یہ بات یاد رکھو۔ کہ جو عشق کماتا ہے۔ اسکو سر ہتھیلی پر رکھنا پڑتا ہے۔ اللہ اکبر۔ حضرت خواجہ احمد معشوق رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی باتیں لکھی ہیں۔ خواجہ غلام الدین احمد نے ان کے متعلق لکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ان کا مقام اس قدر بلند تھا۔ کہ قیامت کا دن آئے گا۔ اولیاء لوگ حسرت سے کہیں گے۔ ہائے کاش ہم مٹی ہوتے۔ اور حضرت خواجہ احمد معشوق کے پاؤں ہم پر پڑتے۔ جب نماز پڑھتے اوّل تو نماز پڑھتے دکھائی نہ دیتے۔ مغلوب تھے عشق میں۔ لوگوں نے مجبور کیا۔ احمد نماز پڑھا کر اس نے کہا۔ نماز پڑھوں گا۔ لیکن اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں گا۔ لوگوں نے عرض کی یہ کون سی نماز ہے۔ تو نماز بھی پڑھ۔ اور سورۃ فاتحہ بھی پڑھ۔ کہنے لگا اچھا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین والی آیت نہیں پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا۔ یہ تو جان ہے۔ اسکے بغیر یہ بھی تجھے پڑھنی پڑے گی۔ کہا لوگو۔ مجبور نہ کرو۔ مجھے نہ ستاؤ۔ نہ رلاؤ۔ لوگوں نے کہا پڑھ۔ ہمارے سامنے اس نے کہا اچھا تم مجبور کرتے ہو تو ٹھیک ہے۔ نماز کی نیت فرمائی ~

جن کے سجدے تہہ شمشیر ادا ہوتے ہیں
ان کے انداز عبادت بھی جدا ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں جب سورۃ فاتحہ شروع کی پہلے کا نپے جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین ابھی یہ زبان پر آیت آئی تھی کہ ہر ہر بال کی جڑ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ خون میں نہا گیا۔ اب جب یہ حال ہوگیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ تم اپنے حال میں مست تھے ہمیں پتا نہ تھا۔ فرمایا میں نہ کہتا تھا۔ کہ مجھے مجبور نہ کرو۔ عزیزان گرامی جب عشق آتا ہے۔ بلال بناتا ہے۔ یاسر بناتا ہے شبلی بناتا ہے ~ حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ اٹھارہ دن تک قید میں رہے۔ اب اٹھارواں دن جو گزرا۔ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ وہ دیوانہ ہر دن کا آیا۔ آ کے کہا سناؤ منصور عشق کیا ہوتا ہے۔ منصور نے کہا کل آنا تجھے بتاؤں گا۔ عشق کسے کہتے ہیں۔ جب دوسرا دن آیا۔ یاروں نے پکڑ کر سولی پہ چڑھایا۔ جب سانس ہونٹوں پہ آیا۔ تو

شبلی کو منصور نے اشارہ فرمایا۔ کہ اب تیرا جواب آیا۔ پوچھا کیا ہے عشق۔ فرمایا۔ ابتداء بھی تک۔ انتہا بھی تک۔ جو عشق کملائے گا۔ اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ ——— حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا وصال ہوا تھا۔ سات دن تک وجد رہا۔ نماز کے لئے وقفہ ہوتا تھا۔ جب نہلانے والے نے نہلایا۔ ہاتھ جو لگایا۔ ہڈیاں جل چکی ہیں۔ عشق خدا میں عشق رسول میں۔ فرمایا یہ حریق المحبت ہے۔ لیکن کون جانے۔ میرا گولڑے والا پیر فرماتا ہے۔ ـ رات ہنیری کھمن گھمیری دریا ٹھاٹھاں مارے۔ اوہ کی جانن سار اساڈی جیہڑے رہن کنارے۔

حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین بندے گئے کعبے کا حج کرنے۔ ایک تھا قاضی دہلی کا بیٹا۔ ایک شیخ الاسلام دہلی کا بیٹا۔ ایک تھا فقیر۔ تینوں نے کہا۔ کہ یار کعبے پر پہلی نگاہ ڈالو۔ جو دعا مانگو قبول ہو جاتی ہے۔ کیا مانگو دعا۔ قاضی کے بیٹے نے کہا۔ یا اللہ جب باپ مر جائے مجھے قاضی بنانا۔ دوسرے نے کہا یا اللہ جب میرا باپ مر جائے تو مجھے شیخ الاسلام بنانا۔ فقیر نے کہا یا اللہ اپنا عشق عطا فرمانا۔ آ گئے دہلی واپس قاضی مرا تو بن گیا بیٹا قاضی۔ شیخ الاسلام مرا تو بیٹا بن گیا شیخ الاسلام۔ اور جس نے مانگا تھا۔ درد جو تھا مرد۔ اب ہوا رنگ زرد۔ ایسا لگی عشق کی بیماری۔ بوٹیاں جھڑنے لگیں۔ زمین پر گرنے لگیں۔ اب تن بدن میں یہ حال دیکھا۔ چیخا چلایا۔ واہ مولا میں نے تو رحمت مانگی تھی۔ تو میں نے صحبت مانگی تھی۔ میں نے تیرا پیار مانگا تھا۔ تو نے ان کو ان کی من مانگی مراد دی اور مجھے بیماری لگا دی۔ میں نے تو کہا تھا۔ مجھے عشق دے۔ آواز آئی ابھی عشق شروع تو کیا ہے۔ تم نے جو مانگا تھا ہم نے دے دیا۔ یہاں سے پتہ چلا۔ جب عاشقوں کا یہ حال تھا۔ اور جو فاطمہ کا لال تھا۔ کیا وہ عاشق نہ تھا۔ باقی روئے زمین پر جتنے گزرے ہیں۔ وہ عشق والے تھے۔ اور اقبال نے کہا۔ ؏

آں امام عاشقاں پور بتول — سرو آزادے ز بستان رسول۔

اقبال کہتا ہے۔ کہ باقی عاشق ہیں۔ اور حسین ان عاشقوں کے بھی امام ہیں۔ عشق جب امام حسین کا پیچھے آیا۔ بیعت کر کے بتایا۔ کہ عشق غلام ہے۔ حسین میرا بھی امام ہے۔

خان محمد قادری کی تقریر سے۔ ص ۲

۱۱۔۵۔۲۰۰۷

Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig.
Distt. Teh. Pakpattan

۱۔ (فضائل کلمہ شریف)

یا یھا المدثر قم فانذر پ۲۹ رکوع ۱۴ (سورۃ مدثر) حضرات گرامی میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں تبلیغ عام کا ذکر ہے ۔ چنانچہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ۔ اے محبوب چادر اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ ۔ جب حضور سید دو عالم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام غار حرا میں آپ کی خدمت میں پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ جن و انس کے رسول ہیں ۔ لہذا انہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دعوت دو ۔ ے

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں ۔ اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں ۔

(۱) شجر و حجر کا سلام ۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ جب میں غار حرا سے مکہ کی طرف واپس جا رہا تھا ۔ تو جس درخت اور پتھر سے میرا گزر ہوا ۔ اس نے مجھ پر سلام پڑھا ۔ ے

رب اوہدی زبان چوں بولدا اے آپ بولے جو قرآن فرمایا اے ۔ اوہنوں ویکھ کے کلمہ پڑھیا کنکراں نے جیکر اوہنے جدوں سنایا اے

پہلے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر تبلیغ کا آغاز کیا ۔ جو تین سال تک جاری رہا ۔ اس دوران میں مسلمانوں کی تعداد چالیس تک جا پہنچی ۔ پھر بارگاہ الٰہی سے علانیہ اور عام تبلیغ کا حکم آیا ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین ۔ پس آپ علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہوا ہے ۔ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۔ پ۱۴ رکوع ۶ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عام تبلیغ اور لوگوں کو دعوت حق دینا شروع کی ۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں ۔ یا یھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تفلحوا ۔ (ترجمہ) ے

جتھے کتے خدا اس حبشیاں دے جھنڈا اوتھے توحید دا لایا اے ۔ دشمن دین گالاں اوہ دعا منگن اجیہا خلق دا انداز آیا اے

حضور سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ وہ عظیم نسخہ ہے ۔ جس میں دارین کی فلاح موجود ہے وہ اس طرح کہ کلمہ شریف پڑھنے سے بندہ مسلمان ہو جاتا ہے ۔ مسلمان ہونے کے بعد احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اس دنیا فانی میں امن و سکون کی زندگی بسر کرنے کے بعد آخرت میں جنت کا حقدار بن جائے گا ۔ جو کہ اصل کامیابی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ مفتاح الجنۃ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ۔ مشکوۃ شریف

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ۔ من شھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار ۔ مشکوۃ ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف) اس میں شک
نہیں ہے کہ یہ کلمہ پڑھنے والا جنت میں ضرور جائیگا۔ مگر اس کلمہ شریف کی حدود و مقصودات کو بھی قائم کرنا ہوگا۔ یعنی نماز
روزہ۔ حج زکوٰۃ و دیگر احکام اسلام پر عمل کرنا ہوگا۔ اور ہر برائی سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ کلمہ جہاں دل کا
سے کفر و شرک کی پلیدی کو دور کرتا ہے۔ وہاں گناہوں کی نجاست کو بھی دھو ڈالتا ہے۔ یہ کلمہ کافر کو مسلمان
بنا دیتا ہے۔ یہ کلمہ پلید کو پاک کر دیتا ہے۔ یہ کلمہ دل سے کفر کی ظلمت کو نکال کر اسلام کی شمع روشن کرتا
ہے۔ یہ کلمہ دوزخ سے بچا کر جنت کی خوشخبری سناتا ہے۔ یہ کلمہ انسانوں کے ظاہر و باطن کی پاکیزگی اور
روح کا سکون ہے۔ یہ کلمہ بے سہاروں کا سہارا ہے۔ یہ کلمہ بے چاروں کا چارہ ہے۔ یہ کلمہ ہر مشکل کا حل ہے
یہ کلمہ افضل ذکر کہلاتا ہے۔

(۲) افضل ذکر ۔ حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ افضل ذکر
لا الٰہ الا اللہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف۔ اسے افضل ذکر پہچان لو۔ آیا و حدیث بیان کیا۔ اس کا مطلب
خاص قرآن کیا پڑھو لا الٰہ الا اللہ ۔ حضرات گرامی لا الٰہ الا اللہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اور محمد
رسول اللہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان کچھ یوں ہے۔ (۳) توحید خداوندی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ والٰھکم
الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اور رسالت
وما محمد الا رسول۔ ما کان محمد ابا احد ــــ بکل شیء علیما۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ۔ محمد رسول اللہ۔
حضرات۔ توحید و رسالت کے بارے میں قرآن کریم کے اندر ارشادات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ نہ اس جیسا کوئی خدا ہے نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی نبی ہے۔ یوں
سمجھیں کہ۔ وہ طالب ہونے میں لاشریک ہے۔ یہ مطلوب ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ خالق ہونے میں لاشریک ہے۔
یہ مخلوق ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ مولا ہونے میں لاشریک ہے۔ یہ بندہ ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ عرشی ہونے
میں لاشریک ہے۔ یہ فرشی ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ مالک ہونے میں لاشریک ہے۔ یہ مملوک ہونے میں لا
شریک ہے۔ وہ لامکان ہونے میں لاشریک ہے۔ یہ بامکان ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ بے صورت ہونے میں لا
شریک ہے۔ یہ باصورت ہونے میں لاشریک ہے۔ وہ خدا ہونے میں لاشریک ہے۔ یہ مصطفیٰ ہونے میں لاشریک ہے

ـــــــ ایسا طالب کوئی نہیں ہے جیسا حق تعالیٰ ہے کوئی بھی نہیں محبوب جیسا کملی والا ہے ۔

(۴) کلمہ شریف کی تحریر ۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا ۔ لکھ ۔ قلم نے عرض کی مولا کیا لکھوں ۔ فرمایا جو قیامت تک ہونے والا ہے پھر دوبارہ قلم کو حکم ہوا ۔ لکھ قلم نے عرض کی کیا لکھوں ۔ ارشاد ہوا لکھ لا الہ الا اللہ ۔ تو قلم نے حکم خداوندی بجالاتے ہوئے ستر ہزار سال میں یہی لکھا ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ اے قلم لکھ عرض کیا اب کیا لکھوں ۔ فرمایا لکھ محمد رسول اللہ قلم نے لکھنا شروع کیا ۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر پہنچی تو ہیبت سے قلم شق ہو کر سات ہزار سال تک بے ہوش پڑی رہی ۔ جب ہوش آیا ۔ تو سات ہزار سال تک کانپتی رہی ۔ اور سات ہزار سال تک سجدہ میں پڑی رہی ۔ پھر حکم ہوا لکھ ۔ محمد رسول اللہ ۔ عرض کی اے رب کیا تیرے سوا کوئی اور بھی ہے ۔ جس کا نام اتنی عظمت والا ہے ۔ فرمایا اے قلم ادب کر اگر ان کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ آسمان نہ عرش نہ کرسی نہ لوح نہ تجھے بھی پیدا نہ کرتا ۔ بلکہ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا ۔ میں نے ساری مخلوق اسی کے نور سے پیدا کی ہے ۔ قلم نے یہ کلمہ ستر ہزار سال میں لکھا ۔ تو کلمے کے دونوں حصے ایک لاکھ چالیس ہزار میں پورے کیئے ۔ پھر قلم نے عرض کی یا اللہ میں نے تو یہ کلمہ ایک لاکھ چالیس ہزار سال میں لکھا ۔ تیرے بندوں میں اتنی عمر کس کی ہوگی ۔ جو اس کلمہ کو پڑھے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب نبیوں کے آخر میں ایک میرا محبوب آئے گا ۔ اس کی امت کی عمریں گزشتہ امتوں کی عمروں سے کم ہوں گی ۔ مگر میں ان کو ایسا شرف بخشوں گا ۔ کہ وہ ایک ساعت میں اس کلمہ کو ادا کریں گے ۔ اور جنت کے حقدار بن جائیں گے ۔ تذکرۃ الواعظین ص ۹۱

پڑھ کلمہ کر کے ہوش میاں ۔ جارے رحمت رب دی جوش میاں ۔ کیوں بیٹھے ہو خاموش میاں ۔ پڑھو لا الہ الا

(۵) گناہوں کا کفارہ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص تھا ۔ جو چار سو اسی سال تک گناہ کرتا رہا ۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر کرم ہوا ۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ پڑھ کر آپ کا امتی بن گیا ۔ چنانچہ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام الٰہی لے کر نازل ہوئے ۔ اور عرض کی یا کلیم اللہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے کلمہ پڑھنے کی برکت سے چار سو اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے ہیں ۔ چونکہ لا الہ الا اللہ میں چوبیس حرف ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر حرف کے بدلے بیس سال کے گناہ معاف کر دیئے اگر موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے کے چار سو اسی ۴۸۰ سال کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں ۔ تو جو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے نبی بلکہ کل نبیوں کے بھی نبی ہیں ۔ جو ان کا کلمہ پڑھے ۔ خدا جانے

تو ہر حرف کے بدلے اس کے ستر ستر سال کے بھی گناہ معاف کردے۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۲۸ جلد ۱۔

ایہہ کلمہ نور و نور جہاں۔ کرے طبیب لڑ سب دور بیماں۔ سوہنا دسیا ورد ظہور میاں۔ پڑھو لا الہ الا اللہ

(4) بیڑیاں ٹوٹ گئیں = حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حج کیلئے نکلا تو میری سواری بجائے مکہ شریف کی طرف جانے کے روم کے شہر قسطنطنیہ کی طرف مڑ گئی۔ میں نے کئی بار اسے کعبہ کی طرف موڑا مگر وہ قسطنطنیہ کی طرف ہی گئی۔ بالآخر میں اسی طرف چلا۔ اور قسطنطنیہ کی ~~طرف~~ سے میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ اور ایک شور برپا ہے۔ میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے بادشاہ کی بیٹی کو جنون ہو گیا ہے۔ اور اب طبیب کی تلاش ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے لے چلو۔ میں اس کا علاج کروں گا۔ چنانچہ جونہی میں نے اس مکان میں قدم رکھا۔ تو وہ لڑکی پکار اٹھی۔ اے جنید تو کب تک ہم سے جدا رہے گا۔ تم نے تو دور رہنے کی بڑی کوشش کی مگر میری تقدیر تمہیں یہاں لے آئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی انتہائی حسن و جمال کی ہے۔ اس کے گلے میں طوق ہے۔ اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے دوا دیتا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ۔ اس نے جیسے ہی ذرا آواز کھینچ کر پڑھا۔ فوراً بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ اور گلے کا طوق نیچے گرا۔ جب اس کے باپ نے دیکھا۔ تو حیران ہو کر کہنے لگا۔ سبحان اللہ۔ آپ تو بہت اچھے طبیب ہیں۔ ذرا میرا بھی تو علاج کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو بھی وہی پڑھ جو تیری بیٹی نے پڑھا۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۳۵ جلد ۱۔

اس کلمے دے راز نیارے نیں۔ ایس ڈبے بیڑے تارے نیں۔ سانوں دسیا نبی پیارے سائیں۔ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(7) مریض یا طبیب = ایک دفعہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ تو خلیفۂ وقت نے ان کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ اس نے علاج کیا۔ تو مرض کم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو گیا۔ اس پر طبیب نے کہا اے شیخ المسلمین مجھ سے جہاں تک ہو سکا پوری کوشش سے آپ کا علاج کروں گا۔ حتیٰ کہ اگر مجھے آپ کی شفایابی کی خاطر اپنے جسم کا کوئی اعضاء بھی کاٹنا پڑا تو کاٹ ڈالوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے زنار کاٹنے پر میری شفا متعلق ہے۔ جب طبیب نے یہ سنا تو فوراً زنار کاٹ ڈالا۔ اور اسلام لے آیا۔ اور حضرت شیخ شبلی بھی اُٹھ بیٹھے گویا انہیں کوئی مرض ہی نہ تھا۔ تب خلیفہ نے کہا۔ کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ یہ طبیب کو مریض کے پاس بھیجا ہے۔ لیکن اب

معلوم ہوا۔ کہ مریض لڑکے کو طبیب اسلام کے پاس بھیجا تھا۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۳۶ جلد ا۔

(۸) مرنے کے بعد کلمہ: جب حجاج بن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو ملتمس نامی شخص کے ساتھ ۲۰ سپاہی گئے۔ اور حضرت سعید کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ سپاہی آپ کے مکان پر پہنچے۔ تو آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم حجاج کے سپاہی ہیں۔ جو آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا! الحمد للہ الہی تیرا شکر ہے۔ اب اس غلام کو جلد دیدار الہی نصیب ہو جائے گا۔ پھر فوراً ان سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک نصرانی راہب کا عبادت خانہ تھا۔ اکثر مسافر رات کو وہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی رات کو وہاں ٹھہر گئے جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔ تو وہ عابد عبادت خانہ سے باہر نکلا۔ اور کہنے لگا اے لوگو۔ تم میرے عبادت خانہ کے اندر آجاؤ۔ یہاں رات کے وقت ایک جوڑا شیر کا آتا ہے۔ اور ساری رات عبادت خانہ کے آس پاس پھرتا ہے یہ سن کر سارے سپاہی عبادت خانہ میں چلے گئے۔ مگر سعید بن جبیر نے عبادت خانہ میں جانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں مشرک کے مکان میں پناہ نہیں لوں گا۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وہ ہر وقت میری حفاظت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا شیر آپ کو کھا جائیں گے۔ فرمایا میرا اللہ ان شیروں کو میرا چوکیدار بنا دے گا۔ اور ان سے ہی میری حفاظت کا کام لے گا۔ کسی نے کہا کہ شاید آپ نبی ہیں۔ جس وجہ سے آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ فرمایا میں نبی تو نہیں۔ مگر سید الانبیاء کا ایک ادنیٰ غلام ضرور ہوں۔ جب آدھی رات ہوئی۔ تو اچانک ایک خونخوار شیر آیا۔ اور عبادت خانہ کے پاس حضرت سعید کو دیکھ کر حیران کھڑا ہو گیا۔ چونکہ آپ نماز میں مشغول تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے۔ تو آپ کے پاؤں کے تلوے چاٹنے لگا۔ پھر آپ کے قریب پہرہ دینے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر آیا۔ وہ بھی اسی طرح آپ کے پیر چاٹنے لگا۔ آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ راہب یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ صبح کو عبادت خانہ سے باہر نکلا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہو گیا۔ اُدھر حجاج کے سپاہی بھی آپ کی بزرگی کے معترف تھے۔ وہ تو نہ چاہتے تھے۔ کہ آپ کو قتل کرانے لے جائیں۔ مگر حجاج ظالم کے خوف سے مجبور تھے۔ دوسرے دن حضرت سعید کو حجاج کے پاس لے گئے۔ اور سامنے کھڑا کر دیا۔ آپ کی صورت دیکھ کر ظالم حجاج کہنے لگا۔ میں نے سنا ہے کہ تو چالیس سال سے مسکرایا نہیں۔ یہ کیوں؟ فرمایا۔ مِن خوف النار جہنم کے خوف سے۔ کہنے لگا۔ اور لوگ کیوں ہنستے ہیں۔ فرمایا لَم تَستَوِ القُلُوبُ۔ سارے دل برابر نہیں۔ کوئی خوف والا ہے

اور کوئی بے خوف ۔ کوئی ڈرنے والا ہے ۔ اور کوئی منکر ۔ یہ سن کر حجاج غضب ناک ہوا ۔ اور آپ کے شہید کرنے کا حکم دیا ۔ آپ نے یہ آیت پڑھی ۔ انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت والارض ـــــ المشرکین ۔ پ ٧ ع ١٤ ۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو ۔ چنانچہ جب انہوں نے آپ کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرا تو آپ نے یہ آیت پڑھی ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ۔ حجاج نے کہا ۔ کہ انہیں جلد شہید کر دو ۔ جلاد نے آپ کو شہید کیا ۔ اور سر مبارک تن سے جدا کیا ۔ جب آپ کا سر مبارک تن سے جدا ہو گیا ۔ تو آپ نے سات دفعہ باواز بلند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ۔ جسے تمام حاضرین نے سنا ۔ (حیواۃ الحیوان کبریٰ)

اس کوثر کی نعت ہے ۔ رُخ پہ رحمت کا جھوم سجا ئے کملی والے کی محفل سجی ہے ۔

(١) عزیزان گرامی کلمہ شریف پڑھنے والا دنیا میں سے ایمان کی حالت میں جائے گا ۔ (٢) کلمہ شریف پڑھنے والے پر موت کی سختی آسان ہو گی ۔ (٣) کلمہ شریف پڑھنے والے کی قبر روشن ہو گی (٤) کلمہ شریف پڑھنے والے کے پاس منکر نکیر عمدہ صورت میں آئیں گے ۔ (٥) کلمہ شریف پڑھنے والے کا نام زمرہ شہداء میں لکھا جائے گا ۔ (٦) کلمہ شریف پڑھنے والا پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا ۔ (٧) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی ۔ (٨) اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا ۔

6-7-07

(ابرار خطابت ص ۵٢ ص ٨٠ جلد ٣) بروز جمعۃ المبارک

AM ٩ : ٣٢

یہاں سے بقیہ نمبر ص ١٩٣ = کربلا کا شہید ۔ ظاہر ہو جاتی ہے ۔ یہودی نے یہ بات سن تو کہا ۔ اگر امام عالی مقام کے نانا برحق نبی نہ ہوتے تو ان کے بیٹوں میں یہ برکت نہ پائی جاتی ۔ اور میری بیٹی حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات سے صحت نہ پاتی ۔ پس وہ یہودی اپنے تمام گھر والوں متعلقین اور خویش و اقارب کے ساتھ دائرہ اسلام میں آگیا ۔ اور جب اس سے اس کے اسلام لانے کی وجہ پوچھتے تو وہ عجیب و غریب حکایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایسا ہو جانا تعجب خیز نہیں ہے ۔ روضۃ الشہداء ص ٢٧٣

چک 169 /ر ب ۔ ونو والا

میں جمعۃ المبارک میں درس خطاب ۔ بروز جمعہ

٣٠ ـ ١ ـ ٢٠٠٨

٢٠ ـ ١ ـ ١٤٢٩

۲- فضائل کلمہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یا ایھا الذین امنو اتقو اللہ وقولو قولا سدیدا ۝ یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما (پ۲۲ ـ ع۶) اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور ہمیشہ سیدھی بات کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال سنوار دے گا۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔ تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ ـــــ

کوئی نئیں دنیا دا نگر یار بڑا سوہنا۔ سوہنا رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا۔ اتھے مسجد نبوی دی ہر چیز نرالی اے۔ جہڑا روضے دے نال جڑیا منبر بڑا سوہنا۔ سب رستے مدینے دے سانوں پیارے لگدے نیں۔ جہڑا روضے نوں جاندا اے بازار بڑا سوہنا۔ سب دیاں گلیاں حلیہ نوں حضرت نال وچھڑیاں سی۔ کتھوں ساڈے آ گئی ایں دلدار بڑا سوہنا۔ صدقے میں ظہوری جاں امت دیاں لیکھاں توں ملیا ایس امت نوں غمخوار بڑا سوہنا ــــ کلیات ظہوری ـ صفتاں سوہنے دے رسول دیاں صف ۳۳

حضرات گرامی آپ کو بخوبی اس بات کا علم ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ آسمان کو اس کے لئے چھت اور زمین کو اس کے لئے بچھونا بنا دیا۔ پھر آسمان سے باران رحمت کو نازل فرما کر زمین سے طرح طرح کے پھل اور میوہ جات کو اس کے لئے پیدا فرمایا۔ دن کو اس کے کاروبار کے لئے روشن کیا۔ اور رات کو اس کے لئے آرام کے لئے پیدا کیا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کا شمار کیا جائے۔ قدم قدم پر اس کی نوازشات کی برسات ہو رہی ہے۔ بندے کی ہر حرکت ہر جنبش اس کے ہی کرم کا ظہور ہے۔ دینے والے کی عطا بہت بڑی ہے۔ مگر مانگنے والے کا ہی دامن چھوٹا ہے۔ عطا فرمانے والے مولا کریم کی بخشش بے حساب ہے مگر سوالی کا کشکول چھوٹا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نعمائے خداوندی کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں انسان اپنے وجود میں غور کرے۔ تو اس میں اسے ایک مکمل جہان آباد نظر آتا ہے۔ پھر فرمایا۔ مملکت وجود پر غور کیا جائے۔ تو زبان انسان کے پورے وجود کی ترجمان ہے۔ ـــــ زبان کو قوت گویائی عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے بندے کو ایک اعلیٰ نعمت سے نوازا ہے۔ اس کی قدر پوچھنی ہو تو کسی گونگے سے پوچھو۔ زبان سے بندے کے احساسات ۔ کیفیات اور جذبات کا علم ہوتا ہے۔ زبان سے ہی بندے کے عالم یا جاہل ہونے کا علم ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سے بندہ خوش کلامی کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی زبان سے ہی مالک الملک کی توحید اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے بندہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اسی زبان کے سنور جانے سے بندہ اپنے خالق حقیقی کا قرب اور حضوری حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے بگڑ جانے سے بندہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں متعدد بار اس زبان کو درست رکھنے کا

حکم فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا —— عظیما ہے۔ مالک
اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں زبان کو درست استعمال کرنے کی ترغیب اور اس کے فوائد بیان فرمائے ہیں
کہ سیدھی بات ہو۔ سچی بات ہو۔ پاکیزہ گفتگو کرو۔ عمدہ کلام کرو۔ اس حسن گفتگو کی وجہ سے اللہ
تعالیٰ تمہارے اعمال سنوار دے گا —— تمہیں بخش دے گا۔ جب تم اپنی زبان کو اپنے قول وعمل کو خدا اور اس
کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کرو گے۔ تو سمجھ لو تمہیں فلاح دارین حاصل ہو گی۔

مومن کی زبان کو پاک اور مطہر ہونا چاہیے اس لئے کہ اس کا خالق ومالک اللہ رب العزت پاک ہے۔ اس کا
نبی پاک ہے۔ اس کا دین پاک ہے۔ اس کی کتاب قرآن پاک ہے۔ تو مومن کی زبان بھی پاک ہونی چاہیے۔ مومن کی
زبان پر کئی اچھے اچھے تذکرے ہوتے ہیں۔ کبھی تلاوت کبھی نعت کبھی ذکر۔ کبھی فکر۔ ان تمام کلمات میں ایک
ایسا کلمہ ہے۔ جو مومن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ ہے کلمہ طیبہ۔ یہ وہ عظیم کلمہ ہے۔ جس کو
پڑھے اور تسلیم کئے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جس کے پڑھے بغیر کوئی عمل بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں
ہوتا —— جو اللہ کے عذاب کا مستحق ہو۔ اسے رحمت کا سزاوار کر دیتا ہے۔ جہنمی کو جنتی بنا دیتا ہے۔
مردود کو مقبول بارگاہ کر دیتا ہے۔ ناپاک کو پاک کر دیتا ہے —— اگر کوئی کافر ومشرک اپنے اوپر جتنا چاہے
پانی بہا لے۔ پاک ومطہر نہیں ہو سکتا۔ چاہے نہر میں۔ دریا میں۔ حتی کہ سمندر میں غوطے لگا لے۔ جتنا ہو سکے۔
صابن استعمال کرے۔ خوشبوئیں لگا لے۔ مگر پاک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے۔ اور وہ صدق دل سے
ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے۔ تو جسے سمندر کے کئی غوطے پاک نہیں کر سکے۔ کلمہ طیبہ کی برکت سے پاک ہو گیا۔

اس کلمے کے راز ہزار ہیں۔ اس کے بڑے بڑے نام ہیں۔ سینکڑوں فضائل بیان ہوئے ہیں ——

صاحب تفسیر ابن کثیر روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مالدار لوگ درجات
میں بڑھ گئے ہیں۔ یعنی وہ زکوٰۃ وصدقات کرتے ہیں۔ جو ہم غریب نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص سامان کو اوپر نیچے رکھتا چلا جائے۔ تو کیا۔ وہ آسمان تک پہنچ جائے گا۔ کیا تمہیں
ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی جڑ مضبوط اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ اس نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ فرمایا۔ لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھ لیا کرو —— اس فرمان رسول سے معلوم ہوا۔ کہ مال
داروں کا مال انہیں اس درجہ پر نہیں پہنچا سکتا۔ جہاں کلمہ طیبہ اپنے پڑھنے والوں کو پہنچا دیتا ہے۔

ع دم دم نال ذکر کراں میں تیرا یار شاناں دا ـــــ تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے۔

کلمہ طیبہ کی برکت سے بندے کو مالکِ عرشِ اللہ رب العالمین کے در کی قربت اور حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ بندے کو مال وہ عزت نہیں دے سکتا۔ جو کلمہ طیبہ پڑھنے سے مومن کو نصیب ہو جاتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (پ ۲۲ ع ۱۴)
جو عزت کا طلبگار ہو تو ساری عزتیں اللہ کے پاس ہیں۔ اسی کی طرف سے چڑھتا ہے۔ پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے ـــــ صاحب تفسیر ابن کثیر زیر آیت روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان یہ کہتا ہے۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہ والحمد للّٰہ ولا اِلٰہ اِلا اللّٰہ واللّٰہ اکبر تبارک اللّٰہ۔ تو ان جملوں کو ایک فرشتہ اپنے پروں کے نیچے محفوظ کر لیتا ہے۔ اور آسمان کی طرف رُخ کر لیتا ہے۔ اور فرشتوں کے جس مجمع کے پاس سے گزرتا ہے۔ تو وہ فرشتے ان کلمات کے کہنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت

اور اس کی تسبیح اس کی حمد اس کی کبریائی اس کی وحدانیت کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے یہ کلمات عرش کے گرد اگرد اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا ذکر رب کے سامنے کرتا رہے۔ مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا۔ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ جو شخص اس کلمہ کو کہتا رہے گا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔

(۱) خاص عمل ـ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا یا رب مجھے وہ چیز سکھا دے جس سے تجھے یاد کیا کروں۔ یا جس کے ذریعے سے تجھے پکارا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم لا الٰہ الا اللہ ـــــ کہا کرو۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رب یہ تو سارے بندے کہتے ہیں۔ میں تو کوئی خاص چیز مانگتا ہوں۔ جو صرف میرے لئے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کی آبادی میرے سوا۔ اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو ان سب پر لا الٰہ الا اللہ بھاری ہو گا۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۱ ـ (۲) ـ جنت کی ضمانت ـ ایک نصرانی سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مسلسل تین روز آپ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا۔ کہ آج تین
روز گزر چکے ہیں۔ وہ نصرانی ہماری مجلس میں حاضر نہیں ہوا۔ تو آپ کے ساتھیوں نے بتایا۔ کہ وہ عالم نزع
میں ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر پہنچے اور اس نصرانی سے فرمایا۔ کیوں بھئی کیسے ہو۔
وہ کہنے لگا جناب کیا کروں۔ موت کا وقت قریب ہے۔ قبر کے اندھیرے اور وحشت کے خوف نے مجھے وحشت
زدہ کر دیا ہے۔ دوزخ کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے نظر آرہے ہیں جس سے بچانے والا کوئی نہیں۔ پل
صراط دشوار گزار راستہ ہے جس پر سے گزرنا ہے مگر گزرنے کی طاقت نہیں۔ میزان عدل قائم ہے مگر میرے
پاس کوئی نیکی نہیں۔ رب کریم غفور رحیم ہے مگر میں اس کی رحمت کو حاصل کرنے کے لئے کوئی اچھا کام نہیں
کر سکا۔ جنت سامنے ہے۔ مگر اس میں داخل ہونے کے لئے میرے پاس کنجی نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ ماجرا سنا۔ تو فرمایا۔ اے دوست فکر نہ کر۔ ابھی جنت کی چابی تیرے پاس
آنے والی ہے۔ یہ فرمانے کے بعد آپ وہاں سے جب چلنے لگے۔ تو اس نے پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا ... و رسولہ۔
اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ پھر اس کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا تو کہنے
لگا۔ جناب کلمہ شریف کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرما دی ہے۔ نزہۃ المجالس ص۹۶ جلد ۱

(۳) دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی۔ کہ دحیہ کلبی اسلام قبول کرلے۔ اس لئے کہ
ان کے خاندان کے سات سو افراد ان کے زیر اثر تھے۔ آپ کی تمنا تھی۔ کہ اگر دحیہ مسلمان ہو گئے۔ تو ان سے
منسلک خاندان کے دوسرے افراد بھی اسلام قبول کرلیں گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی
میں دعا کی۔ اللّٰھم ارزق دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ الْاِسْلَامَ = اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام لانے کی توفیق
عطا فرما۔ —— آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ دحیہ کلبی کے دل میں خود بخود اسلام اور بانی اسلام کی
محبت جلوہ گر ہو گئی۔ پھر جب دحیہ کلبی نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو حضور سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں جناب جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے آقا علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُكَ
السَّلَامَ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے —— اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا
ہے۔ اور دحیہ کلبی کے دل میں نور ایمان کی روشنی پیدا کر دی ہے۔ اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے
والا ہے۔ فَلَمَّا دَخَلَ دِحْيَةُ الْمَسْجِدَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ وَبَسَطَهُ

تمشی الارض بین یدیہ ۔ جب دحیہ کلبی مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کندھے سے اتاری ہے۔ اور اس کے سامنے زمین پر بچھا دی۔ اور پھر دحیہ کلبی کو اس پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ دحیہ کلبی نے جب آپ کے خلق عظیم کا منظر دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور اس نے حضور رحمۃ للعالمین کی چادر مبارک پر بیٹھنے کی بجائے اس کو اٹھایا۔ پہلے بوسہ دیا۔ پھر آنکھوں سے لگایا۔ اور سر پر رکھ کر عرض کی یا رسول اللہ مجھے اسلام کی دولت عنایت فرمائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے دحیہ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اسلام کی مقدس دولت حاصل کر لینے کے بعد دحیہ کلبی پھر رونے لگے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے دحیہ تم کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بہت بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں عرض کریں کہ ان کا کفارہ کیا ہے۔ اگر میری ساری جائیداد راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دیں تو مجھے منظور ہوگا۔ اگر آپ میری گردن کاٹنے کا حکم فرمائیں گے۔ تو میں بسر و چشم قبول کر لوں گا۔ آپ جو بھی میرے گناہوں کا کفارہ بتائیں مجھے منظور ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ اے دحیہ تو نے کون سا گناہ کیا ہے۔ عرض کیا میں نے اپنی قوم کی ستر بچیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔ یہاں واقعہ جو منظور احمد قاضی (بیان کرتے ہیں)

ے ایہہ گل سن کے پھر روئے محمد تے آنسو ہو گئے جاری ۔

نالے رووں تے نالے آکھن پھر دسیں اک واری ۔

میرے آقا علیہ السلام آبدیدہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ جل۔ آپ کو اللہ فرماتا ہے۔ قُل لِدِحیَۃَ وَعِزَّتِی وَجَلَالِی اِنَّکَ لَمَّا قُلتَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ غَفَرتُ لَکَ کُفرَ سِتِّینَ سَنَۃً ۔ آپ دحیہ سے فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم کہ تیرے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے ساٹھ سال کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اے میرے اللہ تو نے دحیہ کلبی کے ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے سے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ تو پھر میری امت کے بندوں کے گناہ کیونکر نہ بخشے گا۔ جبکہ یہ کثرت سے کلمہ طیبہ کی گواہی دینے والے ہیں سامعین محترم۔ کلمہ طیبہ پڑھنے سے قلب و روح کو پاکیزگی اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ کی برکت سے اعمال کو درجہ قبولیت ملتا ہے۔ کلمہ طیبہ وہ شجر ذیشان ہے۔ جس کا پھل۔ مومن دنیا و آخرت قبر و حشر میں

کھاتا ہے۔ کلمہ طیبہ سے ہی دونوں جہانوں کی عزتیں ملتی ہیں۔ کلمہ طیبہ ہی مومن کے لیے دنیا و آخرت کا عظیم سہارا ہے۔ اس کلمہ طیبہ کو ہم تک پہنچانے کے لیے حضور ﷺ نے کتنی اذیتیں اٹھائیں۔ آپ پر پتھر برسائے گئے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپ کو ساحر، کاہن اور جادوگر کہا گیا (معاذ اللہ) آپ کی جبین اقدس خون سے رنگین کی گئی جس کی قسمیں خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔ جس کی ایک جھلک پر دونوں جہانوں کو قربان کر دیا جائے تو کم ہے۔ بالفرض کون سی اذیت تھی۔ جو آپ نے برداشت نہ کی۔ آئیے۔ کلمہ طیبہ کو اپنے سینے سے لگا لیں۔ اپنی ساری زندگی کلمہ طیبہ کے قبضہ میں دے دیں۔ اور کلمہ طیبہ جو کام کرنے کی اجازت دے۔ اُسے اپنا لیں۔ اور جس کام سے کلمہ طیبہ منع کرے۔ اس سے رک جائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بوسیلہ سرور کونین ﷺ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جب وقت نزع آئے۔ تو ہماری زبان پر جاری ہو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۵:۵۸ PM

۹-۲-۲۰۲

S.G.

الجمعت جلد ۵ ۳۵ تا ۵۱

Distt. Teh. Pakpattan

۳۔ فضائل کلمہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ○ فبای الاء ربکما تکذبن ○ سورۃ رحمٰن رکوع ۳ ۔ بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور بھی کچھ ہو سکتا ہے بسو اے (جن و انس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ۔ (ف) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں ۔ کہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں لا الہ الا اللہ کہنے کا انعام کیا ۔ بھلا آخرت میں جنت کے سوا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی ثابت ہے ۔ کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ۔ کلمہ شریف اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ۔ اسی کلمہ کی برکت سے ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں بے پناہ کامیابیوں سے ہمکنار کیا جاتا ہے ۔ قبر و حشر کی تمام مشکلات کو دور کر دیتا ہے ۔

عزیزان محترم ۔ کلام پاک قرآن مجید فرقان حمید میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس پاک کلمے کو ذکر کیا گیا ۔ کلمہ طیبہ ۔ قول ثابت ۔ کلمہ تقویٰ ۔ مقالید السموات والارض ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے ۔ کہ یہ کلمہ توحید ہے ۔ کلمہ اخلاص ہے ۔ کلمہ تقویٰ ہے ۔ کلمہ طیبہ ہے عروۃ الوثقیٰ ہے ۔ یعنی مضبوط کڑا = دعوۃ الحق ہے ۔ ثمن الجنۃ ہے ۔ یہی کلمہ طیبہ قبر کے مشکل سوالات کا جواب ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ○ ۔ ابراہیم (۴۴) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات یعنی کلمہ طیبہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے ۔ حضرت براء فرماتے ہیں ۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے ۔ تو مسلمان لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے ۔ آیت شریفہ میں پکی بات سے یہی مراد ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں ۔ اس کو سلام کرتے ہیں ۔ جنت کی خوشخبری دیتے ہیں ۔ جب وہ مر جاتا ہے ۔ تو فرشتے اس کو ساتھ لے جاتے ہیں ۔ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں ۔ اور جب وہ دفن ہو جاتا ہے ۔ تو اس کو بٹھاتے ہیں ۔ اور اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں ۔ جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے ۔ کہ تیری گواہی کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ ۔ آیت پاک میں یہی مراد ہے ۔ حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں ۔ کہ دنیا میں پکی بات سے مراد لا الہ الا اللہ ہے ۔ اور آخرت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے ۔

عزیزان گرامی ۔ یہ کلمہ شریف بڑی برکت والا ہے ۔ اس کو پڑھنے سے انسان کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں ۔ ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت ۔ ذٰلک ذکرٰی للذٰکرین ○ ھود ۱۰ (۱۱۴) بے شک نیک کام مٹا دیتے ہیں تمام اعمال

سے برے کاموں کو ۔ یہ بات ایک نصیحت ہے ۔ نصیحت ماننے والوں کے لیے ۔ حضور علیہ السلام نے
آیت کریمہ کی توضیح فرماتے ہوئے ۔ ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۔ حضرت ابوذر ارشاد
فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ۔ کہ مجھے کچھ نصیحت فرما دیں ۔ حضور ﷺ نے ارشاد
فرمایا ۔ اللہ سے ڈرتے رہو ۔ جب کوئی برائی صادر ہو جائے ۔ فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو ۔ تا کہ اس کی
مکافات ہو جائے ۔ اور وہ زائل ہو جائے ۔ میں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا لا الہ الا اللہ بھی نیکیوں میں شمار
ہے ۔ یعنی اس کا ورد اس کا پڑھنا بھی اس میں داخل ہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ یہ تو نیکیوں میں افضل
ترین چیز ہے ۔ حضرت انس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ جو بندہ رات میں یا دن میں
کسی وقت بھی لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے ۔ اس کے نامہ اعمال سے برائیاں دھل جاتی ہیں ۔

(1) کنکریوں کی شہادت : ایک شخص نے میدان عرفات میں سات کنکریوں کو ہاتھ میں لے کر کلمہ پڑھ کر انہیں
اپنے مسلمان ہونے کا گواہ بنایا ۔ اور وہیں میدان میں پھینک دیا ۔ جب رات ہوئی ۔ تو سو گیا ۔ خواب میں کیا
دیکھتا ہے ۔ کہ قیامت قائم ہے ۔ اس کا حساب ہوا ۔ تو نیکیاں کم اور گناہ زیادہ نکلے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو
حکم فرمایا ۔ کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ ۔ جب فرشتے اُسے دوزخ کے دروازے پر لے گئے ۔ تو کیا دیکھتا ہے
کہ ان کنکریوں نے دوزخ کے دروازے بند کر رکھے ہیں ۔ دوزخ کے محافظ اور کارکن جمع ہو گئے انہوں
نے انتہائی کوشش کی ۔ کہ کسی طرح ایک پتھر کو ہٹا دیں ۔ مگر وہ پتھر ان سے ہلائے نہیں ۔ چنانچہ فرشتے
اسے پکڑ کر عرش کے نیچے لے گئے ۔ یہ پتھر بھی اس کے ساتھ ہی سفارش کرنے چلے گئے ۔ بالآخر اللہ
تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دیا ۔ جونہی وہ فرشتے اس شخص کو جنت کے دروازے کی طرف
لے کر چلے تو وہ پتھر پہلے ہی وہاں پہنچ گئے ۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اسے کہا ۔ کہ اے اللہ کے بندے تو
میری گواہی سے جنت میں داخل ہوا ۔ ہ (ابراہیم واسطی) کا نام اس حکایت میں ہے

یہ کلمہ نور و منور مہاں کہ ہرے عیب سب کو دور مہاں ۔ سو سنا دیکھا ورد حضور مہاں لا الہ الا اللہ
حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔ کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے ۔ جب کوئی
شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے ۔ تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے ۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے ۔ کہ ٹھہر جا ۔ وہ عرض کرتا ہے
کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی ۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا میں نے اس کی مغفرت

کر دی تو پیشتوں گمھیر جاتا ہے۔ انّی قد غفرت لہٗ۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے لمعات سے لکھا ہے کہ
یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے ثابت ہے۔ بعض روایتوں میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ
بھی ارشاد وارد ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لئے جاری کرا دیا تھا کہ اس کی مغفرت
کر دوں۔ کس قدر لطف و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کہ خود ہی توفیق عنایت فرماتا ہے اور پھر خود ہی لطف
کی تکمیل میں مغفرت فرماتا ہے۔ عزیزان گرامی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توفیق الٰہی جب تک شامل حال
نہ ہو۔ کیا ہو سکتا ہے۔

ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ والوں
پر نہ قبروں پر وحشت ہے۔ نہ میدان حشر میں اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے
مٹی جھاڑتے ہوئے قبروں سے اٹھیں گے۔ اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے ہمیشہ
کے لئے رنج و غم دور کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس ص
کے پاس تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے۔ حضرت جبرائیل ع نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ
کو سلام فرمایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا بات ہے (حالانکہ اللہ
تعالیٰ دلوں کے بھید جاننے والا ہے) لیکن اکرام و اعزاز اور اظہار شرافت کے واسطے اس قسم کے سوال کرائے
جاتے ہیں۔ حضور ص نے ارشاد فرمایا۔ کہ جبریل مجھے اپنی امت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے۔ کہ قیامت میں ان کا
کیا حال ہوگا۔ حضرت جبریل ع نے دریافت فرمایا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں۔ حضور ص
نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبریل نے حضور کو ساتھ لیا۔ اور ایک مقبرہ پر
تشریف لے گئے۔ جہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبریل نے ایک قبر پر ایک پر مارا۔
اور ارشاد فرمایا قم باذن اللہ۔ اس قبر سے ایک شخص نہایت حسین خوبصورت چہرے والا اٹھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العالمین۔ حضرت جبریل نے ارشاد فرمایا۔ کہ اپنی جگہ لوٹ جا۔ وہ چلا گیا۔ پھر دوسری
قبر پر پر مارا اور ارشاد فرمایا قم باذن اللہ اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا منہ کیری آنکھوں والا
کھڑا ہوا اور کہہ رہا تھا۔ ہائے افسوس ہائے افسوس۔ ہائے شرمندگی۔ پھر حضرت جبریل نے فرمایا۔ اپنی جگہ لوٹ
جا۔ اس کے بعد حضور اقدس ص سے عرض کیا۔ کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں۔ اسی حالت پر اٹھیں گے۔ ایک حدیث

میں وارد ہے۔ کہ جو شخص ۱۰۰ مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرے اس کو حق تعالیٰ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح اُن کا چہرہ روشن ہوگا۔ (فضائل اعمال ص ۵۶ فضائل کلمہ شریف)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ حتیٰ کہ بکتے بکاتے کملی والے کے قدموں میں حاضر ہوگئے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ میں در حبیب میں پہنچنے تک ۱۰ بار بکا۔ —— حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کہانی اپنی زبانی مجھے یوں بیان کی۔ کہ میرا والد جیئ کا نمبردار تھا۔ جو مجھ سے بہت زیادہ محبت رکھتا تھا۔ فرماتے ہیں۔ ہم مجوسی تھے۔ میرے والد نے مجھے آتش کدہ کی نگرانی سپرد کر رکھی تھی۔ اور حکم تھا۔ کہ یہ آگ بجھنے نہ پائے۔ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے باہر کھیتوں کی نگہداشت کیلئے بھیجا گیا اور ساتھ ہی تاکید کی۔ کہ جلدی واپس آجانا۔ میں گرجا کے قریب سے گزرا تو ان کی دعا ہو رہی تھی۔ ان دعائیہ کلمات نے میرے دل پر اثر کیا۔ میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ عقیدہ ہمارے عقیدہ سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ میں نے ان سے گفتگو کی۔ اور کئی سوالات کیے۔ گھر پہنچنے میں دیر ہوگئی۔ میرے والد نے تلاش کیلئے آدمی بھیجے۔ گھر پہنچا تو والد نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا۔ میں نے صاف صاف بات کہہ دی۔ والد نے مجھے ہر طریقہ سے سمجھایا۔ کہ ہمارا دین سچا ہے۔ اور صحیح ہے۔ باقی دین جھوٹے اور باطل ہیں۔ میں سنتا رہا۔ مگر اس باپ کی کسی بات نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ اور میں نے کہہ دیا۔ ابا جی سچ تو یہی ہے۔ کہ یہ دین نصرانیت ہی حق ہے۔ بس پھر کیا تھا عیسائیت کے پیار پر ٹوٹ پڑے دکھوں کا آغاز ہوگیا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے اس شکوہ سے کہ عیسائیت حق ہے۔ میری آزمائش کا دور شروع ہوگیا۔ مجھے کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ گھر سے باہر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ اب میرے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ کسی نہ کسی طریقہ سے یہاں سے نکل جاؤں میں نے خفیہ طور پر عیسائیوں سے رابطہ قائم کر لیا۔ اور انہیں کہا۔ کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے۔ تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ ایک قافلہ کے ساتھ نکل بھاگنے کا اتفاق ہوگیا۔ شام جا کر پوچھا۔ کہ یہاں بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں کے بتلانے پر میں اس بڑے پادری عالم کے پاس پہنچ گیا۔ اور ساری داستان سرگزشت سنا دی۔ پھر میں نے ان سے درخواست کی۔ کہ مجھے اپنے پاس رکھ کر دین سکھائیں۔ اس عالم نے مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ آپ فرماتے ہیں میں دیر تک اس کے پاس رہا۔ مگر وہ عالم اچھا ثابت نہ ہوا۔ جو کچھ وہ لوگوں کو کہتا تھا خود نہیں کرتا

تھا۔ حریص تھا۔ ظالم تھا۔ خائن تھا۔ اس نے مرنے پر لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ اس کے سات مٹکے اشرفیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین سے انکار کر دیا۔ اس کی میت کو سولی پر چڑھا کر سنگسار کر دیا۔ اور اس کی جگہ پر دوسرا عالم کو بٹھایا۔ جو نہایت عابد۔ زاہد متقی تھا۔ مجھے اس عالم سے اس قدر محبت ہوگئی۔ کہ پہلے کسی سے نہ ہوئی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو میں نے اس سے کہا۔ کہ مجھے بتا دو۔ کہ آپ کے بعد کس کی خدمت میں حاضری دوں۔ جس سے رہنمائی حاصل کروں۔ اس نے کہا موصل کے فلاں عالم کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا۔ اس کے پاس رہا۔ پھر کئی عالموں کے پاس گیا۔ سب آخر میں ایک عالم کی وصیت کے مطابق شہر عموریہ کے ایک عالم کی خدمت میں پہنچا۔ جب انکی موت کا وقت آیا۔ تو میں نے اپنی سرگزشت بتا کر پوچھا۔ آپ فرمائیں۔ اب مجھے کہاں جانا چاہیے۔ کس سے ملوں۔ میں ہوگ تھک گیا ہوں۔ مطلوب نہیں مل سکا۔ ——— مرتے ہوئے اس نے بتایا۔ میری نظر میں اس وقت کوئی ایسا رہنما نہیں۔ جو تجھے صحیح راستے پر چلا سکے۔ البتہ میری تحقیقی معلومات کے پیش نظر آخر الزمان نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ ان کا ظہور صحرائے عرب میں ہوگا۔ ان کا دین دین ابراہیمی ہوگا۔ وہ ایک کھجوروں کے علاقہ کی طرف ہجرت کریگا۔ اگر تم سے ہو سکے سفر طے کر سکو تو ان تک پہنچ جانا۔ وہ تمہارے تمام دکھوں کی دوا ہے۔ تمہاری پریشانی کا سکون ہے۔ ——— اس کے بعد اس پادری نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو حضور سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات بتائیں۔ (۱) وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے۔ (۲) وہ ہدیہ قبول کریں گے (۳) اُن کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ جب یہ نشانیاں ان میں پالو تو یقین کر لینا۔ کہ یہی وہ نبی ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ یہی آخری رسول ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پادری مجھے یہ وصیتیں کرنے کے بعد فوت ہوگیا۔ میں متلاشی رہا۔ کہ مجھے کوئی قافلہ مل جائے۔ جو مجھے سرزمین عرب میں لے جائے۔ فرماتے ہیں۔ میرے پاس گائیں بکریاں جمع ہو گئیں تھیں۔ اتفاق سے قافلہ بھی مل گیا۔ میں نے کہا یہ سارا مال تمہیں دے دوں گا۔ مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلو۔ بات طے ہوگئی۔ مگر میرے ساتھ سلوک یہ ہوا کہ اس قافلہ نے مجھے غلام بنا کر وادی قریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ جب میں اس یہودی کے ساتھ آیا تو مجھے محسوس ہوا شاید یہی وہ سرزمین ہے۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے۔ اس یہودی نے مجھے بنو قریظہ کے دوسرے یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ یہ یہودی مجھے سرزمین مدینۃ الرسول ﷺ میں لے آیا۔ باغات دیکھے۔ کھجوریں دیکھیں۔ دل نے یقین کر لیا۔ کہ

نخلستان تو پہنچ گیا ہوں۔ ———

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے یہودی مالک کے باغ میں کام کرتا رہا۔ وقت آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ ہجرت فرما کر مدینہ شریف میں پہنچے۔ میں درخت پر شاخوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا۔ میرا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ میرے مالک کا ایک رشتہ دار آیا۔ اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ القبار کو غارت کرے۔ قبا کے اندر کس شخص کو رسول و نبی تسلیم کئے بیٹھے ہیں۔ جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس یہودی کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔ تو مجھ پر وجد طاری ہو گیا جسم میں اس قدر کپکپی طاری ہوئی۔ کہ مجھے خطرہ ہوا۔ کہ کہیں نیچے نہ گر جاؤں۔ یہودی آپ کی اس حالت پر بہت متعجب ہوا۔ فرماتے ہیں میں نے کام ختم کیا۔ لرزتا کانپتا درخت سے نیچے اترا۔ اس یہودی سے کہا۔ یار کیا بات کر رہے تھے۔ اب ذرا پھر سناؤ۔ میرے مالک نے یہ سن کر ناراضگی کے ساتھ مجھے طمانچہ مارا۔ اور کہا کہ تجھے ایسی باتوں سے کیا تعلق جاؤ اپنا کام کرو۔ خبردار آئندہ ایسی بات کی۔ (۱) پہلی بات کی تصدیق۔ نخلستان والی۔ جس کو دیکھتے ہی دل میں یقین ہو گیا

(۲) دوسری علامت کی تصدیق۔ دوسری علامت یہ بتائی گئی کہ وہ رسول صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ آپ فرماتے ہیں میں صدقہ لے کر قبا حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور یہ صدقہ آپ کے لئے ہے اور آپ کے صحابہ کرام کے لئے لایا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے صدقہ جائز نہیں ہے فرمایا۔ اور صدقہ صحابہ کرام کے سپرد کر دیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ منظر دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہی رسول ہیں۔ (۳) آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے چل کر مدینہ شریف میں جلوہ گر ہوئے۔ تو میں کچھ نذرانہ لے کر حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ صدقہ تو آپ قبول نہیں کرتے اب یہ ہدیہ لایا ہوں شرف قبولیت سے نوازیں آپ نے قبول فرما لیا۔ تو میرا یقین اور زیادہ ہو گیا۔

اب سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع کا متلاشی تھا کہ آخری علامت دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو کس طرح دیکھوں۔ ایک دن آپ جنت البقیع میں ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ میں نے جھک کر سلام عرض کیا۔ چنانچہ میں آگے سے اٹھ کر پشت مبارک کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا کہ مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور علیہ السلام میری اس کیفیت کو جان گئے۔ فوراً پشت مبارک سے چادر اٹھا دی۔ میں نے مہر نبوت کو دیکھا چوم کر رو دیا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا سامنے آؤ۔ میں سامنے آ گیا۔ تو آپ نے اسی وقت مجھے مشرف بالاسلام فرمایا۔ بس یہ آخری سوال تھا۔ جو حل ہو گیا ہے ——— حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد حسب معمول اپنے مالک کے باغ

میں کام کرتا رہا۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے سلمان اپنے مالک سے کتابت کر لو۔ یعنی اُسے معاوضہ دو جس کے
عوض وہ تمہیں آزاد کر دے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا سے بات کی۔ اُس نے کہا سلمان اگر کتابت چاہتے
ہو تو چالیس اوقیہ سونا ادا کرو۔ اور تین سو درخت کھجوروں کے لگا دو۔ جب وہ پھل دینے لگ جائیں
تو تم آزاد ہو۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے صحابہ کرام
سے فرمایا سلمان کے لئے پودوں سے امداد کرو۔ چنانچہ کوئی دس لے آیا۔ کوئی بیس یہاں تک کہ تعداد
پوری ہو گئی۔ سلمان سے فرمایا۔ جاؤ۔ گڑھے بنا کر رکھو۔ پودے میں خود آ کر لگاؤں گا۔ گڑھے تیار ہو گئے۔
حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ اور اپنے دست مبارک سے پودے گڑھوں میں رکھ دیئے۔ اور دعا برکت فرمائی
ایک سال گزرنے نہ پایا تھا کہ باغ نے پھل دے دیا۔ تین سو پودوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو خشک
ہو گیا ہو۔ یا پھل نہ دیا ہو۔ درختوں کا قرض تو اتر گیا۔ مگر یہ اوقیہ سونا باقی رہ گیا۔ ایک شخص نے دربار
رسالت میں حاضر ہو کر سونے کی ڈلی پیش کی۔ آپ نے فرمایا سلمان کہاں ہیں۔ عرض کی آقا حاضر ہوں
فرمایا یہ سونا لے جاؤ۔ اور اپنے مالک کا یہ قرض بھی ادا کر دو۔ بظاہر تو وہ تھوڑا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے عرض کی
سونا تھوڑا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دیگا۔ چنانچہ سونا تولا گیا۔ تو وہ ٹھیک یہ
اوقیہ تھا۔ اب آپ آزاد ہو گئے۔ اور غزوات میں حضور ﷺ کے دوش بدوش کام کرتے رہے

اسد الغابہ صـ جلد ۳

نوٹ: اس تقریر کے انوار صحابہ کرام کا ذکر - شہداء بدر کا ضمن میں آگے آگے چلنا -

Abbas

18-7-2007
2-7-1428

① جمال حسن کا لڑکے کو کلمہ پڑھانا - عدالت میں - سرینڈ بدھ

② مہر علی شاہ کے واقعات - اسلم علم - 11:45 pm

اور جو ان کو دم کرنا۔ وقصہ — نعت شریف — ان کی آنکھوں پہ وہ ذرا چاند نثار ہوں گے
جن کی قسمت میں مدینے کے نظارے ہوں گے۔ نور ہی نور اجالا ہی اجالا ہو گا جس طرف چشم محمد کے اشارے ہوں گے
حشر میں ان کے سوا کون سہارا دے گا ... سب نے لکھا رستے ہوں گے۔ ان کے سجدہ پہ محمد کی
رفاقت کے عوض ... جبریل نے لمحات گزارے ہوں گے روبرو بیٹھنے والوں نے ظہوری اُن کے کس طرح
جلوے نگاہوں میں اتارے ہوں گے۔ نوٹ: ظہوری ص ۲۴۱ کلیات ظہوری

فضائل کلمہ شریف

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ِۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

اعراف ۱۵۸ پ ۹ آپ فرما دیجئے۔ اے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم سب کی طرف وہ اللہ جس کے لئے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے۔ جو خود ایمان لاتا ہے۔ اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام انسانوں کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہر خاص و عام ہر فقیر و امیر ہر عربی اور عجمی کے رہبر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ اے محبوب لوگوں میں اعلان کر دو کہ میں سب کے لئے زمین و آسمان کے مالک اور خالق کی طرف سے کلمے کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانو اس لئے اللہ کو معبود مانتے ہوئے اس کی عبادت کرو۔ ـــــ عزیزان گرامی اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں سب سے پہلے کلمے ہی کا اقرار لیا۔ ـــ مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں نکل آئیں۔ تو ان کی الگ الگ جماعتیں مقرر فرما دیں نبیوں کی الگ۔ ولیوں کی الگ۔ مسلمانوں کی الگ۔ کافروں کی الگ۔ نیکوں کی الگ۔ اور بدوں کی الگ الگ جماعتیں مقرر کر کے ہر ایک کی ویسی ہی صورتیں بنائیں۔ جیسے کہ دنیا میں بننا تھیں۔ پھر ہر ایک کو بولنے کی قوت اور طاقت دی تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا ہاں۔ تو ہمارا رب و مالک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور تمہارے باپ آدم کو تم پر گواہ بناتا ہوں۔ کہ تم نے میری ربوبیت کا اقرار کر لیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اب تم کہنے لگو ہمیں خبر نہیں تھی۔ کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔ اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ یقیناً تم جان لو۔ کہ میرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے۔ میرے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہ کرنا۔ اس قول و اقرار کے یاد دلانے کے لئے نبیوں اور رسولوں کو بھیجوں گا۔ اور تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا۔ اس پر تمام انسانوں کی روحوں نے کہا ہم سب نے اقرار کیا اور کہا۔ لا الٰہ لنا غیرک تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں۔ یہ تھا وہ وعدہ جو ان روحوں نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے کیا۔

(۱) ہر نبی کی تعلیم یہی کلمہ تھا۔ نسل آدم جوں جوں دنیا کے دھندوں میں مگن ہوئی تو وہ اس کلمہ سے دور ہونا شروع ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ کی تشریح اور اشاعت کے لئے اپنے پیغمبر و رسول بھیجے

سلسلہ جاری کیا۔ اور ہر ایک نے اسی کلمہ کی یاد دہانی کرائی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وما ارسلنا من
قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون" (پ ۱۷ الانبیاء ۲۵)
(۱) حضرت نوحؑ۔ (۲) قوم عاد کی طرف ہودؑ (۳) قوم ثمود حضرت صالح۔ مدین حضرت شعیب۔ حضرت
ابراہیمؑ۔ حضرت یوسف علیہ السلام۔ یصاحبی السجن ءارباب متفرقون۔ یوسف (پ ۱۲ یوسف ۳۹-۴۰)
حضرت عیسیٰ۔ حضور علیہ السلام۔ قل انما ہو الٰہ واحد و اننی بریء مما تشرکون (انعام آیت ۱۹)
ان تمام آیات قرآنی سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور علیہ السلام تک سب نبیوں اور
رسولوں نے اہل دنیا کو لا الہ الا اللہ کی دعوت دی۔ صرف فرق اتنا ہے کہ ہر نبی کی رسالت اس کے اپنے زمانہ
تک تھی۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تا قیامت جاری رہے گی۔ کلمے کا پہلا جز ہر نبی کی دعوت میں
وہی ہے۔ جو اللہ نے کہا۔ کلمے کے دوسرے جز میں رسول اللہؐ کی رسالت کا اقرار ہے۔ اب جو شخص اس کلمے کو مانے
وہی مسلمان ہے۔ موجودہ دور کے اندر حضور علیہ السلام کے لائے ہوئے کلمے کے علاوہ کسی سابقہ نبی کا کلمہ
پڑھنا باعث نجات نہیں۔ (۱) ہندوستان کا ہندو: ہندوستان میں ایک ہندو رہتا تھا۔ جو سالہا سال
سے بتوں کی پوجا کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ زمانے کی ستم ظریفیوں نے اسے ایک مشکل میں الجھا دیا۔ اس نے مشکل حل
کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ سالہا سال جس بت کی پوجا
کی ہے اس سے اپنی مراد مانگوں۔ اس نے بت کے سامنے اپنی مشکل بیان کی۔ اور مراد مانگی مگر بت نے اس کی ایک
نہ سنی۔ وہ سن ہی کیسے سکتا تھا جبکہ خود تراشیدہ پتھر تھا۔ وہ شخص بت سے نا امید ہو گیا۔ اس نے سوچا
مسلمان ایک خدا کو مانتے ہیں۔ میں بھی اس سے رجوع کر کے دیکھوں۔ چنانچہ اس نے نگاہ شرمسار آسمان کی
جانب اٹھائی۔ اور بلند آواز سے کہا یا صمد۔ فضا میں کڑکا ہوا۔ بجلی چمکی۔ نور کا ہالہ فلک پر چھا گیا۔ اور
ندا آئی لبیک یا عبدی۔ اے میرے بندے میں موجود ہوں۔ مانگ جو مانگتا ہے۔ تیری ہر حاجت پوری کی جائے گی۔
فرشتوں نے خدا کی جانب سے اتنی شفقت دیکھی۔ تو پوچھا۔ وہ شخص مدتہا ہائے مدت سے بت کی پوجا کرتا رہا
مگر اس نے کوئی بات نہ سنی۔ جبکہ تجھے ایک مرتبہ پکارا ہے۔ تو تو نے جواب دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر میں
بھی اس بت کی طرح جواب نہ دوں۔ تو پھر چھوٹے اور بڑے میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اس شخص نے جب یہ ماجرا دیکھا
تو فوراً کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس) ایک حدیث میں حضرت انس روایت کرتے

کرتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا
آپ نے دوگانہ نماز پڑھی۔ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا۔ اور آپ کی دونوں چشم مبارک
سے آنسو بہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک سے آنسو بہہ گئے۔ سینہ اور آنکھوں سے بہہ کر زمین پر ٹپکتے تھے
آپ کے رونے سے میں بھی روتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد آپ خاموش ہوئے۔ اور میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے انس میں
تیری آنکھیں تر دیکھتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو روتے دیکھ کر میں رونے لگا۔ فرمایا کہ
خوشخبری ہے اس شخص کے لئے۔ کہ جس کی زبان اللہ کے کلمہ کے ذکر میں تر رہے۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری
رہیں۔ (کیونکہ اس طرح ایمان دلوں میں تازہ رہتا ہے)

(۳) حکایت۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک کافر بادشاہ سخت دشمن اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت
قتل کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ لشکر اسلام اس کافر کے لشکر پر غالب آ گیا۔ اور اس کافر بادشاہ کو زندہ
پکڑ لیا۔ تمام مسلمان اس سے سخت ناراض تھے۔ باتفاق سب کی رائے ہوئی۔ کہ اس کو تانبے کی دیگ میں بند کیا
جائے۔ اور دیگ کا منہ بند کر کے نیچے آگ بدستور جلائی گئی۔ جب دیگ گرم ہونے لگی۔ اس کافر بادشاہ کو سخت
تکلیف پہنچی تو اس نے اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو اپنی مدد کیلئے پکارنا شروع کیا۔ وہاں بھلا کون آتا۔ بعدودہ
سکتا تھا۔ وہ بادشاہ اپنے بتوں سے کہتا۔ کہ میں نے تمہارے لئے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ہلاک کیں۔ کیا آج
تم مجھے اپنے اور میرے دشمنوں کے نیچے سے چھڑاؤ گے۔ وہاں تو پتھر تھے۔ پتھر کیا کر سکتا ہے۔ جب کوئی بھی کام نہ
آیا۔ تو وہی خالق مخلوق رب معبود کا کام آیا۔ توفیق الہی نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اس میں توحید الہی پیدا ہوئی۔
زبان سے لا الہ الا اللہ جاری ہوا۔ منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کلمہ طیبہ پڑھا۔ وہاں کیا دیر تھی۔ اجیب دعوۃ الداع
اللہ کے سوا اور کون ہے جو بے قرار کی آہ زاری سنے۔ اور ہر قسم کی تکلیف سے اسے بچائے۔ اس وقت مولا کے اور
کوئی نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اندھیرے کنوئیں میں اسے پکارا۔ وہاں وہ موجود تھا۔ یونس نے
مچھلی کے پیٹ میں اسے پکارا۔ وہاں موجود تھا۔ ایوب نے صبر یا زخموں میں پکارا۔ وہ موجود تھا۔ موسیٰ نے کوہ
طور پر پکارا۔ وہ موجود تھا۔ سیاح افلاک صاحب لولاک نے ساتوں آسمان سے پکارا۔ وہاں موجود تھا۔
ادھر اس کافر نے لا الہ الا اللہ منہ سے نکالا تھا۔ کہ پہاڑ کی جانب سے آندھی اور ابر نمودار ہوا۔ بہت زور
سے مینہ برسا۔ پھر دیگ کو ہوا نے معلق اٹھا کر لیا۔ اس کلمہ گو کو مع اس کے قید خانہ کے اڑا لے چلی۔ اور ایک

ایسے کفرستان میں۔ جہاں کوئی فرد بسم اللہ الرحمن کہنا نہ جانتا تھا۔ لے جا کر ڈال دیا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ بڑی مشکل سے اس دیگ کو کھولا۔ اندر سے بادشاہ صحیح سلامت نکلا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے اور تم کون ہو۔ اور کس طرح سے اس دیگ میں بند ہوئے۔ اور یہاں کیونکر آ گئے۔ اس بادشاہ نے اپنا سرگزشت بیان کی۔ کہ میں پہلے کافر تھا۔ اور اہل اسلام کو قتل کرنا بڑی عبادت جانتا تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ مسلمان لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔ اس عذاب و تکلیف سے مجھ کو قتل کرنا چاہا۔ کہ دیگ میں بند کر کے نیچے آگ روشن کی۔ مجھے گرمی و تکلیف زیادہ معلوم ہوئی۔ تو میں نے اپنے طرف دار و مددگار معبود بتوں کو بلانا شروع کیا۔ لیکن کوئی میرے کام نہ آیا۔ لاچار میں نے مسلمانوں کے خدا کو پکارا۔ اس نے میری مدد کی۔ اور ایک ابر اور آندھی بھیج کر دیگ کو اٹھوا لیا۔ اور مجھ کو ان کے ہاتھ سے بچا کر یہاں پہنچایا۔ سب نے اس واقعہ کو بڑے تعجب سے سُنا۔ اور جو سُنتا گیا وہ کلمہ طیبہ پڑھتا گیا۔ تھوڑی سی دیر میں وہ شہر مسلمان ہو گیا۔ اور اس بادشاہ کو کلمہ طیبہ نے موت سے بچایا۔ اور اس کے ساتھ سب بستی والوں کو بہشت کا مستحق کر دیا۔ ———— (۲) سیدنا آدم علیہ السلام نوع انسانی کے سب سے پہلے پیغمبر تھے۔ آپ کو کلمہ طیبہ کے سبب اللہ تعالیٰ سے معافی میسر آئی۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا ہو گئی۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کئے کی معافی مانگنے لگے۔ عرصہ دراز تک اللہ کے حضور روتے رہے۔ مگر معافی نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے معافی مانگتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی۔ کہ محمدؐ کون ہیں۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تھا۔ تو میں نے عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تھا۔ تو اس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ محمدؐ ایک عظیم ہستی ہے۔ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ وحی نازل ہوئی کہ اے آدم علیہ بے شک وہ تمہاری اولاد میں سے خاتم النبیین ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی بھی پیدا نہ کیا جاتا طبرانی۔ اس کا مقصد یہ ہوا۔ کہ جب بھی کوئی کلمہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے گا۔ تو اسے معافی مل جائے گی۔

اس نام وحدہ کے کھیاں شفا وال ہیں۔ ہیرا نام سہاں گل چاند یار ہلاوال ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ کہ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گنہگار اور گناہ بہت رکھتا ہوں۔ آپ نے بیٹھنے کے لیے فرمایا۔ جب آپ کو وعظ سے فراغت ہوئی۔ تو آپ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوا۔ اور عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں میرے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے گناہ عرش کی وسعت سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ خدا کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ شخص اس کے جواب میں چپ ہو رہا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کچھ غم نہ کر۔ یہ کلمہ پڑھ۔ لا الہ الا اللہ۔ خدا تعالیٰ تیرے سب گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور فرمایا جو کوئی رات دن میں یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ اور اس کی مدد کو پہنچتا ہے حق تعالیٰ اس کے چار ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور فرمایا۔ جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو عرش کو جنبش ہوتی ہے۔ حکم ہوتا ہے، اے عرش سکون اختیار کر۔ وہ عرش عرض کرتا ہے۔ خداوندا۔ کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ میں حالت سکون میں ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بخش دیا۔

کہ جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کلمہ کو آسمان پر لے جاتا ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچتا ہے۔ تو دوسرا فرشتہ آسمان سے اترتا ہوا ملتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ کہاں جاتے ہو۔ دنیا سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندے کا کلمہ لے کر عرش تک جاؤں گا۔ تم کہاں جاتے ہو۔ تو آسمان سے آنے والا فرشتہ کہتا ہے کہ جس بندے کا کلمہ لے کر آسمان پر جا رہے ہو۔ میں اس کی مغفرت لے کر عرش الٰہی سے آیا ہوں۔ اور دنیا میں جاتا ہوں۔

شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں۔ میں نے سنا۔ کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا۔ اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنا لیا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا۔ جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا۔ کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری۔ اور سانس پھولنے لگا۔ اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے۔ اس کی حالت مجھے نظر آئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں۔ جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا۔ ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے سے ہی بخشا تھا۔ اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا

5✓

۱۔ معراج شریف

جو کیسٹ ہزاروں کی مقدار میں سنی تھی۔ اس کا تجربہ یہ ہوا کہ اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔
یہاں بابا رحمت اللہ کی شمولیت بہت بڑی بات
کہ میں اپنی زندگی میں شامل کر دوں ۵۔۰۔۵ = PM بروز اتوار
سنی فضائل اعمال ۲۲ — ۷۷ علامہ عالم فقری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا ——— البصیر۔ بنی اسرائیل آیت ۱
سرکار بناں لطف و عطا کون کرے گا۔ امت دی بد روح دا کون کریگا۔ رب اپنے گنہگار ہوں۔ کلیجے اودا درشا سرکار
بناں معاف خطا کون کرے گا۔ خود ناتے رہسی آئے سوال ہوں رجاوے۔ دیھاں ای جود و سخا کون کرے گا۔ اللہ
دی جد وی نعت پڑھے آپ ظہوری۔ حق اعظم یاں نعتاں دا ادا کون کرے گا۔ صفحات سوہنے رکول جاں نعت ۵۰ کلمات قرآن
سرکار دو عالم ﷺ کے جلیل القدر اور عظیم الشان معجزات میں سفر معراج سر فہرست ہے۔ بلا شبہ یہ سفر سعادت حضور ﷺ کی بے پناہ عظمتوں کا آئینہ دار اور مقام رسول عربی ﷺ کا مظہر ہے۔ قرآن شریف کی سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم کی آیات مشہور حدیث معراج اور اس سلسلے کی دیگر روایات کو یک جا کیا جائے۔ تو جان حیرت و استعجاب سے بھرپور دلکش و خوب صورت اور مسحور کن سفر نامہ ترتیب پاتا ہے۔ وہاں قدم قدم پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں۔ علو مرتبت کے لاتعداد نمونے ملتے ہیں۔ اور ہر آن اعزاز و اکرام مصطفیٰ ﷺ کی ایک انوکھی شان سامنے آتی ہے۔ ——— کہیں قائد ملائکہ قدسیوں کے جلو میں ان اللہ اشتاق الی لقائک یا رسول اللہ کی صدا بلند کر رہا ہے۔ نوری سواری پیش خدمت ہے۔ میلوں کی مسافتیں آن واحد میں طے پاتی ہیں۔ انبیاء و ملائکہ منتظر ہیں۔ اول تا آخر کے راز سے پردے اٹھ رہے ہیں۔ ——— کہیں ہفت افلاک کی تسخیر ہے۔ انبیاء و رسل مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں ——— اور ——— یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جو رب العالمین اور مخلوق کے درمیان حد فاصل ہے لیکن یہاں نہ کوئی فاصلہ حائل ہے۔ اور نہ ہی فصل کا وجود باقی ہے۔ وصال کے لمحے ہیں۔ حرم الہیٰ تک رسائی ہے۔ عزت افزائی ہے۔ استقبال ہے۔ محب اور محبوب کی راز دارانہ باتیں ہیں۔ ایک مختصر سے عرصہ میں ہفت افلاک اور لامکاں کی طویل ترین مسافت و سیاحت کے بعد جب لوٹتے ہیں، تو بستر مبارک ابھی گرم ہے۔ وضو کے پانی میں روانی ہے۔ اور دروازے کی کنڈی ہل رہی ہے۔
غرض یہ سفر معراج ایسا معجزہ ہے۔ جو تاجدار انبیاء ختم الرسل کی عظمت کا نقطہ معراج ہے۔ جس سے اہل ایمان

کو تازگی ملتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ مبارکہ ہے ۔ کہ وہ انبیاء کرام کو ان امور غیبیہ سے مطلع فرماتا ہے ۔ جو عام لوگوں کی نظروں میں پنہاں ہوتے ہیں لیکن ان کے لئے ان پر یقین رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات ملائکہ کا وجود جنت اور دوزخ بعث بعد الموت حشر ونشر یوم قیامت اور عذاب وثواب کے مراحل وغیرہ ۔ یہ ایسے امور ہیں ۔ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کا علم ویقین کمال درجے کا ہونا چاہیے ایسا یقین جو دوسروں کو منتقل بھی کیا جا سکے ۔ اہل علم جانتے ہیں ۔ کہ علم کے تین درجے ہیں ۔
(۱) وہ علم جو تفکر وتدبر اور استدلال کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اسے علم الیقین کہتے ہیں ۔ (۲) جو کسی چیز کو محض دیکھ لینے سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہ عین الیقین ہے ۔ (۳) علم کا تیسرا درجہ وہ ہے ۔ جو سب سے بلند تشکیک وتذبذب کے شائبے سے پاک اور حتمی وقطعی ہے ۔ اسے حق الیقین کہا جاتا ہے جو انسان کے ذاتی تجربے سے حاصل ہوتا ہے ۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کو جن امور کا علم دوسروں تک منتقل کرنا ۔ اور ان پر ایمان لانے کی دعوت دینا مطلوب ہوتا ہے ۔ جب تک وہ علم خود ان کے پاس بتمام وکمال موجود نہ ہو تو دوسروں تک اسے کیسے منتقل کریں گے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو مکاشفات اور مشاہدات کے ذریعے ان مطلوبات سے مطلع فرماتا ہے ۔ چنانچہ ان کی ابتدائی زندگی میں ایسا لمحہ آتا ہے جب تعلیم کائنات کے قوانین منسوخ کر دیئے جاتے ہیں ۔ حجابات رفع ہوتے ہیں ۔ اور ملکوت السموات والارض ان پر ایسے عیاں ہوتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مشاہدہ سورۃ الانعام میں بیان ہوا ہے ۔ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (انعام ۷۴) وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ حضرت ابراہیم کے ایک دوسرے مشاہدے اور مکاشفے کا ذکر سورۃ البقرہ میں بیان کیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے ۔ واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی ۔ البقرہ ۲۶۰ ۔ چنانچہ حیات بعد ممات کی کیفیت کو حضرت سیدنا ابراہیم کے لئے بے حجاب کر دیا گیا ۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مشاہدہ کے لئے جلوہ حق کا پرتو نمودار ہوا ۔ تاکہ وہ کامل علم سے بہرہ ور ہو کر فرعون کے پاس جائیں ۔ جو خود کو رب الاعلیٰ کے مرتبے پر فائز سمجھتا ہے نیز حضرت سیدنا خضر کا ساتھ خاص مدت تک میسر آیا گیا ۔ کہ وہ دیکھ سکیں گے ۔ کہ دنیا کا نظام کس طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چل رہا ہے ۔ امام الانبیاء ﷺ کو بھی متعدد بار ان ہی کیفیات سے گزارا گیا ۔ جن کا ذکر اوپر ہوا ۔ علماء کرام کے اقوال کے مطابق اس نوعیت کے مشاہدات ومعراجات آپ کو ۳۴ مرتبہ ہوئے ۔ مثلاً ﷺ نماز کسوف ادا فرمانا ۔ جنت

کا منظر دیکھنا۔ (۲) مدینہ سے باہر ٹیلے پر چڑھے۔ اور استفسار کیا۔ لوگو! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر
آرہا ہے۔ لوگوں نے جواب نفی میں دیا۔ تو فرمایا۔ یقیناً میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی بارش ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ ایک بار
ارشاد فرمایا۔ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا۔ میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو افقوں کو دیکھ لیا ہے
(۳)۔ یوں بھی ہوا۔ کہ خواب میں جلوہ جلوۂ حق بے نقاب ہو کر سامنے آگیا۔ حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا اے محمدؐ کیا تم جانتے ہو کہ
فرشتوں کی گفتگو کا موضوع کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے میری پیٹھ پر کندھوں کے درمیان اپنا
دست قدرت رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میرے سینے تک سرایت کر گئی۔ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔ اور زمین و آسمان
کی تمام چیزیں میرے لئے عیاں ہو گئیں۔ پھر استفسار ہوا۔ اب بتلاؤ کہ ملائکہ کا موضوع بحث کیا ہے۔ تو میں نے تمام
تفصیلات بتلا دیں۔ (ترمذی) گویا جس قسم کے مشاہدات و مکاشفات بعد مدت ہا دیگر انبیاء علیہم السلام کی
زندگی میں کبھی کبھار لاحق ہوتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریباً ہر روز ہی اس سے مشرف کیا جاتا تھا۔ انبیاء علیہم
السلام کے انفرادی معجزات و خوارق کو آپ کی ذات میں اس طرح مجتمع کر دیا گیا تھا۔ کہ آپ "آں چہ خوباں ہمہ دارند تو
تنہا داری" کے مصداق بن گئے تھے۔ اسی طرح مشاہدہ ملکوت سماوات و ارض اور جمال الٰہی کو بے حجابانہ دیکھنے
کی کیفیت کو بھی آپ کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ حضرات انبیاء کرام کے وہ مشاہدے جن کا ذکر قرآن نے کیا۔ ان کے لئے معراج
ہیں۔ مگر ایسی معراج تو حضور کو بار بار ہوتی رہی۔ ضرورت تھی کہ آپ کو معراج کے اس درجے سے نوازا جائے۔ جو
اس رسول معظمؐ کو باقی انبیاء سے ممتاز کرے۔ جیسے نبوت و رسالت آپؐ پر ختم ہے۔ اسی طرح معراج و مشاہدہ
کا بھی وہ درجہ میسر آئے۔ جس کے بعد کوئی اور درجہ نہ ہو۔ چنانچہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا اس قدر
قریب عطا فرمایا۔ کہ دو کمانوں کا فاصلہ تھا۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ گویا یہ معراج کا بلند نقطہ عروج تھا۔ جس پر آپ فائز کئے گئے
(۱) معراج اور نسبت عبدیت = اس جلیل القدر اور رفیع المرتبت معجزے کا ذکر قرآن مجید نے آپ کی نسبت
عبدیت کے حوالے سے کیا ہے۔ اور اس مقام پر نبوت و رسالت کے منصب کا ذکر نہیں ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا
سُبْحٰنَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ ① سورۃ نجم میں بھی فرمایا۔ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى (النجم ۱۰) اصل میں قرآن مجید
کا طریقہ ہے۔ کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات اور خصوصی عطا کا ذکر ملتا ہے۔ وہاں آپ کی اسی صفت عبدیت
کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کے حق میں نسبت عبدیت نسبت نبوت و رسالت سے اعلیٰ
ہے۔ رسالت میں نزول ہے۔ اور عبدیت میں عروج۔ کیونکہ فریضہ نبوت کو ادا کرتے وقت نبی لوگوں کی طرف متوجہ

ہوتا ہے۔ اور مقامِ عبدیت میں اپنے معبود کے جلوؤں میں گم ہوتا ہے۔ وہاں مخلوق کی طرف رُخ تھا۔ یہاں خالق کی طرف ہے وہ لمحہ جو تجلیاتِ ربانی میں بسر ہو، مخلوق میں گزرنے والے لمحے سے افضل ہوا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تفہیم کے لیے بارش کے نظام کی تمثیل بیان کی ہے۔ بارش کا نظام یہ ہے کہ سمندر سے بخارات اُٹھتے ہیں جو بادلوں کی شکل اپنا کر ہواؤں کے دوش پر سوار ہوتے ہوئے پانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ پانی بارش کی صورت میں زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اس نظام پر غور کریں کہ سمندر میں پانی عمل کشید و تطہیر سے گزر کر لطیف و نظیف ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے عروج ملتا ہے۔ اور وہ اوپر اٹھتا ہے۔ پھر جب یہی پانی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ تو فضائی اور زمینی کثافتیں اور آلودگیاں اس میں شامل ہو جاتی ہیں۔ گویا پانی جب نیچا اور زمین کو دھوتا ہے۔ تو خود کو گدلا کر لیتا ہے۔ لیکن دوبارہ سمندر میں پہنچنے کے بعد پھر لطافت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اور بخارات بن کر محو پرواز ہو جاتا ہے۔ بلا تمثیل نبی اکرم ﷺ راتوں کو بیدار رہ کر قیام فرماتے۔ اور عبادت و ریاضت اور خدا کی یاد کی لذت اس قدر غالب آتی کہ پاؤں متورم ہونے کا بھی احساس نہ ہوتا۔ یہ سب عروجی کیفیات ہوتیں۔ جب دن کے اُجالے میں منصبی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ تو لوگ آپ پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے کاہن، ساحر، اور مجنون وغیرہ کہہ کر پکارتے۔ تو آپ پریشان ہو جاتے۔ اس کیفیت کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ (الانعام ۳۳) اے محبوب ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی باتیں آپ کو غمگین کر دیتی ہیں۔ اور آپ کو تسلی دی جاتی ہے۔ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ (القلم ۲) اے محبوب آپ اپنے رب کی عطا سے مجنون نہیں ہیں۔ بلکہ (وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ القلم ۴) آپ تو بلند اخلاق کے حامل ہیں۔ چنانچہ غم خوارِ انسانیت کی طبیعت مبارکہ جب اس کیفیات سے گزرتی تو حکم ہوتا۔ یا ایہا المزمل قم اللیل۔ اس طرح آپ رات کو عبد اللہ بن کر عروج صفت سے متصف ہوتے۔ حاصل یہ کہ نسبت عبدیت آپ کے لیے بلند ترین نسبت تھی۔ اس لیے عظمت مصطفیٰ کے موقع پر یہی مناسب و موزوں تھا کہ باقی نسبتوں کو چھوڑ کر نسبتِ عبدیت کا ذکر کیا جاتا۔

(۲) (سفر معراج کے تین مراحل کا فلسفہ) سفر معراج کے تین مراحل ہیں۔ (۱) حرم مکہ سے لیکر بیت المقدس تک۔ (۲) بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ (۳) سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی بھی تین حیثیات ہیں۔ (۱) بشری حیثیت (۲) ملکوتی اور نورانی حیثیت

اس حقیقت محمدی ﷺ۔ سفر کے پہلے مرحلے میں بشریت کا اظہار ہے۔ اور یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آپ ﷺ کی بشری خوبیاں نقطۂ کمال کو چھو رہی ہیں۔ آپ عام انسانوں کی طرح مادی لوازم کے محتاج نہیں اور نہ ہی عالم بشریت کی حدود و قیود کے پابند ہیں۔ (۲) دوسرے مرحلے میں آپ کی ملکوتی و نورانی صفت کو اجاگر کیا گیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ ﷺ عام انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کے باوجود نورانی حیثیت کے حامل ہیں۔ (۳) تیسرے مرحلے میں حقیقت محمدی کا اظہار مطلوب تھا کہ یہی واحد ذات ہے۔ جو حسن و جمال ازلی کا اس شان سے مشاہدہ کرنے کی تاب رکھتی ہے کہ مازاغ البصر وما طغیٰ۔ اس میں حکمت یہ بھی تھی کہ ذات حق کے جلووں سے متصف ہو کر آپ حقیقت کے درجہ کمال تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ إِذَا مَرَّ عَلَى حَضَرَاتِ الْأَسْمَاءِ الْإِلٰهِيَّةِ صَارَ مُتَخَلِّقًا بِصِفَاتِهَا، فَإِذَا مَرَّ عَلَى الرَّحِيمِ كَانَ رَحِيمًا، وَعَلَى الْغَفُورِ كَانَ غَفُورًا، وَعَلَى الْكَرِيمِ كَانَ كَرِيمًا۔ وَعَلَى الْحَلِيمِ كَانَ حَلِيمًا وَعَلَى الشَّكُورِ كَانَ شَكُورًا۔ وَعَلَى الْجَوَادِ كَانَ جَوَادًا۔ وَهٰكَذَا فَمَا يَرْجِعُ مِنْ ذٰلِكَ الْمِعْرَاجِ إِلَّا وَهُوَ فِي غَايَةِ الْكَمَالِ

الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۳۶

آپ اسماء الٰہیہ کے مقامات سے گزرے تو آپ ﷺ ان صفات سے متصف ہوتے چلے گئے۔ جب اسم الرحیم کے مقام سے گزرے تو رحیم ہو گئے۔ اور اسم الغفور سے گزرے تو غفور، اسم الکریم سے گزرے تو کریم ہو گئے۔ اور جب اسم الحلیم سے گزرے تو حلیم اور جب اسم الشکور سے گزرے تو شکور ہو گئے۔ لہٰذا جب آپ معراج سے لوٹے تو آپ ہر کمال کی انتہا کو چھو رہے تھے۔

(۴) امامت کبریٰ ۔ بیت المقدس میں انبیاء و ملائکہ کا عظیم اجتماع آپ کی آمد کا منتظر تھا۔ ارواح انبیاء سے ملاقات ہوئی۔ تو حضرت سیدنا آدم ؑ نے تعارف کرواتے ہوئے فرمایا۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسیٰ عیسیٰ داؤد۔ سلیمان کے تعارفی خطبے بھی کتب میں مذکور ہیں۔ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ مجھ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر شے کا واضح بیان ہے۔ تمام امتوں سے میری امت کو بہتر بنا دیا۔ اور ایسی امت ہونے کا اعزاز بخشا کہ وہ اول و آخر ہے۔ میرے لیے میرا سینہ کھول دیا گیا۔ مجھ سے بوجھ اتار دیا۔ اور میرے ذکر کو بلند کیا۔ مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

المواہب اللدنیہ۔ زرقانی جلد ۶ ص ۵۲۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم ؑ نے گروہ انبیاء علیہم السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بھذا فضلکم محمد ﷺ۔ ان ہی فضائل کی وجہ سے محمد ﷺ کو تم پر فضیلت حاصل ہے۔

(۱) آسمانوں کی سیر - اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقات - آدم - عیسیٰ یحییٰ - یوسف - ادریس - ہارون - موسیٰ - ابراہیم ؑ سے ملاقات فرمائی ـــــ حضور سید المرسلین ؐ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھے - جو اس سفر کا حاصل اور مقصد تھا - ذات باری تعالیٰ کے قریب ہوگئے - پھر اور قریب ہوئے - لامکان کے مکین نے اپنے حرم خاص سے آگے بڑھ کر اپنی شان کے لائق استقبال کیا - ثم دنیٰ فتدلیٰ - پھر حضور قریب ہوگئے - اور پھر جلوۂ حق بھی قریب ہوا - یہاں تک کہ قوسین یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا - بہر حال یہ وہ مقام ہے - جس کے متعلق امام اہل سنت فرماتے ہیں -

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر -
اُسی کے جلوے ۔ اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے -

(۲) زمان و مکان کی وسعتیں سمٹ گئیں - سفر معراج سے واپسی ہوئی - تو بستر مبارک گرم - وضو کا پانی رواں - اور کنڈی ہل رہی تھی - یہ سب معجزات رسول کے مظاہر ہیں - رب العرش کی قدرت سے یہ سب کچھ نہ بعید ہے اور نہ ناممکن - نصِ قرآنی اس پر شاہد ہے - کہ بعض لوگوں کے لئے زمان و مکان کی وسعتیں سمیٹ دی جاتی ہیں - مثلاً حضرت سلیمان ؑ کے صحابی نے ملکۂ سبا کا تخت نو سو میل کی مسافت سے پلک جھپکنے کی مدت میں لاکر پیش کر دیا - قرآن نے فرمایا - فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔ النمل ۴۰) سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں موجود پایا - تو کہا - یہ میرے رب کا فضل ہے -

(۱) اصحاب کہف تین سو نو سال تک غار میں سوتے رہے جب اٹھے تو - قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (الکہف ۱۹) ان میں سے ایک کہنے والے نے پوچھا تم کتنا عرصہ تک یہاں رہے ہو، یہ بولے ایک دن یا ایک دن سے کم - (۳) عزیر علیہ السلام کا واقعہ سورۃ بقرہ میں مذکور ہے - کہ ان پر ایک سو سال تک موت طاری رہی اور جب حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا - کَمْ لَبِثْتَ تم کتنا عرصہ ٹھہرے رہے - تو جواب دیا - لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ البقرہ - ۲۵۹ - مندرجہ بالا واقعات میں ان حضرات کے لئے زمان و مکان کی حدود کو سمجھا جا سکتا ہے تو ختم رسالت ؐ کے لئے یہ سب کچھ کیوں کر ناممکن ہو سکتا ہے - نہ معلوم کہ پیارے اپنے رب کریم کا حضور کتنا عرصہ گزارا کتنی صدیاں بسر ہو گئیں - اور اسی مدت میں زمین آسمان کی ساری مشینری کو ایک نقطے پر منجمد کر دیا گیا - واپس ہوئے تو ہر شے اسی نقطے سے پھر متحرک ہو

رسالہ نور الحبیب جامعہ [illegible] صفر ۱۴۲۸ جولائی ۲۰۰۷ جلد ۱۹ شمارہ ۷ [illegible] ۱۵-۷-۱۴۲۸ اتوار ۱۹-۷-۲۰۰۷ [illegible]

٢- معراج شریف

(۱) سفرِ معراج کا بیان کا آغاز لفظِ سُبحٰن سے کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں سفرِ معراج کو لفظِ سُبحٰن کے آغاز کے ساتھ بیان کیا۔ کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے محبوب اور مقرب بندے کو سفرِ معراج پر لے گئی۔ عربی زبان اور محاورہ عرب میں جب کوئی بات سُبحٰن سے شروع کی جائے تو اس سے مراد ایک طرح کی قسم لیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ معراج کا ذکر اپنی بزرگی، برتری اور شانِ صمدیت کی قسم کھا کر کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "سبحٰن الذی" کے سفرِ معراج کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اللہ کے کلام میں کسی مسلمان کو تو شک و شبہ ہو نہیں سکتا۔ اور کفار و منکرین پر اللہ کے قسم کھانے یا نہ کھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۱) پہلی حکمت ـــــ معراج النبی ؐ عالمِ بیداری کا واقعہ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ معراج ایک عظیم اور نادر الوجود معجزہ ہے۔ اس نے اس واقعہ کو اپنی بزرگی کے اظہار کے ساتھ شروع کر کے معترضین کے اس اعتراض کو رد کیا ہے کہ واقعہ معراج حالتِ خواب میں رونما ہوا نہ کہ حالتِ بیداری میں۔ اگر معراج حالتِ خواب میں ہوتا۔ تو رب کریم کبھی اس کا ذکر قسم کھا کر نہ کرتا۔ قسم کھا کر واقعہ معراج کو بیان کرنے کا واحد مقصد یہ ہے۔ کہ یہ معراج نبی کریم ؐ کو حالتِ خواب میں نہیں۔ بلکہ عالمِ بیداری میں ہوئی تھی۔ اگر اس واقعے کا تعلق خواب سے ہوتا تو عالمِ بالا۔ عرشِ الٰہی جنت دوزخ۔ فرشتوں، جبرائیل اور آسمانوں کی زیارتیں انبیاء اور اولیاء کو اکثر عالمِ خواب میں ہوتی رہتی ہیں اس صورت میں معراج اتنا عجیب اور عظیم واقعہ نہ ہوتا۔ کہ جس کو قسم کھا کر بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ پس سبحٰن الذی سے اس سفرِ معراج کے بیان کا شروع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ معراج عالمِ خواب کا واقعہ نہیں بلکہ عالمِ بیداری کا واقعہ ہے۔

(۲) دوسری حکمت ـــــ معراج النبی ؐ اظہارِ قدرت = معراج ایک معجزہ ہے۔ اور معجزہ اس واقعہ کو کہتے ہیں۔ جس کو سمجھنے اور ماننے سے عقل عاجز آجائے۔ کیونکہ وہ خلافِ عادت خلافِ طریقہ۔ خلافِ ضابطہ ہوتا ہے۔ عقل جن امور کو سمجھنے کی عادی ہوتی ہے معجزہ اس عادت کے خلاف واقع ہوتا ہے۔ عقل نہ اس کو سمجھ سکتی ہے۔ اور نہ ہی مان سکتی ہے۔ جس کو عقل آسانی سے مان لے اور سمجھ لے۔ وہ معجزہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جس نے بھی امتِ محمدی ؐ میں معراج کو معجزہ بھی مان لیا اور اس کو خواب کے ساتھ متعلق بھی کیا تو اس کی اس بات کی اندر کوئی تطبیق نہیں۔ اس لئے کہ ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ معراج کو معجزہ مان کر اس کو خواب کہنا یا منامی معراج کہنا۔ ان دونوں میں ایک واضح تضاد ہے اگر چہ

ہے تو معجزہ نہیں۔ اور اگر معجزہ ہے تو خواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سبحٰن الذی سے بیان کا آغاز کرکے واضح کر دیا کہ واقعہ معراج اظہار عادت نہیں۔ بلکہ اظہار قدرت ہے۔ اور یہ عقل میں عادتاً سمجھ آنے والا نہیں بلکہ عقل کو عاجز کر دینے والا ہے۔ پس لفظ سبحٰن اس کے معجزہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(۴) تیسری حکمت — معراج النبی کا جھٹلانا عظمت خدا کا انکار — تیسری حکمت لفظ سبحٰن سے بیان کرنے کی یہ ہے۔ کہ جب نبی کریم ؐ نے اپنے سفر معراج کو بیان کیا۔ تو کفار نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ پھر وہاں سے آسمان اور فوق السمٰوٰت جا سکے۔ یہ سارا ایک رات میں ممکن نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے اعتراض کرنے والو میرے نبی نے تو یہ کہا ہی نہیں۔ کہ میں گیا۔ بلکہ یہ تو میں کہہ رہا ہوں۔ کہ سبحٰن الذی اسریٰ۔ میں لے گیا۔ مصطفیٰ نے تو دعویٰ کیا ہی نہیں۔ دعویٰ تو اللہ کر رہا ہے۔ کہ میں لے گیا۔ پس معراج مصطفیٰ کا عالم بیداری میں ہونے کا انکار کرنے والے اصل میں دعویٰ مصطفیٰ نہیں بلکہ دعوائے خدا کو جھٹلا رہے ہیں۔ پس جو مصطفیٰ ؐ کے بیداری میں معراج کا انکار کر رہا ہے۔ وہ انکار مصطفیٰ ؐ نہیں۔ بلکہ انکار خدا کر رہا ہے۔ یہ اللہ کی مصطفیٰ ؐ سے محبت ہے۔ کہ اس نے نبی کو دشمنوں کے طعنے سے بچانے کیلئے ایک طرف کر دیا۔ اور خود اپنی ذات کو آگے کر دیا۔ کہ میں لے گیا۔ اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے۔ تو میری عظمت اور قدرت کا انکار کرے۔ پس عالم بیداری میں معراج کا انکار کرنا عظمت مصطفیٰ کا انکار نہیں۔ بلکہ قدرت الٰہیہ کا انکار ہے۔ اس لئے اللہ نے اسے لفظ سبحٰن سے شروع کیا۔

(۵) ایمان کی آزمائش — دو واقعات بڑی عجیب آزمائش بنے۔ ایک میں رب نے سب کو بچا لیا۔ اور آزمائش میں قسمت والے بچ گئے۔ محروم پھنس گئے۔ (۱) تحویل قبلہ اور آزمائش ایمان — ایک آزمائش ہجرت مدینہ کے ۱۸ ماہ بعد ہوئی۔ جب دوران نماز حضور ؐ کے قلب اطہر میں قبلہ کی تبدیلی کی خواہش آئی۔ اور آپ نے حالت نماز میں چہرہ انور بار بار اوپر اٹھایا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے جواب آیا۔

قد نری تقلب وجھک فی السماء ــــــ فول وجھک شطر المسجد الحرام (البقرہ ۱۴۴)

اے حبیب ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ جس پر آپ راضی ہیں۔ پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے

جس طرف آپ رکھتے ہیں۔ ہم اسی کو قبلہ بنا دیتے ہیں۔ کیونکہ میری ذات تو کسی خاص سمت کی محتاج ہے ہی نہیں پھر تو آپ کی خواہش اور مرضی کو دیکھتے ہیں جس طرف آپ چاہتے ہیں وہی قبلہ بنا دیتے ہیں۔ حضورؐ نے حالت نماز میں امر الٰہی پاکر خاموشی سے رُخ بدل لیا۔ اور رُخ کی تبدیلی دائیں یا بائیں طرف نہ ہوئی۔ بلکہ مخالف سمت ہوگئی جس سے صورت حال یہ ہوئی۔ کہ حضورؐ کا رُخ اور صحابہ کا رُخ آمنے سامنے ہوگیا۔ اور حضورؐ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے چلے گئے۔ اب حضورؐ کا چہرہ کعبہ کی سمت تھا۔ اور مقتدیوں کا چہرہ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اب یہ لمحہ آزمائش کا لمحہ تھا۔ کیونکہ حضورؐ نے صحابہ کو بتایا ہی نہیں کہ رُخ کیوں پھیرا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ وما جعلنا القبلۃ ـــــ عقبیہ۔ البقرۃ ۱۴۳ اور آپ پہلے جس قبلہ پر تھے۔ ہم نے صرف اسی لئے مقرر کیا تھا۔ کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کر دیں کہ کون ہمارا رسول کی پیروی کرتا ہے۔ اور کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ ـــــ یہ لمحہ آزمائش کا لمحہ تھا۔ کہ ایک طرف قبلہ خدا ہے۔ اور دوسری طرف رُخ مصطفیٰؐ ہے۔ اور صحابہ کو وحی کے آنے کا معلوم نہیں۔ اور حضورؐ نے صحابہ کو حکم بھی نہیں دیا۔ کہ وحی آگئی ہے۔ لہٰذا اپنے چہرے پھیر لو۔ یہ آزمائش تھی۔ تاکہ جانا جائے کہ ان کے ایمان کی بنیاد عقل وفہم ہے یا رُخ مصطفیٰؐ ہے۔ صحابہ نے ساری سوچیں چھوڑ دیں۔ اور رُخ مصطفیٰؐ کی جانب اپنے چہروں کو پھیر لیا۔ اللہ نے فرمایا۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارا ایمان یونہی ضائع کر دے۔ گویا اگر قبلہ کو تھامے رکھتے تو ایمان ضائع ہو جاتا۔ قبلہ کو چھوڑ کر ایمان کو بچا لیا۔ آج لوگ ایمان کے لئے کعبہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ اللہ نے قرآن میں ایمان کو بچانے کے لئے کعبہ کے کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ قبلے تو بدلتے رہتے ہیں جدھر مصطفیٰؐ کا رُخ ہے وہی قبلہ ہے۔ ـ ـ ـ عوذ بے سُن تو اے رضا۔ ـــ

(۲) (واقعہ معراج اور آزمائش)

(۲) اس طرح دوسری آزمائش اللہ نے واقعہ معراج کو بنایا۔ کچے ایمان والے لوگ واقعہ معراج کو سننے کے بعد ایمان چھوڑ گئے۔ ایک اور قرآنی حوالہ جسے بہت کم معجزہ معراج کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا۔ اسے بیان کر رہا ہوں۔ کہ جملہ کتب حدیث اور تفاسیر میں مذکور ہے۔ کہ وہ افراد جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ واقعہ معراج کو حضورؐ کی زبان سے سُن کر مرتد ہوگئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ بات ماننے کے قابل نہیں۔ قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ بنی اسرائیل ۶۰۔ اور ہم نے تو شب معراج کے اس نظارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے۔ ایمان والے مان گئے۔ اور کافر الجھ گئے۔ لیکن اب جب ہم نے شب معراج آپ کو مشاہدہ کروایا یہ لوگوں کے ایمان

لیے۔ آزمائش بن گیا۔ کہ کون آنکھیں بند کر کے واقعہ معراج پر ایمان لاتا ہے۔ اور کون معجزہ پر ایمان لاتا ہے
اور کون ذہنی عقل کی بات مانتے ہوئے اس معجزہ کا انکار کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے اگر واقعہ معراج بطور خواب
ذکر کیا ہوتا۔ تو کیا کوئی مرتد ہوتا۔ نہیں۔ کیونکہ خواب کو ماننے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ پس ان لوگوں کے
مرتد ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ میں نے سارا سفر رات کو عالم بیداری میں کیا
ہے۔ اس موقع پر دو گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے اس واقعہ کو عقل پر پرکھا۔ اور دوسرے وہ جنہوں
نے عشق پر پرکھا۔ جنہوں نے سمجھ لیا پرکھا۔ وہ مرتد ہو گئے۔ چونکہ بات خواب کی ہو نہیں رہی تھی۔ کیونکہ
اگر خواب ہوتا تو مان لیتے۔ مرتد اس لیے ہوئے کہ حضور ﷺ نے بیداری کا ذکر کیا تھا۔ پس عقل والے مارے گئے۔ اور عشق
والے بچ گئے۔

(۴۶) معراج معجزہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بن سنے تصدیق ۔ حدیث مبارکہ ہے۔ کہ سیدنا صدیق
اکبر کے پاس گروہ کفار آیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ کے نبی محمد ﷺ نے دعویٰ کر دیا ہے۔ کہ میں راتوں رات مسجد حرام سے
اقصیٰ اور پھر آسمانوں تک گیا۔ اور معراج کر کے واپس آ گیا۔ امام قرطبی بیان کرتے ہیں۔ کہ سیدنا صدیق اکبر کو
انتم تکذبون علیہ تم ان پر جھوٹ بولتے ہو۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اگر خواب کی بات ہوتی تو
کبھی حضرت ابوبکر صدیق انہیں یہ نہ کہتے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بعالم بیداری کا بیان ہو رہا تھا۔ اس لیے فرمایا۔ کہ تم
جھوٹ بول رہے ہو۔ کفار بولے۔ جاؤ سن لو وہ مسجد میں بیٹھے ابھی اپنے اصحاب کو بتا رہے ہیں۔ سیدنا
صدیق اکبر نے کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اس وقت بھی بتا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ نعم هو یحدث بها وہ
بیان کر رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ لو کان هذا صدق خدا کی قسم اگر محمد ﷺ نے یہ بات
کہی ہے تو سچ کہا ہے۔ اس پر کفار بولے۔ یا ابابکر هل انت تصدقه بغیر ان تسمع منه اے ابابکر کیا
آپ ان سے سنے بغیر ان کی بات تصدیق کر رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم یہ تو معراج کی بات
ہے۔ میں نے تو اس سے بھی عجیب تر بات ان سے سن کر تصدیق کر دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ وہ کون سی عجیب بات ہے۔
سیدنا صدیق اکبر نے کہا۔ کہ یہ تو مصطفیٰ ﷺ کا لامکان تک جانا اور واپس آنا ہے۔ اس کی تصدیق پر آپ کو تعجب ہو
رہا ہے۔ ہم نے تو بغیر دیکھے مصطفیٰ ﷺ سے سن کر خدا کو مان لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا ہے ہم نے ان کی بات پر لبیک کہا
اور کہا ہاں ہے۔ انہوں نے خدا کے ایک ہونے کا کہا ہم نے اسے بھی مان لیا۔ ہم نے تو خدا کا ہونا مصطفیٰ ﷺ کے کہنے پر مان لیا

یہ باتیں تو جھوٹی باتیں ہیں۔ ——— اس مکالمہ کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں حضور ﷺ واقعہ معراج بیان کر رہے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی یہ واقعہ سنائیں۔ پھر حضور ﷺ بتانے لگے اور ہر جملہ پر صدیق اکبرؓ کہتے صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ آپ نے سچ فرمایا ہے یا رسول اللہ۔ جب بیان مکمل ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا یا ابا بکر انت صدیق اے ابوبکر آپ صدیق ہیں۔ پس حضرت صدیق اکبرؓ کو صدیق ماننے والو۔ یہ بھی جان لو۔ کہ وہ صدیق بنے کیسے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے عالم بیداری میں معراج کی بن سنے تصدیق کرنے پر صدیق ہو گئے۔

(۷) واقعہ معراج النبی ﷺ انداز بیان میں تبدیلی کی حکمت۔ مذکورہ آیت کریمہ سبحٰن الذی اسریٰ انداز خطاب تین بار بدلا ہے۔ ابتداء صیغہ غائب سے کیا ارشاد فرمایا سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو سیر پر لے گئی اس کے بعد خطاب کا انداز یکایک بدل ڈالا۔ ارشاد فرمایا۔ الذی برکنا وہ مسجد اقصیٰ جس کے ارد گرد کو ہم نے مبارک کر دیا۔ پہلے وہ تھا۔ اب ہم ہو گئے۔ بات وہ سے شروع کی۔ اور پھر صیغہ میں تبدیل کر کے بارکنا فرمایا۔ ہم نے برکت دی۔ اس کے بعد پھر خطاب بدل ڈالا اور ارشاد فرمایا۔ انہ ھو السمیع البصیر۔ بے شک وہ ہی سننے والا۔ دیکھنے والا ہے۔ ابتداء وہ سے کی۔ درمیان میں ہم ہوا۔ پھر آخر پر وہی ہو گیا۔ پاک ہے وہ ذات ——— ہم نے برکت دی۔ وہ اور وہی سننے دیکھنے والا ہے۔ آیت کریمہ میں تین دفعہ صیغہ بدلنے کی دو حکمتیں ہیں۔

(۱) پہلی حکمت۔ معراج کا سفر تین مرحلوں میں ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا عالم ناسوت کا سفر ہے کو وہ کہہ کر بیان کیا۔ آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک عالم لاہوت اور جبروت کے سفر کو ہم کہہ کر بیان کیا اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد کا سفر جب براق بھی رہ گیا۔ رفرف آیا وہ بھی رہ گیا۔ اور پھر بقعۂ نور آیا۔ بالآخر وہ بھی رہ گیا اور پھر وہ مقام آیا۔ کہ جب کچھ بھی نہ تھا۔ صرف وہ اللہ تھا۔ اور یہ محمد ﷺ تھا۔ صرف خدا تھا اور مصطفیٰ تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ وہاں تجرید و تنزیہ کی طرف آ گئے۔ وہاں کوئی اور سننے والا نہ تھا۔ وہ بولتا تھا۔ اور یہ سنتا تھا۔ وہاں کوئی اور دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ وہ دیکھتا تھا تو یہ دکھائی دیتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا۔ تو وہ دکھائی دیتا تھا۔ جلوہ خدا تھا۔ اور نگاہ مصطفیٰ کی تھی اور اس طرح جلوۂ مصطفیٰ تھا۔ اور نگاہ خدا کی تھی۔ اس سفر کو انہ ھو السمیع البصیر کے ذریعے بیان کیا۔ کہ وہ اور صرف وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ ایک اشارہ اپنی طرف کر دیا۔ اور ایک اشارہ محبوب کی طرف کر دیا ———

حضور نے اللہ کو کیسے دیکھا۔ ، معراج پر ہونے والے ایک اور اعتراض کا جواب اس آیت کریمہ میں خود رب کائنات نے دے دیا۔ جنہوں نے کہا کہ یہ معراج پر محمد مصطفیٰؐ گئے کیسے۔ انہیں جواب سبحٰن الذی کہہ کر دے دیا۔ کہ انہیں تو میں لے کر گیا ہوں۔ جنہوں نے کہا کہ مصطفیٰؐ نے دیکھا کیسے؟ کیونکہ خدا تو دکھائی نہیں دیتا۔ اسے دیکھا نہیں جا سکتا۔ جنہوں نے مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر اعتراض کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ اگر مصطفیٰؐ دیکھتے اپنی آنکھ سے تو تمہارا اعتراض درست تھا۔ اور اگر مصطفیٰؐ سنتے اپنے کان سے تو اعتراض درست تھا۔ کہ کیسے سنا۔ مگر سنا مصطفیٰؐ نے مگر کان میرا تھا۔ جب مصطفیٰؐ مجھے دیکھ رہے تھے۔ اس وقت جلوہ بھی میرا تھا۔ اور بصارت بھی میری تھی۔ مصطفیٰؐ نے مجھے مجھ سے دیکھا۔ اور مصطفیٰؐ نے مجھے مجھ سے سنا۔ مصطفیٰؐ نے مجھے میری آنکھ سے دیکھا اور مجھے میرے کان سے سنا۔ یہ اشارہ انہ ھو السمیع البصیر میں ہے۔ ذات مصطفیٰؐ کی تھی مگر سمع و بصر خدا کے لباس پہنا دیئے تھے۔ گویا اس آیت میں اللہ نے ابتدا کے اعتراض کہ گئے کیسے کو بھی رد کیا۔ اور انتہا کے اعتراض کہ دیکھا کیسے کو بھی رد کیا۔

(۲) دوسری حکمت ۔ آیت مبارکہ میں تین ضمیروں کے بدلنے کی ایک حکمت خاص بھی ہے۔ جب فرمایا سبحٰن الذی کہ پاک ہے وہ ذات۔ صیغہ غائب سے بات کی۔ تو یہ مرحلہ تفرقہ تھا۔ یہ تصوف اور معرفت کی خاص اصطلاح ہے فرق یعنی جدائی۔ کے مضمون کو سموئے ہوئے تفرقہ مشتق ہے۔ تفرقہ تعلق ہے۔ پھر فرمایا بارکنا حولہ ہم نے برکت دی۔ تفرقہ مٹا دیا۔ اور یہ مقام جمع کا ذکر فرمایا۔ ان دونوں مقاموں تک اولیاء بھی پہنچے اور انبیاء بھی پہنچے۔ پھر فرمایا۔ انہ ھو السمیع البصیر۔ جب اس مقام تفریق و تجرید پر پہنچے۔ تو یہ مقام جمع الجمع ہے۔ اور یہ مقام صرف مصطفیٰؐ کو نصیب ہوا۔ اور جب اس مقام پر پہنچے تو لے جانے والے جبرائیل بھی رہ گئے۔ اور سواری بھی رہ گئی۔

(۸) مقام مصطفیٰؐ بشریت و نورانیت سے ماوراء ہے: سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب سواری نے ایک مقام پر جا کر رہ ہی جانا تھا۔ تو شروع سے سواری بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جیسے آگے لے جایا ویسے ہی شروع سے لے جاتا۔ حقیقت میں مخلوق کو یہ دکھانا تھا۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ لوگ مقام مصطفیٰؐ کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔ کوئی انہیں مقام بشریت تک محدود کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اور کوئی انہیں صرف نور کہے گا۔ سو مصطفیٰؐ کے مقام کو فقط بشریت تک محدود کرنے والو۔ کہ بشریت مسجد اقصیٰ تک رہ گئی۔ مصطفیٰؐ آگے چلے گئے معلوم ہوا

کہ بشریت مصطفیٰ ؐ کی شانوں میں سے ایک شان ہے۔ مقام نہیں ہے۔ اگر مصطفیٰ ؐ کا مقام صرف بشریت ہوتا
تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکتے۔ پس بشریت مصطفیٰ ؐ کا مقام نہیں بلکہ بشریت کا مقام مصطفیٰ ؐ کے
قدموں میں ہے ——— مصطفیٰ ؐ کے مقام کو فقط نورانیت میں بند رکھنے والو۔ دیکھو جبرائیل اور براق
جو نور ہیں۔ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے۔ اور مصطفیٰ اس سے بھی آگے چلے گئے۔ اگر مصطفیٰ ؐ کا مقام فقط نورانیت
ہوتا۔ تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکتے۔ پس بشریت بھی مصطفیٰ ؐ کی ایک شان اور نورانیت بھی
مصطفیٰ کی ایک شان ہے۔ بشریت اقصیٰ میں رہ گئی۔ نورانیت سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئی۔ مصطفیٰ آگے چلے گئے
معلوم ہوا یہ شانیں تھیں۔ اور مقام اس سے اوپر ہے ——— بشریت بھی حق ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور حق
روشن ہے۔ کہ اقصیٰ میں رہ گئی۔ نورانیت بھی حق ہے۔ اور بشریت سے بہت آگے ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔ بدبختی ہے
اور حق روشن ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑی ہے۔ مقام مصطفیٰ بشریت سے بھی بلند ہے۔ اور نورانیت سے بھی بلند ہے۔ بشر
بھی مصطفیٰ ؐ سے فیض لیتا ہے۔ نور بھی مصطفیٰ ؐ سے فیض لیتا ہے۔ آگے رفرف آیا۔ مگر ایک مقام پر جب اللہ کی تجلیات بے
حد ہو گئیں۔ تو رفرف بھی رہ گیا۔ پھر بقعہ نور آیا۔ ایک مقام پر بقعہ نور بھی رہ گیا۔ اور پھر ایک مقام ایسا آیا۔ کہ اور وہاں
نہ جا سکا۔ پس ادھر خدا تھا۔ ادھر مصطفیٰ تھا۔

پھر ایک مقام آیا۔ کہ آواز آئی۔ اے حبیب اب آپ رک جائیں۔ حرم کعبہ سے یہاں تک آپ آئے ہیں۔ اب آپ رک جائیں
اب آگے بڑھ کر میں آتا ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت الجواہر میں اور دیگر عرفا۔ اولیاء نے بیان کیا ہے۔ کہ اللہ
نے آواز دی قف یا محمد ان ربک یصلی اے محمد رک جائیں آپ کا رب آپ کا صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ معراج کی
رات اللہ نے اپنے حبیب کا استقبال درود و سلام سے کیا۔ صلی کا ایک معنیٰ قریب ہونا ہے۔ معنیٰ ہوگا۔ کہ اے حبیب
رک جائیں۔ اب آپ کا رب خود آپ کے قریب آتا ہے۔ اس استقبال کے بعد قربتیں شروع ہو گئیں۔

(۹) حضور ؐ کے اسماء افعال، صفات اور ذات پر الوہی رنگ کا غلبہ۔

ثم دنیٰ پہلا قرب ہوا۔ اور یہ قرب اسماء تھا۔ فتدلیٰ یہ قرب افعال تھا۔ فکان قاب قوسین یہ قرب صفات
تھا۔ او ادنیٰ یہ قرب ذات تھا۔ چار قرب ہوئے۔ (۱) دنیٰ۔ اسماء مصطفیٰ اسماء خدا کے قریب
ہو گئیں۔ اور ان کے درمیان اتنا قرب ہوا۔ کہ خدا کے اسماء کا رنگ مصطفیٰ ؐ کے اسماء کے رنگ پر غالب آ گیا۔ اب اسماء
مصطفیٰ کے تھے مگر رنگ خدا کے تھے وہ رؤف تھا۔ یہ بھی رؤف ہو گئے۔ وہ عزیز تھا۔ یہ بھی عزیز ہو گئے وہ رحیم

مقام پہ بھی رحیم ہو گئے۔ وہ شہید تھا۔ یہ بھی شہید ہو گئے۔ وہ سمیع تھا۔ یہ بھی سمیع ہو گئے۔ وہ بصیر تھا۔
یہ بھی بصیر ہو گئے۔ وہ حلیم تھا۔ یہ بھی حلیم ہو گئے۔ وہ علیم تھا۔ یہ بھی علیم ہو گئے۔ اس کے اسماء مصطفیٰ کے
اسماء پر غالب آ گئے۔ (۲) فنا کا دوسرا درجہ ہوا۔ اللہ کے افعال مصطفیٰ کے افعال پر غالب
آ گئے۔ اللہ کے افعال کا رنگ مصطفیٰ کے افعال پر چڑھ گیا۔ ذاتِ مصطفیٰ کی رہی مگر مصطفیٰ کے فعل خدا کے افعال
کے رنگ میں رنگے گئے۔ تو ارشاد فرمایا (۳) فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ درمیانی فاصلہ دو کمانوں کا رہ گیا۔
مصطفیٰ کی صفات پر اللہ کی صفات کا رنگ غالب آ گیا۔ حضور کی اپنی ذات کی صفتوں کا رنگ اترتا گیا۔ اور اللہ کی صفتوں
کا رنگ چڑھتا گیا۔ اللہ نے فرمایا۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر
کس کا رنگ ہے۔ اللہ کے اخلاق کے رنگ مصطفیٰ کے خلق پر چڑھ گئے۔ گویا اس مقام پر اسماء مصطفیٰ افعال مصطفیٰ
اور صفات مصطفیٰ پر اللہ کے اسماء، افعال، اور صفات کا رنگ چڑھ چکا تھا۔ جب سارا رنگ چڑھ گیا تو
فرمایا۔ اے حبیب صرف تیری ذات رہ گئی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ (۴) او ادنیٰ۔ خدا نے اس مقام پر
اپنی ذات کا رنگ بھی مصطفیٰ کی ذات پر چڑھا دیا۔ اللہ کے اسماء کا رنگ اسماء مصطفیٰ پر چڑھنا یہ اسمائے
مصطفیٰ کی معراج تھی۔ اللہ کے افعال کا رنگ افعال مصطفیٰ پر چڑھنا یہ افعال مصطفیٰ کی معراج تھی اور
کی صفات کا رنگ صفات مصطفیٰ پر چڑھنا یہ صفات مصطفیٰ کی معراج تھی۔ اور بالآخر ذاتِ خدا کا
رنگ ذات مصطفیٰ پر چڑھنا ذات مصطفیٰ کی معراج تھی۔

جب معراج کامل ہو گئی۔ تو رنگ اتنا چڑھ چکا تھا۔ کہ اس رنگ کا تصور احاطہ ذہن انسانی میں نہیں
آ سکتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں۔ کہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ کہ جب حضور نے مکہ سے مدینہ
کی طرف ہجرت کی۔ اور وادیٔ قبا میں آئے۔ تو اس مقام پر لوگ ملنے کے لئے آئے۔ تو کئی لوگ تذبذب کا شکار
ہو گئے۔ کہ مصطفیٰ کون ہیں۔ اور غلام ابوبکر صدیق کون ہیں۔ حضرت ابوبکر سمجھ گئے۔ کہ لوگوں کو آقا اور
غلام کا فرق سمجھ میں نہیں آ رہا۔ آپ چادر حضور کے سر انور پر تان کر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ جو
چادر تان کر کھڑا ہے۔ وہ غلام ہے۔ اور جو تشریف فرما ہیں۔ وہ آقا ہیں۔ ـــــ اس حدیث پر بعض علماء
نے یہ سمجھا کہ چادر اس لئے تانی تاکہ دھوپ سے بچاؤ ہو۔

یہ تاویل غلط ہے۔ اس لئے یہ امر مسلّم ہے کہ مصطفیٰ پر دھوپ آتی ہی نہ تھی۔ بلکہ بادل کا ٹکڑا اوپر

سایہ کیے رکھتا تھا۔ تو کسی دھوپ سے بچانے کے لیے چادر تانی تھی۔ معلوم ہوا کہ مسئلہ دھوپ ڈالنا نہ تھا۔ کسی اور کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور سبب بھی نہیں ہے۔ مگر اہلِ ادب کے پاس اس کا ایک سبب ہے۔ کہ لوگوں کے اس مغالطے کو کہ آقا کون اور غلام کون ہیں۔ دور کرنے کے لیے چادر تانی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مغالطہ لگا کیوں۔ صدیق اکبر کی کیا مثال کہ وہ حضور جیسے لگیں۔ کوئی حضور جیسا نہیں۔ اور نہ کوئی حضور جیسا لگ سکتا ہے۔ ہوا یہ تھا۔ کہ تین راتیں حضور اور ابوبکر صدیق غارِ ثور میں تنہا گزار آئے تھے۔ ابوبکر صدیق کی جھولی تھی۔ اور حضور کا سر انور تھا۔ اور تین راتیں مسلسل صدیق اکبر کی نگاہ چہرہ مصطفیٰ پر رہی اور مصطفیٰ کی نگاہ چہرہ ابوبکر پر رہی۔ اور اس توجہ اجتہادی سے براہ راست توجہ سے چہرہ صدیق اکبر پر انوار مصطفیٰ کا پرتو آ گیا تھا۔ انوارِ مصطفیٰ کا رنگ ان پر چڑھ گیا تھا۔ ان تین راتوں کے مسلسل تکنے سے ایسا رنگ چڑھا۔ کہ لوگوں کو مغالطہ ہو گیا۔ ان تین راتوں نے اتنا رنگ چڑھا دیا۔ کہ یہ صورتحال پیدا ہو گئی۔ بعد خدا جانے کتنا عرصہ خدا قاب قوسین او ادنیٰ کے مکان پر چہرہ مصطفیٰ کو تکتا رہا۔ اور مصطفیٰ چہرہ خدا کو تکتے رہے۔

انہ ھو السمیع البصیر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہی دیکھ رہا تھا۔ اور وہی سن رہا تھا۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ ما کذب الفواد ما رایٰ دل بھی دیکھتا رہا۔ اور آنکھیں بھی دیکھتی رہیں۔ اور آنکھوں نے ایسا دیکھا۔ کہ نہ حد سے گزریں۔ اور نہ جھپکیں۔ اس انتہا میں کتنا رنگ چڑھ گیا ہو گا۔ اس بارے میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو۔

منہاج القرآن اگست ۲۰۰۶ ص ۵

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

بروز جمعۃ المبارک

Mabbas

۱۰-۸-۲۰۰۸
۲۵-۷-۱۴۲۸

AM = ۸:۵۷:۱۹

Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. ...

۳ ۔ معراج شریف

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (النجم ۱) قسم ہے اُس روشن ستارے (وجودِ محمدیؐ) کی جب وہ شبِ معراج عرش بریں پر عروج فرما کر زمین کی طرف اُترا ۔ اللہ رب العزت نے اس آیتِ مقدسہ میں قسم اٹھائی ، اور یقیناً رب العالمین کا قسم اٹھانا ایک غیر معمولی بات ہے ۔ ایک غیر معمولی واقعہ کی تمہید کو اجاگر کرنا مقصود ہے ۔ خالق کائنات کا کسی واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے قسم اٹھانا اس بات کی بین دلیل ہے ۔ کہ جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے ۔ وہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے ۔ اور جس ہستی معظم کے بارے میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے ۔ وہ ہستی کن عظمتوں اور رفعتوں کی حامل ہے ۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ خدائے رحیم و کریم کس وقیع معاملے کا انکشاف فرما رہے ہیں ۔ اس غیر معمولی اہتمام کی ایک وجہ یہ بھی ہے ۔ کہ بندوں پر یہ آشکار کرنا بھی مقصود ہے ۔ کہ اس معجزۂ معراج کو اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر نہ پرکھیں بلکہ اسے خالقِ ارض و سماوات کی قدرتِ کاملہ کا مظہر جان کر دل و جان سے قبول کریں ۔ فرمایا قسم ہے ستارے کی جب وہ اُترے ۔

عزیزانِ گرامی آیتِ مذکور میں نجم سے مراد حضور ختمی مرتبتؐ کی ذاتِ اقدس ہے ۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ اُترے ۔ معراج کی شب عظمت کا تاج کس رسول محتشم کے سرِ اقدس پر سجایا گیا ۔ کھلے آسمانوں کی سیر کرائی گئی ۔ ظاہر ہے یہ حضورؐ کی ذات تھی ۔ اور خدا اپنے محبوب کو ستارے سے تشبیہ دے رہا ہے ۔ ستارہ جو روشنی کی علامت ہے ۔ ستارہ جو حرکت اور زندگی کا استعارہ ہے ۔ امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں ۔
النجم انہ محمدؐ ۔ نجم سے مراد محمدؐ ہیں ۔ (روح المعانی تفسیر مظہری) ایک دوسری روایت میں آتا ہے ۔ کہ نجم سے مراد حضورؐ کا قلبِ اطہر ہے ۔ وہ قلبِ مقدس جس پر اس عظیم سفر کی جزئیات رقم ہوئیں ۔ اگر یہ معنیٰ لیا جائے ۔ تو بھی مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہی ٹھہرتی ہے ۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کا پہلا معنیٰ ——— اصلِ کائنات

اکثر محدثین مفسرین نے نجم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ہی مراد لیا ہے ۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں امام خازن نے تفسیر خازن اور نیسابان تعلبیؒ نے عرائس البیان میں نجم کے اس مضمون کو اعتماد و اعتبار کی سند عطا کی ہے ۔ ان کے علاوہ دیگر متعدد آئمہ تفسیر نے بھی نجم سے مراد سیاحِ لامکاں حضور سرورِ کائنات کی ذاتِ اقدس ہی لی ہے ۔ امام راغب اصفہانیؒ نجم کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔ " خدا کی ذاتِ بابرکات نے کنائے اور استعارے کے پیرائے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخشندہ

وتابندہ ذات کی قسم اٹھائی اور فرمایا قسم ہے اے محبوب کہ تو اصل ہے ۔ (المفردات ۴۸۳)

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اگر حضور اصل اور جڑ ہیں۔ تو یہ کس چیز کی اصل ہیں جب ہم قرآن سے اس سوال کا جواب پوچھتے ہیں۔ تو قرآن کا اسلوب یہ ہے۔ کہ وہ کسی شئے کا نام نہیں لیتا بلکہ بلکہ مطلق کہتا ہے۔ والنجم قاعدہ اور ضابطہ یہ ہے۔ کہ اگر کہہ دیا جائے۔ کہ فلاں چیز کی اصل اور منبع ہے تو یہ اصل اور منبع ہونا اس چیز کے ساتھ مختص ہو کر رہ جائیگا۔ اس اصل اور منبع کو دوسری چیزوں کا اصل اور منبع ہونے کا درجہ حاصل نہ ہو سکے گا، اور اگر کسی چیز کا نام نہ لیا جائے۔ تو اس سے مراد ہر ہر چیز کی اصل و منبع ہوتا ہے۔ رب کائنات نے اپنے محبوب علیہ السلام کا نام لیکر انہیں محدود کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اس لئے ذاتِ سرکارؐ کو کسی شئے سے مختص نہیں کیا گیا۔ جن وانس، شمس وقمر، شجر و حجر، برگ وثمر، نباتات، وجمادات، حور وغلمان غرض کائناتِ ہست وبود کا وجود وظہور سبھی کچھ تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالمؐ کی ذاتِ مقدسہ کے توسل اور تصدق ہی سے قائم ہے۔ محبوب اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ سورج ہوتا۔ اور نہ یہ چاند ستارے۔ اس آیتِ مقدسہ میں نجم سے حضورؐ کی ذات مراد لے کر حضور کو مقصودِ کائنات ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اس کائناتِ رنگ وبو میں صرف دو وجود ہیں۔

۱۔ اللہ کہ وہ خالق کائنات ہے۔ (۲) ما سوا اللہ۔ اللہ کے سوا باقی سب کچھ اللہ کی اصل اور جڑ کا تصور بھی شرک ہے۔ چونکہ اللہ کی اصل کا ہونا تو ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اصل و جڑ مخلوقات ہی کی ہو سکتی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور پھر تمام مخلوقات میں سب سے افضل و برتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ گویا اللہ کے سوا اس کائنات رنگ وبو کی ہر چیز کی اصل یا جڑ آقائے دو جہاں سرورِ کون ومکاںؐ ہیں۔ قسم ہے اے محبوب بشری کہ تیرے سوا اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے یا بعد میں ہوگا۔ محبوب تو ان سب کی اصل ہے۔ یہ سب کچھ تیرے قدموں کی خیرات ہی تو ہے۔

عزیزان گرامی یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اصل کے مقابلے میں ہر شئے فرع ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ قسم ہے محبوب بشری کہ تو اصل ہے۔ اس کائنات رنگ وبو کا مرکز و منبع ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل فقط محبوب رب کریم ہیں۔ اور باقی ساری کائنات آپ کی فرع ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب کی کسی فرع کو انسانی شکل عطا کر دی۔ کسی کو جنات کا روپ دے دیا۔ کسی کو ملائکہ بنا دیا۔ کسی کو شجر و حجر کر دیا۔ کسی کو شمس

بنا دیا۔ کسی کو آسمان۔ کسی کو زمین کا وجود بخش دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی فرع کو
تحت الثریٰ و کسی کو عرش معلیٰ بنا دیا۔

تصویر کائنات کا مرکزی خیال = حضور اس کائنات رنگ و بو کا مرکزی نقطہ ہیں۔
ابتدائے آفرینش سے وجود کائنات کا مبدأ ہیں۔ اسی لئے آپ علیہ السلام کو روح کائنات بھی
کہتے ہیں۔ آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ آپ کے کرم کا سائبان کائنات کی ہر شئے پر محیط
ہے۔ یہ چشمۂ فیض ازل سے جاری ہے۔ اور ابد تک جاری رہیگا۔ کائنات ارض و سماوات میں موجود ہر شئے
اپنے وجود کیلئے حضور کے قدموں کے دھوون کی محتاج ہے۔ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شئی (تفسیر روح البیان) (۲ — ۳۷۰) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے
نور کو پیدا فرمایا۔ پھر میرے نور سے ہر چیز کو بنایا۔ مذکورہ حدیث مقدسہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضور رحمت
دوعالم فرما رہے ہیں۔ کہ میری ذات براہ راست رب العزت کے نور سے اکتساب فیض کر رہی ہے۔ جبکہ یہ ساری
کائنات کا ذرہ ذرہ میرے نور سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ (یہاں حدیث جابر رضی)
المواہب اللدنیہ ۱ - ۹ - (۲) السیرۃ الحلبیہ ۱ : ۵۰) (۳) (زرقانی علی المواہب ۱ - ۴۶)
کثیر آئمہ کرام — جن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ اور مجدد الف ثانی جیسی شخصیات شامل ہیں۔ انہوں
نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اسی بنا پر سرکار دوعالم کو مبداء کائنات کہا جاتا ہے۔ کائنات کا سارا
حسن۔ حسن محمدی ہی کی ایک جھلک ہے۔ پھولوں میں خوشبو انہی کے نقش قدم کا فیضان ہے۔
ستاروں میں روشنی انہی کے وجود مسعود کا پرتو ہے۔ اگر حضور کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا۔ تو سورج
کو خلعت نور عطا ہی نہ ہوتی۔ بلکہ سرے سے ان کا وجود ہی نہ ہوتا۔
رب کائنات تخلیق محمدی کی قسم کھا رہا ہے۔ یہ کائنات رنگ و بو اس نے اپنے محبوب کے تذکرہ
جلیلہ کی خاطر ہی تو سجائی ہے — مقصود کائنات نبی اکرم کا وجود پاک اپنے ظہور کے اعتبار سے
تین مراحل سے گزرا۔ (۱) مرحلۂ تخلیق۔ (۲) مرحلۂ ولادت۔ (۳) مرحلہ بعثت ۔
اللہ تعالیٰ نے ستارہ محمد کی قسم اٹھائی۔ ان تینوں مراحل کی قسم اٹھا کر اپنے محبوب کی عظمتوں اور
رفعتوں میں اضافہ فرمایا۔ پیارے محبوب قسم ہے مشتری کی کہ تو چمکتا ہوا ستارہ اول الخلق ہے۔ قسم ہے مشتری کی کہ تو

آمنہ کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ اور اے میرے محبوب قسم ہے سرکی کہ ہم نے چالیس سال کی عمر میں تجھے انسانوں کی رہبری کیلئے مبعوث فرمایا۔ ـــــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول بھی ہیں۔ اور رسول آخر بھی رسول ازل بھی اور رسول ابد بھی۔ اس لیے کہ جو چیز مطلقاً اصل ہو۔ وہ حقیقتاً سب سے اول ہوتی ہے۔ اور جو چیز حقیقتاً سب سے اول ہوتی ہے۔ وہی چیز واقعتاً سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ اس نکتے کی وضاحت میں دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔ (۱) پہلی مثال۔ کاغذ پر دائرہ بنانے کے لیے۔ جس نقطے سے آغاز کیا جائے۔ وہ نقطہ حرف اول ہوگا، جہاں وہ دائرہ مکمل ہوگا۔ وہ نقطہ حرف آخر ہوگا، گویا یہ نقطہ آخر وہی نقطہ ہے۔ جہاں سے دائرہ کا آغاز ہوا تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ جو چیز حقیقت میں اول ہوتا ہے۔ وہی واقعتاً آخر ہوتا ہے۔ اس لیے حضور کو رسول اول اور رسول آخر کہا جاتا ہے اللہ رب العزت نے والنجم اذا ھوی میں حضور کو کائنات کا نقطہ آغاز قرار دیتے ہوئے۔ آپ کی اس اولیت کی قسم کھائی ہے۔ قادر مطلق کا قسم کھانا اس بات کی علامت ہے۔ کہ اے محبوب تو اول بھی ہے اور تو آخر بھی ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ۔

(۲) دوسری مثال۔ فرض کیجئے آم کا ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ اس مقصد کیلئے سب سے پہلے آم کی گٹھلی زمین میں بوئی جاتی ہے۔ پھر وہ گٹھلی زیر زمین تخلیق کے عمل سے گزرتی ہے۔ اس کی کونپلیں زمین کا سینہ چاک کر کے سطح زمین پر نمودار ہوتی ہیں۔ پھر یہ ننھی منی کونپلیں نشوونما پا کر تنا بنتی ہیں۔ پھر اس تنے سے شاخیں نکلتی ہیں۔ اور ان شاخوں پر پتے اور پھول آتے ہیں۔ پھول پھل بنتے ہیں شاخیں پھلوں سے جھک جاتی ہیں۔ یہ شاخوں کا اظہار عجز ہوتا ہے۔ یہ بارگاہ خداوندی میں ان کا سجدہ شکر ہوتا ہے۔ کہ پروردگار تو نے ہمیں ثمر بار کیا۔ اور پھر جب موسم آتا ہے۔ تو یہی پھل آم کی صورت میں پک جاتا ہے۔ لوگ اسے کھاتے ہیں۔ آخر میں جو چیز رہ جاتی ہے۔ یہ وہی گٹھلی ہوتی ہے۔ جسے زمین میں بویا گیا تھا۔ وہی شے جو درخت کی زندگی میں حرف اول تھی۔ اس کی زندگی میں حرف آخر بھی ٹھہری۔ درخت کی زندگی کا سفر جہاں سے شروع ہوا تھا۔ ختم بھی وہیں پہ ہوا۔ یہ تخلیق کی وہ کائناتی سچائی ہے۔ جس کا پوری کائنات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ گویا۔ آیت پاک میں والنجم کہہ کر اللہ تعالیٰ نے حضور کی اولیت کی قسم کھائی ہے

حضورؐ کی خاتمیت کی بھی قسم کھائی۔ اس لئے نبی آخر الزماںؐ کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا۔ کہ محبوب اب تیرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تیرے ساتھ ہی ہماری وحی کا دروازہ بھی بند ہو جائیگا اب قیامت تک ہر صدی تیری صدی ہے۔ ہر زمانہ تیرا زمانہ ہے۔ وہ قرآن جو تجھ پر نازل کیا گیا۔ وہ بھی آسمانی ہدایت کا حرف آخر ہے۔ کیونکہ اے محبوب تو رسول آخر ہے۔ تمام فضیلتیں تجھ پر ختم ہو رہی ہیں۔ تمام عظمتیں تیرے قدموں پر نثار ہو رہی ہیں۔ اب تیرے قدموں تک پہنچنا ہی انسانیت کی معراج ہے۔

اے محبوب قسم ہے تیری کہ تو کائنات کا وجود اول بھی ہے۔ اور کائنات کا وجودِ آخر بھی تو ہی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اول و آخر ہونا اللہ تعالیٰ کی بھی شان ہے۔ اس نے اپنے محبوبؐ کو بھی اسی شان کا مظہر بنایا۔ وہ خالق ہو کر اول و آخر۔ یہ مخلوق ہو کر اول و آخر۔ وہ اپنی ربوبیت میں یکتا و تنہا۔ یہ عبدیت (?) میں اپنی مثال آپ۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ مخلوق کا موازنہ کسی صورت میں بھی خالق کائنات سے نہیں کیا جا سکتا۔ وہ خالق ہے یہ مخلوق۔ وہ معبود ہے۔ یہ عابد ہے۔ وہ مولائے کائنات ہے۔ یہ رسول کائنات وہ رب العالمین ہے یہ رحمۃ للعالمین ہے۔ حدیث قدسی میں ارشادِ ربانی ہے۔ جعلتک اول النبیین خلقاً و آخرھم بعثاً (الشفاء ۱۔ ۲۴۰) میں آپ کو پیدا ہونے میں تمام انبیاء سے اول لایا۔ اور ظاہر ہونے میں سب سے آخر = حضور سرور کائنات کی پیدائش کائنات کا نقطۂ آغاز یا وجود اول ہے اور آپ سلسلہ انبیاء کے ظہور میں آخری نبی ہیں۔ قرآن مجید میں رب کائنات نے فرمایا۔ والنجم اذا ھویٰ۔ اے محبوب تیری قسم کہ تو ہی تخلیق کائنات میں سب سے اول تھا۔ اور ظہور میں سب سے آخر۔ قسم ہے اے محبوبؐ تیری کہ تو اول کائنات ہے۔ اور قسم ہے تیری کہ تو آخر کائنات ہے۔ کائنات کا نقطۂ آغاز بھی تو۔ کائنات کا نقطۂ آخر بھی تو۔ اور اے محبوب قسم ہے تیری کہ تو اپنے فیضانِ رحمت کے ساتھ پوری کائنات پر محیط ہے۔ خلق کی زندگی کا سرچشمہ حیات بھی تو۔ اور حیات خلق کا آخری اشارہ بھی تو۔ اور اے محبوب درمیان میں تخلیق کی جتنی بھی صورتیں ہیں۔ انہیں تیری رحمت از ازل تا ابد اپنے محیط میں رکھا ہے۔ فرمایا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین = اے محبوبؐ پہلے ہم نے آپ کو سراپا رحمت بنایا۔ پھر اس عالم رنگ و بو کی تخلیق ہوئی۔ آپ کائنات کی تخلیق سے پہلے بھی موجود تھے۔ اور کائنات کے بعد بھی رہیں گے۔ حضورؐ کا اول کائنات آخر کائنات اور محیط کائنات کی تینوں قسمیں نجم کے تین حروف میں مضمر ہیں۔

۱۵-۸-۲۰۰۷
بروز بدھ ۱۲:۴۱ AM

فلسفہ معراج صفحات ۲۳۵ تا ۲۳۸

شانِ اولیاءؒ

اس دنیا کا عجیب حال ہے۔ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھئے خوف ہی خوف کا عالم ہے۔ ہر طرف ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔ اونچے اونچے سر بہ فلک پہاڑ اگرچہ فخر کے ساتھ سینہ تانے کھڑے ہیں۔ اور اپنی پائیداری و سربلندی پر نازاں ہیں۔ مگر ہر وقت خوف و دہشت سے لرزاں و ترساں ہیں۔ اور ڈر رہے ہیں۔ کہ کہیں کوئی سنگ تراش نہ آ رہا ہو۔ ہرے بھرے تناور درخت اپنے پھولوں، پھلوں کی رعنائیوں کے ساتھ شاداب و شادماں نظر آ رہے ہیں مگر ان کا پتہ پتہ اس خوف سے ہر وقت لرزہ براندام ہے۔ کہ کوئی کلہاڑی والا نہ آ رہا ہو۔ زمین پر لہلہاتی ہوئی گھاس اس ڈر سے سہمی ہے۔ کہ کہیں چار پیروں والا نہ آ جائے۔ اور چار پیروں والا اس خوف سے بھاگا پھر رہا ہے کہ کہیں ذبح کرنے والا نہ آ رہا ہو۔ آفتابِ عالم اگرچہ پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔ مگر اس خوف سے اس کا چہرہ زرد ہے۔ کہ کہیں گرہن نہ لگ جائے۔ ستارے مسکراتے ضرور ہیں۔ مگر اس خوف سے کانپ رہے ہیں۔ کہ کہیں صبح کا سپیدہ نمودار نہ ہو جائے۔ مختصر یہ کہ ہر کمزور طاقتور سے ڈر رہا ہے۔

غرض اس دنیا میں جمادات ہوں نباتات ہوں حیوانات ہوں۔ یا فضائی کائنات عالم اسفل ہو یا عالم اعلیٰ زمین سے آسمان تک ہر طرف خوف ہی خوف کا راج اور ڈر کا دور دورہ ہے۔ مگر اس ڈر اور خوف سے بھری ہوئی دنیا میں اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر خدا کی ایسی مخلوق بھی آباد ہے جس کو سارے عالم میں کسی کا خوف اور ڈر نہیں۔ وہ ہر جگہ ہر دم اور ہر حال میں سارے جہان سے بے خوف اور بے غم ہیں۔ انہیں صرف خدا کا ڈر ہے۔ اور ساری کائنات ان سے ڈرتی ہے۔ ہماری خدائی سے بے ڈر اور صرف خدا سے ڈرنے والی مخلوق کون ہے۔ اور اس کا کیا نام ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف ـــــ یحزنون

اس مخلوق کا نام اولیاء اللہ ہے اور ان کی شان یہ ہے۔ کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ انہیں کسی چیز کا غم ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت نے بتا دیا۔ کہ اولیاء پر نہ کوئی خوف ہے۔ نہ ان کے لئے کوئی غم ہے۔ اس آیت میں دو لفظ ہیں۔ پہلا خوف۔ اور دوسرا حزن = اب خوف اور حزن کے معنی سمجھ لیں۔ جیسے زمانہ آئندہ میں کوئی چیز ایسی ہونے والی ہو جس سے انسان کے دل پر تکدر اور گھبراہٹ پیدا ہو۔ اس کو عربی زبان میں خوف اور اردو میں ڈر کہا جاتا ہے۔ اور زمانہ گذشتہ میں کوئی ایسی چیز فوت یا ضائع ہو گئی ہو۔ جس سے انسان کے قلب پر رنج و تکدر پیدا ہو جائے۔ اس کو عربی میں حزن کہتے ہیں۔ جس کا اردو میں ترجمہ رنج و غم ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اولیاء کو نہ آئندہ

والے زمانے میں کسی چیز کا ڈر ہے۔ نہ گزشتہ زمانے کا کوئی غم ہے۔ لا خوف بھی ہیں۔ اور بے غم بھی ہیں۔
اب اس مسئلہ پر ذرا تفصیل سے گفتگو کرنی ہے۔ کہ آخر اولیاء کو دنیا میں کسی چیز کا خوف اور ڈر کیوں نہیں۔ ——— یہ علم النفس کا مسئلہ ہے۔ کہ خوف اور ڈر اس کو لگتا ہے۔ جو کمزور ہو۔ جو طاقتور ہو۔ وہ کبھی کسی سے نہیں ڈرتا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اولیاء کمزور ہیں۔ کہ طاقتور۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اولیاء اللہ ساری خدائی میں سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔ تو پھر یہ مسئلہ آفتاب عالم کی طرح روشن ہو جائے گا۔ کہ بے شک اولیاء اللہ پر ہرگز کسی چیز کا خوف اور ڈر نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث سن لیجئے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب ——— اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا۔ اس شخص کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میری کسی محبوب چیز کے ذریعے میرا اتنا قرب حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ جتنا کہ میرے فرائض کو ادا کر کے میرا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ ——— اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر میں جب اپنے بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے۔ تو میں ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے۔ تو میں ضرور ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں ——— اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے۔ کہ خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے محبوب بندوں کے کان آنکھ ہاتھ اور پاؤں میں اپنی قدرت وطاقت کا ایک ایسا جلوہ عطا فرماتا ہوں۔ کہ میرے محبوب بندوں کے کان، آنکھ، ہاتھ، اور پاؤں سے ایسے ایسے کام ہونے لگتے ہیں۔ کہ ان کی قدرت و طاقت کو دیکھ کر خدا کی قدرت وطاقت یاد آجاتی ہے۔

اب جن بندوں کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں میں خدا کی قدرت وطاقت کی جلوہ گری ہو۔ ان بندوں کی قدرت وطاقت اور ان کے تصرفات کا کیا کہنا۔ اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ بندے کمزور ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں مگر بلا شبہ یہ بندے جن کے اعضاء میں خدا کی قدرت وطاقت کی توانائی جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ ساری خدائی میں

ساری کائنات سے بڑھ کر طاقت ور ہوں گے۔ اور جب یہ سب سے زیادہ طاقت ور ثابت ہوں گے۔ اور جب
یہ سب سے زیادہ طاقت ور ثابت ہوئے تو ظاہر ہے کہ کسی چیز سے نہیں ڈریں گے۔ اسی لئے خداوند عالم نے
ان کے بارے میں فرمایا۔ لا خوف علیہم ـــــ یعنی ساری کائنات میں کسی چیز کا بھی ان پر خوف اور
ڈر نہیں ہے۔ ؎ خاصانِ خدا، خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند۔
اللہ والے خدا نہیں ہوتے مگر یاد رکھو کہ یہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کی نصرت و امانت اور
اس کی قدرت و طاقت ہر دم ہر قدم پر ان بندوں کے ساتھ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ جمادات
نباتات حیوانات کی ساری کائنات پر تصرف و حکومت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عناصر اربعہ۔ آگ پانی۔ مٹی
ہوا ہر چیز پر ان کی سلطنت و حکمرانی کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔

(۱) آگ پر حکومت: امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ ایک خوفناک
پہاڑی آگ نمودار ہوئی۔ آگ بڑھتی چلی آرہی تھی۔ اور بڑا خطرہ تھا۔ کہ اس آگ سے ہزاروں بستیاں جل
کر خاکستر ہو جائیں گی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنی
چادر عطا فرمائی۔ اور حکم دیا۔ اس آگ کو میری چادر دکھا دو۔ چنانچہ جیسے ہی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی
چادر مبارک اس آگ کے سامنے لائی گئی۔ آگ ایک دم سمٹ کر پہاڑ کے دامن میں چلی گئی۔ یہاں تک کہ پہاڑ کے غار
میں غائب ہو گئی۔ (ازالۃ الخلفاء جلد ۲ ص ۱۷۳)

(۲) ابو مسلم خولانی اور آگ: اسی طرح مشہور تابعی حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ جو مسلم الثبوت
حافظ الحدیث اور محدث کبیر بھی ہیں۔ اور انتہائی متقی، پرہیزگار اور صاحب کرامت ولی بھی ہیں۔ ان کی مشہور
کرامت ہے۔ کہ اسود بن قیس نے جب یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو اپنی
نبوت تسلیم کرنے پر مجبور کیا۔ تو آپ نے نہایت حقارت کے ساتھ اس کو ٹھکرا دیا۔ اس ظالم نے زبردست
آگ جلوائی۔ اور جب آگ کے شعلے انتہائی بلند ہو گئے۔ تو اس نے آپ کو آگ میں پھینک دیا۔ آپ آگ
کے شعلوں میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے ٹہلتے ہوئے رہے۔ یہاں تک کہ آگ بجھ کر راکھ ہو گئی۔ مگر آپ کا جسم تو
کیا معنی آپ کے کپڑوں پر بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ ـــــ اسود بن قیس آپ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ بلکہ
مارے دہشت کے لرزہ براندام ہو گیا۔ اور آپ کو یمن سے نکال دیا۔ اور آپ مدینہ منورہ چلے آئے۔ منقول ہے

کہ جب امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ تو وفورِ مسرت سے فرمایا۔ الحمد للہ خداوند کریم نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا۔ کہ میں نے اپنے نبی ﷺ کی امت میں ایک ایسے شخص کا دیدار کر لیا۔ جو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح آگ میں ڈالا گیا۔ اور زندہ سلامت رہا (تہذیب التہذیب)

(۳۳) پانی پر حکومت:- آگ کی طرح پانی پر بھی اولیاء اللہ کی حکمرانی دیکھنی ہو تو حضرت عمر فاروق کی تاریخ پڑھ لیجئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری رعایا نے مصر کے گورنر سیدنا عمرو بن العاص کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ "اے امیر! ہمارا دستور یہ تھا۔ کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا تھا۔ تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو دریا میں زندہ درگور کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔ اس کے بعد دریا جاری ہوا کرتا تھا۔ اب ہم کیا کریں۔" گورنر نے فرمایا۔ "ارحم الراحمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ کا رحمت بھرا دین ہرگز ہرگز ایسے ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تم لوگ انتظار کرو۔ میں بارگاہ خلافت میں خط لکھتا ہوں۔ وہاں سے جو حکم ملے گا۔ اس پر عمل کیا جائے گا۔" ــــ چنانچہ گورنر کا قاصد مدینہ منورہ آیا۔ اور دریائے نیل کے خشک ہونے کا حال سنایا۔ امیر المومنین یہ خبر سن کر نہ گھبرائے۔ نہ پریشان ہوئے۔ بلکہ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ ایک ایسا تاریخی خط لکھا۔ جو تاریخ عالم میں بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا۔ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِنَفْسِکَ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا اِلَیْکَ وَ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاللّٰہِ فَاَجْرِ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ (ازالۃ الخلفاء جلد ۲ ص ۱۶۶) یہ مصر کے نام دریائے نیل کے نام اللہ کے بندے عمر بن خطاب کا خط ہے۔ اے دریائے نیل اگر تو خود جاری ہوا کرتا تھا۔ تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا تھا۔ تو پھر اللہ کے نام پر جاری ہو جا ــــ سیدنا امیر المومنین نے اس خط کو لفافہ میں بند کر کے قاصد کو دیا۔ اور فرمایا۔ اس کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے فَلَمَّا اُلْقِیَ کِتَابُہٗ فِی النِّیْلِ جَرٰی وَلَمْ یَعُدْ یَقِفُ = جوں ہی آپ کا خط دریائے نیل میں ڈالا گیا۔ فوراً دریا جاری ہو گیا۔ اور پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔

(۳۴) دریا میں اترتے گھوڑے:- اسی طرح امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مدائن کسریٰ کی جانب ایک لشکر بھیجا۔ حضرت سعد بن وقاص اس لشکر کے امیر تھے۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

تھے۔ جب یہ لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا۔ اور وہاں کوئی کشتی نہ ملی۔ تو حضرت سعد اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ
دونوں آگے بڑھے۔ اور دریا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "یَا بَحْرُ اِنَّکَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَبِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَبِعَدْلِ
عُمَرَ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۱۶۸) اے دریا تو خدا کے حکم سے جاری ہے۔
ہم تجھے حضرت محمد ﷺ کی عزت اور رسول اللہ کے خلیفہ حضرت عمر کے عدل کا واسطہ دلاتے ہیں۔ تو کیوں نہ ہمیں دریا
پار کرنے کے لئے راستہ دیتا ہے۔ چنانچہ یہ لشکر اپنے گھوڑوں اونٹوں اور آدمیوں کے ساتھ دریا پار کر کے مدائن
پہنچ گیا۔ اور کسی جانور کا کھر بھی پانی سے تر نہیں ہوا —— ظاہر ہوا کہ اولیاء اللہ پانی اور دریاؤں پر بھی
حکومت فرماتے ہیں۔ اور دریا بھی اللہ والوں کے لئے تابع فرمان ہیں۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی تابعداری
کرتا ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

(۵) زمین پر حکومت۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ اولیاء اللہ کی حکومت روئے زمین پر بھی۔ چنانچہ علامہ عبدالوہاب
سبکی نے طبقات الشافعیہ میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلافت کے دور میں ایک مرتبہ
زلزلہ آیا۔ اور زمین ہلنے لگی۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کچھ دیر خدا کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ مگر زلزلہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ یہاں
تک کہ آپ کو جلال آ گیا۔ اور آپ نے اپنا درہ زمین پر مار کر فرمایا۔ اَقِرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْکِ ؟ اے زمین
ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا۔ فَکَانَتْ تَقَرَّتْ مِنْ وَقْتِھَا (ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۱۷۲)
یہ فرماتے ہی فوراً زمین ساکن ہو گئی۔ اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

(۶) ہوا پر حکومت۔ آگ پانی اور مٹی کی طرح ہوا پر بھی اولیاء اللہ کی حکومت ہے۔ غالباً آپ نے بارہا سنا
ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ساریہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند
کی سرزمین میں جہاد کے لئے بھیجا۔ حضرت ساریہ لشکر کفار کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے۔ ایک دن حضرت امیر
المومنین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ممبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بالکل اچانک زور زور سے چلا چلا کر
آپ نے فرمایا۔ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لو۔ حاضرین مسجد حیران
رہ گئے۔ کہ حضرت ساریہ تو سرزمین نہاوند میں کفار سے جہاد فرما رہے ہیں۔ آج امیر المومنین نے انہیں کیسے
پکارا۔ پہاڑ کیسا اور پہاڑ کی طرف پشت کرنے کا مطلب کیا۔ سب لوگ متعجب اور حیران ہو رہے تھے کہ نہاوند سے

سے حضرت سیدنا ساریہ کا قاصد آیا۔ اور اس نے بتایا۔ کہ جوں ہی دشمنوں سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ ایک دم ہمیں
شکست ہونے لگی۔ ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی۔ جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا۔ کہ اے ساریہ تم پہاڑ کی
طرف اپنی پشت کر لو۔ چنانچہ ہم لوگوں نے جیسے ہی پہاڑ کی طرف پشت کر کے اپنی صف بندی کی۔ فوراً ہی
جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دے دی۔ آواز کا پہنچانا ہوا کا کام ہے
سب کو معلوم ہے۔ کہ ہواؤں کے تموج سے ایک کی آواز دوسرے کے کان میں پہنچتی ہے حضرت سیدنا فاروق اعظم
نے بغیر کسی برقی قوت اور بغیر کسی ریڈیو اسٹیشن کے صرف زبان سے فرمایا۔ مگر ہوا چونکہ فاروقی سلطنت کے زیر حکم
میں تھی۔ اس لئے ہوا نے آپ کی آواز کو مدینہ منورہ سے نہاوند تک پہنچا دیا۔ اور حضرت سیدنا ساریہ اور ان کی
فوج نے اس آواز کو سن لیا۔ اور آپ کی اس جنگی ہدایت پر عمل کر کے فتح مبین حاصل کر لی۔ بلاشبہ یہ واقعہ
دلیل ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی حکومت ہوا پر بھی ہے۔ ——— گویا آگ پانی زمین اور ہوا ہر چیز پر اولیاء کی حکومت ہے
کون نہیں جانتا کہ آگ پانی مٹی ہوا یہ عناصر اربعہ کہلاتے ہیں۔ تمام کائنات ارضی انہی چار عناصر سے بنی ہوئی ہے
جب چاروں عناصر پر اولیاء اللہ کی حکومت ہے تو ثابت ہوا۔ کہ ان چار عناصر سے بنی ہوئی تمام چیزوں پر بھی اولیاء اللہ
کی حکومت ہے۔ سبحان اللہ۔ اولیائے کرام تمام جمادات نباتات حیوانات پر حکمران ہیں۔ اور ہر چیز ان اللہ والوں
کی محکوم اور فرمانبردار ہے۔ تو پھر اولیاء اللہ سے بڑھ کر طاقت و قدرت والا اس دنیا میں کون ہو سکتا ہے، اور جب
اولیاء سب سے بڑھ کر طاقتور ہوئے۔ تو پھر کون سی چیز ایسی ہے۔ کہ اولیاء کرام اس سے ڈریں؟ تمام چیزیں
تو خود اللہ والوں سے ڈر رہی ہیں۔ پھر بھلا اللہ والے کسی چیز سے کیوں کر ڈر سکتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی
ہے۔ لا خوف علیہم۔ اور یہ اللہ والے اپنے خدا کے سوا اس عالم میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ اولیاء کی نگاہِ قہر سے
پہاڑ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ دریاؤں کو اشارہ کر دیں تو پورا لشکر دریاؤں کے اوپر آسانی سے گزر جاتا ہے۔ اور کسی کا بال
بھی تر نہ ہو۔ جنگل کے خوفناک شیران مقدس بندوں کی خدمت گزاری اور سواری میں کام آتے ہیں۔ اور اولیاء کے خوف
سے جنگل کا شیر بادشاہ لرزہ براندام رہتا ہے۔ (۷) حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ حضرت
سفیان ثوری جو مشہور محدث ہیں۔ ایک مرتبہ حج کے سفر میں ان کی حضرت حضرت شیبان راعی سے ملاقات ہوئی
حضرت شیبان راعی بے پڑھے لکھے تھے۔ مگر صاحب باکرامت ولی تھے۔ دونوں ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں یہ دیکھا
کہ ایک تنگ پہاڑی کا راستے پر ایک خطرناک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ اور تمام مسافروں کا راستہ رکا ہوا ہے۔ پورا

زمانے میں کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ کہ اس شیر کو دور سے پتھر مار کر بھی ہٹا دے۔ اتنے میں حضرت شیبان راعی نہایت بے خوفی اور انتہائی بے تکلفی کے ساتھ آگے بڑھے اور جا کر شیر کا کان پکڑ کر اٹھا دیا۔ تو شیر دم ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ روح البیان ص ۳۴۳

عنبر بیزان گرلی یہ تو شان حضور علیہ السلام غلاموں کی ہے۔ اور اس آقا کا کیا مقام ہوگا۔ جس کو پوری کائنات میں اللہ نے اپنا محبوب اعظم بنایا ہے۔ جس کی وجہ سے ساری کائنات جگمگا رہی ہے۔ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے سراج قرآن پاک اور حضور کی تعلیمات پر عمل کرنے سے اولیاء اللہ بنتے ہیں۔ تو اس کا کیا مقام ہوگا۔ جس کو اللہ نے تمام نبیوں کا امام بنا دیا۔ ہ

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ——— بروز اتوار | AM ٨:١٠ | 19-08-2007 / ٤-٨-١٤٢٨

نور الحبیب جلد ۱۹ شمارہ ۲ فروری ۲۰۰۷ء۔ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ ص ۱۹-۲۶ ہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ۔ ہ

۱۔ حقوقِ والدین

۸۳ ۸۶/۲

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا سورۃ البقرۃ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) معاملات میں سے یہ پہلا عہد ہے۔ یہاں ایک فعل اَحْسِنُوْا یا تُحْسِنُوْنَ کا پوشیدہ ہے۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرو یا کروگے۔ رب العزت نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کی اطاعت کا ذکر فرمایا اس کی چند وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ ماں باپ اولاد کی پیدائش اور اس کی پرورش کا سبب ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے فیض کا پہلا واسطہ جو نعمت بھی کسی کو ملے گی۔ پیدائش کے بعد ہی ملے گی۔ لہٰذا خدا کے بعد ماں باپ کا ہی احسان ہے۔ دوسرا یہ کہ ماں باپ کا انعام خدا کے انعام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے حق تعالیٰ بلا طمع بندوں کو پالتا ہے۔ ایسے ہی ماں باپ بغیر لالچ بچے کو پالتے ہیں۔ اور دوسرے محسن بدلے کی امید پر احسان کرتے ہیں۔ کفار ماں باپ جو قیامت، جنت دوزخ کے منکر ہیں۔ انہیں ثواب کی بھی امید نہیں۔ مگر بچہ پالتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ اپنے نافرمان بندے پر انعام کرنے سے ملول نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ماں باپ نالائق اولاد کی خیر خواہی اور شفقت سے ملول نہیں ہوتے۔ چوتھے یہ کہ ماں باپ کی اطاعت سارے دینوں میں ضروری ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ پانچویں یہ کہ ہمیشہ ماں باپ اولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں۔ اور نقصان سے بچاتے ہیں۔ جیسے رب تعالیٰ اپنے بندے کے نیک اعمال کو بڑھاتا ہے۔ (تفسیر کبیر و عزیزی)

خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی عبادت شاہ و گدا نبی و امتی سب پر فرض ہے۔ یوں ہی ماں باپ کی خدمت سب پر۔ ——— نیز رب کی عبادت ہر وقت لازم۔ یونہی ماں باپ کی خدمت ہر وقت فرض ان کی زندگی تندرستی میں بھی۔ بیماری بڑھاپے میں بھی۔ بعد موت بھی۔ رب کی عبادت ہر طرح کی ضروری۔ جانی بدنی مالی۔ جس طرح کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے حق عبادت ادا کر دیا۔ غرض یہ کہ والدین کی خدمت کو رب کی عبادت سے بہت طرح مناسبت ہے۔ (خدمت والدین پر عمل یا بات۔ (۱) قول و فعل سے ان کو ایذا نہ پہنچائے (۲) جب وہ بلائیں تو فوراً حاضر ہو جائے۔ (۳) ماں باپ کو ایذا دینے والا نافرمان کہلاتا ہے۔ (۴) بات چیت اور اٹھنے بیٹھنے میں ان کا ادب کرے۔ کہ راستے میں ان کے آگے نہ چلے۔ ان کو نام لیکر نہ پکارے۔ (۵) ہر کام ہر بات میں ان کی رضامندی کا خیال رکھے۔ (۶) ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت پوری کرے۔ (۷) اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرے صدقہ خیرات

کرے۔ (۸) ہر ہفتہ میں ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (۹) ان کے دوستوں اور قرابت داروں سے محبت رکھے۔

(۱۰) اگر والدین کافر یا منافق بھی ہوں تب بھی ان کا حق مالی و بدنی پورا ادا کرے۔ اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ (۱۱) جب ماں باپ کا اللہ اور رسول سے مقابلہ ہو جائے تو اس وقت نہ ماں باپ کا لحاظ ہو گا۔ اور نہ قرابت کا۔ کافر ماں باپ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ مگر جب کہ ان کا حق اللہ ورسول کے حق کے مقابل ہو جائے۔ تو اللہ ورسول کا حق مقدم ہو گا۔ (۱۲) ماں باپ کی طرف محبت و شفقت اور نہایت مہربانی سے دیکھنا عبادت ہے۔ بار ادۂ تواضع اپنی ماں کے قدم چومنا جائز ہے۔

(۱) حکایت۔ حضرت الاستاذ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آپ کی داڑھی مبارک میں جواہر و یاقوت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواب سچا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کل اپنی داڑھی والدہ ماجدہ کے قدموں کے تلوؤں کو لگائی تھی۔

کاشفی نے لکھا ہے۔ کہ اولاد کو اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کے لئے بہشت کی۔ اگر کافر ہیں تو ان کے لئے ایمان و اسلام کی دعا مانگے۔ حدیث پاک میں ہے جب کوئی شخص اپنے ماں باپ کے لئے دعا و استغفار کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ تو دنیا میں اس کے رزق میں اللہ تعالیٰ تنگی پیدا فرماتا ہے۔ ——— ماں باپ پر لازم ہے۔ کہ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا غلط برتاؤ نہ کریں کہ جس سے اولاد نافرمانی پر مجبور ہو جائے۔ بلکہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں۔ جو فرمانبرداری میں مدد دے سکے۔

(۲) حکایت۔ ایک بزرگ عارف کامل نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے بیٹے کو ۳۰ سال سے کوئی کام نہیں کہا۔ اس خطرہ سے کہ شاید وہ میری نافرمانی کرے۔ اور اس نحوست سے اس پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔ روح البیان ۱۴۹

(۱) جو شخص ہر جمعہ اپنے والدین کے مزارات کی زیارت کرتا ہے۔ وہ بھی فرمانبرداروں میں شمار ہو گا۔ (۲) جو شخص جمعرات کی شب کو مغرب و عشاء کے درمیان دو رکعت پڑھے۔ اور فاتحہ کے بعد پانچ بار آیۃ الکرسی۔ پانچ اخلاص۔ پانچ پانچ بار معوذتین پڑھے۔ اور ان کا ثواب ماں باپ کی روح کو بخشے تو اس نے اپنے ماں باپ کا حق ادا کر لیا۔ اگرچہ وہ دنیا میں ان کا نافرمان رہا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس دوگانہ کے صدقے صدیقین و شہدا کا ثواب عطا فرمائے گا (کذا فی الاحیاء و قوت القلوب)

(۳) حدیث میں ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی

ناک خاک آلود ہو۔ تین مرتبہ فرمایا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کی فرمایا۔ جو اپنے والدین یا ان میں سے
کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے پھر ان کی خدمت کرے۔ جنت میں داخل نہ ہو۔ مشکوٰۃ۔ کنزالعمال ۴۵۴۲۷
مسلم ۶۵۱۰ = (۴) حدیث ۔ حضرت عبداللہ عمرو سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
مرد کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا مرد اپنے
والدین کو گالی دے سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے۔ تو وہ اس کے باپ کو گالی۔ اور جو کسی
ماں کو گالی دے۔ تو وہ اس کی ماں کو گالی ہوئی ـــ (۵) حدیث ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احسان جتانے والا۔ والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوں
گے۔ نسائی ۵۶۷۵ مشکوٰۃ ۴۹۳۴ = (۶) حدیث ، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا
اپنے والدین کو ایک بار نظر رحمت سے دیکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس نظر کے عوض ایک مقبول حج لکھتا ہے عرض
کیا گیا۔ اگرچہ ہر دن سو بار دیکھے۔ فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔ (۷) حدیث۔ جب والد اپنے بچے پر
ایک نظر رحمت کرتا ہے۔ تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ (۸) اگر جریج راہب
سمجھ دار عالم ہوتا تو اسے یہ بات معلوم ہوتی کہ ماں کے بلاوے کا جواب رب کی (نفل) عبادت کرنے سے بہتر ہے
کنزالعمال ۴۵۴۴۳ - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں والدین یا ان میں کسی ایک کو پاتا اور
میں عشاء کی نماز شروع کر چکا ہوتا۔ اور میں سورۃ فاتحہ پڑھتا۔ کہ میری ماں مجھے بلاتی یا محمد تو میں
ان کی پکار پر لبیک کہتا۔ بیہقی ۷۸۸۱ = (۹) فرمایا جس نے اپنے باپ کو مارا تو اسے قتل کر دو۔

≡ (باپ کے قاتل کا جنازہ نہیں x تفصیل) ≡

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جو اپنے والدین کو گالی دے گا۔ بروز قیامت اسے آگ کا لباس پہنایا جائے
گا۔ مسند الفردوس نمبر ۵۶۹۲
(۱۰) حدیث = حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے نیچے ایک مرد کو دیکھا۔ عرض کی یا اللہ یہ کون
ہے۔ فرمایا میں تجھے اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ لیکن اس کی تین صفات سے باخبر کرتا ہوں۔ وہ چغل خوری نہیں کرتا تھا
اور اللہ نے لوگوں کو جو عطا فرمایا ہے اس پر وہ حسد نہیں کرتا تھا۔ اور وہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔
مسند الفردوس ۸۷۱ (۱۱) حدیث ۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ جب

کو دیکھنا عبادت ہے ۔ والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ اور قرآن کو دیکھنا عبادت ہے ۔ مسند الفردوس ۴۸۶۴

(۱۲) حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ فرمایا والد کا اپنی اولاد کے لئے دعا کرنا ایسے ہے ۔ جیسے نبی کا اپنی امت کے لئے دعا کرنا ۔ مسند الفردوس ۳۰۳۷ ۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا ۔ تو آپ سے جہاد کی اجازت چاہی ۔ فرمایا ۔ کیا تیرے والدین زندہ ہیں ۔ بولا ہاں ۔ فرمایا جا اور ان کی خدمت کر کے جہاد کا ثواب حاصل کر ۔ ـــــ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اسلمی سے روایت ہے ۔ کہ ایک صحابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ایک راہ میں ایسے پتھر ہیں کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا ۔ میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں ۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ۔ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں ۔ شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو ۔ (کنز العمال ۴۵۴۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے ۔ حج مقبول کے برابر ثواب پائے ۔ اور جو بکثرت زیارت کرتا ہو ۔ تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں ۔ نوادر الاصول ص ۱۲۶

(۱۳) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مسافر سفر میں تھے ۔ کہ اچانک بارش آ گئی ۔ تینوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی ۔ اسی وقت پہاڑ سے ایک پتھر گرا اور اس غار کے منہ کو بند کر گیا ۔ تینوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا ۔ اپنے اپنے اعمال صالحہ کو دیکھو ۔ جو محض اللہ کی رضا کے لئے کیے گئے ہوں ۔ اور ان کے وسیلہ سے دعا کرو ۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پتھر کو یہاں سے ہٹا دے گا ۔ (۱) ایک نے دعا مانگی والدین کے وسیلے سے ۔ (۲) خوف الٰہی سے زنا سے دور رہا ۔ (۳) ایک مزدور کیا ۔
تو اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو ہٹا دیا اور یہ سب آزاد ہو گئے ۔ (متفق علیہ)

نور الحبیب ص ۴۵ فروری ۲۰۰۷ء صفر المظفر ۱۴۲۸ھ جلد ۱۹ ۔ شمارہ ۲

وہ نقطہ کمال ہے اوج کمال کا ۔ کیا ذکر لاجواب ہے اس بے مثال کا ۔ وہ آخری کتاب ہدایت کا سر ورق وہ آفتاب نور جلال و جمال کا ۔ وہ آخری رسول ہیں پروردگار کے ۔ کیا شان ہے آمنہ بی بی کے لال کا ۔ تنہا میں کب رہا ہوں میدان حشر میں ۔ سایہ ہے سر پہ آج بھی رحمت کی شال کا

نور الحبیب ص ۳۰ فروری ۲۰۰۷ء صفر ۱۴۲۸ھ

۲۲-۸-۲۰۰۷
۸-۸-۱۴۲۸
بدھ ۴:۳۳ pm

۲- حقوقِ والدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا بنی اسرائیل ۲۳ - اور تمہارے رب نے حکم فرمایا۔ کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ آیت میں اشارہ ہے کہ سبب حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو تعظیم حقیقی کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ اور والدین چونکہ سبب ظاہری ہیں۔ اس لئے تعظیم ظاہری کے وہی مستحق ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ احسان الوالدین کا ذکر اس لئے فرمایا ہے۔ کہ انسان کے حقیقی وجود کا سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن انسان کی تربیت والدین کے ذمہ ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ انسان کی صغرسنی اور ضعیفی کے وقت اللہ تعالیٰ کی حقیقی تربیت کے مظہر والدین ہیں۔ کہ اس میں ایجاد و ربوبیت و رحمت و رأفت کے آثار و صفات پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی خدمت کا محتاج نہیں۔ اور انسان اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے خدمت کا محتاج ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ والدین کو ان کی خدمت کا صلہ دو۔ یعنی ان کی خدمت گزاری کا حق ادا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ توحید کے بعد اہم الواجبات والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے۔

(۱) حضرت ابوبکرہ نے روایت کیا۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہے گا بخشش دے گا۔ سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو موت سے پہلے زندگی ہی میں سزا دینے میں جلدی فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۴۹۴۵) (کنز العمال ۴۵۵۴۷)

(۲) ممبر شریف پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ آمین فرمایا۔ (حدیث) (اشارہ)

(۳) بایزید بسطامی نے والدہ کو پانی دیا۔ اور والدہ نے دعا دی اللہ نے ولایت عطا فرمائی شروع کی۔

(۴) حضرت سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز اور رزق میں وسعت عطا فرمائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرے۔ (کنز العمال ۴۵۵۱۳) (مسند احمد ۱۳۸۴۸) - والدین کے نافرمان کو کہا جاتا ہے۔ تو جو مرضی اعمال کر میں تیری مغفرت نہیں کروں گا۔ اور ماں باپ سے نیکی کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ تو جو چاہے کر میں تیری مغفرت کر دوں گا۔ (کنز العمال ۴۵۵۱۹)

(۵) حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مسکن اور قبرستان کے درمیان سے گزرا

مکان کے پاس ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی۔ عصر کا وقت تھا۔ مکان کے بالکل سامنے کی قبر شق ہوگئی۔ ایک آدمی نکلا سر اس کا گدھے کا۔ اور دھڑ انسان کا تھا۔ وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح بولا پھر قبر بند ہوگئی۔ میں بڑا پریشان ہوا یا ماجرہ کیا ہے۔ میں اسی سوچ میں گم تھا۔ قریب سے ایک عورت گزر رہی تھی۔ میری پریشانی کو سمجھ گئی کہنے لگی۔ یہ جو بڑھیا سوت کات رہی ہے۔ اس قبر والے کی ماں ہے یہ لڑکا آوارہ تھا شراب پیتا تھا۔ ماں اسے منع کرتی تھی۔ ایک روز ماں سے کہتا ہے۔ تو کیا گدھے کی طرح بولتی رہتی ہے۔ اسی دن یہ عصر کے بعد مر گیا۔ اسے دفنا دیا گیا۔ اب روزانہ عصر کے وقت قبر شق ہوتی ہے اور یہ گدھے کی طرح آواز میں نکالتا ہے۔ (روح البیان) (۶) ایک شخص نے ماں پر حملہ اور دل نکالا اور گلی کے موڑ پر ٹھوکر اور دل سے آواز کا آنا (واقعہ) (۷) جریج کا واقعہ بخاری شریف مسلم شریف (۶۰۵۹) الادب المفرد ۲۰۔ یہ ماں کی بددعا کا اثر ہے۔

(۸) حضور نبی کریم ؐ کے ظاہری زمانے میں ایک نوجوان تھا جس کا نام علقمہ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار نماز روزہ اور صدقہ وخیرات کرنے اور نیک اعمال کرنے کی بہت کوشش کرتا تھا۔ وہ سخت بیمار پڑ گیا۔ اس نے اپنی عورت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس نے جاکر کہا کہ یا رسول اللہ میرا خاوند علقمہ نزع کی حالت میں ہے۔ آپ کو خبر دینے کے ارادے سے آئی ہوں۔ تاکہ ان کے حال کا آپ کو پتا چل جائے۔ تو آپ نے حضرت عمار حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی کو بھیجا اور فرمایا۔ کہ علقمہ کے پاس جاؤ۔ اور ان کو کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔ صحابہ ان کے پاس گئے۔ تو ان کو نزع جان کنی کی حالت میں پایا۔ پس وہ لوگ ان کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے لگے۔ لیکن علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہو سکا۔ صحابہ کرام نے حضور کو خبر بھیجی کہ علقمہ کی زبان سے کلمہ شہادت نہیں نکلتا آپ نے فرمایا کہ ان کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ؐ ان کی ماں زندہ ہے جو بہت بوڑھی ہیں۔ ان کی ماں کے پاس آپ نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا کہ اس بوڑھی سے کہنا کہ اگر تو حضور ؐ کے پاس جانے کی طاقت رکھتی ہے تو چل ورنہ تو گھر میں آرام کر اور رسول اللہ خود تیرے گھر میں تشریف لے آئیں گے۔ اس آدمی نے بڑھیا کے پاس جاکر حضور ؐ کا مبارک ارشاد سنایا۔ ——— بڑھیا نے کہا میری جان آپ پر قربان ہو جائے۔ میں رسول اللہ ؐ کو آنے کی تکلیف کیوں کر دوں۔ مجھے ہی جانے کا زیادہ حق ہے میں خود

ہیں آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی لاٹھی ٹیکتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا کہ اے علقمہ کی ماں میرا لڑکا علقمہ کیسا تھا۔ بڑھیا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا لڑکا علقمہ بہت زیادہ نماز پڑھتا تھا۔ روزے رکھتا تھا۔ اور صدقہ خیرات کرنے کا بہت زیادہ پابند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں یہ نہیں پوچھتا یہ بتا کہ اس کا تیرے ساتھ کیا سلوک تھا؟ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اس پر سخت ناراض ہوں۔ آپ نے پوچھا تو اس سے کیوں ناراض ہے کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول وہ مجھ پر اپنی بیوی کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اسے معاف کر دے کہنے لگی میں اسے معاف نہیں کروں گی۔ آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا۔ کہ بلال جاؤ۔ بہت ساری لکڑیاں جمع کرو۔ اور علقمہ کو لکڑیوں میں رکھ کر آگ لگا دو۔

بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ کیا میرے سامنے میرے بچے میرے لخت جگر کو زندہ آگ میں جلایا جائیگا آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا اے علقمہ کی ماں اللہ تعالیٰ کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور باقی رہنے والا ہے۔ اگر تجھے پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے تو اس سے راضی ہو جا۔ اور اس کو معاف کر دے۔ کیونکہ اگر تو اس کو معاف نہ کرے گی۔ اور اس سے ناراض رہے گی تو قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے علقمہ کو اس کی نماز اس کے روزے اور اس کا صدقہ کرنا کچھ بھی نفع نہ دے گا۔ بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتی ہوں۔ اور اس کے فرشتوں کو اور جتنے مسلمان یہاں حاضر ہیں سب کو اس بات کا گواہ کرتی ہوں۔ کہ میں اپنے لڑکے علقمہ سے راضی ہو گئی اور میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ نے پھر حضرت بلال کو بھیجا کہ جاؤ۔ اور دیکھو علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت بلال گئے۔ تو انہوں نے سنا کہ حضرت علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہے۔ اور کلمہ پڑھتے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ اس کے پاس تشریف لائے۔ اور اس کے غسل دفن کا حکم دیا۔ اور پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور اس کے دفن میں شریک ہوئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین و انصار جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت دے گا۔ تو اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت۔ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ماں باپ کے نافرمان اور بے ادب کی کسی بھی نیکی کو قبول نہ فرمائے گا۔ لیکن اگر وہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنی ماں کے ساتھ

شانِ روزہ

اچھا سلوک کرے۔ ہر وقت اس کو راضی اور خوش رکھنے کی جستجو میں رہے۔ تو پھر اللہ پاک معاف فرما دے گا۔ کیونکہ اللہ پاک کی رضا ماں کی رضا میں ہے اور اللہ پاک کی ناراضی ماں کی ناراضی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے (آمین)

نور الحبیب ۹ فروری ۲۰۰۷ء (بروز جمعۃ المبارک) [signature]

صفر المظفر ۱۴۲۸ = ۲۰ - 11:45 AM ۲۰-۲-۱۴۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

اللہ رب العزت نے اس آیت پاک میں روزہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔ یہ مقدس مہینہ رمضان المبارک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھوں لاکھ احسان ہے کہ اس نے ہمیں رحمت وبخشش نجات ومغفرت کے اس مہینے کے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ ہمارے کتنے ہی بزرگ دوست احباب اور عزیز واقارب جو پچھلے سال اس ماہ مقدس میں بقید حیات تھے۔ وہ آج ہمیں نظر نہیں آرہے ہیں۔ کسے معلوم ہے کہ آئندہ سال ہمیں یہ مبارک اور مقدس مہینہ دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ (۱) عظمت ماہ رمضان = حضرات محترم۔ یہ وہ مقدس ماہ مبارک ہے جس کی تیسری تاریخ کو سرکار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ہوا۔ سترہ تاریخ کو اسلام کی عظیم جنگ بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ اسی ماہ مبارک میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی غمگسار رفیقہ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کا وصال باکمال ہوا۔ رمضان کی سترہ تاریخ کو ہی محبوبہ محبوب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ہوا۔ اکیس تاریخ کو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب شہادت سے سرفراز ہوئے اسی مبارک ماہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے عطا ہوئے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کو زبور۔ موسیٰ کو تورات۔ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل۔ ہاں ہاں یہی وہ رحمت وبرکت عظمت وجلالت والا مہینہ ہے۔ جس میں خالق کائنات نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا۔ (۲) نزول قرآن - اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان (پ ۲ ع ۷)

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی کھلی نشانیاں ہیں۔

حضرات محترم یہ وہ ماہ مقدس ہے جس میں قرآن پاک کا نزول پہلے آسمان پر ہوا۔ اور پھر ۲۳ سال کے عرصے میں حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ رمضان ہی وہ پیارا مہینہ ہے۔ جس میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سرکار دو عالم علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ بزرگان دین اولیائے کاملین کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے۔ کہ وہ اس بابرکت مہینے میں کثرت سے کلام پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مبارک ماہ میں ۶۱ مرتبہ کلام پاک ختم فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی سے کہ ۶۰ مرتبہ قرآن پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔ ہے

اے رمضان بزرگ مہینہ رب نے ہے فرمایا ۔۔۔ باقی سب مہینیاں اندر عالی رتبہ پایا۔
ذکر و دعا عبادت جو کوئی اس مہینے کردا ۔۔۔ ستر جیسے اجر ہے دیندا مالک کرم پردا۔

حضرات محترم رمضان المبارک کا ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک ایسی عظیم رات ہے۔ جو ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہی وہ ماہ مقدس ہے۔ جس کے روزے ایمان والوں پر فرض ہے اس ماہ کی خاص عبادت نماز تراویح ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے۔ جس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا اجر قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا۔ یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ـــــ الصبرین پ۲ بقرہ ۱۵۳۔ واصبروا ان اللہ مع الصبرین پ۱۰ انفال ۴۶ + واللہ یحب الصابرین پ۴ آل عمران ۱۴۶ انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب (پ ۲۳ الزمر ۱۰) ان آیات سے معلوم ہوا کہ صبر رد البلاد ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے۔ صبر کا اجر بے حساب دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے۔ جو مومن کو مالا مال کر دیتا ہے۔ جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور پھر انسان کے دل میں طرح طرح ہمدردی اور خدا ترسی کا جذبہ پیدا ہو جاتا

ہیں۔ (۳) سید الانبیاء ﷺ کا خطبہ: حضرت سلمان فارسی روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے شعبان المعظم کے آخر میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو۔ تم پر وہ برکت و عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ جس میں ایک ایسی رات آتی ہے۔ جو ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے، یہ وہ ماہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں۔ اور اس کی رات کا قیام نفل بنایا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں نفل نیکی کرے گا۔ تو گویا اس نے کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا۔ اور جو اس ماہ میں ایک فرض کو ادا کرے گا۔ تو وہ ایسا ہو گا جیسے کسی دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غرباء کی غمخواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق بڑھتا ہے۔ جو اس مبارک ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی، اور اس کو روزے دار جتنا ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کہ ہم میں سے ہر شخص وہ نہیں پاتا۔ کہ روزہ دار کا روزہ افطار کروا سکے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا۔ جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا کھجور یا پانی سے افطار کروا دے۔ جو روزہ دار کا پیٹ بھر کر پلائے کھلائے اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا۔ کہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول حصہ رحمت ہے۔ درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو اس مہینے میں اپنے ماتحت کے کام میں تخفیف کرے۔ اس شخص کو بخش دیا جائے گا۔ اور آگ سے آزاد کر دیا جائے گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ اس ماہ مقدس کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

(۴) فضائلِ رمضان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِّحَتْ
جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جا

فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ ۔ مسلم۔ بخاری ص ۲۵۵ ج ۱ اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔
اور ایک دوسری روایت میں ہے ۔ کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

حضراتِ محترم: اس حدیث سے معلوم ہوا ۔ کہ رمضان المبارک کی آمد پر آسمانوں کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔

(۵) جنت کی آرائش:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جنت کو ماہ رمضان کے لیے شروع سال سے آخر سال تک سجایا جاتا ہے ۔ اور پھر جب رمضان المبارک کا پہلا دن آتا ہے ۔ تو جنت کے برگ و بار سے حور العین پر ایک خوشگوار ہوا چلتی ہے ۔ تو حوریں بارگاہ خداوندی میں عرض کرتی ہیں ۔ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ اَعْيُنُنَا بِهِمْ مشکوٰۃ۔ یا رب اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا اور ان سے ہماری آنکھیں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی فرما۔

(اس حدیث پاک سے فائدہ خود بیان کریں) (۶) روزہ کی فرضیت:۔ رمضان المبارک کا بزرگی والا مہینہ ہے جس کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے ۔ ارشادِ خداوندی ہے ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ (پ ۲ ع ۷) پس تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے تو وہ اس کے روزے رکھے۔

حضرات محترم اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا ۔ اور پھر اپنے محبوب پیارے غلاموں کی تسلی اور تشفی کے لیے یہ بھی فرما دیا ۔ کہ کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم نے صرف تم پر ہی روزے فرض کیے ہیں ۔ بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے ۔ اور بتا دیا بھوک پیاس برداشت کرنا بھی بتا دیئے جس میں فائدہ مند ہے کہ اس سے تقویٰ حاصل ہو جائے گا ارشاد خداوندی ہے ۔ یا ایہا الذین امنوا کتب ــــ تتقون ۔ (۷) زکوٰۃ بدنی:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ ۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے ۔ اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۱ اگر مال سے زکوٰۃ نکال دی جائے ۔ تو مال میں برکت آ جاتی ہے ، مال طیب و طاہر ہو جاتا ہے ، اسی طرح روزہ زکوٰۃ بدنی ہے ۔ جو شخص جسم کی یہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے ، اس کی روح اور جسم طاہر و طیب اور پاک و صاف ہو جاتا ہے ۔ روزہ دار جسمانی طور پر صحت مند اور روحانی طور پر طاقت ور ہو جاتا ہے جس

مال سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ وہ چوروں اور نقب زنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جب جسم کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ تو مومن شیطان کی فریب کاریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے روزے کے فوائد کے متعلق فرمایا۔ لعلکم تتقون ۔ تاکہ تمہیں پرہیزگاری حاصل ہو جائے۔ اور تم شیطان کے دام فریب سے بچ جاؤ۔ تمہیں تقویٰ طہارت کی دولت نصیب ہو جائے۔ اور اس روزے کی برکت سے تمہارے سابقہ گناہوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ (۸) گناہوں کی بخشش۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ۔ مشکوٰۃ۔ جو ایمان و اخلاص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا۔ اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (۱) دوزخ سے دوری ؛

(۱) جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے آگ سے ستر سال کی راہ سے دور رکھے گا

(۲) جو شخص ــــ اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق بنا دے گا۔ جیسی آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ (۳) جو شخص رضائے الٰہی کے لئے ــــ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے اتنا دور کر دے گا۔ جیسے اڑنے والے کوّے کی دوری جب وہ بچہ ہو۔ حتیٰ کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔

(۹) دو خوشیاں = حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی تو افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت (فائدہ) خود بیان کریں۔ (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ انسان کی ساری نیکیاں دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھائی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (فائدہ) (مسئلہ معین گرلی) اس حدیث پاک میں جو لفظ اجزی ہے۔ اس کو اُجزٰی بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ پھر اس حدیث کا ترجمہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے قال اللہ تعالیٰ اِلّا الصَّوم فَاِنَّہٗ لِی وَاَنَا اَجزِی بِہٖ ۔ (مسلم بخاری مشکوٰۃ) ہر عبادت کا ثواب جنت ہے۔ روزہ دار کے لئے لقائے خالق جنت ہے۔ (۱۱) شفیعان محشر = عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک نے ارشاد فرمایا۔ الصیام والقرآن یشفعان للعبد روزے اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے روزے عرض کریں گے۔ اے اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے اور شہوت سے روکا اس لئے تو اس کے لئے میری شفاعت

خاتونِ جنت رض

قبول فرمایا۔ اور قرآن کریم کہے گا۔ میں نے اسے رات میں سونے سے روکا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت
قبول فرمایا۔ فیشفعان پس دونوں کی شفاعت مقبول ہوگی ـــــ۔ ان احادیث سے معلوم ہوا۔
کہ روزہ مومن کے لیے عظیم سرمایہ آخرت ہے۔ آئیے عہد کریں کہ ہم جیتے جی زندہ ہیں اس معزز مہمان
خداوند قدوس کی تعظیم و تکریم کریں گے۔ علامہ صفوری فرماتے ہیں۔ (۱۱) مجوسی جنت میں بخارا
شہر میں ایک مجوسی کا بیٹا ـــــ حضرات محترم۔ اگر ایک مجوسی رمضان المبارک کا احترام کرتا
تو اسے اس کی طفیل دولتِ اسلام اور جنت کا انعام حاصل ہو جاتا ہے۔ تو کیوں جو حضور ؐ کا امتی اور مسلم ہو
تو وہ کیوں نہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے

الخطیب جلد ۲ ص ۷۶

۱۶-۹-۲۰۰۷ PM : ۳ : ۵۲ بروز اتوار
۳-۹-۱۴۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ :۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے
حب اہلبیت کا ذکر فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل لا اسئلکم ـــ پ۲۵ اے میرے پیارے حبیب ؐ اعلان
فرما دیجئے۔ اے میرے امتیو، اے میرا کلمہ پڑھنے والو۔ تمہیں میرے صدقے جان ملی۔ اولاد ملی۔ مال ملا۔ رزق ملا
ملا۔ قرآن ملا۔ ایمان ملا۔ عرفان ملا۔ نہیں نہیں بلکہ رحمان ملا۔ تمہیں میرے ہی صدقے سے سب کچھ ملا
لا اسئلکم علیہ اجرا۔ میں تم سب سے اس کا بدلہ اس کی قیمت اس کی اجرت اس کا معاوضہ طلب نہیں
کرتا۔ اس لیے کہ میں تو تمہیں عطا کرنے کے لیے آیا ہوں۔ تم سے مانگنے کے لیے نہیں آیا۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ساری
کائنات کے خزانوں کا مالک و مختار بنا دیا۔ اس مقام پر امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا — دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا اعطینک الکوثر۔ ووجدک عائلا فاغنیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خیر
کثیر عطا فرما کر غنی کر دیا۔ حضور علیہ السلام ساری کائنات کے داتا ہیں۔ اور ساری مخلوقِ خدا آپ
کے در کی بھکاری ہے۔ ~ منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو۔ جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو۔

یہ مسلّمہ حقیقت ہے۔ یہ وہ شہنشاہی دربار ہے۔ جہاں ہر سائل کی جھولی بھرتی ہے۔ اور ہر مانگنے والے کو مانگنے سے سوا ملتا ہے۔ یہ وہ آستانہ عالیہ ہے۔ یہاں جو بھی بھکاری بن کر آیا۔ وہ دین و دنیا کا تاجدار بن گیا۔ ذرہ تھا تو آفتاب بن گیا۔ ادنیٰ تھا۔ تو اعلیٰ بن گیا۔ پتھر تھا تو لعل بن گیا۔ کانٹا تھا تو پھول بن گیا۔ بُرا تھا تو اچھا بن گیا۔ شقی تھا تو سعید بن گیا۔ ناپاک تھا تو پاک بن گیا۔ رہزن تھا تو راہبر بن گیا۔ جہنمی تھا تو جنتی بن گیا۔ ذرہ تھا تو نور بن گیا۔ قطرہ تھا تو دریا بن گیا۔ صدف تھا تو گوہر بن گیا۔ کالا تھا تو رشکِ قمر بن گیا۔ غلام تھا تو آقا بن گیا۔ مقتدی تھا تو امام بن گیا۔ یہ وہ دربار عالیہ ہے۔ جہاں ابوبکر آیا تو صدیق اکبر بن گیا۔ عمر آیا تو فاروق بن گیا۔ عثمان آیا تو ذوالنورین بن گیا۔ علی آیا تو شیر خدا بن گیا۔ حبشی آیا تو فرشتوں کا سردار بن گیا۔ منکر آیا تو مومن بن گیا۔ اعرابی آیا تو صحابی بن گیا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

عزیزان گرامی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ اے محبوب! اپنے امتیوں سے فرما دیجیے میں نے جو کچھ بھی تمہیں عطا فرمایا۔ لا اسئلکم علیہ اجرا میں تم سے اس پر کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ مگر اپنی قرابت کی محبت و مودت اے میرے غلامو تم میری آل پاک سے محبت کرنا۔ تم علی شیر خدا سے پیار کرنا۔ تم میری بیٹی کی توقیر کرنا۔ تم میرے حسنین کریمین سے محبت رکھنا۔

(احادیث حب اہل بیت کے متعلق احادیث خود بیان کریں۔) عزیزان گرامی قدر اس آیت پاک پر غور کرو۔ کہ کس پیارے انداز میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے نبی کے کلمہ پڑھانے اور دولت ایمان عطا کرنے کا صلہ اور دنیا والوں کو ضلالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی میں لانے کا بدلہ اور کفر و طغیان کے سمندر میں غوطہ کھانے والوں کو دین و ایمان کا سہارا دیکر کنارے پر لگانے کا اجر محبت اہل بیت غلامی عترت نبی اور عشق حضرت امام حسین کی صورت میں طلب کیا جا رہا ہے۔ اور پھر اس آیت مبارکہ سے پیش نظر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ بھی پڑھتا ہے۔ روزے بھی رکھتا ہے اور نماز کا پابند بھی ہے۔ حج و زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔ اور ساری ساری رات مصلے پر بیٹھ کر نفل بھی پڑھتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں ہے۔ تو پھر نہ اس کے کلمے پر کوئی اعتبار ہے۔ اور نہ ہی ارکان اسلام کی کوئی قیمت۔ اور پھر حضرت سید الشہداء حسین نے اس حقیقت کو اور بھی کھول کر بیان

من مات علیٰ حب آل محمد مات مومنا (ومن مات علیٰ حب آل محمد مات شہیدا۔ (۲) ومن
مات علیٰ حب آل محمد جعل اللہ لہ قبرہ مزارا للملائکۃ الرحمۃ (۳) ومن مات علیٰ حب آل
محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ۔ (۴) (خاک کربلا صفحہ ۲۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربیٰ سے کون لوگ مراد ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ قال علی وفاطمۃ وولدھما حضرات محترم۔ حضور تاجدار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مقدس سے معلوم ہوا کہ قربیٰ سے مراد حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سیدۃ النساء اور حسنین کریمین ہیں۔ جن کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنا ہم سب پر واجب ہے۔ یعنی پیار لازم عقیدہ ہے۔

جینوں پنجتن نال پیار نہیں۔ ایسدا کلمے دا اعتبار نہیں۔ جیڑا چونہہ یاراں دا یار نہیں۔ اوہ جنت دا حقدار نہیں
مکدی نمازاں پڑھ پڑھ کے بیا لاویں۔ کلمے ستیاں کرکے بیائیں۔ جے آل نبی دا دشمن ایں تیرا بیڑا ہونا پار نہیں

عزیزان گرامی جو پیر رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے۔ اس کی تین تاریخ کو تاجدار دوجہاں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی مخدومہ کائنات ملکہ فردوس بریں نور چشم رحمۃ للعالمین حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ راکعہ ساجدہ نیرہ معصومہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ہوا تین رمضان المبارک کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی شفیق رفیقہ حیات کی رفاقت سے محروم ہو گئے حسنین کی مادر مہربان اُن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئیں۔ قرآن کی لوریاں سنا سنا کر سلانے والی ماں ابدی نیند سو گئیں۔ سیدہ زینب کو سینے سے لگانے والی ماں دار فانی سے رخصت ہو گئیں۔ تاجدار ہل اتیٰ کا گھر خالی ہو گیا۔ مدینہ منورہ کی پاک بیبیاں عکس مصطفیٰ، جگر گوشہ محبوب خدا، تصویر رسول، سیدہ بتول کی زیارت سے محروم ہو گئیں۔ پردہ نشینوں کی سردار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پردہ میں چلی گئیں۔ حجرۂ فاطمہ کے در و دیوار گریہ کناں ہو گئے۔ کائنات عالم کے ذرہ ذرہ میں صدائے آہ وفغاں بلند ہو گئیں اور آج بھی شہیدان وفا کی مادر مہربان کے وصال کا جب تذکرہ ہوتا ہے تو غلامان اہل بیت کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ دل تڑپنے لگتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو اہل بیت کے غم میں ڈوب جانا ہی تو ایمان کی جان

ہے۔ (الخطیب جلد ۲ صفحہ ۷۸) (۱) عیسائی قوم سے مباہلہ۔ حضور سرورِ کائنات ؐ کے پیغامِ اسلام
پر اہلِ نجران کے چودہ افراد پر مشتمل عیسائی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ ؑ
کو خدا کا بیٹا ہونے کے متعلق بحث کرنے لگے۔ مگر حضور ؐ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بندہ
اور نبی ہونے کے دلائل دے رہے تھے۔ لیکن جب انہوں نے آپ کی کوئی بات بھی نہ سنی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ
جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا محبوب۔ انہیں کہہ دیجئے۔ کہ اگر تم نہیں مانتے تو آؤ۔ آپس میں
مباہلہ کر لیں۔ تاکہ حق و باطل میں فرق ہو جائے۔ چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے۔ کہ حضور سرورِ عالم ؐ
نے حضرت امام حسین ؓ کو گود میں اٹھا لیا۔ حضرت امام حسن ؓ کی انگلی پکڑ لی۔ اور فاطمہ آپ کے اور
علی فاطمہ کے پیچھے تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اِذَا اَنَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا صاوی علی الجلالین
صفحہ ۱۴۲ ج ۱ جب میں دعا مانگوں تو آمین کہہ دینا۔ بس پھر کیا تھا۔ کہ جب یہ اہلِ بیت کا مقدس و مطہر
قافلہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل بنا کر جا رہا تھا۔ تو عیسائیوں کے بڑے پادری اسقف کی نظر
جب ان حسین و جمیل چہروں پر پڑی تو پکار اٹھا۔ یَا مَعْشَرَ النَّصَارٰی اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا اے
نصاریٰ کی جماعت۔ بے شک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ اللہ سے دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ
سے جدا ہو جائے۔ تو وہ ہو جائے گا۔ بس ان سے مباہلہ نہ کرو۔ اگر انہوں نے ہمارے حق میں بددعا کر دی
تو زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ (۱) کون فاطمہ۔ سیدہ۔ صالحہ۔ ساجدہ عابدہ۔ زاہدہ
راضیہ مرضیہ۔ زاکیہ ازکیہ۔ کاملہ۔ اکملہ صادقہ۔ امیدہ عالمہ عاملہ۔ طیبہ طاہرہ۔ بتولہ
منورہ فاطمہ الزہرا ؓ۔ امام اہلسنت عظیم البرکت ارشاد فرماتے ہیں۔
سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام۔
(۲) جگر کا ٹکڑا۔ (۳) فاطمہ سے محبت ایک صحابی نے حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ کہ نبی کریم ؐ
کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا۔ (۴) حضور نے فاطمہ فرمایا۔ سنا بیٹی۔ ام المومنین
عائشہ فرماتی ہیں۔ کون فاطمہ۔ جس کا باپ سید الانبیاء ہو۔ جس کا شوہر سید الاولیاء ہو۔ جس کا
بیٹا سید الشہداء ہو۔ تو وہ خود کیوں نہ سیدۃ النساء ہو۔ (۵) ولادتِ زہرا۔ حضرت خدیجہ
کا بیان۔ جنت کی خوشبو کو سونگھنا۔ جنت سے خادمائیں آئیں۔ زمین منور ہو گئی۔ ملائکہ

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا۔

(۶) جنت کی کلی۔ معراج کی رات حضور کا فرمانا۔ جنت کی خوشبو آنا۔ خصائص کبریٰ صفحہ ۱۲۶ جلد ۱
الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۳۵ جلد ۲۔ (۷) شانِ زہرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی کا تذکرہ۔
بیت کا منظر دیکھنا حضرت علی رض۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۲۴۶ جلد ۱) (۸) عظمتِ زہرا۔ ابوجہل کی
بیٹی کا مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ آنا۔ پیغامِ نکاح۔ اور نبی کا فرمان۔ (بخاری مسلم کتاب صفحہ ۵۸۷ جلد ۲)
(۹) گنہگاروں کی بخشش۔ حضرت عثمان نے دعوت کی۔ غلام آزاد کرنا۔ بارگاہِ خداوندی میں حضرت
فاطمہ کی درخواست۔ (جامع المعجزات صفحہ ۶۵) (۱۰) شادی کی تقریب۔ ایک مرتبہ قریش کی عورتیں
حضور سیدالمرسلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں۔ جنت سے لباس آنا۔
(۱۱) وصالِ خاتونِ جنت۔ روٹیاں پکانا۔ بچوں کو غسل دینا۔ وصیت کرنا۔ (۱۲) پل صراط
سے گزر۔ حضرت ابوایوب انصاری سے روایت حضور سرورِ کائنات نے فرمایا۔ قیامت کے دن منادی
یوں ندا کرے گا۔ اے اہلِ محشر اپنے سر جھکا لو۔ اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اے نبیو! آنکھیں نیچی کر لو۔
اے صابرو آنکھیں نیچی کر لو۔ اے ظالمو اپنی تلواروں کو نیچے کر لو۔ اے غازیو۔ الابالو۔ حتّٰی تمر
فاطمۃ بنتُ محمدٍ علی الصراط۔ خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۵ جلد ۲
ابرارِ خطابت صفحہ ۲۱۵ ۲۲۳ جلد ۲۔

[signature]

۲۱-۹-۲۰۰۷
۸-۹-۱۴۲۸

بروز جمعۃ المبارک AM : 10:30

...lana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. T... Pakpattan

حضرت شیرِ خدا رضؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اِنَّ الذین امنوا وعملو الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ ۔ ؁۳۰ حضرات محترم ۔ میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان صالحین کی عظمت و شان کو بیان فرمایا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ ۳۰ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ۔

رمضان المبارک کی ۲۱ تاریخ کو منبع فیض وعطا مرکز تجلی والوار، سرتاج بتول ۔ امیر المومنین تاجدار ہل اتیٰ ۔ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ کا واقعہ شہادت پیش آیا ۔ لہذا آج میں حضرت علی کے حالات زندگی ان کے فضائل کرامات اور شہادت پر کچھ عرض کروں گا ۔ (۱) کون علی رضی اللہ عنہ ۔ علی مشکل کشا ہے ۔ علی امام الاولیاء ہے ۔ علی کعبہ کا گوہر ہے ۔ علی بتول کا شوہر ہے ۔ علی خدا کا خانہ زاد ہے ۔ علی رسول کا داماد ہے ۔ علی اسرار امامت کی تعبیر ہے ۔ علی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر ہے ۔ (احادیث) (۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّی وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤمِنٍ ۔ مشکوٰۃ ۔ بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں ۔ (۲) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ مشکوٰۃ جس کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہیں (۳) حکمت کا دروازہ ۔ (۴) علم کا دروازہ ۔ (۵) علی کو دیکھنا عبادت ۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ (۶) ذکر عبادت ۔ وَذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ (کون علی) علی کا دوست خدا کا مقبول ہے ۔ علی کی محبت روح اسلام اور جان ایمان ہے ۔ علی اسلام کی آن بان ہے ۔ علی ناطق قرآن ہے ۔ علی اولیاء کا سلطان ہے ۔ علی صداقت کا نشان ہے ۔ علی اولیاء کا امام ہے ۔ رسول علی کا مخدوم ہے ۔ علی کا مولد بیت الحرام ہے ۔ علی کا احترام محمد کا احترام ہے ۔ علی نفس خیر الانام ہے ۔ عقلوں سے بالا علی کا مقام ہے ۔ علی کی زیارت خدا کی عبادت ہے ۔ علی کی محبت نبی کی محبت ہے ۔ نبی کی محبت خدا کی محبت ہے ۔ خدا کی محبت رستہ جنت ہے ۔

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ کہ سید المرسلین ؐ نے ارشاد فرمایا ۔ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی ۔ (۲) جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی

(۳) حضرت علی کا علم ۔ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت شیر خدا کے خطبہ میں بیٹھا تھا ۔ اور اپنے کانوں سے سنا ۔ سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ ۔ (مختلف روایات) ۔ مجھ سے پوچھو

اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں اس کو بتا دوں گا۔ (کنز العمال ۴/۴۰۵) مجھ سے آسمانوں
کے راستے پوچھو۔ کیونکہ میں زمین کے راستوں سے زیادہ ان کو جانتا ہوں۔ (نزہتہ المجالس)
(۳) جبرائیل کا سوال ۔ (۱) دل دریا سمندروں ڈونگے) (۲) بچی کا سوال ۔ عمل کرا اٹھ
رنگ بانکی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت تو کروں اور اسے نہ دیکھوں
یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت شیر خدا کی علمی بصیرت کا یہ کمال کیوں نہ ہو۔ جب
یہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا النُّقْطَۃُ الَّتِیْ تَحْتَ الْبَاءِ۔
میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی با کے نیچے ہے۔ اور پھر کسی نے حضرت علی سے پوچھا کہ آپ میں
اتنا علم کہاں سے آ گیا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کا صدقہ ہے۔
جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے ذریعے مجھ کو عطا کیا ____ فرماتے ہیں۔ جب میں نے حضور علیہ السلام
آخری غسل دیا۔ تو پانی کے چند قطرے سرور دو عالم ﷺ کے مقدس پلکوں پر ٹھہرے رہے تو میں نے ان کو اپنی
زبان سے چوس لیا۔ پس پھر علم و ادراک کا سمندر میرے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ اور اگر زمین و آسمان
اندر وسعت و فرحت کا علم حضرت علی کو نہ ہوتا۔ تو اس میں نہ صرف حضرت علی کی توہین تھی بلکہ سید المرسلین ﷺ
کی بھی کسر شان تھی۔ کیونکہ جب نبی اکرم نے فرمایا کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ (اس حدیث کا مطلب)
کبھی لاہور جاؤ تو اصل شہر میں داخل ہونے سے پہلے دہلی دروازے۔ یا لوہاری دروازے سے گزرنا پڑتا ہے۔ آ
کملی والے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا کو یہ بتانا بھی مقصود تھا۔ کہ جس طرح کسی شہر میں داخل ہونے سے
پہلے کسی دروازے سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح میرے تک پہنچنے سے پہلے علی کے قدم چومنے ضروری ہیں۔ اور حضرت
علی کے قدم مبارک تک نہیں پہنچ سکتے۔ تو کم از کم دروازے کی چوکھٹ ہی کو چوم لو۔
(۴) فتح مکہ کے دن بتوں کو گرانا ۔ سید المرسلین ﷺ نے فتح مکہ کے بعد بڑے جاہ و جلال بڑی شان و شوکت
اور بڑی آب و تاب کے ساتھ۔ مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا۔ اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے۔ جن کی
پوجا ہوتی تھی۔ اللہ کی طرف سے حکم آیا۔ کہ اے میرے محبوب ﷺ ان بتوں کو توڑ کر میرے گھر کو پاک کر دیں۔ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی لی۔ اور بتوں کو توڑنے لگے۔ اور ساتھ ہی یہ پڑھتے تھے۔ وقل جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ قریب والے اور پاس پاس والے بت سرور کائنات نے توڑ دیے

مگر چند ایک بت اونچے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا تھا۔ اس لئے امام الانبیاء علیہ السلام نے آواز دی این علی۔ کہ علی کہاں ہیں۔ صدائے نبوت کو سن کر حضرت علی فوراً حاضر ہوئے۔ اور عرض کی آقا کیا حکم ہے۔ کملی والے نے فرمایا۔ کہ علی ان بتوں کو توڑ دو۔ عرض کی آقا اگر ان کو توڑنا ہے تو ان کو آپ خود ہی توڑ دو۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں توڑ تو دوں۔ مگر بت اونچے ہیں۔ اور میرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا۔ تو حضرت علی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔ اس لئے کہ یہاں کہتے ہو کہ میرا ہاتھ تو نہیں پہنچتا۔ اور وہاں انگلی کا اشارہ کر دو تو چودھویں رات کا چاند توڑ دو۔ اور پھر عرض کی آقا اگر آپ کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ میری پشت پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑ دیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ اور فرمایا۔ علی تم نے ٹھیک کہا۔ لیکن اگرچہ تم شیر خدا ہو۔ مگر نبوت کا بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ حضرت علی نے عرض کی آقا تو پھر کیا کیا جائے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نیچے بیٹھ جاتا ہوں۔ اور تم میرے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑ دو۔ چنانچہ سید المرسلین بیٹھ گئے۔ اور حضرت علی نبی اکرم ؐ کے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑنے لگے تو سرکار دو عالم ؐ نے فرمایا۔ علی اس وقت کہاں تک پہنچ گئے ہو۔ تو حضرت شیر خدا نے عرض کی۔ کہ آقا اگر حکم دو تو عرش عظیم کے پائے کو پکڑ کر نیچے کھینچ لاؤں۔ غور کرو۔ کہ جس نبی کے کندھوں پر بیٹھ کر علی عرش عظیم کے پائے کو پکڑ سکتا ہے۔ تو وہ نبی معراج کی رات کو خود کہاں پہنچا ہوگا۔ اور پھر اپنی زندگی میں حضرت علی صرف ایک دفعہ نبی کے کندھوں پر سوار ہوا۔ مگر میرا آقا حسین تو نو سال نبی کے کندھوں پر کھیلتا رہا ہے۔ بت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی نیچے اتر آئے۔ تو مسکرائے۔ کملی والے نے فرمایا۔ علی مسکراتے کیوں ہو۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرش سے چھلانگ لگائی ہے۔ مگر مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ علی چڑھایا میں نے تھا۔ اور اتارا جبرئیل نے ہے

(۵) قرآن اور علی۔ حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ کہ علی قرآن کے ساتھ ہے۔ اور قرآن علی کے ساتھ۔ اور یہ دونوں حوض کوثر تک جدا نہیں ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء) ص ۱۲۲ ہمارا وجہ تھی۔ کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور جب دوسرا پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن

مکمل پڑھ لیجئے۔ شواہد النبوۃ ص ۲۸۰ خاک کربلا ص ۳۴ ←

مشکل کشا علی علی ہے۔ حاجت روا علی علی ہے۔

ہم پر کرو کرم کی نگاہ اپنی اپنی مشکل کشا علی علی ہے

اصل نسل صفا وجہ وصل خدا باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام۔

امام الانبیاء نے فرمایا کہ میرا علی اللہ کا شیر ہے۔ ہم جب یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم گدائے رسول ہیں
یا سگ رسول ہیں۔ یا غوث اعظم کے سگ ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ دیکھو جی بندوں میں سے نکل
گئے ہیں۔ میں نے کہا اسد اللہ کا معنی ہے۔ اللہ کا شیر۔ جی مولا مرتضیٰ درندے ہو گئے ہیں
معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ ایسا کہنے والا کافر ہے۔ شیر میں صفت ہے جرأت بہادری اور شیر کی
تشبیہ دی گئی ہے۔ شیر سے ہر شئے ڈرتی ہے۔ علی اسلام کا شیر ہے۔ یہ اللہ کا شیر
ہے۔ یہ نبی کا شیر ہے۔ جس طرح شیر کو دیکھ کر ہر شئے کو پسینے آجاتے ہیں۔ علی کو دیکھ کر
کفر کو پسینے آجاتے ہیں۔ مولا مرتضیٰ ٹیک لگا کر بیت اللہ کے ساتھ آپ کھجوریں تناول کر
رہے ہیں۔ آپ کو پسینہ آگیا۔ کوئی آدمی بیٹھا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کا جوان۔ جس کو روٹی
تناول کرتے وقت پسینہ آگیا ہے۔ حیدر کرار نے دیکھا۔ فرمایا۔ یہ میری جسمانی قوت ہے
اور وہ میرے ایمان کا سوتا ہے۔ فرمایا اگر یہ دیکھنا ہے تو میدان میں آؤ۔ حیدر کرار کا تھپڑ جس وقت لگ
جائیگا۔ علی المرتضیٰ کی طاقت دا تجھے پتہ لگ جائے گا۔ میں اسد الرسول ہوں۔ اسد اللہ ہوں۔

آپ بہت بڑا کافر پہلوان جو علی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔

تو علی سے لڑ سکے یہ کس عقل کا پیسہ ہے۔ تو ستیلاں کی لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

شیر شاہ کی تعداد پر حیدر کرار ص ۲۵۶ (۱۴) ولادت۔ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۰ میں حضرت علامہ
صفوری رحمہ امام نسفی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت علی کی قبل از ولادت یہ کرامت تھی۔ انہ کان
یتعرض فی بطن امہ فیمنعھا من السجود للصنم اذا ارادت ذلک۔ کہ آپ کی والدہ
بت پرست تھی۔ مگر جب حضرت علی رض اپنی والدہ کے بطن میں آئے۔ تو آپ کی والدہ جب کبھی بت کو سجدہ کرنے
کا ارادہ کرتیں تو حضرت علی روک دیتے تھے ——— مکہ مکرمہ کی اونچی اونچی اور بلند پہاڑیوں کے دامن

میں اللہ کے گھر خانہ کعبہ کے ارد گرد عرب کے مشہور نامور قبیلوں کے لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ خانہ کعبہ اور گرد و نواح کے مرد، عورتیں بچے بوڑھے۔ اور جوان اس وقت کے عرب کے دستور اور اپنے آباؤ اجداد کی ہزار رسموں کے مطابق طواف کعبہ کر رہے تھے۔ ان میں حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی شامل تھیں۔ جو اپنے بطن مبارک میں ایک نفس اقدس اور اپنے صدف رحم میں اسلام کا۔ ایک گراں قدر موتی چھپائے ہوئے اس ہنگامہ ہائے حیات انسانی سے بے خبر کعبے کی مقدس دیوار کے سائے میں اپنے دل کی گہرائیوں میں حزن و ملال کا ایک طوفان اور اپنی پیشانی پر خفت وندامت کے آثار لئے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ کیونکہ آثار ولادت پیدا ہو چکے تھے۔ اور قدرت کے قانون کے مطابق درد زہ شروع ہو چکا تھا۔ اور وہ سوچ رہی تھی۔ کہ یہاں کوئی حجاب نہیں۔ اور کوئی پردہ نہیں۔ پھر اب وہ ایسی حالت میں کدھر جائے۔ اور ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی۔ کہ اچانک کعبہ کی دیوار پھٹ گئی۔ اور غیب سے آواز آئی۔ کہ اے فاطمہ بنت اسد کعبے کے اندر آجاؤ۔ چنانچہ آپ کعبہ کے اندر چلی گئی۔ لہذا حضرت علی المرتضیٰ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ ۱۳ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک عام الفیل کے ۳۰ سال بعد۔

کسے را میسر نہ شد این سعادت — بکعبہ ولادت بمسجد شہادت۔

کہ قیامت تک کوئی ماں اب ایسا فرزند نہ جنے گی۔ جو پیدا کعبے میں ہو۔ اور شہید مسجد میں ہو۔ جناب ظہور قریشی لائل پور کے ایک باذوق ادیب باہوش خطیب اور صاحب دل شاعر بھی ہیں۔ انہوں نے حضرت علی کی ولادت و شہادت کو اپنے پاکیزہ تخیلات میں اس طرح ادا کیا ہے۔ ؎

تا شہد حق میں پہلی شہادت علی کی ہے — پیغمبری بنا کی ولایت علی کی ہے
مولد بھی محترم ہے۔ ولادت بھی محترم — کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
مولود کعبہ کے لئے مشہد بھی خوب تھا — مسجد میں انتہا شہادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتدا ہے تو مسجد پہ انتہا — موقوف دو حرم میں حکایت علی کی ہے

امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ تو گھر والے آقائے دو عالم تشریف لائے۔ ابھی تک شیر خدا نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ آپ نے علی کو گود میں اٹھایا۔ اور پھر خود ہی نہلایا۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ آج علی کو میں غسل میں دے رہا ہوں۔ اور کل آخری غسل مجھے علی دے گا۔ اور پھر آپ علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے نبوت

علی کے منہ میں دی تو حضرت علی نے آنکھیں کھول دیں۔ ــــــــ جوان ہونے کے بعد ایک دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے میرے آنے سے پہلے آنکھیں کیوں نہ کھولی تھیں۔ تو حضرت علی نے عرض کی۔ آقا میری تمنا یہ تھی کہ میری آنکھ کھلے تو پہلی نگاہ رخِ مصطفیٰ پر پڑے۔ نزہۃ المجالس کامفت بحوالہ خاکِ کربلا۔ صفحہ ۳۰) سے

میرے حاجت روا علی ہیں۔ میرے مشکل کشا علی ہیں۔ علی کی دید دیدِ مصطفیٰ ہے۔ کہ نورِ مصطفیٰ مولا علی ہیں۔ ولی ہو۔ غوث ہو قطب جہاں ہو۔ ہر ایک کے پیشوا مولا علی ہیں۔

(۷) اخی رسول۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں جلوہ گری فرمائی۔ تو ایک دن آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارے کا تعلق قائم فرمایا۔ یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ حضرت علی آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور عرض کی آقا۔ آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا ہے۔ مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رحمۃ للعالمین نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ اے علی۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (بخاری) قربان جائیں عظمت مرتضیٰ پر کہ جنہیں آقائے دو عالم نے دنیا اور آخرت میں اپنا بھائی فرمایا۔ مگر اس کے باوجود حضرت علی نے ساری زندگی آپ کو کبھی بھائی کہہ کر نہ پکارا۔ تو پھر کس طرح بھی پکارا تو کہا یا رسول اللہ۔ یا حبیب اللہ۔ جب انہوں نے ایسے نہیں پکارا تو پھر کسی کو کیا حق ہے۔ کہ وہ محبوب دو عالم کو بڑا بھائی کہہ کر پکارے۔

علی والے مدنی نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے امتیو! میرا کلمہ پڑھنے والو۔ نماز پڑھنا روزہ رکھنا عبادت حج کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا عبادت ہے مگر۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ مقام غور ہے۔ کہ امام انبیاء فرما رہے ہیں۔ کہ علی کے چہرے کی زیارت عبادت ہے۔ علی کی زیارت کیوں نہ عبادت ہو۔ کہ ان کا چہرہ وجہ اللہ ہے لقب اسد اللہ ذات مظہر اللہ ہے۔ لقب نائب رسول اللہ ہے۔ جائے ولادت کعبۃ اللہ ہے۔ ــــــــ حضرات گرامی حضرت علیؓ کی ولادت باسعادت اس مقدس مقام پر ہوئی ہے۔ جسے بیت اللہ کعبۃ اللہ کہتے ہیں۔ جو انوارِ الٰہیہ تجلیاتِ ربانی کا مرکز ہے وہ خانۂ خدا جس کی طرف اہل اسلام منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھتے ہیں۔ جس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ وہ مقدس و مطہر خدا کا گھر جس کے در و دیوار کو دیکھنا عبادت ہے۔ جس کے معمار ذبیح اللہ اور خلیل اللہ ہیں۔ جس کا طواف کرنا ذریعہ نجات ہے۔ حضرات گرامی مولود کعبہ

کو بھی بارگاہ خداوندی سے یہ انعام ملا۔ کہ کعبہ بیت اللہ ہے۔ مولودِ کعبہ اسد اللہ ہے۔ کعبہ انوار تجلیات
کا مرکز ہے۔ مولودِ کعبہ کا دل انوارِ الٰہیہ کا مظہر ہے۔ کعبہ کے معمار ذبیح اللہ اور خلیل اللہ ہیں۔ مولود
کعبہ کے شریعت کار حبیب اللہ ہیں۔ دیوارِ کعبہ میں نصب حجرِ اسود کو چومنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔
تو علی پاک کے قدم چومنے والے غوثِ پاک قطب اور ولی بنتے ہیں۔ کعبہ کی زیارت عبادت ہے۔ مولود
کعبہ کے چہرے کی زیارت بھی عبادت ہے۔ سیدنا علی رضی کے چہرے کی زیارت عبادت کیوں نہ
ہو۔ جبکہ آپ نے ہادیٔ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ رحمت میں آنکھ کھول ہو۔ جن کی پہلی نظر
رخِ رسول اللہ اور بیت اللہ پر پڑی ہو۔ جن کی تربیت ہادیٔ کامل ختم الرسل نے کی ہو۔ یہی وجہ ہے
کہ آپ کی زبانِ اقدس ساری زندگی کلمہ کفر سے آلودہ نہ ہوئی ہو۔ اور نہ ہی غیر خدا کے سامنے آپ کی
پیشانی سجدہ ریز ہوئی۔ آپ دورِ جاہلیت میں بھی ہر قسم کی معصیت سے مبرا و پاک رہے۔ کعبہ کو
پاک کرنے والے نے مولودِ کعبہ کو بھی پاک کر دیا تھا۔ رب کائنات کا ارشادِ پاک ہے
انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ۲۲/۲ ۱ع ۔ الخلیب ۱۴۴ ۲
حضرت امِ عطیہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں
جناب علی بھی تھے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللھم لا تمتنی حتی
تُریَنی علیا۔ (مشکوٰۃ شریف) الٰہی جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ دینا۔
ابرار خطا بت ص ۲۸۱ جلد ۶ : (۸) سخاوتِ علی۔ حضرت ابوذر غفاری رضی فرماتے ہیں۔ کہ ایک
دن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ تو اس وقت مسجد میں ایک شخص نے سوال
کیا۔ اس کو کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور کہا اے اللہ میں نے پیغمبر کی
کی مسجد میں یہ سوال کیا ہے۔ لیکن مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ اس وقت حضرت شیرِ خدا نماز میں رکوع کی
حالت میں تھے۔ اسی وقت دائیں ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے اشارہ فرمایا۔ کہ میری انگلی سے انگوٹھی اتار لے
سائل نے انگوٹھی اتار لی۔ نبی اکرم نے یہ سارا واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ
کرتے ہوئے۔ عرض کی یا اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے تجھ سے یہ سوال کیا تھا۔ کہ رب اشرح
لی صدری ۱۶ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی میں تیرا محبوب اور تیری بارگاہ سوال کرتا

کرتا ہوں۔ کہ میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا کام آسان فرما دے۔ اور میرے اہل سے علی کو میرا وزیر بنا دے
اس سے میری پشت مضبوط فرما۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں۔ کہ ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت جبریل
یہ فرمان لے کر حاضر ہوئے۔ نور الابصار صفحہ ۸۷ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون
الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون پ ۶ مائدہ ع ۱۳ تفسیر نسفی میں ہے۔ کہ انما نزلت فی
علی رضی اللہ عنہ حین سألہ سائل وھو راکع فی صلاتہ تفسیر نسفی صفحہ ۲۸۹ جلد ۱ ۔
(۹) شہادت علی۔ عبد الرحمن ابن ملجم۔ بڑی تفصیل سے واقعہ درج ہے ابرار خلافت صفحہ ۲۷۰ / ۲

۲۸-۹-۲۰۰۷ بروز جمعۃ المبارک AM
۱۵-۹-۱۴۲۸ 10:17:47

Maulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. Teh. Pakpattan

فضائل صدقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پارہ ۴ آل عمران ۔ بیشک تم
اپنی پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ بھلائی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرات محترم یہ رمضان
المبارک کا پاک مہینہ ہے۔ اس میں ہر ساعت اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ اس میں اگر کوئی
ایک نفل کو ادا کرتا ہے۔ تو اس کو اللہ رب العزت فرض کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر کوئی فرض
کو ادا کرتا ہے۔ تو اس کو ۷۰ فرضوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر کوئی اس رمضان المبارک میں ایک
درہم صدقہ و خیرات کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ تو اللہ رب کائنات اس کو ۷۰ درہموں کے
برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں اپنے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے
کہ تم ہرگز اس بھلائی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ کے راستے میں خرچ
نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایثار کی ترغیب دی ہے۔ اور ایثار کیا ہے۔ رضائے الٰہی کے
پیش نظر دوسروں کی ضرورت کو اپنی ذاتی حاجت سے ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے۔ جب کوئی
اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر دوسرے کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ تو اس وقت اللہ اس پر پوری طرح
راضی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا یہ فعل بارگاہ رب العزت میں بڑا مقبول ہوتا ہے۔ حدیث نمبر ۱۔ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بلاشبہ صدقہ خیرات اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ اور بری موت سے
بچاتا ہے۔ ۲۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بیوہ عورتوں۔ اور حاجت مندوں کے لئے دوڑ دھوپ
کرنے والا، اجر و ثواب میں مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (مسلم) ۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا۔ کہ جب ماہ رمضان آتا تو آپ قیدیوں کو آزاد فرما دیتے اور ہر سائل
کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ مشکوٰۃ۔ اِذَا دَخَلَ شَہْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ کُلَّ اَسِیْرٍ وَّ اَعْطٰی کُلَّ سَائِلٍ
کتاب الصوم مشکوٰۃ ص۳۲ جلد ۱۔ حضرات محترم ماہ رمضان شریف۔ صدقات و خیرات کی قبولیت
کا مہینہ ہے۔ صدقہ و خیرات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار فرمان موجود ہیں۔ ۱۔ حضرت
جابر و حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔ ۲۔ حضرت
ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھو
اگرچہ کسی بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ انسان کے ہر عضو پر جب دن چڑھتا ہے۔ صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ دو انسانوں کے درمیان انصاف کرتا ہے۔ تو وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کو سواری پر چڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ یا اس کا سامان اٹھا کر دیتا ہے۔ یہ بھی صدقہ ہے۔ اگر کسی سے کلمہ خیر کہتا ہے۔ یہ بھی صدقہ ہے۔ اور نماز کے لئے ہر قدم صدقہ ہے۔ اسی طرح راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ مشکوٰۃ صدقہ کی فضیلت ص۱۶۳ جلد ۱۔ (۴) حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے۔ یا کھیت بوتا ہے۔ اور اس سے کوئی انسان پرندہ یا چرند فائدہ حاصل کرتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ جو چوری ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ص نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے مسلمان کو لباس پہنایا۔ تو اس کے جسم پر جب تک اس کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے گا۔ یہ لباس پہنانے والا حفظ و امان میں رہے گا۔ (۶) حضرت مرثد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بعض صحابہ سے سنا۔ کہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ قیامت کے دن مومن پر اس کا صدقہ سایہ کرتا ہوا آئے گا۔ مشکوٰۃ صدقہ کی فضیلت۔ (۱) رات کا مہمان ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے۔ کہ ایک مہمان آگیا۔ مہمان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ بہت بھوکا ہے۔ سرکار دو عالم ص نے کاشانہ نبوت سے دریافت کروایا۔ ہر گھر سے ایک ہی جواب آیا کہ پانی کے سوا گھر میں کچھ نہیں ہے۔ آپ ص نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص آج کی رات اس شخص کو اپنا مہمان بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ ایک انصاری کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو اپنا مہمان بناؤں گا۔ اور اجنبی کو اپنے گھر لے گئے۔ بیٹھک میں مہمان کو بٹھایا۔ اور گھر میں جا کر اپنی اہلیہ سے دریافت کیا۔ گھر میں کھانے کو کچھ ہے۔ بیوی نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے۔ صرف ایک لمحے کا توقف ہوا۔ بیوی سے کہا۔ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ مگر اس سے بھی تو کام نہیں بنے گا۔ بیوی نے کہا۔ اس لئے ہمارے رواج کے مطابق میزبان کو مہمان کے ساتھ کھانا کھانا پڑتا ہے۔ اور کھانا صرف ایک آدمی کو کفایت کر سکتا ہے۔ انصاری سوچ میں پڑ گئے۔ ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ ایک بہت اچھی ترکیب ذہن میں آئی۔ بیوی سے

کہا۔ نیک بخت ایک تدبیر کر۔ وہ یہ کہ جب دسترخوان پر کھانا لگا دیا جائے۔ تو چراغ کی بتی ٹھیک کرنے کے بہانے چراغ بجھا دے۔ پھر میں سب سنبھال لوں گا۔ بیوی نے کہا ٹھیک ہے۔ دسترخوان پر کھانا لگا دیا گیا۔ میزبان نے مہمان کو دعوت طعام دی۔ جب بھوکا مہمان دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ تو انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی بندی ذرا چراغ تو ٹھیک کر دو۔ صحیح طور پر تو ہنس دیا بات تو پہلے ہی طے شدہ تھی۔ بیوی نے چراغ کی بتی درست کرنے کے بہانے سے ہاتھ بڑھایا۔ اور کمرہ تاریک تھا۔ میزبان نے کہا۔ اللہ کے نام سے کھانا شروع کر دیں۔ دوبارہ چراغ جلانے اور بتی کو درست کرنے میں کافی دیر ہو گئی۔ مہمان نے عرب کے رواج کے مطابق کہا۔ پہلے آپ بسم اللہ فرمائیں اور میزبان نے شروع کر دیا۔ مگر کھانا کہاں شروع کیا۔ یہ تو صرف کھانا کھانے کی آواز تھی۔ جو انصاری کے منہ سے نکل رہی تھی۔ مہمان کھانے میں مصروف رہا۔ اور یہ سمجھتا رہا۔ کہ میزبان بھی شریک طعام ہے۔ انصاری بھوکا بھی ہے۔ اور دسترخوان پر کھانا بھی رکھا ہوا ہے۔ مگر مجال نہیں۔ کہ ایک لقمہ بھی منہ میں چلا جائے۔ صرف منہ سے کھانا کھانے کی آواز نکل رہی ہے۔ مہمان کھانے میں مصروف تھا۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ میزبان بھی شریک طعام ہے۔ انصاری بھوکا بھی ہے۔ اور دسترخوان پر ـــــ بشریت کا کمال اور ایثار کا ایک ایسا نمونہ ظاہر ہو رہا ہے جس کی مثال تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اپنی بھوک کو مار رہا ہے۔ اپنی خواہشات کو کچل رہا ہے۔ کہ ایک مومن بھائی شکم سیر ہو جائے۔ بھوک سے بلکتے بچے اب سو چکے ہیں۔ ماں کی مامتا بھی آڑے نہ آئی۔ کہ مومنانہ کردار کے اظہار کا موقع ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ وہ مومن ہی کیا۔ جو اپنے بھائی کے لئے ایثار نہ کر سکے۔ اپنی خواہشات اپنی طلب اور اپنے طبعی و فطری تقاضوں پر اپنے بھائی کی خواہشات اور طلب کو ترجیح نہ دے سکے۔ انصاری کی بھوک، ماں کی مامتا۔ اور خاندان کے آرام کی خواہش سب ٹھٹھک کر کھڑے ہیں۔ کہ تقاضائے ایمان آڑے آ گیا ہے۔ مہمان شکم سیر ہو گیا۔ اور دسترخوان اٹھا لیا گیا۔ اور چراغ کی لو بھی ٹھیک ہو گئی۔ اور مکان کا حجرہ بھی روشن ہو گیا مگر حجرے سے زیادہ انصاری کا سینہ اور اس کی نیک بخت بیوی کا دل نور ایمان سے منور تھا۔ صبح ہوئی انصاری اپنے مہمان کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا۔ مسلم شریف میں ہے کہ نماز کے بعد سرور کونین ﷺ نے انصاری کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ رات تم نے جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا ہے

(۲) قیامت کے دن: سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے ابن آدم میں بیمار پڑا تو تو میری عیادت کو نہ آیا۔ ابن آدم جواب دے گا۔ پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا۔ جبکہ تو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا اور تو اس کی عیادت کو نہ گیا۔ اگر تو اس کی عیادت کو گیا ہوتا۔ تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھے کھانا کھلانے کو کہا۔ تو تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ کہے گا۔ اے رب میں تجھے کھانا کس طرح کھلاتا جبکہ تو خود ہی سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ فرمائے گا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانے کو مانگا۔ تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو نے اسے کھانا کھلا دیا ہوتا۔ تو اس کھانے کو میرے پاس پالیتا۔ اسی طرح پانی کی روایت۔ (مسلم)

(۳) عطائے رسول ﷺ: حضرت انس فرماتے ہیں ایک شخص صفوان بن امیہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں ہیں۔ یہ سب مجھے دے دیجئے۔ دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل بکریوں سے بھرا ہوتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے تمام بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔ اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔ اے میری قوم تم اسلام قبول کر لو۔ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے (مشکوٰۃ)

(۴) چادر کا واقعہ: حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں۔ کہ ایک عورت ایک بنی ہوئی چادر لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ تاکہ آپ کو پہناؤں نبی نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اسے لے لیا۔ پھر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو وہی چادر پہن رکھی تھی۔ ایک آدمی نے عرض کیا۔ یہ کس قدر خوبصورت ہے۔ مجھے عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ مجلس میں تشریف فرما رہے۔ پھر واپس تشریف لے گئے۔ اس کو لپیٹا اور اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ صحابہ کرام نے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا۔ آنحضرت نے اسے ضرورتاً پہنا تھا۔ پھر تو نے مانگ لی۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے۔ کہ آپ سائل کا سوال کو رد نہیں فرماتے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کے لئے نہیں مانگا۔ بلکہ اپنے کفن کے لئے مانگا ہے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں۔ قَالَ سَهْلٌ "فَكَانَتْ كَفَنَهُ"۔ چنانچہ وہ چادر اس کا کفن بنی۔ بخاری شریف

(۵) قرض کی ادائیگی کے لیئے مدد ۔ ایک شخص حضرت عبداللہ ہوازنی رضہ نے حضرت بلال رضہ سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کی کیا کیفیت ہے۔ حضرت بلال نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کی بعثت سے وفات تک ان کے خزانہ کا انچارج رہا ہوں۔ آپ کے مال امور میری تحویل میں رہے۔ جب کوئی حاجت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ مجھ سے موجودات کے متعلق دریافت فرماتے۔ جو کچھ موجود ہوتا۔ میں عرض کر دیتا۔ پھر حضور علیہ السلام فرماتے۔ اس سائل کو اس قدر دے دو۔ اور میں حضور علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کر دیتا اگر کچھ موجود نہ ہوتا۔ اور ننگا بھوکا مسلمان آپ کے پاس آجاتا۔ تو بھی حضور علیہ السلام فرماتے اسے اتنی رقم یا راشن یا کپڑا دیا جائے۔ تو میں کسی سے قرض لے کر اس کی تعمیل کر دیتا تھا ۔۔۔۔ ایک روز ایک مشرک تاجر نے مجھ سے کہا۔ اے بلال رضہ میرے پاس گنجائش ہے۔ تم میرے سوا کسی دوسرے سے قرض نہ لیا کرو۔ اس کے بعد میں اسی سے قرض لیا کرتا۔ ایک دن میں وضو کر کے اذان دینے لگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہی تاجر کچھ دوسرے مشرک تاجروں کے ہمراہ آرہا ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر بولا۔ او حبشی۔ میں نے کہا۔ میں حاضر ہوں۔ اس نے ترش روئی کے ساتھ میری نسبت کچھ سخت الفاظ کہے اور بولا کچھ معلوم ہے۔ وعدے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں وعدے کا دن قریب آرہا ہے۔ وہ بولا صرف چار دن باقی ہیں۔ اگر اس مدت میں تو نے قرض ادا نہ کیا تو میں تجھ کو غلام بنا کر بکریاں چراؤں گا۔ جیسے کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔ یہ سن کر میں متفکر ہوا۔ جب حضور علیہ السلام نماز عشاء کے بعد حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔ میں وہیں حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان جس مشرک تاجر سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے اس طرح کہا ہے۔ آپ کے پاس یا میرے پاس کچھ اس وقت ادائیگی قرض کے لئے کچھ موجود نہیں۔ وہ مجھ کو رسوا کرے گا۔ آپ اجازت دیں۔ تو میں بھاگ کر کسی مسلمان قبیلے میں جا رہا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کچھ سامان کر دے گا۔ تو واپس آجاؤں گا۔۔۔ میں حضور علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا۔ تلوار ڈھال، تھیلا، اور جوتا اپنے سرہانے رکھ لیا۔ صبح کاذب کے وقت میں چلنے ہی لگا تھا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں۔ ایک آدمی دوڑا چلا آتا ہے اس نے میرے پاس پہنچ کر کہا۔ رسول اللہ ﷺ تجھ کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ چار اونٹ لدے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں اجازت لے کر حضور علیہ السلام کی حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مبارک ہو

اللہ تعالیٰ نے قرض ادا کرنے کا سامان کر دیا۔ تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں۔ غلہ کپڑے۔ اور جو کچھ سامان آیا ہے۔ سب تیری تحویل میں ہے۔ سب چیزیں بیچ کر قرض ادا کرو۔ ——— میں نے حکم کی تعمیل کی اور مسجد میں آیا۔ حضور علیہ السلام نے ادائیگی قرض کا حال پوچھا۔ تو میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ۔ سب قرض ادا ہو گیا۔ کچھ باقی نہیں رہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کچھ سامان بچ بھی رہا۔ میں نے عرض کی ہاں۔ کچھ بچ بھی گیا ہے۔ فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کرو۔ جب تک یہ ٹھکانے نہیں لگے گا میں گھر نہیں جاؤں گا۔ نماز عشاء کے بعد مجھے حضور علیہ السلام نے بلایا۔ باقی ماندہ سامان کے متعلق دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی۔ وہ میرے پاس ہے۔ کوئی سائل ہی نہیں ملا۔ حضور علیہ السلام نے ساری رات مسجد میں گزاری گھر نہ گئے۔ دوسرے دن بعد نماز عشاء حضور علیہ السلام نے پھر مجھے بلایا۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو سبکدوش کر دیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔ اور اللہ کا شکر کیا۔ کیونکہ آپ کو ڈر تھا۔ کہ موت آ جائے اور وہ سامان میرے پاس موجود ہو۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ (ابوداؤد)

سبق :- ۱ خدمت خلق ۲ قرض کو ادا کرنا۔ کچھ آدمی قرض لے لیتے ہیں۔ لیکن واپس لوٹاتے نہیں۔ ان کے لیے بھی میرے آقا علیہ السلام نے وعید سنائی ہے۔ اور جو قرض دینے والے ہیں۔ ان کے لیے اللہ کی طرف سے انعام و انعام ملنے کا بیان ـــ ۱ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے نوکر سے کہتا۔ کہ جب تیرے پاس کوئی تنگ دست آئے۔ تو اس سے درگزر کرنا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔ فرمایا کہ جب اس نے وفات پائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ ص ۳۴ جلد ۲۔ کتاب البیوع ـــ ۲ حضرت ابو الیسر کا بیان ہے۔ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا قرض معاف کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ ایضاً آدمی وہ اچھا ہے جو قرض کو ادا کرے۔ ـــ ۳ سلمہ بن اکوع تین جنازے لائے گئے۔ سرکار نے پوچھا۔ ـــ تین دینار قرض تھا۔ پس کہا فرمایا تم جنازہ پڑھو۔ ایضاً ـــ (۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شہید کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ سوائے قرض کے (مسلم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ؐ جنازے کے متعلق دریافت فرماتے۔ کہ اس نے قرض چھوڑا ہے۔ (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ کتاب البیوع۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی جان اس کے قرض کے بدلے میں لٹکی رہتی ہے۔ جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے۔ ترمذی ابن ماجہ دارمی مشکوٰۃ حدیث ۲۷۹۰/۱۷

عزیزان گرامی یہ رمضان کا پاک مہینہ ہے۔ کہ جس میں مسلمان اپنے روزوں کا صدقہ فطر ادا کرتے ہیں۔ فائدہ۔ حضرت وکیع بن جراح فرماتے ہیں۔ صدقہ فطر ماہ رمضان کے لئے اس طرح ہے جس طرح نماز کے لئے سجدہ سہو ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو بے ہودہ باتوں سے پاک کرنے کے لئے صدقہ فطر واجب کیا۔ گویا صدقہ فطر ان نقصانات سے روزہ دار کی اصلاح کرتا ہے۔ جو گناہوں فضول باتوں فحش کلامی جھوٹ غیبت چغل خوری شبہ والی چیزیں کھانے اور نیکیوں پر تکبر کرنے سے پیدا ہوئے۔ پس صدقہ فطر ان لوگوں کا کفارہ روزے کی تکمیل اور اصلاح کنندہ ہے۔ جس طرح گناہوں کے لئے توبہ استغفار اور نماز کے لئے سجدہ سہو ہوتا ہے جس طرح سجدہ سہو شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے مشروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا سبب شیطان ہی ہے۔ اسی طرح گناہوں سے توبہ اور رمضان میں یہ گئے گناہوں کے لئے صدقہ فطر شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ روزے میں جو گناہ یا فحش کلامی ہوتی ہے۔ شیطان ہی اس کا سبب ہوتا ہے۔ غنیۃ الطالبین ص ۴۲۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے صدقہ فطر کو لغویات بیہودہ گوئی سے پاک کرنے والا۔ اور مساکین کے لئے ذریعہ خوراک بنایا ہے۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۲ جلد ۱ صدقہ فطر کا بیان

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔ (بہار شریعت ص ۳۲۲ جلد ۱) صدقہ فطر کے متعلق لوگوں کو بتانا۔ کہ کتنا ہے۔ اور کہاں ادا کریں۔ ۲ کلو ۴۵ گرام ہے۔ (دو سیر تین چھٹانک چھ ماشے)

دینی مدرسے جس میں قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہو۔ اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کئے جاتے ہیں۔ ضیاء القرآن ص ۲۲۳ جلد ۲ پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

اعرابی سائل ۔ ایک اعرابی دربارِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اور آتے ہی بڑی بے ادبی سے کلام کرنے لگا۔ سیدالمرسلین کے
صحابہ کرام نے جب اس کا یہ رویہ دیکھا۔ تو غصے سے سب کے چہرے سرخ ہوگئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضہ نے اپنی تلوار میان
سے باہر نکال لی۔ تاکہ اس گستاخ کا سر قلم کر دیا جائے۔ مگر رحمت عالم ؐ نے فاروق اعظم رضہ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔
آپ کے اخلاق حسنہ کو ملاحظہ کرکے اس اعرابی کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور دو جہان کے تاجدار ؐ کے قدموں میں گر پڑا۔ بعد
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ پھر عرض کرنے لگا۔ مجھے بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیجیے۔ بعدہٗ عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت مفلس و نادار اور فاقہ سے ہوں۔ اور میرے اہل خانہ بھی فاقے سے ہیں۔ میری حاجت
روائی فرمائی جائے۔ ـــ تاجدار مدینہ ؐ نے اپنے غلاموں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم میں سے کون ہے جو اس
اعرابی کو اونٹ دے دے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ رضہ کھڑے ہوگئے۔ اور عرض کیا۔ آقا میرے پاس ایک ہی
اونٹنی ہے۔ میں اسی کو لائے دیتا ہوں۔ پھر سرور کائنات ؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کون ہے۔ جو اس کے
ننگے سر کو ڈھانپے۔ تو حضرت مولا علی رضہ آئے اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ اس کے
بعد آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون ہے۔ جو اس فاقہ مست اور اس کے اہل خانہ کے لئے۔ کھانے کا سامان مہیا کرے
یہ فرمانِ نبوی سن کر تمام صحابہ کرام ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ کہ یہ سعادت کس کے حصے میں آتی ہے
وہ فقر و فاقہ کا زمانہ تھا۔ جب کوئی بھی نہ اٹھا۔ تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضہ سے فرمایا۔ کہ اس سائل
کو ساتھ لے جاؤ۔ اور مدینہ منورہ کے مہاجر اور انصار کے مکانوں پر لے جاؤ۔ جہاں سے بھی ہو سکے اس
کی حاجت کو پوری کر دو۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضہ اس اعرابی کو ساتھ لے کر مہاجرین و انصار کے مکانوں
پر گئے۔ مگر ہر طرف سے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار انہوں نے سوچا۔ کہ اس در اقدس پر جانا چاہیے۔
جہاں سے کبھی کوئی سوالی خالی نہیں گیا۔ چنانچہ سلمان فارسی رضہ اعرابی کو لے کر سیدہ فاطمہ کی چوکھٹ پر
حاضر ہوگئے۔ کون فاطمہ ـــــ (امام اہلسنت کا سلام) جب حضرت سلمان اعرابی کو لے کر
سیدہ کے دروازے پر پہنچے۔ اور عرض کیا یا سیدہ۔ یہ ایک سائل ساتھ لایا ہوں۔ یہ خود بھی بھوکا ہے۔ اور اس
کے گھر والے بھی فاقے سے ہیں۔ سیدہ نے جب یہ بات سنی۔ تو اپنے گھر پر نظر ڈالی۔ مگر گھر میں کوئی بھی ایسی
چیز نظر نہ آئی تھی جس سے اس سوالی کی حاجت کو پورا کیا جا سکے۔ آپ کے پاس صرف ایک ہی چادر تھی
جس کی طرف بار بار نظر جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی چادر اٹھائی۔ اور فرمایا اے سلمان۔ اس چادر کو

شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ۔ اور اسے کہنا کہ یہ بنتِ رسولؐ کی چادر ہے اسے خرید لو۔ اور اس کے عوض جتنا غلہ دینا چاہو اس سائل کو دے دو۔ حضرت سلمان نے ردائے پاک کو لیا۔ اور شمعون یہودی کے پاس پہنچ کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ شمعون نے جب یہ واقعہ سنا۔ تو چادر طہیر کے بدلے اس اعرابی کو غلہ دے دیا۔ اعرابی کا کام بھی بن گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی شمعون یہودی کی تقدیر بھی بدل گئی۔ اور دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ کہ جس نبی کریمؐ کی صاحبزادی کے ایثار کا یہ عالم ہے وہ واقعی سچے نبی ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت سیدہ النساء کی ردائے پاک واپس بھیج دی۔

الخطیب جلد ۲ صفحہ ۹۰

حبیبِ خُدا۔ سیدنا امام حسن و حسین کا بیمار ہونا۔ سرکار کا فرمان۔ اے ابوالحسن نذر مان لو۔ تین تین روزے رکھیں گے۔ (۱) مسکین کا آنا۔ (۲) یتیم کا آنا۔ (۳) قیدی۔ نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں جانا۔ ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا پ ۲۹ الدھر ۸۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔ جبریل کا آنا۔ الخطیب جلد ۲ صفحہ ۱۳۴

(۲) نبی پاک نے فرمایا۔ ازواج مطہرات کے پاس سے پوچھ کے آؤ۔ کھجوروں کا نہ ملنا۔ حضرت علی سے فرمایا۔ نوکری لو۔ لعد دو رفت کے پاس جا کر کہو۔ (نشر ہشتر المجالس ۱ بحوالہ سنی فضائل اعمال صفحہ ۸۷

[signature]

بروز پیر رمضان المبارک ۸-۱۰-۲۰۰۷
۲۵-۹-۱۴۲۸

Maulana Qari Muhammad Abbas ...
Sig.
....
....
Distt. Teh. ...

عید الفطر کا دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۔
اللہ کا فرمان = آج کا دن انتہائی خوشی و مسرت کا دن آج کا دن نزولِ رحمتِ الٰہی کا دن ۔ آج کا دن حصول رضاءِ الٰہی کا دن ۔ آج کا دن مغفرت و بخشش کا دن ۔ ــــ عید عود سے نکلا ہے اس دن کو یا تو عید اس لیئے کہتے ہیں ۔ کہ یہ ہر سال لوٹ کے آتا ہے ۔ یا اس لیئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم بار بار کرتا ہے ۔ یا اس لیئے کہ اس دن کے آنے سے خوشیاں لوٹ کر آتی ہیں ۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ وہ فرماتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا کیا ۔ اور عید الفطر کے دن جنت میں درخت طوبیٰ لگایا ۔ اسی دن حضرت جبرائیل ؑ کو وحی کے لیئے منتخب فرمایا گیا ۔ اور اسی دن فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول ہوئی ۔ ــــ حضور علیہ السلام نے پہلی عید الفطر ۲ھ کو ادا کی ۔ اور پھر اسے کبھی ترک نہ فرمایا ۔ لہٰذا یہ سنت مؤکدہ ہے ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ جس شخص نے عید کے دن ۳۰۰ مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا ۔ پھر اس کا ثواب فوت شدگان مسلمانوں کو بخشا ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہر مسلمان کی قبر میں ۔ ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا ۔ اور جب وہ پڑھنے والا مر جائے گا ۔ تو اس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا ۔

۱۔ مغفرت کا دن ۔ روایات میں آتا ہے ۔ کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے ۔ جو زمین پر اترتے ہیں ۔ اور وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اور بلند آواز سے کہتے ہیں ۔ جسے جن و انس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے ۔ وہ کہتے ہیں ۔ اے محمد ﷺ کی امت اپنے رب کی طرف آؤ ۔ وہ تمہیں عطائے عظیم دے گا ۔ اور جب لوگ عید گاہوں میں آ جاتے ہیں ۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے ۔ کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتا ہے ۔ اور فرماتا ہے اے فرشتو ۔ اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے ۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں ۔ اے ہمارے پروردگار اس کا بدلہ یہی ہے ۔ کہ اس کی اُجرت پوری دی جائے ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو ۔ میرے غلاموں میری باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا پورا کر دیا ہے ۔ پھر دعا کیلئے چلاتے ہوئے عید گاہ کی طرف نکلے ہیں ۔ مجھے میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میری بلندی شان مرتبہ کی قسم ۔ میں ان لوگوں کی دعا کو ضرور

قبول کر دوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ارجعوا فقد غفرت لکم و بدلت سیئاتکم
حسنات۔ لوگو واپس جاؤ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور تمہاری بدیوں کو نیکیوں
سے بدل دیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ فیرجعون مغفوراً لھم کہ وہ لوگ ایسے حال
میں واپس لوٹتے ہیں۔ کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۳ مکاشفۃ القلوب ۶۵۲

۲۔ شیطان کا واویلا: حضرت وہب بن منبہ رضی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان عید کے روز نوحہ زاری
کرتا ہے۔ اور تمام ذریت شیطان اس کے گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں۔ استاد جی کیا وجہ ہے آج
آپ اتنی آہ و زاری کیوں کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ قد غفر لھذہ الامۃ فی ھذہ الیوم
اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ کو بخش دیا ہے۔ لہذا تم انہیں دوبارہ لذتوں اور
خواہشات نفسانی یعنی گناہوں میں مشغول کرو۔ درۃ الناصحین ص ۲۷۷ مکاشفۃ القلوب ۶۵۲

حضرات گرامی آج کا دن توبہ استغفار کا دن آج کا دن تسبیح و تہلیل اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی
اور اس کا شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ
علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون۔ پ۲ اور پوری کرو تم گنتی اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولو۔ اس پر کہ اس
نے تمہیں ہدایت کی۔ تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اور دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم میرا شکر کرو گے۔ اور
تمہیں نعمتیں اور زیادہ کر دوں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے۔ تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔
ہمیں چاہئے کہ غم اور خوشی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ وہ جس حال میں رکھے
اس میں راضی رہیں۔ اور اس کا شکر ادا کرنے میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
عزیزان گرامی ہم تو ہم رہے۔ خود تاجدار کائنات اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے ساری ساری
رات قیام رکوع اور سجود میں گزار دیتے۔ حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں
کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں حضور علیہ السلام کی کوئی عجیب بات سنائیں
یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا ایک بار آپ نے رات کے وقت
نماز شروع کی۔ اور آپ رونے لگے۔ رکوع میں جاتا روتا۔ سجدہ میں جاتے روتے۔ اٹھتے روتے تشہد

یہاں تک کہ حضرت بلالؓ نے حاضر ہو کر نماز فجر کے متعلق عرض کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ قال افلا اکون عبدا
شکورا۔ مشکوٰۃ۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ مکاشفۃ القلوب

۳۔ پتھر کی شکر گزاری۔ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا ایسے پتھر سے گزر ہوا۔ جو خود تو چھوٹا تھا۔ مگر اس میں
سے پانی بہت نکل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی بہت حیران ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو قوت گویائی
عطا فرمائی۔ تو اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے کہ وقودھا
الناس والحجارۃ۔ میں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے دعا
مانگی۔ کہ اے اللہ تعالیٰ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ کچھ
عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نبی کا گزر پھر اسی جگہ سے ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ پتھر تو اب بھی رو رہا
ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ اب کیوں روتا ہے۔ پتھر نے جواب دیا۔ اس وقت خوف کی وجہ سے رو رہا تھا۔
اور اب بطور شکرانہ رو رہا ہوں۔ مکاشفۃ القلوب ص ۳۲۶ انسان کا دل بھی پتھر کی طرح
ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت جب یہ خوف خدا کی وجہ سے روتا ہے تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے

۴۔ حمد کرنے والے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن کہا جائے گا۔ کہ حمد کرنے
والے کھڑے ہو جائیں گے۔ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا۔ ان کے لئے جھنڈا لگایا جائے گا
اور وہ تمام جنت میں جائیں گے۔ علماء نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ حمد کرنے والے کون ہیں
فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا آج کا دن شکر کرنے توبہ و
استغفار اور بخشش و مغفرت کا دن ہے۔ آئیے اب بارگاہ الٰہی میں دعا کریں۔

فضل تیرے تے آس کریماں ہور مزید نہ کوئی۔ صدقہ پاک نبی کا بخشیں خطا جو ہوئی۔

(۱) اعلان رسول کا دن۔ (۱) چاند کو دو ٹکڑے کرنا (۲) سورج کا الٹا لوٹ کرنا۔ (۳)
درختوں کا آنا۔ معجزات کا ذکر — ابرار خطابت ص ۳۰۷ جلد ۲

(signature) AM : ۸ : ۳۰ (رسول ہیں تو رب)

۱۳-۱-۲۰۰۷ بروز اتوار
۱-۱-۱۴۲۸

لیلۃ القدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر : اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے ۔ چنانچہ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۔ یہ وہ رات ہے ۔ اس رات میں شام سے لیکر صبح تک تجلیٔ الٰہی بندگان خدا کی طرف متوجہ ہوتی رہتی ہے ۔ اس رات میں ملائکہ اور ارواح آسمان سے عبادت کرنے والوں کی ملاقات کیلئے زمین پر اترتے ہیں ۔ ان کے آنے کی وجہ سے عبادت میں لذت اور عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی ۔ قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا ۔ فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہوئی ۔ اسی رات کو بہشت میں باغات لگائے گئے ۔ اسی رات آدم علیہ السلام کا مادہ جمع کیا گیا ۔ فضائل الایام صـ ۴۳۸

دا فرشتوں کی آمد : نبی اکرم ص نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کی رات میں فرشتے حضرت جبرائیل ع کے ساتھ چار جھنڈے لیکر آتے ہیں ۔ ایک جھنڈا حمد کا ۔ اور دوسرا مغفرت کا ۔ اور تیسرا رحمت کا اور چوتھا ۔ کرامت کا اور ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آتے ہیں ۔ اور ہر جھنڈے پر لکھا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس شخص نے شب قدر میں تین دفعہ کلمہ شریف پڑھا ۔ ایک دفعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیگا ۔ اور دوسری دفعہ پڑھنے سے اس کو دوزخ سے نجات دیگا ۔ اور تیسری دفعہ پڑھنے سے اس کو جنت میں داخل فرما دے گا ۔ عمر ـــ حمد کا جھنڈا ۔ زمین و آسمان کے درمیان ۔ فَيَنْصِبُ لِوَاءُ الْحَمْدِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلِوَاءُ الرَّحْمَةِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ ۔ وَلِوَاءُ الْكَرَامَةِ فَوْقَ الصَّخْرَةِ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَلِوَاءُ الْمَغْفِرَةِ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ص حمد کا جھنڈا زمین و آسمان کے درمیان نصب کیا جاتا ہے اور رحمت کا جھنڈا کعبہ شریف پر اور کرامت کا جھنڈا بیت المقدس پر ۔ اور بخشش و مغفرت کا جھنڈا حضور رسول پر گاڑ دیا جاتا ہے ۔ عزیزان گرامی مغفرت کا جھنڈا حضور علیہ السلام کے روضہ انور پر لگانے کی حکمت یہی معلوم ہوتی ہے ۔ کہ بخشش آپ ہی کے صدقہ و وسیلہ سے ہو گی ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کی بخشش بھی حضور علیہ السلام کے صدقے سے ہو گی ــ روز محشر جنہیں بخشوائیں گے وہ ـ کمال کملی میں جن کو چھپائیں گے وہ ـ بن کے خریدار آئیں گے وہ ۔ ان ہماری خطاؤں کی کیا بات ہے ـــــ اور ہمارا تو عقیدہ یہ ہے ...

منہ نیر وہائیاں ہوندی اسا۔ نہ کدی سنگیاں ہوندی اسا۔ اللہ دے محبوبا گل شرے بنائیاں ہن دکا اسا۔

اور ہر فرشتہ اس رات میں منتشر ہو کر ہر مسلمان کے دروازے پر آتا ہے۔ اور انہیں سلام کرتا ہے

یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا ہے۔ تفسیر صاوی علی الجلالین ص ۲۸۸ ج ۴ درۃ الناصحین ص ۲۷۹

۲۔ شان نزول = سورۃ لیلۃ القدر کا شان نزول مفسرین بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا۔ جس نے ایک ہزار ماہ اللہ کی راہ میں اپنے کندھے پر ہتھیار اٹھائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اظہار تعجب فرمایا۔ اور اپنی امت کے لئے بھی ایسی ہی نیکی کی خواہش کی۔ فرمایا۔ اے رب تو نے میری امت کو سب امتوں سے کم عمر والا بنایا۔ اور اعمال میں سب امتوں سے کم کیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ جو کہ ایک رات ہی ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ فہی من خصائص هذه الامۃ پس یہ نعمت لیلۃ القدر اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ صاوی علی الجلالین ص ۲۸۷ ج ۴ مکاشفۃ القلوب ۴۲۷

بن کے خیر الوریٰ آگئے مصطفیٰ ۔ ہم گنہگاروں کی بہتری کے لئے
اک طرف بخشش اک طرف جنتیں ۔ کیسے انعام ہیں امت کے لئے۔

ہم پر یہ سب الطافات عنایات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا صدقہ ہے۔

۳۔ بہترین امت ۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ جس طرح حضور سرور کائنات ﷺ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح آپ کا زمانہ تمام زمانوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ آپ کا شہر تمام شہروں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ آپ کا دین ۔ آپ کا قانون ۔ آپ کا کلام ۔ آپ کے صحابہ ۔ آپ کا خاندان ۔ گویا کہ جس طرح آپ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز اپنے اپنے مقام افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ۔ کنتم خیر امۃ ۔ سارے نبیوں کا وہ امام ہوا ہے ۔ یہ امتی ہونے کا ہمیں اعزاز کیسے ملا۔ صرف حضور علیہ السلام کی غلامی کا نتیجہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے۔ اسی لئے انبیاء بھی خواہش کرتے رہے۔ کہ یا اللہ ہمیں امتی اپنے نبی کا بنا دے

۴۔ موسیٰ علیہ السلام اور خواہش ۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت

موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی۔ تو انہوں نے اس میں امت کا تذکرہ پایا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا
کہ۔ یا اللہ میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں۔ جن کا زمانہ تو آخر میں ہوگا۔ مگر وہ جنت میں
سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ تو ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تِلْكَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ۔
حضرت موسیٰ نے امت کے خصائص کو بیان کیا عرض کیا۔ یا اللہ میں نے توریت میں ایک ایسی امت کا حال
پڑھا ہے۔ جو بڑی بردبار ہوگی۔ اور ان کی دعائیں قبول ہوں گی۔ پس اسے میری امت کر دے ــــ پھر عرض کی
یا اللہ میں نے توریت میں ایسی امت کا ذکر پایا ہے۔ جن کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی۔ جسے وہ پڑھیں گے
تو انجیلا رہے گا۔ تو اس امت کو میری امت بنا دے ــــ پھر عرض کی الٰہی میں نے توریت میں ــــ کہ وہ امت
صدقات کے مال کھائے گی۔ اور انہیں ثواب بھی ملے گا۔ تو اسے میری امت ــــ عرض کی میں نے توریت میں ایسی امت
شان پڑھی ہے۔ جنہیں نیکی کا ارادہ کرنے سے نیکی مل جائے گی۔ اور جب وہ نیکی کر لیں گے۔ تو ان کے نامہ اعمال میں
دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ یا اللہ اسے میری امت ــــ عرض کرتے ہیں۔ جو بدی کا ارادہ کریں گے۔ تو ان پر
کچھ گناہ نہ ہوگا جب تک اسے نہ گزریں گے۔ اور جب وہ گناہ کر لیں گے۔ تو ان کے نامہ اعمال میں صرف ایک ہی
گناہ لکھا جائے گا۔ الٰہی اسے میری امت بنا دے ــــ عرض کی اے رب میں نے توریت میں تحریر پایا ہے۔ کہ ایک
امت وہ ہوگی۔ جو اولین و آخرین کے علم کی وارث ہوگی۔ اس کو میری امت بنا دے ــــ پھر موسیٰ علیہ السلام
نے عرض کی۔ یا لیتنی من امۃ احمد (خصائل کبریٰ صـ ۱۲ / 12) تو مجھے ہی احمد ﷺ کی امت بنا دے۔

(۵) ادریس علیہ السلام کی خواہش۔ حضور رسول ﷺ در کائنات ﷺ معراج کی رات جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو وہاں
حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو سلام کے بعد حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے شیخ نبوت کے بھائی۔
ادریس تم تو بہت خوش قسمت ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اور جیتے جی جنت میں پہنچایا۔ یہ سن
کر حضرت ادریس علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور میں نے تو ابھی جنت دیکھی بھی نہیں۔ میں تو صرف جنت کے باہر یہاں باغیچے
میں رہتا ہوں۔ جب میں نے چاہا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں تو کیا۔ دیکھتا ہوں۔ کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے
کہ اس میں محمد ﷺ اور ان کی امت سے پہلے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔ اے اللہ کے محبوب میں اسی وقت سے دل
میں یہ آرزو رکھتا ہوں۔ کہ کاش میں بھی آپ کی امت میں ہوتا۔ کیونکہ آپ کی امت۔ کنتم خیر امۃ ـــ

دیکھو جا قرآن اے حرم ـــ مصطفیٰ کی امت ہے خیر الامم

حضرات گرامی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جس کے ۸۳ سال ۴ ماہ بنتے ہیں
یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نزول رحمت و برکت کی رات ہے۔ اور اس میں جاگنا تسبیح و تہلیل اور عبادت کرنا گناہوں
کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان
۶۔ گناہوں کا کفارہ = | اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہوا۔ کھڑا ہونے سے مراد تسبیح و تہلیل اور عبادت کرنا
ہے۔ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ بخاری شریف ص ۲۷۰ ج ۱ = اس معنی لیلۃ القدر میں ایک ایسی گھڑی ہوتی
ہے۔ جس میں جو بھی دعا مانگی جائے مقبول ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس شب قدر میں کوئی ایسی جامع
دعا مانگیں۔ جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش ہو۔ مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش توبہ و استغفار اور دین و دنیا
کی بہتری طلب کرے۔ (۱) لیلۃ القدر کے نوافل ابرارِ خطابت ص ۲۷۳ جلد ۴

=

چار رکعت۔ الحمد کے بعد تکاثر ایک دفعہ۔ قل ھو اللہ تین مرتبہ۔ تو موت کی سختیوں۔ عذاب قبر
(۲) دو رکعت۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ سات بار سلام کے بعد سات دفعہ استغفراللہ
پڑھے تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس کے والدین پر رحمت خدا برسنی شروع ہو جائے گی
(۳) چار رکعت الحمد ایک بار۔ قدر ایک بار اخلاص ۲۷ مرتبہ۔ گناہوں سے پاک۔ جنت
میں ہزار محل عنایت فرمائے گا

۱۰-۱۰-۲۰۰۷
۲۶-۹-۱۴۲۸
بروز منگل
PM: 9:30

درود شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ـــــ حضرات محترم میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے درود شریف کی اہمیت اور اہل ایمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون ـــــ لفظ انّ اہل عرب اس کلام میں استعمال جس کلام کو شک وشبہ سے پاک کرنا مقصود ہو۔ یہاں بھی انّ لاکر یہ بتا دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور یاد رہے۔ کہ یصلون مضارع کا صیغہ ہے۔ جو زمانہ حال واستقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ گویا مطلب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور پڑھتے رہیں گے۔ اور لفظ صلوٰۃ کے تین معنیٰ ہیں۔

۱۔ اگر صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ تو معنیٰ ہوگا۔ رحمت۔ (۲) اگر صلوٰۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو معنیٰ ہوگا۔ استغفار ۳۔ اگر صلوٰۃ کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو معنیٰ ہوگا دعا۔

گویا ہمیں بھی یہ حکم فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اے اہل ایمان تم بھی درود شریف پڑھو۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ رحمتیں نازل ہوں ـــــ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مانگی تو وہ چیز جاتی ہے۔ جو پہلے حاصل نہ ہو۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو پہلے بھی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پھر ہمیں کیوں کہا جا رہا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ فقیر جب کسی سخی کے دروازے پر مانگنے کے لئے آتا ہے تو اس گھر والوں ان کی اولاد ان کے مال وجان کی خیریت مانگتا ہے۔ تو مالک سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ کوئی تہذیب والا بھکاری ہے۔ تو وہ خوش ہو کر اسے کچھ نہ کچھ عنایت کر دیتا ہے۔ گویا بارگاہ الٰہی سے ہمیں حکم ہو رہا ہے۔ اے ایمان والو۔ جب تم ہمارے یہاں کچھ مانگنے کیلئے آؤ تو ہم اولاد سے تو پاک ہیں۔ مگر ہمارا ایک حبیب ہے۔ تم اس کی خیر مانگتے آؤ۔ جن رحمتوں کی بارش ان کی ذات پر ہو رہی ہے اس کا تم پر بھی ایک چھینٹا مار دیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ـــ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا۔ ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا۔

اور یہ بھی تنبیہ کر دی گئی۔ کہ اے درود شریف پڑھنے والو۔ یہ خیال نہ کرنا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے

رحمتیں تمہارے مانگنے پر موقوف ہیں۔ بلکہ ہمارے محبوب تمہارے درود شریف کے حاجت مند نہیں۔ تم
درود شریف پڑھو یا نہ پڑھو۔ ان پر ہماری رحمتیں برابر برستی ہیں۔ اور ہمیشہ برستی رہیں گی۔ تمہارا
درود شریف پڑھنا تو کل ہوا ہے۔ ان پر تو رحمت کی بارشیں اس وقت کی ہو رہی ہیں جس وقت کل
بھی نہ تھی۔ حضرات محترم۔ اللہ تعالیٰ ہماری حمد و ثنا کا محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ محمود ہے۔ خواہ
کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے۔ ایسے حضور ﷺ کسی کی نعت خوانی کے حاجت مند نہیں۔ کیونکہ وہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خواہ ان کی کوئی نعت پڑھے یا نہ پڑھے۔ حمد الٰہی کے لئے حضور کافی ہیں۔ اور نعت
مصطفیٰ ﷺ کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔ معززین سامعین تمام دعاؤں سے دنیا ملتی ہے۔ مگر درود شریف
سے مقصود دنیا مل جاتے ہیں۔ (۱) خدا کا کام - اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ مگر خود پڑھتا
نہیں۔ زکوٰۃ ــ حج ــ عبادت ــ لیکن جب محبوب کی باری آئی۔ یسبح للہ ما فی السموٰت
ــ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ جن۔ چرند پرند ــ شجر و حجر ــ شمس
و قمر۔ فرشتے غلمان و رضوان ــ گویا یہ فرمایا۔ محبوب ساری کائنات مجھے یاد کرتی ہے۔ مگر میں
خدا ہو کر تجھے یاد کرتا ہوں۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون ــ (۲) مطلق حکم - حضرات گرامی نمازوں
کے اوقات مقرر ہیں۔ رکعات بھی طے ہیں۔ حج کا وقت بھی مقرر ہے۔ روزے رمضان ــ زکوٰۃ۔
لیکن درود شریف کے لئے نہ کوئی دن۔ نہ کوئی وقت نہ کوئی مکان۔ اور نہ ہی کوئی جگہ مقرر ہے۔
مطلق ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین امنوا صلوا۔ صبح پڑھو دوپہر کو پڑھو۔ شام۔ رات کو
سوتے اٹھتے جاگتے پڑھو۔ گھر۔ بازار۔ بس۔ دکان۔ مسجد۔ خوشی۔ غمی۔ جمعہ
کے دن پڑھو۔ الغرض مطلق حکم ہے۔ کوئی وقت کی قید نہیں۔ اذان۔ اذان کے بعد۔
اذانوں میں خطبوں میں شادی و غم میں۔
غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا۔
۳- اہمیت - حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ
وَاحِدَۃً صلی اللہ علیہ عشر صلوات - جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا
اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ دس گناہ ــ دس درجے بلند کرتا ہے۔ مشکوٰۃ ص ۸۶

(۴) نظرِ رحمت — حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یُصَلِّی عَلَیَّ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کی نظر فرماتا ہے۔ جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ نگاہِ رحمت فرماتا ہے پھر اُسے عذاب نہیں دے گا (افضل الصلوٰۃ ص۴۰)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا۔ قیامت کے دن میں اس کا سفارشی بنوں گا۔ (القول البدیع) ص۱۲۱ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود شریف پڑھ کر زینت دو۔ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ بے شک تمہارا درود شریف پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوگا (افضل الصلوٰت ص۴۱)

(۵) درود شریف کی برکت — حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش کے قریب سبز جوڑا پہنے کھڑے ہوں گے۔ اور اپنی اولاد کو دیکھ رہے ہوں گے۔ کہ آج کون جنت میں جاتا ہے۔ اور کون دوزخ میں۔ اچانک آپ دیکھیں گے۔ کہ فرشتے حضور علیہ السلام کے ایک امتی کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ تو فَیُنَادِیْ اٰدَمُ یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ یَا اَبَا الْبَشَرِ آدم علیہ السلام بلند آواز سے پکاریں گے۔ اے احمدؐ اے احمد۔ تو حضور علیہ السلام فرمائیں گے، لبیک اے ابوالبشر۔ آدم علیہ السلام کہیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے ایک امتی کو پکڑ کر دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔ تو حضورؐ دیکھ کر فرشتوں کو آواز دیں گے۔ اے فرشتو۔ ٹھہر جاؤ۔ فرشتے عرض کریں گے۔ ہم حکمِ خدا کے پابند ہیں۔ حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے۔ یا اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تجھے امت کے معاملہ میں پریشان نہیں ہونے دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔ اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا محمدؐ کی اطاعت کرو۔ تب فرشتے دوبارہ اس گنہگار کو میزانِ عدل کی طرف لے کر آتے ہوں گے۔ تو اس وقت حضورؐ فرمائیں گے۔ ع

اب آئی شفاعت کی ساعت آئی۔ ذرا چین لے میرے گھبرانے والے۔ (امام احمد رضا)

چنانچہ اس شخص کو دوبارہ میزانِ عدل پر لایا جائے گا۔ اور جب اس کے اعمال کا وزن ہوگا تو حضورؐ سفید کاغذ کا ایک پرزہ ترازو کے دائیں پلڑے میں ڈال دیں گے — جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اور اس کی نیکیاں بدیوں پر غالب آ جائیں گی۔ اور آواز آئے گی۔ کہ

بندے کو جنت میں لے جاؤ۔ یہ شخص مزین رہے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے
اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں۔ یہ تو بتا دیں۔ مَنْ اَنْتَ آپ کون ہیں۔ جنہوں نے مجھ پر رحم
فرما کر میرے گناہوں کو معاف کروا دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اَنَا نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ
وَهٰذِهٖ صَلٰوتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْ عَلَیَّ میں تیرا نبی محمد ہوں۔ اور یہ درود شریف تھا۔
جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ خصائص کبریٰ ص۲۶۱ جلد ۲

روز محشر جنہیں بخشوائیں گے وہ — کالی کملی میں جن کو چھپائیں گے وہ — بن کے جن کا خریدار آئیں گے وہ
ان ہماری خطاؤں کی کیا بات ہے

(۱) شہید شیریں کیوں گنا کیوں ہے سینوں میں موجود ہے) (۶) بغیر حساب کے جنت۔ شیخ ابن حجر
مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صالح شخص کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور اس سے حال پوچھا اس
نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا۔ اور مجھے بخش دیا ہے۔ اور جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ انہوں نے اس
کا سبب پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا۔ تو درود شریف
کا شمار زیادہ نکلا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اتنا کافی ہے۔ اس کا حساب مت لو۔ اور اس کو بغیر حساب
کے جنت میں لے جاؤ۔ نزہۃ المجالس ص۹۳ جلد ۲۔ (۷) صوا کاھیر۔ ابن المبارک سے روایت
سے منقول ہے کہ بہت اعلیٰ عبادت درود شریف ہے۔ حتیٰ کہ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر درود شریف کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔
(۱) بخیل کون۔ حضرت علی سے روایت (۲) جنت کا راستہ بھولنا۔ (۳) دعا کا معلق رہنا۔ عمر بن خطاب
(۴) آداب دعا۔ حضرت فضالہ بن عبید اللہ نبی اکرم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی نے نماز کی
اور دعا مانگی۔ طریقہ بتایا۔ ایک اور آدمی نے نبی اکرم کے فرمان کے مطابق دعا مانگی
معلوم ہوا۔ کہ جو نے دعا سے پہلے درود شریف نہ پڑھا۔ تو اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس
حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہم پہلے حضور کی بارگاہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ دعا مانگتے ہیں۔ اور ہمیں
امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ اور وسیلہ سے ہماری دعائیں قبول فرماتا ہے
کافر اور مسلمان کا دعا مانگنا۔ اور اس کا قیامت میں اثر۔ (بندے کی آرزو قیامت میں)

(٨) اوقات درود شریف) حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔ میں آپ پر درود شریف پڑھنے کیلئے کتنا وقت مقرر کروں۔ یعنی باقی وظائف سے فرمایا۔ جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا۔ ایک چوتھائی فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر زیادہ کرے تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا۔ نصف وقت فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر زیادہ کرو۔ تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اے سخی کملی والے۔ آقا کریم میں نے سارا وقت آپ کے درود شریف کیلئے مقرر کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب تیری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ اور تمام گناہ بھی معاف ہو جائیں گے حضرات ہمارا ایمان ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ ہمارا درود شریف سنتے ہیں۔

دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور پڑھنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درود کا کیا حال ہے۔ ؏ أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِيْ وَأَعْرِفُهُمْ تو فرمایا۔ ہم محبت والوں کے درود شریف خود سنتے ہیں۔ اور ان کو پہچانتے ہیں۔

زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا شوق ہو تو جمعرات کو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار آیۃ الکرسی۔ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ اور سلام کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

اللّٰھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی وآلہ وصحبہ وسلم۔ تو تین جمعرات زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ اگر پہلی دفعہ کامیاب نہ ہوا۔ تو دوسری جمعرات کو اسی طرح کرے۔ اگر حسب ارشاد تین جمعرات نہ گزریں گی کہ زیارت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جائے گا۔

جذب القلوب ص ۲۶۰-۶۱

= اللہ کا ذکر کرنے والا ہمیشہ ہوتا ہے۔ جنتی بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔ = خدا کے حبیب ہوتے ہیں۔ جو سجاتے ہیں درود شریف کی محفلیں = بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔

ابرار خطابت ص ۱۳۵ جلد ۲

M abbas

١٨-١٠-٢٠٠٧

٥-١٠-١٤٢٨

۱۔ معجزات سیّد المرسلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یاایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورًا مبیناہ عزیزان گرامی قدر۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا معجزہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آگئی۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ ہاں اس آیت پاک میں دلیل سے مراد معجزہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام معجزے لیکر آئے۔ حضرت آدم معجزہ لیکر آئے۔ ابراہیم اسماعیل۔ حضرت یوسف۔ انبیاء کا ذکر۔ الغرض حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل علیہم السلام معجزے لیکر آئے مگر ہمارے نبی معجزہ بن کر آئے۔ دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے۔ ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

عزیزان گرامی۔ حضور علیہ السلام کا پیدا ہونا معجزہ۔ آپ کا بچپن۔ جوانی۔ عرش پہ جانا۔ زمین پہ آنا۔ مکے میں رہنا۔ مدینے میں تشریف لے جانا۔ بال مبارک۔ پسینہ مبارک۔ زبان مبارک۔ کان مبارک ہاتھ مبارک۔ آنکھیں۔ پنڈلیاں پاؤں۔ سر تا قدم۔ چاند کو قدموں میں بلانا۔ سورج کو واپس پھیرنا۔ لعاب دہن۔ آواز شریف۔ پتھروں کا سلام۔ درختوں کا قدموں میں آنا۔ جانوروں سے کلام کرنا۔ چرند پرند کی فریادیں سننا۔ سوکھا کنواں میٹھا کرنا۔ (کھارا) کنوؤں کا میٹھا کرنا۔ آپ کا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ بیدار رہنا۔ سونا۔ بلکہ آپ کی زندگی پاک مبارک معجزہ ہے۔ یاایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم

(۱) اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں۔ سورج کا واپس آنا۔ اللہم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس۔ اعلیٰ حضرت۔ تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم۔ تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

(۲) شجر و حجر کا جھکنا

ایک دفعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب اور قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر ٹھہرے۔ وہاں ایک راہب تھا۔ جو بحیرہ راہب کے نام سے مشہور تھا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلہ کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا۔ تو قریب آیا۔ اور کہا خدا کی قسم یہ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیا۔ وقال

هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ
اور کہنے لگا۔ یہ فرزند سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے آدمیوں نے کہا۔ کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا۔ بحیرہ راہب نے کہا۔ کہ جب تم اس گھاٹی سے نمودار ہوئے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ہر پتھر اور ہر درخت نے اس فرزند کو سجدہ کیا۔ اور یہ نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ راہب نے کہا۔ کہ میں نے دیکھا۔ اس پر بادل سایہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد بحیرہ راہب نے کھانا کا بندوبست کیا (خصائص کبریٰ)

(۳) پانی کا چشمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوہ حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا اور لشکر اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ اور سرکار مدینہ ؐ کے پاس صرف ایک پیالہ میں پانی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے حضور ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے۔ آپ نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ عرض کی آقا جو آپ کے پاس پانی ہے۔ اس کے سوا ہمارے پاس پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ پھر آپ نے پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھا۔ تو آپ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ ہم نے وہ پانی پیا بھی۔ اور وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ تم کتنے تھے۔ فرمایا۔ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً۔ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کافی ہوتا۔ ہم پندرہ سو تھے (بخاری و مسلم)

(۴) چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ (بخاری شریف) ص ۷۲۱ جلد ۲۔

(۵) پسینہ مبارک۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ؐ میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں۔ آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک کھلے منہ والی شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لایا۔ حضور علیہ السلام نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر اس شیشی میں ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شیشی اپنی بیٹی کو دے دو۔ اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگا لے۔ چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ اور اس وجہ سے اس کا گھر بیت المطیبین خوشبوؤں کا گھر۔ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جب وہ حضور ؐ کے پسینہ والی خوشبو لگاتی۔ تو ورثہ والے اس خوشبو کو سونگھتے تھے۔ خصائص کبریٰ کی ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ جس گلی سے آپ گزر جاتے تو کئی دن تک اس گلی سے خوشبو آتی رہتی۔ اور تلاش کرنے والوں کو

پتہ چل جاتا۔ کہ آپ اس گلی سے گزرے ہیں۔ خصائص کبریٰ صفحہ ۶۷ جلد ۱۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں۔ جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں۔

(۶) پتھروں کا کلمہ پڑھنا۔ وہ جو چل میں کنکر بال کیسے آیا] پڑھا ہے زبانوں نے کلمہ تمہارا۔

اے پتھراں کو کلمہ پڑھاون والیا اے۔ اے ان بولیاں نوں بلا] نہ بے سنگ ہو بے شمر میں کیں جو جانا را

(۷) لعاب دہن کا معجزہ۔ غزوہ احد میں قتادہ کی آنکھ کا درست ہو جانا۔ احد سرکار کا معجزہ۔

خصائص کبریٰ صفحہ ۳۱۷ انوار محمدیہ صفحہ ۲۹۶ زرقانی السیرۃ صفحہ ۱۹۱ جلد ۲۔

(۸) پتھر کا چل کے آنا۔ عکرمہ نے درخواست پیش کی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام آنا۔

(۹) دو ماہ کے بچے کا کلام کرنا۔ سلسلہ پیش کرنا۔ سلسلہ جبرائیل نے سکھایا۔ بچہ کا نام عبدالعزیز۔ میرا نام نہ عبدالعزیٰ۔ (۱۰) جو میں برکت۔ حضرت جابر سے روایت مشکوٰۃ۔

(۱۱) آگ کا اثر نہ ہونا۔ حضرت انس کے تبرکات کی برکت۔ مثنوی شریف۔

حضور کے صحابہ کی مانو حضور کو۔ ۔۔۔ شبیر حسین کی تقریر سے استفادہ آباش تلاوت کرا۔

ابرار خطابت صفحہ ۱۱۵ جلد ۲۔

(دستخط)

۱-۱۱-۲۰۰۷ بروز PM

۱۸-۱۰-۱۴۲۸ جمعرات ۳:۴۵

Moulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. Teh. Pakpattan

عظمتِ قرآن مجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٓمٓ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ط حضرات محترم میں نے آپ کے سامنے
قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید
کی عظمت و شان بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ۔
یہ وہ بلند کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ــــ اس عظیم کتاب میں شک ہو بھی کیسے ہو سکتا ہے
جس کو بھیجنے والا رب العالمین ہو۔ جسے لانے والا جبرائیل امین ہو۔ اور جس محبوب پر نازل ہوئی وہ
رحمۃ للعالمین ہو۔ بھیجنے والا بھی نور ہو۔ لانے والا بھی نور ہو۔ جس پر نازل ہوئی وہ نبی بھی نور ہو۔
پھر یہ کتاب کیوں نہ منور علی نور ہو۔ ــــ بلا مبالغہ دنیا کی تمام کتابیں ایک طرف مگر قرآن مجید
کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے بھی کہ ان تمام کتابوں کے مصنف انسان ہیں۔ لیکن قرآن مجید
کا مصنف خالق کائنات ہے۔ اور اس لئے بھی کہ تمام کتابیں ہماری زندگی کے کسی ایک حصے کی
طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ مثلاً طب و حکمت کی کتابیں صرف جسمانی بیماریوں کا علاج بتاتی ہیں۔ ریاضی
کی کتابیں صرف شماریات بتاتی ہیں ــــ منطق کی کتابیں صرف استدلال کرنا سکھاتی ہیں۔
فقہ کی کتابیں صرف فقہی مسائل کا تذکرہ کرتی ہیں۔ تاریخ کی کتابیں صرف گزرے ہوئے واقعات
سناتی ہیں ــــ لیکن قرآن مجید فقہ ہو۔ یا منطق ــــ فلسفہ ہو یا سائنس ــــ قانون ہو
ادب ہو۔ تاریخ ہو یا جغرافیہ۔ دینیات ہو یا سیاست ــــ معاشیات ہو یا معاملات
گویا یہ کتاب ہر موضوع اور ہر عنوان پر حاوی ہے۔

(۱) جامع کتاب۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ولا اصغر من ذٰلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین۔
نیز ــ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے۔ وما من غائبۃ فی السماء والارض
الا فی کتاب مبین ہے ــــ جس طرح اس کتاب میں ہر چیز کا بیان ہے اسی طرح یہ کتاب سب
کے لئے نمونۂ حیات ہے۔ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم ــ الخ۔ اس آیت کریمہ میں
تمام لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ان میں کوئی ڈاکٹر ہو یا وکیل تندرست ہو یا علیل۔ مزدور ہو یا
مستری۔ تاجر ہو یا محنت کش۔ امیر ہو یا غریب۔ صغیر ہو یا کبیر۔ نوشت خواں ہو یا ناخواندہ۔ ان
پڑھ ہو۔ یا عالم۔ مرد ہو یا عورت۔ قرآن مجید سب کے لئے نصیحت ہے۔ ــ

اسے قرآن نورانی شیشہ حق دا راہ بتلا دکھاوے جو پڑھ کے قول عمل دکھاوے سو سدا ای جنت جاوے گا۔

حضرات۔ سب بقیہ کتب سماویہ اپنی پہچان کے سلسلہ میں خاموش ہیں مگر قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے
جس نے اپنا پورا پورا تعارف کروایا۔

(۱) تعارف قرآن مجید۔ اے قرآن مجید سے سوال ہوا کہ تجھے کس نے نازل کیا۔ تو جواب دیا وانہ لتنزیل
رب العالمین ۱۹ ___ (۲) پھر سوال کیا گیا کہ تجھے کون لے کر آیا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا نزل
به الروح الامین ۱۹۔ پھر سوال کیا۔ کہ تو کس پر نازل ہوا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا
علی قلبک لتکون من المنذرین ۱۹۔ تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔ پھر سوال کیا۔ کہ تو
کس زبان میں آیا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔ بلسان عربی مبین ۱۹۔ پھر سوال کیا
کہ تو کب آیا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن پ۲۔ پھر سوال کیا۔ کہ تو
دن کو آیا یا رات کو۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پ۳۰۔

حضرات گرامی زبور۔ تورات۔ انجیل۔ پوری کی پوری ایک ہی وقت نازل ہوئیں۔ اور
اللہ تعالیٰ نے داؤد موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو فرمایا کہ یہ کتابیں لے جاؤ۔ یہ تمہارے رب اور تمہاری امت
کے لئے دستور اور قانون ہے۔ اب اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ مگر جب محبوب کی باری
آئی تو فرمایا۔ اے پیارے نبی جو تو بولے گا تو دستور بنے گا۔ تو چلے گا تو دستور بنے گا۔ تو آسمان کی طرف
سر اٹھائے گا۔ تو قانون بنے گا۔ اور پھر ہوا بھی اسی طرح کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا حکم آ گیا
سفر کی صورت میں روزہ قضا کرنے کا حکم آ گیا۔ محبوب کے چاہنے پر بیت اللہ کعبہ بنا دیا گیا۔ اسی لئے تو اللہ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین ___ ہمارا دین تمام دینوں سے افضل اور آسان ہے پھر
بھی اگر ہم عمل نہ کریں تو ہماری مرضی میں تو کوتاہیاں کہ ہماری بدقسمتی ہے۔ اور پھر سے سابقہ
انبیاء علیہم السلام کو کتابیں لینے کے لئے جانا پڑا۔ حضرت موسیٰ ___ طور پر۔ حضرت عیسیٰ کو انجیل
حاصل کرنے کے لئے انتظار کرنا پڑا۔ مگر جب محبوب کی باری آئی۔ فرمایا محبوب۔ تجھے کتاب کے لئے کسی
پہاڑ پر چڑھنے کی ضرورت نہیں۔ تجھے کتاب لینے کے لئے کھلے آسمان کے نیچے انتظار کرنے کی ضرورت
نہیں۔ گویا کہ فرمایا۔ اے مکہ والے تو اگر مکے میں ہو گا۔ تو قرآن مکے میں آئے گا۔ اگر مدینے میں ہو گا
تو قرآن مدینے میں آ جائے گا۔

(۳) قرآن مکی اور مدنی ۔ چنانچہ آپ ہر سورت کی ابتدا میں دیکھیں یا سورت مکی ہوگی۔ یا مدنی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں جہاں گئے۔ اور جو جو حالات و واقعات پیش آئے۔ قرآن مجید نے گویا ان واقعات کی تفصیل اپنے اندر محفوظ کر لی۔ قرآن مجید اس عظیم ہستی کی سوانح عمری ہے جس کے صدقے سارا جہان بنا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت شد۔ مد۔ زیر زبر۔ پیش الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے۔

قرآن کیا ہے۔ قرآن نام ہے ۳۰ پاروں کا۔ تیس پارے نام ہے ایک سو چودہ سورتوں کا۔ یہ سورتیں نام ہے رکوعوں کا۔ رکوع نام ہے آیتوں کا۔ آیتیں نام ہے فقروں کا۔ فقرے نام ہے جملوں کا۔ جملے نام ہے لفظوں کا۔ لفظ نام ہے حرفوں کا۔ حرف نام ہے۔ نقطے اور لکیروں کا۔ نقطے نام ہے شد و مد کا۔ شد و مد نام ہے اعراب کا۔ اعراب نام ہے زبر زیر پیش کا۔ زیر زبر۔ پیش نام ہے آواز کا۔ اور آواز نام ہے مصطفےٰ کی زبان کا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

خصوصیت گرامی ۔ اعجاز قرآن میں سے ہے کہ اسے یاد کرنا بہت آسان ہے۔ قرآن مجید سے پہلے جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں وہ کسی کو زبانی یاد نہیں تھیں (سوائے صاحب کتاب کے) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر۔ پ۲۷ اور ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے

تفسیر روح البیان زیر آیت ذلک الکتاب میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی تو وہ ایک ہزار سورۃ پر اور ہر سورت ایک ہزار آیت پر مشتمل تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی اس کتاب کو کون پڑھ سکے گا۔ اور کون اسے زبانی یاد کر سکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ اے موسیٰ میں اپنے محبوب پر اس سے بھی زیادہ ضخیم کتاب نازل فرماؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی ان کی امت اسے کیسے پڑھ سکے گی۔ جبکہ اُن کی عمریں بھی بہت تھوڑی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ان پر وہ کتاب ایسی آسان کر دوں گا۔ کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسے پڑھ کر یاد کر لیں گے۔

(۴) بہتر کون اور حفاظت کا ذمہ ۔ کوئی کہتا ہے جاگیردار بہتر ہے۔ کوئی کہتا ہے

سرمایہ دار، بیرسٹر، مالدار، دنیادار، وزیر، مشیر، سفیر، امیر، لیکن آقائے

دوجہاں سرور کون ومکان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خیرکم من تعلم

القرآن وعلمہ مشکوٰۃ شریف۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ باقی کتابوں

کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا۔ انا نحن نزلنا الذکر ـــ

قول محمد ہے قول خدا فرمان نہ بدلا جائیگا۔ بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائیگا۔

اس لئے قیامت کے دن قرآن مجید پڑھنے والے کا درجہ بلند ہوگا۔ لہذا حافظ قرآن کا تو کیا

کہنا ـــ حضرت عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ

قیامت کے روز حافظ قرآن کو کہا جائیگا۔ کہ پڑھتا جا۔ اور چڑھتا جا۔ جیسا کہ دنیا میں تو ٹھہر ٹھہر کر

پڑھتا تھا۔ پس جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔ وہاں تیری منزل ہوگی۔

(۵) حافظ قرآن کے والدین۔ حضرت معاذ جہنی رض سے روایت ہے۔ کہ حضور سید دوعالم ص نے فرمایا۔ جو شخص

قرآن پڑھے۔ اور اس پر عمل کرے۔ تو اس کے والدین کو تاج پہنایا جائیگا۔ جس کی روشنی سورج کی روشنی

سے بھی زیادہ ہوگی۔ مشکوٰۃ۔ واقعات

(۱) قرآن اور انگریز۔ ایک انگریز ابن الحنبل کو مصالحے لگا کر آیا۔ بادشاہی مسجد کے باہر کھڑا ہو [illegible]

(۲) قرآن فرشتے بھی سنتے ہیں۔ اسید بن حضیر رض سے روایت۔ (۳) سلطان محمود کا ادب۔

(۴) نوجوان کا ادب (۵) بشر حافی کا ادب کرنا (قرآنی معلومات) پارے ۳۰۔ منزلیں ۷

سورتیں ۱۱۴ = رکوع ۵۴۰۔ آیات ۶۶۶۶۔ کلمات ۸۶۴۳۰ حروف ۳۲۱۲۶۵

زبریں ۵۳۲۴۳ زیریں ۳۹۵۸۲ پیش ۸۸۰۴ مدیں ۱۷۷۱

شد ۱۲۵۳ نقاط (۱۰۵۶۸۴)

(حدیث) سورۃ طٰہٰ۔ یٰسین کو دو ہزار سال قبل پڑھنا۔ فرشتوں کے سامنے۔ (۲) قبر میں سورۃ ملک۔

ابرار خطابت جلد ۲ ص ۲۸۷

ص ۳۰۵

۲

۸-۱۱-۲۰۰۷

ذکرِ جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قل اطیعو اللہ والرسول ۚ فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین ۳

اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے ۔ چنانچہ خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا ۔ قل اطیعو اللہ والرسول ۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی اطاعت کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا ذکر کیا ۔ اور ہر مقام پر رب کائنات نے جہاں اپنا ذکر فرمایا ۔ ساتھ ہی اپنے محبوب ﷺ کا ذکر فرمایا ۔ اذان میں دیکھو تکبیر میں نماز میں ۔ کلمہ میں یعنی کسی تمام پر بھی اپنے محبوب ﷺ کا ذکر اپنے ذکر سے جدا نہیں کیا جیسا کہ ارشاد شریف میں ہے ۔ اذا ذُکرتُ ذُکرتَ معی ۔ جب میرا ذکر ہوگا تیرا ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا ۔ فرمایا محبوب ۔ اذان میری ہوگی ۔ اس میں نام تیرا ہوگا ۔ تکبیر میری ہوگی ۔ اس میں نام تیرا ہوگا ۔ نماز میری ہوگی ۔ اس میں نام تیرا ہوگا ۔ خزانے میرے ہوں گے ۔ وانما انا قاسم واللہ یعطی ۔ تقسیم کرنے والا تو ہوگا ۔ حرکت تیری ہوگی ۔ برکت میری ہوگی ۔ قیامت کے دن کوثر میرا ہوگا ۔ پلانے والا تو ہوگا ۔ عدالت میری ہوگی ۔ گنہگار امت کی وکالت تیری ہوگی ۔ پھر جنت میری ہوگی ۔ امت تیری ہوگی ۔ (جہاں میرا ذکر ہوگا)

اگر اس کو نظر نہ آئے تو اس کی اپنی نظر کا قصور ہے ۔ اللہ نے اپنے لئے فرمایا ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ اور محبوب ﷺ کے لئے فرمایا ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ۔ اپنے لئے فرمایا قل اعوذ برب الناس ۔ اور محبوب کے لئے فرمایا ۔ وما ارسلنک الا کافۃ للناس ۔ اپنے لئے بھی عالمین محبوب کے لئے بھی عالمین ۔ اپنے لئے بھی ناس ۔ اور محبوب کے لئے بھی ناس ۔

حضرات گرامی ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا ذکر کر کے بتا دیا ۔ کہ کہیں میری اطاعت اور میرے نبی کی اطاعت میں فرق نہ سمجھنا ۔ بلکہ رسول کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ پ۵ ۔ گویا فرمایا ۔ محبوب جو میرا ہے وہ تیرا ہے ۔ جو تیرا ہے وہ میرا ہے ۔ جو میرا نہیں وہ تیرا نہیں ۔ اور جو تیرا نہیں وہ میرا بھی نہیں ۔

معلوم ہوا اس کا بولنا ۔ اس کا بولنا ۔ اس کی اطاعت ۔ اس کی اطاعت اس کا مارا ۔ اس کا مارا ۔ اس کے ہاتھ اس اللہ کے ہاتھ ۔ اس کی زبان لسان اللہ ہے ۔ اس کے ہاتھ ید اللہ ہیں

اس محبوب کا چہرہ وجہ اللہ ہے۔ اس محبوب کا نام امر اللہ ہے۔ اس محبوب کی شفقت رحمۃ اللہ ہے۔
اور اس کا سارا وجود محمد رسول اللہ ہے۔
حضرات گرامی لا الہ الا اللہ کے لفظ بھی بارہ ہیں۔ محمد رسول اللہ کے لفظ بھی بارہ ہیں۔ لا الہ
الا اللہ پر نکتہ نہ محمد رسول اللہ پر نکتہ۔ اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ قرآن مجید کا اصول ہے۔
جہاں آیت ختم ہو گئی ہے۔ وہاں گول دائرہ آجاتا ہے۔ یہ علامت ہوتی ہے۔ اس بات کی
کہ پچھلی آیت اور ہے بعد میں آنے والی آیت اور ہے۔ مگر کلمہ شریف کے درمیان دائرہ نہیں
ہے۔ اس لئے کہ دائرہ تو تب ہو اگر فرق ہو تو ماننا پڑے گا۔ کہ کلی وللا نہ خدا ہے نہ جدا ہے۔
یہ نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے۔
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے۔
اب نظر نظر میں فرق ہے۔ دیکھنے کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب نے بھی دیکھا۔ ابوجہل نے بھی دیکھا
مگر انہوں نے آقا علیہ السلام کو بازار میں چلتے ہوئے دیکھا۔ لباس پہنتے تو دیکھا۔ کھانا کھاتے ہوئے
تو دیکھا۔ اور کہہ دیا یہ بھی ہم جیسا ہے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ تو کبھی خشک
کھجوریں اگاتے ہوئے دیکھا۔ کبھی چاند کو دو ٹکڑے کرتے ہوئے دیکھا۔ کبھی سورج کو واپس
بلاتے ہوئے دیکھا۔ کبھی پتھروں کو پانی پر تیراتے ہوئے دیکھا۔ کبھی درختوں کو قدموں میں بلاتے ہوئے
دیکھا۔ (۱) نظر صدیق رض نظر ابوجہل میں فرق ہے ابوجہل ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں آتا ہے۔
گفت من آئینہ ام مصقول دست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست۔
مختلف کلام۔ دنیا تے آیا نہ کوئی تیری مثال دا۔ یا مصطفیٰ خیر الوریٰ تیرا جیا کوئی نہیں
تینوں میں کیویں تیرے جیا تیرے جیا کوئی نہیں۔ ثانی نہ کوئی آمنہ دے لال دا۔
(۲) آدم علیہ السلام کی نظر۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ جب جنت میں حضرت آدم علیہ السلام
کو حضور علیہ السلام کی ملاقات کا شوق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ آخر
زمانے میں تمہاری صلب میں ظہور فرمائیں گے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا
سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں نور محمد ﷺ کو چمکایا

تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی۔ اس لئے اس انگلی کو شہادت والی انگلی کہتے ہیں۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ؐ کے نور پاک کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں
میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا۔ چوم کر آنکھوں پر لگا۔ فَقَبَّلَ آدَمُ ظُفُرَ اِبْهَامَيْهِ
وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں بھی جاری ہو گئی۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے
نبی اکرم ؐ کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں
کو چوم کر آنکھوں سے لگائے گا وہ کبھی اندھا نہ ہو گا۔

روح البیان ص ۶۴۹ جلد ۴

(۳) کل انبیاء کی نظر میں: معراج کی رات جب مسجد اقصیٰ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام
نے حضور کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ تو اس کے بعد انبیاء کے خطبے ارشاد فرمائے۔ ابراہیم
کا خطبہ کے بعد سب انبیاء نے کہہ دیا۔ کہ محبوب خدا ہم سب میں افضل ہیں۔

سوئے اقصیٰ یہ واضح آقا نے کر دیا پڑھ کے نماز پیچھے ترے نبیوں کو بتا دیا آقا ترے جیسا کوئی نہیں۔

(۴) یوسفؑ کی نظر: تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات۔ (۵) جبرائیل کی نظر۔
روایات میں آتا ہے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ؐ کے دربار میں ۲۴ ہزار مرتبہ آئے۔
فرمایا: قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ ؐ

(۶) صحابہ کرام کی نظر میں۔ (۷) جس نے مجھے دیکھا۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔

(۸) وسیلہ مصطفیٰ ؐ: جیسے سمجھیں کہ پھول میں خوشبو ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر سمجھنا ہے تو
پھول کا سہارا لینا پڑے گا۔ علم موجود ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر سمجھنا ہے۔ تو کسی عالم کا
سہارا لینا پڑے گا۔ درویشی موجود ہے مگر سمجھ میں نہیں آتی۔ صداقت موجود ہے۔ مگر سمجھ میں
نہیں آتی۔ اگر سمجھنا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کا سہارا لینا پڑے گا۔ عدالت موجود ہے۔ حیا موجود ہے
شجاعت۔ تو مولا علی کا سہارا لینا پڑے گا۔ اسی طرح خدا موجود ہے، مگر سمجھ میں نہیں آتا
اگر سمجھنا ہے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لینا پڑے گا۔ سو دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ۔
حضور علیہ السلام کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ ذرا سرکار دو عالم ؐ کے حسن و جمال کا تصور کریں تو پھر پتہ چل
جائے گا۔ جس کا مطلوب ایسا ہے وہ طالب کیسا ہو گا۔ جس کا محبوب ایسا ہے وہ محب کیسا ہو گا۔ جس کا بندہ

ایسا ہے وہ مولا کیسا ہوگا ۔ جس کا فرش ایسا ہے وہ عرش کیسا ہوگا ۔ جس کا مکان ایسا ہے وہ لامکان والا کیسا ہوگا ۔ جس کا باصورت ایسا ہے ۔ وہ بے صورت کیسا ہوگا ۔ جس کا مصطفےٰ ایسا ہے ۔ وہ خدا کیسا ہوگا

وہ سر سے لیکر پاؤں تک تصویر ہی تصویر ہے ۔۔ وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

حضرات جز میں کل نظر آتا ہے ۔ قطرے سے دریا نظر آتا ہے ۔ فرع سے اصل نظر آتا ہے ۔ شاگرد سے استاد نظر آتا ہے ۔ مرید سے پیر نظر آتا ہے ۔ صحابہ سے نبی نظر آتا ہے اور مصطفےٰ سے خدا نظر آتا ہے ۔ دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ ۔۔۔۔ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا ۔ تیری خلق کو حق نے جمیل کیا ۔

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ۔۔ تیرے خالق حسن و ادا کی قسم ۔

عزیزان گرامی ۔ حضور تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ۔ حضور علیہ السلام ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہیں ۔ اس لئے ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں آتا ۔ کیونکہ حضور ہم میں موجود ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۔ اور رحمت حضور علیہ السلام ہیں ۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ۔ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نیکوں کے قریب ہیں ۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے رحمت ہیں لہٰذا ہر آپ جگہ موجود ہیں ۔ اور جب تک قرآن مجید کی یہ آیات مبارکہ موجود ہیں ۔ اس وقت تک آپ بھی ہم میں موجود ہیں ۔ اس لئے ہمارا نبی کوئی وزیراعظم نہیں ۔ جو آج وزیراعظم ہو ۔ اور کل نہ ہو ۔ ہمارا نبی ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۲۲ پ ۔ جو خدا کا شریک بنائے ۔ وہ بھی بے ایمان اور جو مصطفےٰ کے بعد کسی کو نبی مانے وہ بھی بے ایمان ۔ حضور علیہ السلام کی نبوت قیامت تک ہے ۔ اور آپ ہم میں موجود ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ میں فرق آیا ۔ نہ نماز میں نہ اذان میں ۔ کلمہ پڑھ کر معنیٰ کریں ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؐ محمد اللہ کے رسول تھے نہیں ۔۔۔۔ جو بھی معنیٰ کرے گا ۔ یہی معنیٰ ہوگا ۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ۔ یعنی ہم میں موجود ہیں ۔ اسی طرح اذان میں بھی یہی معنیٰ ہوگا ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ ؐ ۔ اور نماز میں ہر نمازی خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والا ہو ۔ جب تک نماز میں نبی پاک ؐ کی ذات پر سلام نہ پڑھے گا ۔ اس وقت تک نماز نہیں ہوگی ۔ اور سلام بھی اسے ہی دیا جاتا ہے ۔ جو موجود بھی ہو ۔ اور سنتا بھی ہو ۔ ہمارا یہ ایمان ہے ۔ کہ ہمارا نبی ؐ ہمارا درود سلام سنتے بھی ہیں ۔ اور محبت والوں کو پہچانتے بھی ہیں ۔ جیسا کہ دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے ۔ کہ حضور سید دو جہان ؐ

سے پوچھا گیا ۔ کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درمیان کا کیا حال ہے ۔ فقال
اُسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مُحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ ۔ لامکاں تک ہے بشر کی رسائی ۔ گنبد گاہی ہے بشر سے خدائی ۔ ۔
وہ جگہ ہی نہیں دو جہان میں جس جگہ تیرا جلوہ نہیں ہے ۔ حضرات گرامی حدیث پاک سے ثابت ہے ۔ کہ جب
انسان مرنے کے بعد قبر میں جاتا ہے ۔ تو وہاں منکر نکیر آتے ہیں ۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دین اسلام کے
متعلق سوال کرتے ہیں ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال ہوتا ہے ۔ تو حضور اس وقت قبر میں موجود ہوتے
ہیں ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ
تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ = تو جو مومن ہوتا ہے ۔ وہ گواہی دیتا ہے ۔ یہ اللہ کے محبوب بندے اور اس کے
رسول ہیں ۔ بخاری شریف ص ۱۸۳ جلد ۱ معلوم ہوا ۔ کہ مرنے والا خواہ کہیں بھی مرے ۔ پاکستان میں مرے
ہندوستان میں مرے ۔ کوئی چین اور جاپان میں مرے ۔ جب اُسے قبر میں دفن کیا جائے گا ۔ تو وہاں حضور کو موجود پائے گا
لہٰذا ثابت ہوا ۔ کہ حضور ہر جگہ موجود ہیں ۔ اس مصداق نوں میں جان آکھاں ۔ جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں ۔ جس شان توں شاناں سب بنیاں ۔

(۱) ٹوپی میں بال ۔ خالد بن ولید ۔ جن کا لقب سیف اللہ ہے ۔ جنگ میں شکست فتح کامیابی مل
سبحان اللہ کیا شان مدینے والے دا ۔ دو جگ وچ ٹھاٹھاں مار دا اے فیضان مدینے والے دا ۔
(۲) فرشتوں کی قرأت ۔ ابوبکر صدیق کو دو بال ملگئے ۔ گھر میں اونچے مقام پر رکھ دیئے ۔ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ
یَحْضُرُوْنَ عَلٰی شُعُوْرِیْ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ ۔ اس بیان میں ۔ امام ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل کے پرہیزگاری
کے واقعات مولوی حنیف ملتانی کی تقریر سے گفتگو ۔ قطب الدین بختیار کاکی کا جنازہ اور وصیت : خواجہ التمش
نے جنازہ پڑھایا ۔

اسرار خلافت ص ۳۵۰ تا ص ۳۷۱ جلد ۲

[signature]
۱۰-۱۱-۲۰۰۷
۳-۱۱-۱۴۲۸ AM : ۱۰:۰۲ - ۱۰

بروز ہفتہ

Maulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig.
Dist.

شانِ رسالتؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ حضرات محترم اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک پہاڑ سے پانی آتا تھا جس سے مدینے والے اپنے اپنے باغوں کو پانی دیتے تھے۔ اس پانی دینے پر ایک انصاری کا حضرت زبیر سے جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے زبیر پہلے تم اپنے باغ کو پانی دے کر پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو۔ چونکہ زبیر کا باغ اوپر کی جانب تھا۔ مگر اس پر انصاری کو ناگوار ہوا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ یعنی آپ نے ان کی رعایت کی ہے (تفسیر مظہری)
اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور بتایا گیا کہ اے محبوب اس وقت تک کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک وہ زندگی کے ہر معاملہ میں آپ کی حکومت تسلیم نہ کرے گا۔ اور تیرے ہر فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم نہ کرے گا۔ ——— معلوم ہوا۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو تمام اختیارات دے کر حاکم بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ جس کے لیے بھی جو بھی فیصلہ فرما دیں وہ حق ہے۔ اور آپ کے فیصلے میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎ اصالتاً کل امامتاً کل سیادتاً کل امارتاً کل۔ حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے۔ ——— حاکمیت محمدیتؐ کی دوسری دلیل بعض لوگ حضورؐ پر اکثر بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان بے فائدہ سوال کرنے والوں کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین ——— لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم۔ ترجمہ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ وہ سوال کیا تھے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا انجام پوچھا۔ فقال انہ رسول اللہؐ انہ فی النار۔ فرضیت حج کے موقع پر ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا ہر سال ہم میں ایک دفعہ ہے یا ہر سال فرض ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ کہ اس نے تین دفعہ اس سوال کو دہرایا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا لو قلت نعم لوجبت۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا۔ ہر سال ہی فرض ہو جاتا (حاشیہ کمالین الجلالین)
اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔ کہ حضورؐ پر زیادہ سوال نہ کیا کرو۔ اگر حضور ہاں فرما دیں۔ تو تم پر بوجھ پڑ جائے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اختیارات دے کر حاکم کل بنا کر بھیجا ہے۔ جو بھی فرما دیں وہ شریعت کا قانون بن جاتا ہے۔ ؎ اصالتِ کل امامتِ کل سیـ

(۱) روزے کا کفارہ ۔ ابوہریرہ سے روایت ۔ (۲) خزیمہ کی گواہی ۔ قانون خداوندی ہے کہ وَاَشْهِدُوا
ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ پ ۲۸ ۔ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو ۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار عام
سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر فرما دی ۔ اور فرمایا کہ خزیمہ جس کے لئے بھی گواہی دیں ان کی اکیلی
گواہی کافی ہے ۔ اعرابی سے گھوڑا خریدا ۔ اعرابی کو منکر ہو گیا ۔ خزیمہ کی گواہی ۔ فَجَعَلَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ شَہَادَتَہٗ شَہَادَۃَ رَجُلَیْنِ ۔ بخاری شریف ص ۷۰۵ جلد ۲ ۔ (۳) سونا پہنا دیا ۔ مال غنیمت کا
انگوٹھی کا منگا جانا ۔ حضرت براء کو پہنا دیا ۔ لوگوں نے دیکھا ۔ تو اعتراض کیا ۔ اس نے کہا ۔ یہ مجھے اللہ کے رسول نے پہنائی
ہے ۔ الامن والعلی ص ۱۶۸ (۴) نکاح کی ممانعت ۔ قانون خداوندی ہے ۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ
مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ حضرت علی کو سیدہ کی موجودگی میں دوسرے نکاح سے منع فرما دیا ۔ بخاری شریف میں ہے کہ
ابوجہل کی بیٹی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آئی تو حضرت علی کرم اللہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا یہ خبر
حضرت فاطمہ کو پہنچی تو آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں ۔ بعد میں عرض کرنے لگیں کہ اے میرے پیارے ابا جان مجھے پتہ
چلا ہے ۔ کہ حضرت علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ مگر آپ میری وجہ سے ان پر ناراض ہوں گے ۔ لہذا
ہی انہیں کچھ نہ کہو ۔ یہ سنتے ہی حضور کھڑے ہو گئے ۔ بعد منبر پر تشریف لائے ۔ بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ بے شک
بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی علی ابن طالب کو نکاح میں دیں ۔ پس میں اجازت نہیں
دیتا ۔ تین مرتبہ ارشاد فرمایا ۔ کہ ہاں ابو طالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے ۔ اور ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتا
ہے ۔ بے شک میرے جگر کا ٹکڑا ہے ۔ جو چیز ان کو مضطرب کرے ۔ وہ مجھ مضطرب کرتی ہے ۔ بلکہ جو چیز ان کو اذیت
دے وہ مجھے اذیت دیتی ہے ۔ بخاری شریف ص ۷۸۷ جلد ۲ ۔ اختیارات کلی امامت کل ۔

(۵) شان رسالت علم ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا پ ۵
اب مختلف تفاسیر کے حوالہ جات سے اس آیت کریمہ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے ۔ تفسیر خازن فرماتے
ہیں ۔ یعنی عَلَّمَكَ مِنَ الْعِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ کہا گیا ہے ۔ کہ آپ کو سکھا دیا گیا ہے ۔ اس علم غیب میں سے
جس کو آپ نہیں جانتے تھے ۔ تفسیر جلالین میں ہے ۔ اَیْ مِنَ الْاَحْكَامِ الْغَيْبِ یعنی احکام اور علم غیب
سکھا دیا ۔ تفسیر مدارک علی الجلالین میں ہے ۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اَیْ عِلْمَ الْغَيْبِ ۔ اس آیت کریمہ اور ان تمام
کے علاوہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے ۔ ان

ایک آیت کریمہ جو کہ قرآن مجید کے ۲۹ پارے میں ہے۔ اس سے بھی حضور علیہ السلام کا علم غیب ثابت ہوتا ہے
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۲۹ پ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی
کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ___ حضرات معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے
پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ جب عام رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ تو سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کا کیا مقام ہوگا۔ اور جہاں تک تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا۔ حضرت آدم ع
نے عرض کی یا اللہ تو راضی ہو جا ___ تمام پیغمبروں کے نام ___۔ گویا ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء کرام
علیہم السلام نے عرض کی یا اللہ تو راضی ہو جا۔ جب محبوب ص کی باری آئی۔ تو فرمایا سب انبیاء چاہتے ہیں
کہ خدا راضی ہو جائے۔ جن و انس چاہتے ہیں کہ راضی ہو جائے۔ زمین والے چاہتے ہیں۔ کہ خدا راضی ہو جائے
آسمان والے چاہتے ہیں کہ خدا راضی ہو جائے۔ فرمایا۔ کملی والا ہماری خدائی چاہتی ہے۔ کہ خدا راضی
ہو جائے۔ کُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَأَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ (سب خدا کی رضا چاہتے)
اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ص کے ساتھ وعدہ بھی کیا کہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ___ اور عنقریب
تیرا رب تجھے اتنا دے گا۔ کہ تو راضی ہو جائے گا۔ آئیے۔ احادیث کی روشنی میں حضور ص کو [illegible] ص
کے علم غیب کا اندازہ لگائیے۔ (۱) حضرت عمرو بن اخطب الانصاری رض فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام
نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی اور جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ (۲) حضرت عمر فاروق رض
فرماتے ہیں۔ کہ ایک جگہ حضور ص نے ہم میں قیام فرمایا۔ ہمیں مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت
میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دے دیں۔ (۳) حضرت ابوہریرہ رض
ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا۔ اور بکری اٹھالی۔ چرواہے سے کلام ___ یہودی کا کلمہ پڑھنا ___ مشکوٰۃ ۲/
ان انسانوں سے وہ تو بھیڑیا بہتر ہے۔ جو نبی اکرم ص کی عظمت و شان نہیں بیان کرتا ہے۔ اور آپ کے علم غیب کو بھی مانتا
ہے۔ اعلیٰ حضرت = سر عرش پر ہے تیری گزر۔ دل فرش پر ہے تیری نظر۔ ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں۔ جو تجھ
(۴) رات کا قافلہ چور۔ ابوہریرہ رض ___ (۵) اونٹنی کی خبر۔ عمر بن قتادہ۔ غزوہ تبوک۔ (۶)
خفیہ خط۔ فتح مکہ کا موقعہ پر۔ نبی اکرم کا جانا۔ صحابہ کے ساتھ۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے خط لکھا۔ سادہ ۲/۱
عملی۔ مقداد۔ زبیر۔ (خاخ مقام پر ہیں۔ (۷) اعرابی کا سوال۔ جو جنگل سے پکڑ کر لایا
جامع المعجزات - (۸) جنگ موتہ کی خبر مشکوٰۃ کی حدیث۔ (ابرار خطابت ص ۳۷۲ ۳۹۲ جلد ۲)

۷۸۶

طبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

تخلیق کا عنوان ہیں سرکار دو عالم ۔ توحید کا ایمان ہیں سرکار دو عالم ۔ ذات ان کی سراپا
کرم آیت رحمت سرمایۂ ایمان ہیں سرکار دو عالم ۔ خاموشی میں اسرار رسالت کے نگہبان
گفتار میں قرآن ہیں سرکار دو عالم ۔ محشر میں ہر اک سمت سے مایوس دلوں کی تسکین کا سامان
ہیں سرکار دو عالم ۔ دیکھے تو کوئی عظمت توقیر بشر کی اللہ کے مہمان ہیں سرکار دو عالم ۔ [illegible] ۱۸
لقد جاءکم رسول من انفسکم ـــ بالمؤمنین رؤف رحیم ۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و مہربانی کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ لقد جاءکم
رسول ـــ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا
گراں ہے ۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان ـــ تمہاری مشقت ان
پر بھاری ہے ۔ یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے ۔ اور تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے
ہیں ۔ اور مسلمانوں پر بہت مہربان ہیں ـــ حضرات گرامی ۔ حضور علیہ السلام کا دربار وہ
دربار ہے ۔ جہاں خزاں نہیں بہار ہے ـــ جہاں ظلم نہیں پیار ہے ۔ جہاں بے چینی نہیں قرار
ہے ـــ جہاں درد نہیں دوا ہے ۔ جہاں مرض نہیں شفا ہے ۔ جہاں ظلمت نہیں ضیاء ہے ۔
جہاں فنا نہیں بقا ہے ۔ جہاں غیر نہیں حبیب ہے ۔ جہاں مریض نہیں طبیب ہے ـــ یہی
وجہ ہے کہ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو سیدھے دربار نبی میں حاضر ہو جاتے ۔ اور
یہی طریقہ سابقہ امتوں میں بھی تھا ۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط ترجمہ: جب
حواریوں نے کہا ۔ اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے
اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اکٹھی ہو کر اپنے نبی کے دربار میں حاضر ہوئی ۔ اور پانی کی
درخواست پیش کی ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ـــ حضرات گرامی اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا ۔ کہ نبی آئے ہیں
مشکل کشائی و حاجت روائی کے لئے ہیں ۔ اور ہمیں جو کچھ ملتا ہے ۔ یا ملے گا ۔ وہ نبی کے صدقہ اور وسیلے

سے ہی ہے ۔ اس لیئے کہ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آیا ۔ کوئی مصیبت بنتی تو وہ
مشفق و مہربان نبی کے دربار دُر بار میں حاضر ہو جاتے ۔ اور جو مشکل ہوتی ۔ حضور علیہ السلام
کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے ۔ تو وہ مشکل فوراً حل ہو جاتی ۔ حضرات آج کچھ لوگ ایسے
ہیں ۔ کہ نعوذ باللہ کوئی نبی اور ولی کچھ فائدہ نہیں کر سکتے ۔ افسوس ایسے امتیوں پر جو یہ مانتے
ہیں ۔ کہ ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جاؤ تو شفا ملتی ہے ۔ وکیل کے پاس جاؤ ۔ تو مشکل حل ہوتی ہے ۔
ایک دنیاوی افسر کے پاس اختیار ہے ۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں ۔ جس کو دنیا نے
ڈاکٹر یا حکیم بنایا اس کے وسیلہ سے شفا مل جاتی ہے ۔ جس کو دنیا نے وکیل بنایا ۔ اس کے وسیلہ
سے تو مشکل حل ہو جاتی ہے ۔ جس کو دنیا نے افسر بنایا ۔ اس کے پاس تو سب کچھ ہے جس کو احکم
الحاکمین نے بالمومنین رؤف رحیم بنا کر بھیجا وہ کچھ نہیں کر سکتا ۔ کل قیامت کے دن انہیں نبی کی
شفاعت کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے ۔ ہم تو حضور کے غلام ہیں ۔ اور ہم آپ کے نام لیوا ہیں
اور ہم آپ کو حاجت روا مشکل کشا مانتے ہیں ۔ (اس لیئے کہ نبی آئے ہی ہمارے لیئے مہربان بن کر
حاجت روا اور مشکل کشا بن کر ۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے ۔ کہ جیسے دنیا میں کملی والے کے وسیلہ سے
ہماری مشکلیں آسان ہوتی ہیں ۔ ایسے ہی کل قیامت کے دن آپ ہی کی شفاعت سے ہم گنہگاروں
کی بخشش ہوگی ۔ حضرات گرامی ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مشکل
بنتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے ۔

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ ۔ بڑی مشکل میں ہیں تم کو پکارا یا رسول اللہ

(۱) قتادہ کی آنکھ ۔ جنگِ احد میں واقعہ ۔ خصائص کبریٰ ۔ انوار محمدیہ ۔ مدارج النبوۃ ۔
(۲) بینائی واپس ۔ ایک صحابی کا آنا ۔ حضور کے وسیلے سے دعا ۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک
بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد ۔ حاجت روائی ۔ شفاعت کی دعا ۔ ترمذی مشکوٰۃ ۲۱۹
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو یا محمد کہہ کر پکارنا اور وسیلہ سے دعا مانگنا صحابہ
کرام کا طریقہ ہے ۔ (۳) آنکھیں درست ۔ حضور علیہ السلام کے ایک صحابی جن کا نام حبیبؓ تھا ان
کے والدین کہیں جا رہے تھے ۔ کہ اچانک ان کا پاؤں ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا ۔ اور وہ پس گیا ۔

اور اس کے زہر کے اثر سے حضرت حبیب کے والد کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں۔ اور نظر جاتی رہی
ان کے والد بہت پریشان ہوئے۔ اور سید دو جہاں کی خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض
کرنے لگے۔ ـــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارا واقعہ سنا تو نبی اکرم ؐ نے ان کی آنکھوں میں
اپنا لعاب لگایا۔ تو وہ بینا ہو گئے۔ راوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خود دیکھا۔ کہ حضرت حبیب کے والد کی
عمر ۸۰ سال کی تھی۔ اور آنکھوں میں تو ان کی بالکل سفید تھی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کی
برکت سے نظر اتنی تیز تھی۔ کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔ (خصائص کبریٰ) ص ۶۹ جلد ۲

(۴) علی کی آنکھیں۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں۔ کہ غزوہ خیبر کے موقعہ پر صحابہ کرام کو فرمایا کہ کل جھنڈا
اس کو دوں گا۔ جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور وہ ایسا آدمی ہے۔ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ صبح ہوئی
تو سب کی تمنا یہی تھی۔ کہ یہ اسلام کا جھنڈا مجھے عطا ہو۔ مگر جب وقت آیا۔ تو کملی والے نے ارشاد
فرمایا۔ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب ــ صحابہ نے عرض کی آقا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور نے فرمایا
علی کو میرے پاس لاؤ۔ تو آپ نے فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ
وَجَعٌ ــ (بخاری شریف ــ مسلم شریف) (۵) معاذ کا بازو۔ جنگ بدر میں حضرت معاذ
لڑ رہے تھے۔ کہ ایک کافر نے تلوار کا وار کیا۔ جس سے حضرت معاذ کا بازو لٹکنے لگا۔ تو وہ جلدی سے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار حاضر ہوتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں۔ ـــ

کملی والے ویکھ کے مسکین دکھیارے آ گئے سن دلاں دیا محرماں دردوں کے مارے آ گئے

یا رسول اللہ ؐ میرا بازو کٹ گیا ہے۔ نبی اکرم ؐ اس کٹے ہوئے بازو پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ لعاب دہن
کا لگنا تھا۔ کہ وہ بازو ایسا ہو گیا۔ جیسے کبھی چوٹ آئی نہ تھی۔ بعد حضرت معاذ خلافت عثمانؓ تک زندہ
رہے۔ یہ ٹھیک باقی ہاتھ کا کام کرتا تھا۔ کوئی تکلیف نہ ہوئی (مدارج النبوۃ ص ۱۳۲)

(۶) صدیق کی ایڑی ــ ہجرت کی رات اور صدیق کا خدمت رسول کرنا۔ (مشکوٰۃ) معارج النبوۃ
اور اس واقعے میں افتخار الحسن زیدی کا نکتہ بیان۔ زیارت رسول سے پہلے صدیق کے قدم کو بوسہ دینا پڑتا ہے

(۷) محبوب الہٰی۔ حضرت عبدالرحمن بن سعد ؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عمر کا پاؤں زخمی ہو گیا۔ تو ان سے

کسی نے کہا۔ کہ جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ان کو یاد کر۔ فقال یا محمداہ ﷺ کہا۔ تو ان کا پاؤں
ٹھیک ہو گیا (شرح شفا شریف ص ۱۴ ج ۲ بخاری) ۵ شہر نام دم رب رکھیاں شفاداں میں۔
معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو یا محمد کہہ کر پکارنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ ابرار خطابت ص ۳۳۹ ج ۱
۵ نام محمد کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے۔ پیارے نبی کا نام ہم کو پیارا لگتا ہے۔

(۷) مشکل کشائی: حضرت عمار بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈالنا چاہا۔ تو قریب تھا۔ کہ آپ کو آگ میں ڈال دیتے اچانک حضور ﷺ تشریف
لے آئے۔ اور آپ نے اپنا دست کرم حضرت عمار کے سر پر رکھ کر۔ فرمایا۔ یقول یا نار کونی بردا
وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراہیم۔ فرمایا اے آگ عمار پر ایسے ٹھنڈی ہو جا۔ جیسے
تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے عمار تیرے مرنے کا یہ وقت
نہیں ہے۔ بلکہ تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کریگا۔ چنانچہ سید دو عالم ﷺ کا فرمان سن کر آگ ٹھنڈی
ہو گئی۔ اور حضرت عمار امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں شامی باغیوں
کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ خصائص کبریٰ ص ۸۰ جلد ۲، بحوالہ ابرار خطابت ص ۱۰۰ جلد ۴

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو جمرۃ العقبہ
کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو ایک عورت اپنے ساتھ اپنا بیٹا لے کر
حاضر ہوئی۔ اور عرض کرنے لگی۔ یارسول اللہ ﷺ میرے اس بیٹے کو آسیب کی شکایت ہے یہ بات نہیں کرسکتا
چنانچہ حضور سرور کائنات ﷺ نے اس عورت کو پانی لانے کا حکم فرمایا۔ تو وہ پتھر کے ایک برتن میں پانی لے کر
حاضر ہوئی۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے اس برتن سے اپنے منہ مبارک میں پانی لیکر اس میں کلی کر دی پھر اسے
دیکھ کر فرمایا۔ اس پانی کو پلا دو۔ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔ ام جندب کہتی ہیں۔ کہ میں اس عورت
کے پیچھے گئی۔ اور میں نے کہا اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دے دو۔ اس نے کہا۔ لے لو۔ تو میں نے اس میں
سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے کو پلا دیا ماشاءاللہ وہ زندہ رہا لڑکے کی زندگی نبی اکرم کے صدقہ سے ہوئی۔
ام جندب کہتی ہیں۔ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ بے شک وہ لڑکا ایسا
تندرست ہے۔ کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔ ۵ اے گنگناں بعض گلاں کرا جانداراں۔

ابرار خطابت ص ۳۵ ج ۴، خصائص کبریٰ ص ۲۸ جلد ۲) جمعۃ المبارک ۸ ۱۴۲ - ۱۱ - ۱۲
۲۰۰۷ - ۱۱ - ۲۳

شہنشاہ دو عالم ﷺ

کیا پوچھتے ہو ہم سے نظر کیا نظر آیا۔ ہم کو تو مدینے میں کعبہ نظر آیا۔ جس سمت اُٹھیں ساقی کوثر کی نگاہیں تا حدِ نظر نور کا دریا نظر آیا۔ دم توڑنے والے تھے مدینے کے مسافر۔ جان آگئی جب گنبدِ خضرا نظر آیا۔ بے ساختہ نظروں میں کھنچی عرش کی تصویر۔ جب سرورِ کونین کا روضہ نظر آیا۔ ہر اک نے سرِ حشر لیا نام محمد ﷺ بخشش کا مجھے اک سہارا نظر آیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۵ پ۴ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر لاتعداد احسانات فرمائے ہیں۔ اس نے ہمیں ظاہری باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ زمین کو ہمارے لئے بچھونا۔ آسمان کو چھت بنایا۔ آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر زمین میں سے طرح طرح کے میوہ جات کو اگایا۔ چاند سورج ستارے جمادات نباتات اور حیوانات کو ہمارے لیئے پیدا فرمایا۔ اس خالق ومالک کی ہم پر اتنی نوازشات ہیں۔ کہ ہم انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ خود خالق کائنات کا ارشاد مبارک ہے۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا پ۱۴ ہم اس خالق ومالک کے انعامات کو شمار کرنا چاہیں تو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔ یہ اس کا خاص کرم ہے۔ کہ اس نے ہمیں انسان بنایا۔ پھر مسلمان بنایا۔ اور یہ اس کی رحمت ہے۔ کہ اس نے ہمیں سید المرسلین ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور غلام بنایا۔

(۱) احسانِ عظیم:- لاتعداد نعمتوں سے نوازنے والے مولا نے ہم پر جتنے احسانات کیئے ہیں۔ ان میں سے کسی نعمت کو عطا فرمانے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ اے بندے میں نے تجھ پر احسان کیا۔ تجھے آنکھیں دیں۔ زبان عطا فرمائی سننے کیلئے کان پکڑنے کے لئے ہاتھ۔ چلنے کے لئے پاؤں دیئے۔ ہاں ایک ہی ایسی عظیم نعمت ہے۔ ایک ہی عظیم انعام ہے جس کے عطا کرنے کے بعد خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے تم پر احسان کیا۔ ارشادِ خداوندی ہے لقد من اللہ علی المومنین — ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کا اس کائنات میں جلوہ گر ہونا رب کائنات کا سب سے بڑا انعام اور مہربانی ہے۔ کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب مکرم ﷺ کو عطا فرما دیا۔ اور یہ اللہ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے۔ اس لئے دنیا میں اگر کوئی کسی پر مہربان ہو جائے تو اس کو اپنا مال دے سکتا ہے۔ دولت۔ جائیداد مکان۔ دکان۔ خزانہ۔ سونا۔ چاندی۔ مگر کوئی کسی کو اپنا پیار نہیں دیتا۔ بلکہ دینا تو بہت بڑی بات ہے۔ محب اپنے محبوب کو دکھانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا احسان فرمایا کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب ﷺ کو ہمارے درمیان مبعوث فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عالمین کے لئے بھیجا مگر احسان اہلِ مومنین

کو جتلا یا ۔ یہ اس لئے فرمایا کہ سرکار آئے تو کل جہان کیلئے ہیں ۔ مگر قرب خاص ہے صرف مومنین کیلئے ۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے مومنوں پر احسان فرمایا ۔ وابعث فیھم رسولا ۔ ان میں اپنا رسول بھیجا ۔ اب جو
مومن ہے ۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے محبوب ہم میں جلوہ گر ہیں وہ ہمارے قریب ہیں ۔ وہ حاضر و ناظر
ہیں ۔ وہ آقا ہمارے پاس ہیں ۔ وہ بظاہر تو مدینے میں ہیں ۔ مگر باطن میں ہر مومن کے سینے میں ہیں ؎

سُنا ہے رہتے ہیں آقا فقط مدینے میں ۔ ہم عاشقوں کا عقیدہ ہے رہتے ہیں آقا عاشقوں کے سینے میں ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور حاضر و ناظر ہیں ۔ تو ہمیں دکھاؤ ۔ تو یاد رکھو ؎

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے ۔ اتنی لطیف جو ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے ۔

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا ۔ بو جہل کو محبوب دکھائے

محبوب مکرم ؐ کا دیدار مومنوں اور عاشقوں کا حصہ ہے ۔ اس محبوب کبریاؐ کو دیکھنے والی صدیق والی آنکھ کی ضرورت
ہے ۔ عمر والی محبت چاہیئے ۔ عثمان والا ایثار چاہیئے ۔ علی والا پیار چاہیئے ۔ جنہیں بلال والا عشق اور جامی والا سوز
حاصل ہے ۔ وہ آج بھی رخ محبوبؐ کے جلوؤں کا نظارہ کر رہے ہیں ۔ وہ پکار پکار کر کہتے ہیں ؎

دم بدم پڑھو درود ۔ حضرت بھی ہیں یہاں موجود ۔ بے شک محمد مصطفیٰ ۔ صل علیٰ محمدؐ ۔

سورج چوتھے آسمان پر رہ کر ساری زمین کو روشن کر رہا ہے ۔ میرے آقا مدینے میں جلوہ گر رہ کر ہر مومن
کے سینے کو منور فرما رہے ہیں ۔ (۲) رحمت ہی رحمت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ جس نے مومنوں پر احسان
کیا کہ ان میں اپنا رسول بھیجا ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیگر جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ۔ ان پر احسان نہیں جتلایا ۔
اس لئے کہ وہ نعمتیں کبھی کبھی ہمارے لئے زحمت بھی بن جاتی ہے ۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں ۔ سورج اللہ کی نعمت
ہے ۔ مگر جب اس سے گرمی زیادہ ہو جائے تو بعض دفعہ اس سے انسان مر بھی جاتے ہیں ۔ ہوا نعمت ہے آگ
پانی ۔ اولاد ۔ مال ۔ اسی طرح نعمت کسی زحمت کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے محبوب مکرمؐ کی ہی ذات ہے ۔ جو رحمت ہی رحمت ہے ۔ ؎
یوں تو سب ہی محترم ہیں مگر سرور انبیاء بشر کیا بات ہے ۔ رحمت دو جہاں کا سہرا ذات ہے آپ حبیب خدا بشری
سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عظیم البرکت بارگاہ رسالت کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں ؎ ان کی مہک نے دل کے غنچے
(۱۱) نبی کا مرتبہ = حضور کی ذات وہ ذات اقدس ہے ۔ وہ نعمت عظمیٰ ہے جن کے فیضان اور انوار و عنایات ساری مخلوق

مومنوں کو ایمان ملا تو نبی کے صدقے ملا ــــ قرآن ــــ یقین ــــ عارفوں کو عرفان ــــ حق کا در نبی کے در سے ملا۔
ولیوں کو ولایت ــــ قطبوں کو قطبیت ــــ غوثوں کو غوثیت ــــ اماموں کو امامت ــــ شہیدوں کو شہادت
ابوبکر کو صداقت ــــ عمر فاروق کو عدالت ــــ عثمان غنی کو سخاوت ــــ علی المرتضیٰ کو شجاعت ــــ صحابہ کرام کو صحابیت
نبیوں کو نبوت ــــ رسولوں کو رسالت ـــــــــ قربان جاؤں اے میرے محبوب میرے آقا علیہ السلام تیرا کرم ہے
تو نے آدمی کو انسان کر دیا۔ انسان کو مسلمان ــــ مسلمان کو مسلمان کر دیا ــــ صاحب ایمان کو کل ایمان کر دیا
سفر کو ہجرت کر دیا۔ صداقت کو شہادت کر دیا ــــ موت کو زندگی کر دیا ــــ زندگی کو بندگی کر دیا۔ اسلام کو دین
فطرت کر دیا۔ ایمان کو عبادت کر دیا۔ عادت کو عبادت کر دیا۔ چراہوں کو صاحب تاج کر دیا۔ نماز کو معراج
کر دیا ــــ بے زر کو ابو زر کر دیا۔ ابوبکر کو صدیق ــــ عمر کو فاروق ــــ عثمان کو غنی ــــ اور علی کو حیدر کرار کر دیا۔
تیرا نور نے کل کائنات کو منور کر دیا ــــ (۳) سخی کون = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ
فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ سب سے بڑا سخی کون ہے۔ صحابہ نے عرض
کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ــــ اللّٰہُ تَعَالٰی اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ
مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ (مشکوٰۃ) سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور پھر اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی میں
ہوں ــــ (۴) کلیم اللہ علیہ السلام = سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا
کے تحت فرماتے ہیں کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہ خداوندی سے تورات کی تختیاں عطا ہوئیں تو
تو آپ خوش ہوئے ــــ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ــــ مولا تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ
مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے کلیم اللہ چونکہ ہم نے تیرے قلب کو متواضع
پایا۔ لہٰذا اپنے کلام سے مشرف فرمایا۔ فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَمُتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ
وَعَلٰى حُبِّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (معارج النبوۃ) پس جو کچھ ہم نے تجھے دیا ہے۔ اس کا شکر یہ ادا کرو
اور توحید اور محبت محمد ﷺ پر جان دینا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ــــ یا الٰہی محمد ﷺ کون ہیں۔ جن کی محبت
تیری توحید سے مقرون ہے ــــ ارشاد ہوا ــــ محمد ﷺ وہ ہیں۔ جن کا اسم گرامی زمین و آسمان کی پیدائش
سے دو ہزار سال پہلے میں نے عرش پر لکھا۔ اگر تم میری بارگاہ کا قرب چاہتے ہو۔ تو ان پر درود بکثرت بھیجا
کرو۔ موسیٰ نے عرض کی ــــ مجھے محمد ﷺ سے آگاہ فرما کہ وہ کون ہیں۔ جن کے بغیر تیرے دربار میں قرب حاصل

نہیں ہو سکتا۔ تو ارشاد فرمایا ۔ لولا محمد و امتہ لما خلقت الجنۃ ولا النار ولا الشمس

ولا القمر ولا اللیل ولا النہار ولا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا ولا ایاک ۔ معارج النبوۃ ص ۱۳

اگر میں محمد اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت و دوزخ چاند اور سورج رات اور دن اور مقرب فرشتے انبیا

اور رسل پیدا نہ کرتا اور نہ ہی تجھے پیدا کرتا ۔

ایہہ دھرتی نہ ہندی نہ آسمان ہوندے پیدا نہ عرشاں دا مہمان ہوندا

ناں شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے ناں جنت دوزخ نہ جنت دا سامان ہوندا ۔

ایہہ جلوے ایہہ منظر ایہہ رنگین نظارے محمد دے ہونے عشق ہونے نے سارے ۔

جے پیدا نہ ہوندے محمد پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہوندا ۔

ساری کائنات کی رنگینی کل جہان کی ساری آبادی یہ ساری رونقیں بہر کیف رحمتیں سب صدقہ رحمت دو جہان

کا ہے ۔ (۵) ام معبد کی بکری = نبی اکرم ہجرت کرے ۔ ابوبکر کا غلام عامر ۔ تھنوں پیر ہاتھ پھیرا مشکوۃ

(۶) سات کھجوریں ۔ عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں ۔ کہ غزوہ تبوک میں ایک رات نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال

سے فرمایا ۔ کیا کچھ کھانے کے لئے ہے ۔ پہلے دن ۳۰ آدمی ۔ دوسرے دن ۱۰ آدمی ۔ سرکار نے فرمایا مجھے حیا آتی

ہے ۔ مدینہ منورہ پہنچنے تک انہی سات کھجوروں کو کھاتے رہیں خیبر بدر (۷) تحفہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم

نے حضرت سیدہ زینب سے نکاح کیا ۔ تو میری والدہ نے کھانا پکایا ۔ لہذا مجھے حکم دیا ۔ کہ یہ کھانا حضور نبی اکرم کے پاس

لے جاؤ ۔ سرکار نے فرمایا ۔ کہ جاؤ فلاں فلاں اصحاب کو بلا لاؤ ۔ تین سو افراد ۔ دس دس کھاتے

حضرت انس فرماتے ۔ مجھے معلوم نہ تھا ۔ کہ کھانا اب زیادہ ہے یا اس وقت زیادہ تھا ۔ جب رکھا تھا ۔ مشکوۃ ۔

(۸) کچھ کبھی ختم نہ ہوتے ۔ سیدنا جابر بیان فرماتے ہیں آدھا وسق (مشکوۃ مسلم) (۹) ابو طلحہ

کی دعوت ۔ انس بن مالک خندق کے مقام پر ۔ استر یا اسی تھے ۔ جیوری کا جواب ۔

ہمارے مصلے پر تو ہمارے اما کا سایہ ہے ۔ + وہی ان کو کھلائے گا جو ان کو سکھلا دیا ستر

ابو طلحہ کی دعوت گھر پر ۔ مشکوۃ شریف ۔ آتا ہے فقیروں پر آپ کا ایسا ۔ تو دیکھ دیں ۔

فقیروں کو ملتا ہے ۔ کرم کی اک تیلی ہی پر خدا ۔ + واسطہ مسید کربلا کا ۔ واسطہ فاطمہ کا دا

مس الخطیب ص ۸۰ جلد ۵ ۔ PM 12:58 ۔ ۲

۳-۱۲-۲۰۰۷
۲۱-۱۱-۱۴۲۸
بروز پیر

سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقاً نبیاً ۰ پ ۱۶ ع ۶ = اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے پیارے نبی جدِ انبیاء - خلیل کبریا - جدِ امجد مصطفےٰ رسول رب کریم سیدنا و مولانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و شان بیان فرمائی - واذکر فی الکتاب ـــــ اس آیت پاک میں ارشاد فرمایا کہ یاد کرو کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کی سیرت پاک کو کہ وہ بے شک سچے نبی تھے - (۱) یاد منانا = اللہ کریم کے مقبول اور خاص بندوں کا ذکر کرنا - اور ان کی یاد منانا - مالک دوجہان خالقِ کائنات کی رضا - اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے - اس لئے - قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا ہے - کہ میرے مقبول بندوں کو یاد کرو - اور ان کا ذکر خیر کرو - اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے - واذکر فی الکتاب مریم - واذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصاً وکان رسولاً نبیاً - واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً ـــــ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقاً نبیاً ط ان آیات بینات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا - اے قرآن کے پڑھنے والو - مریم کے واقعے کو یاد کرو - سیدنا موسیٰ کلیم اللہ - حضرت ادریس اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو - الحمدللہ ہم اہل سنت والجماعت قرآن مجید کو مانتے ہیں - احکاماتِ خداوندی کو تسلیم کرتے ہیں ہم اللہ والوں کی یادیں مناتے ہیں - (اولیاء اللہ کا ذکر) اللہ والوں کی یادیں منانا یہ سب قرآن حکیم کے حکم کے عین مطابق ہے - اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ـــــ واذکر فی الکتاب ابراہیم علیہ ـــــ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے وہ جسے چاہے اپنے ملک میں بادشاہی عطا فرما دے - خوش بخت ہیں وہ انسان جن کو یہ انعامِ خداوندی حاصل ہو - انہوں نے تاجِ شاہی پہن کے اپنے منعمِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکایا اور کلمۃ اللہ کی صدائیں بلند کیں ـــــ مخلوقِ خدا پر عدل و انصاف کیا - بیچاروں بے کسوں سے الفت - بیواؤں کی خبر گیری - مجبور ناداروں کی دستگیری فرمائی - ـــــ اور سب سے زیادہ بدبخت وہ انسان ہیں - جن کو اللہ تعالیٰ نے شہنشاہی دی - اور انہوں نے خالق و مالک کا شکر یہ ادا کرنے کی بجائے غرور اور تکبر کیا - اور انا ربکم الاعلیٰ کہا - مخلوقِ خدا پر ظلم و ستم کیا - ان بدبخت انسانوں میں ایک نمرود لعین بھی تھا - جسے اللہ تعالیٰ نے مشرق سے لیکر مغرب تک بادشاہی عطا کی - اور وہ بجائے اپنا سرِ نیاز جھکانے کے بجائے - خود رب بن بیٹھا - اور بڑا ستمگر - کاہنوں اور نجومیوں نے پریشان دیکھا - (۲) خواب کی تعبیر = نمرود کہنے لگا - اے میرے نجومیوں - آج

میں نے خواب میں ایک ستارہ دیکھا ہے۔ جس کی روشنی کے سامنے چاند سورج کی روشنی ماند پڑ
گئی ہے۔ اس خواب نے مجھے از حد پریشان کر دیا۔ کاہنوں اور نجومیوں نے یہ خواب سن کر کہا اے نمرود اس کی تعبیر یہ ہے
کہ تیرے شہر میں اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جو اہل زمین کے دین کو بدل دے گا۔ اور اس کے ہاتھوں
سے تیری ہلاکت ہوگی۔ اور تیری بادشاہی کو زوال پہنچے گا۔ (تفسیر الصاوی ص ۲۳ جلد ۲)
اور نمرود نے حکم دیا۔ بچوں کو قتل کر دیا جائے ——— (۱) ولادت خلیل ؑ۔ ماں کی محبت۔ پیشانی
میں نور محمد ﷺ کا تھا۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو غار میں ——— چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ
بڑے ہوئے۔ تو آپ نے کیا دیکھا۔ کہ پوری قوم نمرود بت پرستی میں مبتلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی ان
ان کے قلوب و اذہان سے محو ہو چکی ہے۔ غضب کی بات ہے۔ کہ آپ کا چچا آزر نہ صرف بت پرست تھا۔
بلکہ بت گر۔ اور بت فروش بھی تھا۔ (۲) سلسلہ تبلیغ۔ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے پہلے اپنے
گھر سے ہی تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ
اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ پ ۷ ۱۵ — اور جب ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے چچا آذر سے فرمایا۔ کیا تو بتوں کو خدا کہتا ہے۔ تحقیق میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔
لفظ اَب کی تحقیق = ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام — حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ (روح المعانی) ص ۱۶۹ جلد ۲ — میں
ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں — چاند، سورج، ستارے کی پوجا۔
(۳) بتوں کی تذلیل — سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا چچا بت پرست تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ اس کے ایک بت کو
پکڑا۔ اور بازار میں لے گئے ——— خرید لو جس نے دین و دنیا تباہ کرنا ہو ——— (۴) بت ڈبونا کا بت
ہو کا ڈبوے وچ بازار سو بنا بنی ربانا ——— لے لو بت اہرے لو بت جس نے دوزخ وچ جانا
بت کو پانی میں ڈبو دینا ——— قوم لڑائی کے لئے تیار ہو گئی ——— اپنے چچا سے فرمایا ——— یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا
لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْــٴًـا ۔ پ ۱۶ ع ۶ — تمہارے کاہنوں اور مُلاؤں نے تمہارا اتا تا
کو گمراہ کر دیا ہے۔ کہ بت کو چھوڑ دو گے۔ تو یہ تمہارا نقصان کر دیں گے (بتوں کا کلیم ستیاناس) قوم کو جھنڈا سمجھاتے (اتنا ہی)
(۴) بت شکنی — سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کو دوران گفتگو یہ فرما دیا۔ کہ خدا کی قسم میں

تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے۔ وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ پ ۱۷ ع ۵۔ قوم کا میلے میں جانا۔ اور بتوں کا توڑنا ۔۔۔ اس کا ذکر پہلے میں ہے۔ (۵) نمرود سے مناظرہ: سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کا پوری قوم کے سامنے یہ بیان ان کے لئے راہِ حق کو اختیار کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر ان بدبختوں نے حق تسلیم کرنے کی بجائے اللہ کے نبی کے ساتھ عداوت و دشمنی کا نعرہ بلند کیا۔ آپ کے متعلق سازشیں ہونے لگیں۔ چلتے چلتے یہ بات حاکم وقت نمرود مردود تک جا پہنچ گئی۔ نمرود نہ صرف اس قوم کا بادشاہ کہلاتا تھا۔ بلکہ وہ خود کو اپنی رعایا کا خدا تصور کرتا تھا۔ لوگ دیگر بتوں کی طرح اسے بھی سجدہ کیا کرتے تھے۔ نمرود کو سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کے متعلق جب معلوم ہوا۔ تو سوچنے لگا۔ کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ تبلیغ یوں ہی جاری رہا۔ تو وہ دن دور نہیں جب یہ شخص قوم کو مجھ سے برگشتہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو میرے دربار میں پیش کیا جائے۔ نمرود اور حضرت کی بات چیت ۔۔۔ آپ نے نمرود کے بھرے دربار میں علی الاعلان فرما دیا۔ کہ بے جان پتھر کی مورتیاں کیسے خدا ہو سکتی ہیں۔ تو بھی انسان ہے۔ ہم بھی انسان ہیں پھر تو خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ خدا تو وہ ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ پ ۳۔ ع ۲۔

مختصر یہ کہ سیدنا خلیل اللہ نے نمرود کو بھی لاجواب کر دیا۔ پوری قوم اور بادشاہ وقت کو بھی آپ نے شکست فاش دے دی۔ ان کے پاس اللہ کے نبی کی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ بتوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل باقی نہیں تھی۔ (۶) آتشِ نمرود: چنانچہ انہوں نے اپنی سلامتی اور عافیت اسی میں سمجھی کہ حق بات کہنے والے کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جائے۔ سارا قوم نے فیصلہ کیا۔ کہ آپ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ پ ۱۷ ع ۵۔ ۔۔۔ ابراہیم کو منجنیق۔ اور آگ کی شاہراہ ۔۔۔ منت مانتے تھے۔

پھر وہ خدا کے پیارے نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو قید خانہ سے باہر لے آئے۔ اور انہیں رسیوں سے جکڑا ہوا دیکھ کر عرش و زمین کے ملائکہ اور دیگر مخلوقات میں چیخ و پکار کی صدا بلند ہو گئی۔ اور عرض کی اے رب! ابراہیم تجھ کو ایک کہنے والا۔ تیرے نام کے ڈنکے بجانے والا۔ تیرا دوست تو آج آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ پانی کا فرشتہ آیا۔ اللہ کی اجازت سے عرض کی اے اللہ کے خلیل اگر آپ اجازت دیں تو میں اتنا پانی لے آؤں جس سے آگ بجھ جائے۔

ہوا کا فرشتہ — جبرائیل علیہ السلام اجازت طلب کرنے آئے — وہ جانتا ہے وہ میرا رب جلیل ہے
ظالموں نے آگ میں ڈال دیا — اللہ نے آگ کو حکم دیا۔ فرمایا آگ تیرا قانون سب کو جلانا ہے۔ مگر آج
تو اپنا قانون تبدیل کر لے — قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم — پ ۱۷ ع ۵ — سیدنا ابراہیم علیہ السلام
جب آگ میں پہنچے تو خالق دوجہان کے حکم سے اس طرح ٹھنڈی ہو گئی۔ کہ آپ کیلئے گل و گلزار بن گئی۔ صرف وہ رسیاں
جل گئیں۔ جن سے آپ کو باندھا گیا تھا — صاحب تفسیر مظہری اس مقام پر فرماتے ہیں۔ کہ جس روز
سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوئی اس دن کوئی بھی شخص آگ سے نفع حاصل نہ کر سکا۔ اگر اللہ تعالیٰ
علی ابراہیم نہ فرماتے۔ تو آگ ہمیشہ کیلئے سرد ہو جاتی۔ یہ تھی عشق کی معراج۔ اور استقامت ایمان کی برکت۔
علامہ اقبال فرماتے ہیں — ہو اگر آج ابراہیم کا ایمان پیدا۔ آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا۔
الخطیب صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ — اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار و مشرکین کے تمام ارادوں سے
بچا لیا۔ اور آپ کو خلیل اللہ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔
پ ۵ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیا — صاوی علی الجلالین صفحہ ۶۸ جلد ۳ معارف البقرہ صفحہ ۵۸۹/۱
ابرار خطابت صفحہ ۳۰۹ جلد ۲ — (۷) ہجرت = سیدنا ابراہیم علیہ السلام نار نمرود سے صحیح سلامت نکل
آئے۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ وہ قوم اس عظیم الشان برہان کو دیکھ کر حق کو قبول کر لیتی۔ مگر یہ ظالم قوم پھر بھی راہ
راست پر نہ آئی — اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہ کیا۔ بالآخر آپ نے فیصلہ فرما لیا۔ ملک شام کی
طرف ہجرت۔ دوران سفر مصر کی حدود میں داخل ہوئے — تو معلوم ہوا کہ مصر کا حاکم بدترین بدکار شخص
ہے۔ اور حسین عورتوں کو چھین لیتا ہے — قال اختی — یا سارۃ لیس علی وجہ الارض
مؤمن غیری و غیرک — اے سارہ اس وقت دنیا میں سوائے میرے اور تیرے کوئی مومن نہیں —
بادشاہ نے دست درازی کا قصد کیا — تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے — ولادت اسماعیل —
رب ھب لی من الصالحین — بشرناہ بغلام حلیم پ ۲۳ — الخطیب صفحہ ۲۵۲ جلد ۲

— ٥ —

۱۱-۱۲-۲۰۰۷
۳۰-۱۱-۱۴۲۸
بروز منگل PM ۳:۳۳

Muhammad
Sig. ....
Distt. Teh. Pakpattan

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۔ پ ۲۳ ۔ اے رب مجھے ایسا بچہ عطا فرما جو نیکوں میں سے ہو ۔ اس آیت کریمہ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے ۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگا کرتے تھے ۔ (۱) ولادت ذبیح اللہ علیہ السلام ۔ حضرت سارہ شاہ مصر سے حضرت ہاجرہ کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئیں ۔ سیدہ سارہ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی ۔ وہ خود کو بانجھ خیال کرتی تھیں ۔ حضرت سیدہ سارہ نے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ۔ کہ آپ حضرت ہاجرہ سے نکاح فرمالیں تاکہ ان کے بطن اطہر سے کوئی اولاد ہو جائے ۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہ سے نکاح فرمالیا ۔ اور پھر بارگاہ خداوندی میں دعا کی ۔ رب ھب لی ۔ العالمین آپ کی دعا قبول ۔ اور بشارت مل گئی ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ پ ۲۳ ع ۔ ہم نے اس کو حلیم مزاج بیٹے کی خوشخبری دی ۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے ۔ جب ہاجرہ کے ہاں فرزند پیدا ہوا ۔ تو سیدہ سارہ کو رشک ہوا ۔ اور آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا ۔ کہ اس بچے اور اس کی والدہ کو کہیں دور جنگل میں چھوڑ آئیں ۔ آپ بہت متفکر ہوئے ۔ تو بارگاہ خداوندی سے حکم ہوا ۔ جو سیدہ کہتی ہے وہی کرلو ۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے تیار ہو گئے

(۲) وادی غیر ذی زرع ۔ ابراہیم علیہ السلام حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے سیدہ سارہ کی خوشنودی کیلئے سیدہ ہاجرہ اور ان کے نور نظر کو ساتھ لیکر گھر سے چل دیئے ۔ شاعر اسلام حفیظ جالندھری ان چند نفوس قدسیہ کی منزلت کو اس طرح بیان کرتے ہیں ۔ خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا ۔ تین جانوں پر ۔ معزز

سیدنا اسماعیل

جس کو ہونا تھا زمینوں آسمانوں پر ۔ حضرت خلیل اللہ اپنے ننھے سے بچے اور اس کی والدہ کو ساتھ لئے جا رہے تھے ۔ چلتے چلتے شہر سے دور بہت دور نکل گئے ۔ جنگل آگیا ۔ پھر اس جنگل سے بھی آگے نکل گئے ۔ کبھی ہموار زمین آجاتی ۔ اور کبھی پہاڑیاں آجاتیں ۔ آخر ایک چٹیل میدان آگیا یہ لق و دق صحرا تھا یہاں نہ کوئی سبزہ تھا ۔ نہ پھل تھا نہ درخت تھا ۔ نہ سبزہ تھا ۔ نہ کوئی مکان تھا نہ سایہ تھا ۔ نہ کوئی جانور تھا ۔ نہ کوئی انسان تھا ۔ اور چاروں طرف ٹیلے ہی ٹیلے تھے اپنی منزلوں کے پاس دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں جنہیں آج تک صفا مروہ کہتے ہیں سیدنا

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نورِ نظر اور بیوی کو اس صحرا میں تھوڑی سی کھجوریں اور پانی کا مشکیزہ دے کر بٹھایا
اور خود وہاں سے چل دیئے۔ حضرت ہاجرہ ؓ نے عرض کی حضور آپ ہمیں اس ویران صحرا میں چھوڑ کر کہاں جا رہے
ہیں۔ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام خاموش رہے پھر عرض کی کیا آپ کو یہ اللہ کا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔
اس پر آپ وہیں ٹھہر گئیں جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بٹھایا تھا۔ اللہ اللہ حضرت ہاجرہ ؓ کوئی
عام عورت نہ تھیں۔ (آج عورتوں کے حالات) سیدہ ہاجرہ ؓ تو اللہ کے پیارے نبی کی زوجہ تھیں
ایک جلیل القدر پیغمبر کی والدہ تھیں۔ وہ صابرہ تھیں۔ شاکرہ تھیں۔ شوہر کی خوشنودی اور اللہ تبارک و تعالیٰ
کی رضا جوئی کیلئے اس صحرا میں بڑے صبر و شکر کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ اور سوچا کہ خدا ہمیں ضائع نہ کرے گا
سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ اور بچے کو تنہا چھوڑ کر جب دور نکل آئے۔ تو آپ کی آنکھیں پرنم
ہو گئیں۔ اور پھر بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی ــــ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ
غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (مِّنَ الثَّمَرَاتِ)
(وارزقہم) (لعلہم یشکرون) (ابراہیم ۳۷) ـ اے ساری کائنات کے پالنے والے۔ میں نے اپنے اہل و عیال کو یہاں سکونت پذیر کر دیا ہے
تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔ جہاں کھیتی نہیں ہے۔ اے پروردگار۔ انہیں نمازی بنا۔ لہٰذا ایسے ہی لوگوں
کے دل ان کی جانب پھیر دے۔ اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما۔ کہ یہ تیرے شکر گزار ہوں ــــ (ترجمہ)
حضرت خلیل اللہ۔ بارگاہ خداوندی میں دعا فرما کر اپنے اہل و عیال کو خدا کے سپرد کر کے چلے گئے۔
اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی۔ ـ بشارت بڑی سمجھ کر پیرا اسے بھی سمجھا ہے۔ یہ اب تو ہی محافظ ہے پروردگار
ہے یہ بچہ ہے۔ (۳) آب زم زم۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے اہل و عیال کو پانی کا مشکیزہ اور تھوڑی
سی کھجوریں دے کر تپتے ہوئے صحرائے عرب میں چھوڑ کر چلے گئے۔ پانی کا مشکیزہ اور چند کھجوریں مختصر عرصہ میں
ختم ہو گئیں۔ سیدہ ہاجرہ ؓ اپنے نورِ نظر کو دودھ پلاتی رہیں۔ حتیٰ کہ سینے میں دودھ بھی خشک ہو گیا۔ ننھے
بچے کو بھوک اور پیاس نے ستایا۔ تو رونا شروع کر دیا۔ بچے کو روتا دیکھ کر ماں کی مامتا تڑپ گئی۔ بچے کو زمین
پر لٹایا۔ اور جو قریب کی صفا اور مروہ کی پہاڑیاں تھیں۔ ان پر گئیں۔ اور چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کہ شاید
کہیں قریب ہی زندگی کے آثار نظر آ جائیں۔ اور پانی کا کوئی نشان مل جائے۔ تاکہ اپنے نورِ نظر کا حلق تر
کیا جائے۔ سیدہ ہاجرہ ؓ اسی کشمکش میں پانی کے لئے کبھی صفا اور کبھی مروہ پر دوڑ لگاتیں۔ اور کبھی آسمان

کی طرف نگاہ اٹھاتیں۔ کبھی گرد و پیش میں نظر دوڑاتیں۔ اور کبھی پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی جاتیں۔ جب حضرت اسماعیل
پہاڑوں کی اوٹ میں آ جاتے۔ سامنے نظر نہ آتے تو آپ تیزی سے بھاگتی ہوئی واپس آ جاتیں۔ اسی طرح سے آپ
نے سات چکر لگائے۔ یہ معمول اللہ تبارک و تعالیٰ کو اتنا پسند آیا۔ کہ تا قیامت تک ہر حاجی کو اس پر
عمل کر کے سیدہ ہاجرہ کی سنت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ حضرات گرامی قدر۔ سیدہ ہاجرہ جب سات چکر
لگا چکیں پانی کہیں سے بھی نہ میسر ہوا۔ تو مایوس ہو کر اپنے نور نظر کی طرف واپس آ گئیں۔ اللہ پاک کا
دریائے رحمت جوش میں آیا۔ تو کیا دیکھتی ہیں۔ کہ

رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمین پر اپنے بچے کو ۔ پکارا ہاجرہ نے کانپ کر اللہ سچے کو۔
جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بارا جاری ۔ ہوا تھا چشمہ آب سرد و شیریں کا وہاں جاری

رحمت ہوتی سیدنا اسماعیل ع نے جو اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑیں تو وہاں سے چشمہ پانی جاری ہو گیا۔ سیدہ ہاجرہ
نے جو یہ منظر دیکھا۔ تو خوش ہو گئیں۔ اور اس کے گرد مٹی جمع کر دی اور فرمایا۔ یا ماء زم زم — صاحب
تفسیر مظہری۔ بروایت حضرت ابن عباس رض نقل فرماتے ہیں۔ کہ سید عالم ص نے فرمایا۔ کہ حضرت اسماعیل ع کی
والدہ پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔ اگر وہ پانی کو زم زم نہ فرماتیں۔ تو وہ چشمہ ساری زمین پر پھیل جاتا۔
سیدہ ہاجرہ نے پانی کو زم زم کہا۔ تو پانی ٹھہر گیا۔ اور آپ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے یہ الفاظ
اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آئے۔ کہ آج تک لوگ اس پانی کو آب زم زم کہتے ہیں۔ — عام پانی کو بیٹھ کر
پینے کا حکم ہے لیکن آب زم زم کو کھڑا ہو کر پینے کا حکم ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا اسماعیل ع کی
ایڑیوں کی برکت سے جاری ہوا تھا۔ اب ان لوگوں کو سوچنا چاہیے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ غیر اللہ سے نفع حاصل کرنا شرک
ہے۔ تو بتاؤ آب زم زم کے پینے کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ اسے تو تم بھی بطور تبرک مکہ معظمہ سے پاکستان
لاتے ہو۔ کیا پاکستان میں پانی نہیں ہے۔ اس پانی میں کیا خوبی ہے۔ جو اتنی دور سے لاتے ہو۔ حضرات وہ
پانی متبرک بن گیا۔ جو نبی کی ایڑیوں کے صدقے ملا ہے۔ (۴) صحرا آباد ہو گیا۔ پانی استعمال کرنا چند دنوں کے لئے
یمن کی طرف سے خانہ بدوش جبلہ بنو جرہم۔ (عورت کو بچہ کو دیکھا — کلام ہوا آپ کی جگہ ہے) سے
یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے۔ یہ پیغمبر کی بیوی ہے۔ یہ پیغمبر کا بیٹا ہے۔
اجازت مانگنا — آبادی ہو گئی۔ (۵) ذبح عظیم۔ (آزمائشوں میں) آزمائش بیٹا، خواب کا

آنا۔ دونوں باپ بیٹا جنگل کی طرف ۔ شیطان کا آنا ـــــ کنکریاں مارنا ـــــ راستے میں سوال کرنا ۔

یہ مضمون نازل تھا۔ کہ مکتب کی کرامت تھی۔ یہ سکھایا کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی ـــــ وہاں مقصد

بیان کیا ۔ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ

اللّٰہ من الصابرین۔ آپ ـــــ چند باتیں ـــــ (فلما اسلما وتلہ للجبین)

چھری کو حکم ۔ جبرائیل کو حکم ۔ ونادینٰہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا

کذلک نجزی المحسنین ۔ ان ھذا لھو البلٰؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاٰخرین

النائدہ ـــــ الخطیب حصہ دوم ص ۲۵۳ ۔

(۶) حضرت اسماعیل کا حلقوم کٹنے سے محفوظ رہنا ہمارے نبی کی وجہ سے تھا ۔ الصّٰفّٰت میں ہے ۔ بے شک آپ نے

اپنا خواب سچا کر دکھایا ۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے ۔ کہ خواب تو سچا تب ہوتا ۔ جب سیدنا ابراہیم اسماعیل کو

ذبح کر دیتے ۔ واقع میں تو حضرت اسماعیل ذبح نہیں ہوئے تھے ۔ پھر ان کا خواب کس طرح سچا ہوا ۔ اس کا جواب یہ

ہے ۔ کہ خواب میں انہوں نے یہ نہیں دیکھا تھا ۔ کہ انہوں نے حضرت اسماعیل کو ذبح کر دیا ہے ۔ انہوں نے خواب

میں صرف اتنا دیکھا تھا ۔ کہ وہ حضرت اسماعیل کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں ۔ سو انہوں نے حضرت اسماعیل کے گلے پر

چھری پھیری ۔ اب اگر چھری نے گلا نہیں کاٹا ۔ اور خون نہیں بہا ۔ تو اس سے حضرت ابراہیم کے فعل ذبح میں کوئی

کمی نہیں آئی ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اسی طرح تھی ۔ کہ حضرت اسماعیل کی نسل پھیلے ۔ کیونکہ ہمارے نبی سیدنا محمد

کا نور اب اسماعیل میں منتقل ہو چکا تھا ۔ اور جس میں آپ کا نور ہو ۔ اس کو چھری کیسے کاٹ سکتی ہے ۔ آپ

نے خود فرمایا ۔ ہر مخلوق کو یہ علم ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۔ ـــــ نیز ابھی آپ کا نور حضرت اسماعیل

سے مقدس نفوس قدسیہ میں منتقل ہونا تھا ۔ اس لئے ابھی اسماعیل کو زندہ رکھنا تھا ۔ تاکہ ان کی نسل سے ہمارے

نبی سیدنا محمد رسول اللہ اس عالم آب و گل میں رونق افروز ہوں ۔ جیسا کہ خود آپ کا ارشاد ہے ۔ کہ حضرت واثلہ

بن الاسقع بیان کرتے ہیں ۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد

میں سے کنانہ کو منتخب کر لیا ۔ اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو منتخب کر لیا ۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو

منتخب کر لیا ۔ اور بنو ہاشم میں سے مجھے چن لیا ۔ (مسلم کتاب الفضائل ۔ ترمذی ۔ مسند ابو یعلیٰ ۔ صحیح ابن

حبان ۔ المعجم الکبیر ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ۔ شرح السنۃ رقم الحدیث ۳۶۱۳ + سو جب حضرت اسماعیل

علیہ السلام کی اولاد میں سے ہمارے بنی سیدنا محمد ﷺ کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں تھا۔ تو بلوغت سے
پہلے حضرت اسماعیل کس طرح ذبح ہو سکتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت حضرت سیدنا اسماعیل ؑ
کی جان کا محفوظ رہنا یہ بھی ہمارے بنی سیدنا محمد ﷺ کا تصدق تھا۔ (۱) دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں
عبد المطلب کی نذر۔ حضرت سیدنا عبد اللہ کی قربانی۔ دس اونٹ سو اونٹ۔ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْن
(۲) صرف سیدنا اسماعیل نہیں بلکہ ہر مسلمان آپ کی وجہ سے ذبح ہونے سے محفوظ رہا۔
سیدنا آدم کی توبہ ۔ حضرت سیدنا آدم ؑ کی توبہ اس وقت قبول ہوئی جب انہوں نے ہمارے بنی سیدنا محمد ﷺ
کے وسیلہ سے توبہ کی۔ بلکہ سیدنا آدم ؑ کا پیدا ہونا بھی ہمارے بنی ﷺ کی وجہ سے تھا۔ حدیث میں ہے۔ سیدنا
عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام سے اجتہادی
خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ میں تجھ سے سیدنا محمد ﷺ کے وسیلہ سے
سوال کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی۔ کہ محمد ﷺ کیا ہیں۔ اور کون ہیں۔ تب انہوں
نے کہا۔ تیرا نام برکت والا ہے۔ تو نے مجھے جب پیدا کیا تھا۔ تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ تو اس پر لکھا تھا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو میں نے جان لیا۔ کہ اس سے زیادہ مرتبہ والا شخص کون ہو گا۔ جس کا نام تو نے
اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی۔ اے آدم وہ تمہاری اولاد میں آخر النبیین
ہیں۔ اور ان کی امت تمہاری اولاد میں آخری امت ہے۔ اور اے آدم اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔
المعجم الصغیر جلد ۲ ص ۸۳۔ المعجم الاوسط۔ المستدرک جلد ۲ ص ۶۱۵ دلائل النبوۃ۔ البدایۃ والنہایۃ۔
مجموعۃ الفتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ ص ۹۶ = اسی طرح حضرت سیدنا نوح ؑ جو طوفان میں غرق ہونے سے
محفوظ رہے۔ اس کی وجہ بھی یہ تھی۔ کہ ہمارے بنی ﷺ اس وقت ان کی ~~پیشانی~~ پشت میں جلوہ گر تھے۔ اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو وہ بھی آگ میں جلنے سے اس لئے محفوظ رہے۔ اسماعیل بچ گئے۔ عبد اللہ
جو ذبح ہونے سے بچ گئے تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اب آپ کا نور ان میں منتقل ہو چکا تھا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ آدم
سے لیکر جناب عبد اللہ تک اپنے تمام آباؤ کے وجود سے مشرف ہونے میں آپ وسیلہ ہیں۔
ہوتا یہ ہے۔ کہ باپ کی وجہ سے بیٹے کا وجود ہوتا ہے۔ اور بیٹے کے وجود پر اس کے باپ کا احسان ہوتا ہے۔
مگر ہمارے بنی سیدنا محمد ﷺ ایسے منفرد بیٹے ہیں۔ کہ آپ کا اپنے تمام آباء پر احسان ہے۔ اور حضرت آدم سے حضرت عبد اللہ

تک آپ ؐ کے سلسلۂ نسب میں جس قدر آباء ہیں۔ ان میں سے جو بھی وجود سے مشرف ہوا۔ وہ آپ
کے وسیلہ اور آپ کی وجہ سے تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا النحل ۱۲۳ - پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی۔ کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کریں، جو باطل
سے الگ حق کی طرف مائل تھے۔ اس آیت میں ہمیں حضرت ابراہیم ؑ کی ملت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور حدیث
شریف میں ہے۔ حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ علیہ السلام سے آپ کے اصحاب نے پوچھا۔
یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیسی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں —
ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ الطبرانی رقم الحدیث ۵۰۷۵ - اس کا معنیٰ یہ ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم ؑ کے
ہاتھوں حضرت اسماعیل ذبح ہو جاتے تو پھر حضرت ابراہیم کی سنت یہ ہوتی۔ کہ ہر باپ اپنے بیٹے کو
ذبح کرے۔ اور ہمیں ملت ابراہیم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ تو ہم پر بھی لازم ہوتا۔ کہ اپنے بیٹوں کو
ذبح کریں۔ سو سیدنا محمد ﷺ کے حضرت اسماعیل ؑ کی پشت میں جلوہ گر ہونے کی وجہ سے صرف ان کی
جان نہیں بچی۔ بلکہ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے بیٹوں کی گردنیں بچ گئیں۔ اور ہر شخص کی بقا میں
اس کی گردن پر سیدنا محمد ﷺ کا احسان ہے۔ یہ صرف حضرت آدم کی تخلیق اور سیدنا اسماعیل کی بقا کی بات
نہیں ہے۔ کائنات کے ہر شخص کی تخلیق اور اس کی بقا آپ کی وجہ سے ہوئی۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ
کے زیر احسان ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی کا مقولہ۔ نور الحبیب جلد ۱۹ شمارہ ۱۲
دسمبر ۲۰۰۷ ذوالحجہ المبارکہ ۱۴۲۸ھ ص ۱۸

[signature]

بروز منگل AM ۱۲:۰۵

۱۸-۱۲-۲۰۰۷
۷-۱۲-۱۴۲۸

Maulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. Teh. Pakpattan

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کا عظیم دن

سید پیر شبیر حسین شاہ غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المعظم الجلیل الکریم المجیب الرحیم

انا اعطینٰک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھو الابتر ○

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نسل رہے گا۔

(۱) کوثر سے مراد: حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ کوثر سے خیر کثیر مراد ہے۔ جس میں قرآن، نبوت اور نہر بھی شامل ہے جو جنت میں ہے۔ وہ نہر جنت کے وسط سے جاری ہوتی ہے۔ اس کا اندرونی حصہ کھوکھلے موتی سے بنا ہے۔ اور اس کے کنارے پر سبز یاقوت کے قبے ہیں۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور مکھن سے زیادہ ملائم ہے۔ اور اس کا پانی تیر کی طرح سیدھا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہر اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

(۲) قربانی اور نماز = ارشادِ خداوندی ہے۔ فصل لربک وانحر = حضرت مقاتل رحمۃ اللہ فرماتے ہیں مقصد یہ ہے۔ کہ اپنے رب کے لئے پانچ نمازیں ادا کیجئے اور قربانی کے دن قربانی دیجئے۔ غنیۃ الطالبین ص ۵۱۱

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو لاکھوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم نعمت عید قربان بھی ہے۔ مسلمان اس عید کے تین ایام مخصوص جانوروں کو ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ انسان کی طرح قربانی کی تاریخ بھی بہت قدیم ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی مختلف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی امتِ محمدیہ ﷺ سے قبل دیگر امتوں پر بھی لازم تھی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل اور قابیل اور سیدنا ابراہیم کی قربانیوں کا تذکرہ قرآن حکیم میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مزید براں قرآن مجید کی مختلف آٹھ سورتوں میں قربانی کا تذکرہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا۔ فصل لربک وانحر۔ مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں۔ قربانی اسلامی شعار ہے۔ اس کے بدلے میں قیمت وغیرہ نہیں دی جا سکتی۔ تفسیر نور العرفان

① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

② حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یوم الاضحیٰ کو کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک

خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔ ترمذی جلد ا صفحہ ۲۷۵ — (۳) سیدنا ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ کھڑی ہو جا اپنی قربانی پر حاضر ہو۔ کیونکہ قربانی کے خون کے ہر قطرہ کے بدلہ میں تمہارے پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا یہ اجر ہم اہلبیت کے لئے خاص ہے۔ یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے اجر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۳۶ (۴) سیدنا علی المرتضیٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ اے لوگو۔ قربانی کرو۔ اور قربانی کے خون میں ثواب کی نیت کرو۔ کیونکہ قربانی کا خون ہر چند کہ زمین پر گرتا ہے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ شرح مسلم صفحہ ۱۳۶

(۵) حضرت سیدنا حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جس نے ثواب کی نیت سے اور خوشی کے ساتھ قربانی کی۔ وہ اس کے لئے آگ سے حجاب بن جائے گی الغنایت ۱۴۷ جلد ۶۔ (۶) سیدنا علیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا۔ اے فاطمہ کھڑی ہو۔ اور اپنی قربانی پر حاضر ہو۔ بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے پچھلے سارے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی۔ اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا۔ اور اس کو ستر درجہ بڑھا کر تیرے میزان میں وزن کیا جائے گا۔ حضرت سیدنا ابو سعید خدریؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ کیا یہ اجر صرف آل محمدؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں۔ یا آل محمدؐ اور تمام لوگوں کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بلکہ یہ اجر آل محمد اور تمام لوگوں کے لئے ہے۔ شرح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۴۷

غریب کے لئے قربانی کا حکم اور ثواب حاصل کرنے کا طریقہ۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور سید عالمؐ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس امت کیلئے یوم الاضحیٰ کا عید کا دن قرار دوں۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ یہ بتلایئے کہ اگر مجھ کو عاریتاً لی ہوئی بکری کے سوا اور کوئی بکری نہ ملے تو کیا میں اسی کو ذبح کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن تم اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹ لینا اور مونچھوں کو تراش لینا اور زیر ناف بال مونڈ لینا تو

اللہ کے نزدیک یہ تمہاری پوری قربانی ہو جائے گی تبیان القرآن جلد ۹ ص ۹۲۹ قربانی کا جانور
موٹا اور خوب صورت ہو۔ کیونکہ وہ آخرت کی سواری ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اپنی قربانی کے جانور کو خوب پالا کرو۔ کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔ شرح مسلم ص ۱۴۹
(النور الحبیب ص ۲۵ دسمبر ۲۰۰۷ ذوالحجہ ۱۴۲۸ جلد ۱۹ شمارہ ۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے یہ آیت پڑھی۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدًا پھر فرمایا۔
جو منا شدہ مسودہ سواریوں پر سوار ہوتا ہے۔ اور ان کی اچھی سواریاں قربانی کے جانور ہیں۔ انہیں ایسی
اونٹنیاں دی جائیں گی۔ کہ مخلوق نے ان کی مثل نہیں دیکھی ہوگی۔ ان کے کجاوے سونے کے بنے ہوئے ہوں گے
اور ان کی لگامیں زبر جد کی ہوں گی۔ پھر وہ ان کو جنت کی طرف لے جائیں گی اور وہ جنت کے دروازے
کھٹکھٹائیں گے۔ ۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خوش دلی سے قربانی کرو۔ جو
شخص قربانی کرنا چاہے وہ جانور کو قبلہ رخ کرے۔ اس کا خون اور بال بھی قیامت کے دن نیکیوں میں شمار
ہوں گے۔ ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص عید
کے دن اپنے جانور کی قربانی دینے کیلئے اس کے قریب جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے قریب کر دیگا۔ جب
وہ اسے ذبح کرتا ہے۔ تو اس کے پہلے قطرہ خون سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن اللہ
تعالیٰ اس جانور کو اس کی سواری بنا دے گا۔ اور اس کے بالوں اور اون کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا۔
غنیۃ الطالبین ص ۵۲۳ ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ
حضرت محمد کی امت میں سے جو لوگ قربانی کریں گے ان کا کیا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ان کا ثواب
یہ ہے۔ کہ ہر بال کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ دس گناہ مٹائے جائیں گے۔ اور اس کے دس درجے بلند
کیے جائیں گے۔ عرض کیا یا اللہ جب وہ ان کا پیٹ چاک کریں گے۔ تو اس کے لیے کیا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا۔ جب اس بندے کی قبر کھلے گی۔ تو وہ بھوک پیاس اور قیامت کی سختیوں سے محفوظ باہر آئے
گا۔ اے داؤد علیہ السلام گوشت کے ہر ٹکڑے کے بدلے جنت میں بختی اونٹ جتنا پرندہ ملے
ہوگا۔ ہر بازو کے بدلے جنت کی سواری عطا ہوگی۔ جانور کے جسم پر بالوں میں سے ہر بال کے
بدلے جنت میں ایک محل ملے گا۔ اور اس کے بال کے بدلے حوروں میں سے ایک خادمہ ملے گی۔ اے داؤد

آپ نہیں جانتے کہ قربانیاں ہی پل صراط پر سواریاں بنیں گی۔ گناہوں کو مٹاتی اور مصیبتوں کو دور
کرتی ہیں۔ آپ قربانی کا حکم دیں۔ وہ مومن کا فدیہ ہیں۔ جیسے حضرت اسحاق علیہ السلام (اسماعیل
علیہ السلام) کیلئے دنبہ فدیہ بنا   الیضا ص ۵۲۲   نیکیاں ہی نیکیاں = حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے۔ کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے۔ تو اسے ہر قدم کے بدلے دس
نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ معاف۔ دس درجے بلند۔ اور جب وہ جانور کے مالک سے گفتگو کرتا ہے تو
وہ گفتگو اس کے نامہ اعمال میں تسبیح لکھی جاتی ہے۔ اور جب وہ جانور خرید کر اس کے مالک کو قیمت ادا
کرتا ہے۔ تو اسے ہر ایک درہم کے بدلے سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں۔ اور جب اس جانور کو ذبح کرنے کیلئے
زمین پر لٹاتا ہے۔ تو ساتوں زمینوں کی مخلوق اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔ اور جب بوقت ذبح اس جانور
کا خون بہتا ہے۔ تو اللہ اس کے خون کے ہر قطرے سے دس فرشتے پیدا کرتا ہے۔ جو قیامت تک اسکی بخشش کیلئے
دعائیں مانگتے رہیں گے۔ اور جب اس کا گوشت تقسیم کرتا ہے۔ تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد
سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ درۃ الناصحین ص ۲۸۶ جلد ۲ — (۲) اجر آخرت = احمد بن
اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرا ایک بھائی غریب تھا۔ اور غربت کے عالم میں بھی ہر سال قربانی کرتا تھا۔ جب وہ
فوت ہو گیا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مولا مجھے خواب میں میرا بھائی ملا دے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔
کہ ایک دن میں وضو کر کے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ قیامت برپا ہے۔ لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر
گئے۔ اور میں نے اپنے بھائی کو ایک سواری پر سوار دیکھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا سنا کیا بنا۔ اس نے کہا۔ اللہ
تعالیٰ نے مجھے ایک درہم کے صدقہ کے بدلے بخش دیا۔ پھر میں نے پوچھا۔ یہ سواریاں کیسی ہیں۔ اس نے کہا۔ یہ میری
دنیا میں کی ہوئی قربانیاں ہیں۔ اور جس پر میں سوار ہوں۔ یہ میری پہلی قربانی ہے۔ درۃ الناصحین ص ۲۸۶ / ۲
بحوالہ ابرار نہایت ص ۴۳۴ جلد ۲ = ارشاد خداوندی ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ـــــ العالمین۔
۶ - ۱۶۲ = آپ فرما دیں بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام
جہانوں کو پالنے والا ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ قربانی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف
ناموں سے قربانی کا ذکر آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ (۱) لفظ نسک۔ ~~قل ان صلاتی ونسکی~~
جو پہلی امتوں میں۔ آدم کے بیٹوں میں۔ ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ مزید کی قربانی۔

۲۰-۱۲-۲۰۰۷
بروز جمعرات ۹-۱۲-۱۴۲۸

فضائل و مسائل قربانی

ذوالحجہ کی دس گیارہ اور بارہ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جانور ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے (۱) قربانی کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک قربانی وہ ہے۔ جو حجاج کرام مکہ مکرمہ منیٰ میں کرتے ہیں۔ اسے ھدی کہا جاتا ہے۔ اور دوسری قسم کی قربانی وہ ہے جو تمام (صاحب استطاعت) مسلمان دنیا کے کونے کونے میں کرتے ہیں۔ اسے اضحیہ کہا جاتا ہے۔ پہلی قسم کی قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے۔ حرم پاک سے باہر نہیں ہوسکتی۔ جب کہ دوسری قسم کی قربانی ہر جگہ ہوتی ہے (۲) قرآن پاک اور قربانی۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف ناموں سے قربانی کا ذکر آیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ لفظ نسک - ارشادِ خداوندی ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ القرآن الحکیم ۲ / ۱۹۶ پس تم میں جو شخص حج یا عمرہ کرنے والا بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے ـــــ یعنی جس محرم کو کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈانے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ فدیہ کے طور پر تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو دو دو کلو گندم دے یا ایک بکری ذبح کرے تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۱۳۶ یہاں قربانی کے لئے نسک آیا ہے اور یہ قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے۔ دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي ـــــ الْعَالَمِينَ القرآن الکریم ۶ / ۱۶۲ آپ فرما دیں بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ یہاں بھی قربانی کیلئے لفظ نسک آیا ہے۔ لیکن اس سے محض حج اور عمرہ کی قربانی مراد نہیں بلکہ مطلقاً قربانی کا ذکر ہے۔ چاہے وہ حج اور عمرہ سے متعلق ہو۔ یا اس کا تعلق عید الاضحیٰ سے ہو۔ مقصود یہ ہے کہ قربانی خالق اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ بتوں وغیرہ کے لئے نہ ہو۔ لفظ منسک۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ = ۲۲-۳۴ اور ہم نے ہر امت کیلئے ایک قربانی مقرر فرمائی ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ان بے زبان جانوروں پر ذکر کریں

جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ——— حضرت مجاہد فرماتے ہیں بنسک کا معنیٰ ذبح کرنا اور خون
بہانا ہے۔ یہ قربانی بھی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لفظ قربان = اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ — ٣ — ١٨٣
وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے۔ کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں
یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس ایک قربانی لائے جسے آگ کھا جائے ——— قرآن پاک کے مطابق یہودیوں کا یہ
دعویٰ غلط تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وعدہ لیا۔ بلکہ انہوں نے حضورؐ پر ایمان نہ لانے کیلئے عذر تراشا
تھا۔ لیکن اس سے اتنی بات ثابت ہوگئی کہ ان لوگوں میں قربانی کا رواج تھا۔ جس کی قبولیت کی علامت یہ
تھی۔ کہ اسے آسمانی آگ کھا لیتی تھی۔ دوسری جگہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان
کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ —
القرآن الکریم ٥ / ٢٧ - جب دونوں نے قربانی دی تو ان میں سے ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے
سے قبول نہ کی ——— علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ——— اَلْقُرْبَانُ اِسْمٌ لِّمَا يُتَقَرَّبُ
بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذَبِيْحَةٍ اَوْ صَدَقَةٍ (تفسیر کبیر جلد ١١ صفحہ ٢٠٥) وہ چیز جو قرب خداوندی
کا باعث ہو اسے قربان (قربانی) کہتے ہیں۔ چاہے وہ ذبیحہ ہو یا صدقہ ——— مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ
ہابیل جس کی قربانی قبول ہوئی تھی۔ اس نے ایک عمدہ بکری یا مینڈھے کی قربانی پیش کی تھی ——— ھدی
ارشاد خداوندی ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَ
لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ - [القرآن الکریم ٢ / ١٩٦] اور اللہ تعالیٰ
کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ اگر تمہیں رکاوٹ پیدا ہو تو قربانی کا جو جانور تمہیں آسانی سے مل جائے
بھیج دو۔ اور جب تک قربانی کا جانور قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے اپنے سروں کو نہ منڈاؤ ——— دوسری جگہ ارشاد
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ——— تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کا
فائدہ اٹھانا چاہے تو اسے جو میسر ہو قربانی دے ——— ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا لا
تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ — القرآن الحکیم ٥ / ٢ - اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں۔ عزت والے مہینوں

حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں اور جن کے گلے میں پٹے ڈالے گئے ان کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ان کی
بے حرمتی کرو۔ جنہوں نے عزت والے گھر (بیت اللہ) کا قصد کیا ہوا ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا
جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ـ
۵ - ۹۷ = اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو جو عزت والا گھر ہے۔ لوگوں کے بقا کا باعث بنایا نیز عزت والے
مہینوں۔ حرم کی قربانی اور جن جانوروں کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہیں کو (عزت والا بنایا) اسی
سورۃ کی آیت ۹۵ میں ارشاد فرمایا۔ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ ـــ قربانی کا وہ جانور جو کعبہ شریف تک
پہنچنے والا ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ـــ ۴۸ / ۲۵ یہی وہ (بدنصیب) لوگ
ہیں۔ جنہوں نے کفر کیا۔ اور تمہیں مسجد حرام سے روک دیا اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے
اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں ـــ (نحر) سورۃ کوثر میں فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ـــ
پس آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں ـــ قرآن پاک کی ان مندرجہ بالا آیات سے خاص طور
پر تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔ ۱- یہ کہ قربانی کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ـــ
نسک ۔ منسک ۔ قربان ۔ ھدی نحر ۲- یہ ہے کہ قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر کی
جائے ۳- اور یہ کہ جو قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے اس کیلئے لفظ ھدی استعمال ہوا۔ باقی
الفاظ سے یا تو صرف وہ قربانی مراد ہے۔ جو حج و عمرہ کے علاوہ ہے۔ یا دونوں قسم کی قربانیوں پر اس کا
اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی اس قربانی کا تعلق حج و عمرہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے ہو۔ یا اس کے علاوہ قربانی ہو۔
اضاحی (جمع اضحیۃ) حدیث شریف میں قربانی کیلئے لفظ اضاحی جو اضحیۃ کی جمع ہے
بھی استعمال ہوا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے۔ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ ـ یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ
یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے ـــ یہ سوال عید کے دن قربانی سے متعلق
تھا۔ اور اس قربانی کے بارے میں لفظ اضاحی استعمال ہوا ـــ چنانچہ حضرت جندب
بن سفیان فرماتے ہیں ـــ میں سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ عید الاضحیٰ کی نماز کیلئے حاضر ہوا

(مکالمہ ۲۲-۱۲-۲۰۰۷ بروز ہفتہ)

آپ نے کسی تاخیر کے بعد نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو قربانی کے کچھ جانوروں کا گوشت ملاحظہ فرمایا۔ جو فراغت نماز سے پہلے ذبح کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے نماز سے پہلے اپنا اضحیہ ذبح کیا۔ وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے۔ اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا۔ وہ اب ذبح کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ أُضْحِيَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ   صحیح مسلم کتاب الاضاحی ص۱۵۴

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اُضحیہ وہ قربانی ہے جو عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز عید کے بعد ہوتی ہے اور یہ بات بھی واضح ہے۔ کہ حج کے موقعہ پر حجاج کرام نماز عید نہیں پڑھتے لہٰذا یہ قربانی وہ ہے۔ جو حج کے علاوہ ہے۔ اور مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ ہر مقام پر ادا ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ بھی مدینہ طیبہ کا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قربانی دو قسم کی ہے۔ ایک مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور دوسری دنیا کے کونے کونے میں عیدالاضحیٰ یا اس کے دو دن بعد ایام تشریق میں ہوتی ہے۔ قربانی پہلی امتوں میں ۔ سورۃ ۲۲ آیت ۳۴ کے حوالے سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے ایک قربانی رکھی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور آپ آگ سے صحیح سلامت باہر تشریف لائے تو نمرود نے کہا ـــ میں نے آپ کے رب کی قدرت و عظمت کا جو نظارہ دیکھا ہے۔ اس کے پیش نظر میں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں ـــ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ـــ جب تک تو اپنے دین پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری قربانی قبول نہیں فرمائے گا۔ اگرچہ نمرود نے اپنے باطل دین کو نہ چھوڑا۔ تاہم اس نے چار ہزار گائیوں کی قربانی پیش کر دی (الکامل فی التاریخ لابن الاثیر جلد اول ص۱۰۰) اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کی ولادت مبارکہ سے پہلے بھی قربانی بطور عبادت مروج تھی۔ آدمؑ کے بیٹوں نے قربانی پیش کی ـــ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قربانی وہ اہم عبادت ہے۔ جو گزشتہ امتوں میں بھی رائج تھی۔ اور وہ قربانی جہاں جانوروں کے علاوہ کوئی چیز قرب خداوندی کے لئے پیش کرنا کی صورت میں ہوتی ہے۔ وہاں قربانی کا ایک طریقہ جانوروں کو ذبح کرنا بھی ہوتا تھا۔

(انوار حبیب ص۲۱ جلد ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ - دسمبر ۲۰۰۷ شمارہ ۱۲)

سیدنا عثمانِ ذوالنورینؓ

٧٨٩

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔ اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیعتِ رضوان کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ بے شک جو تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ (۱) شانِ نزول [شانِ نزول یہ ہے] حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ صحابہ کرام کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ تو حضور ؐ نے حضرت عثمانؓ کو قریشِ مکہ کی طرف مکہ معظمہ میں پیغام دے کر بھیجا۔ کہ انہیں جا کر کہہ دیں ہم الڑ[ائی] یا جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت اور طوافِ کعبہ کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر بحیثیت قاصد قریشِ مکہ کی طرف چلے گئے۔ جب آپ نے انہیں نبی اکرم ؐ کا یہ پیغام سنایا۔ تو وہ کہنے لگے۔ ہم اس سال تو مسلمانوں اور آپ کے آقا کو مکہ مکرمہ نہیں آنے دیں گے۔ ہاں اگر تم طوافِ کعبہ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں اپنے آقا کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ اس پر وہ برہم ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کو مکہ مکرمہ میں روک لیا۔ ادھر مسلمانوں کے قافلہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مشرکینِ مکہ نے شہید کر دیا ہے۔ اس خبر کو سن کر حضور سرکارِ دوعالم ؐ نے اپنی بے سروسامانی جمعیت سے جاں نثاری کی بیعت لی۔ جس کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح ہے۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گیا۔ جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے۔ باری باری تمام اصحابِ رسول بیعت کر رہے تھے۔ جب تمام سے بیعت لی گئی۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ھٰذِہٖ یَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِھَا عَلٰی یَدِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ لِعُثْمَانَ (بخاری) یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ اس فرمانِ رسول علیہ السلام سے دو مسئلے حل ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور سید المرسلین ؐ کو علم تھا کہ میرا عثمان زندہ ہے۔ اس لئے کہ بیعت زندہ کی ہوتی ہے۔ مردہ کی نہیں۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو دستِ عثمان غنی کہا۔ اور حضور علیہ السلام کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ـــــ اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ اے محبوب

جو تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ وہ تمہاری بیعت ہی نہیں کرتے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں
ان کے ہاتھوں پر تمہارا دست اقدس ہی نہیں بلکہ خالق دوجہان کا دست قدرت ہے۔ سامنے دیکھیں کہ سیدنا
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو سرور کونین ؐ نے اپنا ہاتھ فرمایا۔ اور نبی اکرم ؐ کے دست اقدس کو اللہ کریم نے اپنا
دست قدرت فرمایا ہے ـــ حضرات گرامی اس سے بڑھ کر حضرت عثمان کی عظمت و شان اور کیا ہو سکتی ہے
کہ ان کے ہاتھ کو حضور ؐ نے اپنا ہاتھ فرمایا۔ اور حضور کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ لہٰذا عثمان غنی کا ہاتھ خدا کا ہاتھ
ہے۔ ۲۔ حاجی حج کرتا ہے اس لئے کہ خدا راضی ہو جائے۔ نمازی نماز پڑھتا ہے۔ مجاہد جہاد کرتا ہے
سخی ـــ قاری قرآن پڑھتا ہے ـــ عابد عبادت کرتا ہے ـــ الغرض ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ خدا راضی ہو جائے
مگر خوش قسمت ہیں صحابہ کرام کہ جب انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر نبی اکرم رسول خدا ؐ کے دست اقدس پر بیعت
کی۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ لقد رضی اللہ عن المومنین ـــ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام
پر راضی ہے۔ اور تمام جنتی ہیں۔ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ جو حضرت عثمان کی شان میں زبان درازیاں
کرتے ہیں۔ کیا حضرت عثمان بیعت رضوان میں داخل نہیں۔ بلکہ آپ کو تمام بیعت کرنے والوں میں زیادہ عظمت
و شان ملی۔ کہ حضور ؐ نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہا۔ اگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کوئی ملعون حضرت عثمان
کی عظمت و شان میں شک کرے۔ اس کے اپنے ایمان میں شک ہو سکتا ہے۔ مگر حضرت عثمان کی عظمت میں
فرق نہیں آ سکتا ـــ (۳) کون عثمان؟ جنت کا ساتھی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت
ہے کہ نبی اکرم ؐ نے فرمایا۔ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ مشکوۃ ص ۵۶۱ ریاض النضرہ
ص ۲۶ جلد ۲ ـــ کون عثمان۔ جو منبع جود و سخا ہیں۔ معدن علم و حیا ہیں۔ اور داماد نبی
بھی ہیں۔ ہم زلف علی بھی۔ جو جامع قرآن بھی ہیں۔ ناصر ایمان بھی ہیں جو امیر المومنین بھی ہیں اور امام الصابرین
بھی۔ جو ذوالنورین بھی ہیں۔ مجمع البحرین بھی ہیں ـــ کون عثمان؟ جو قرآن کے قاری۔ مسجد نبوی
کے نمازی۔ جو کعبہ کے حاجی بھی ہیں۔ اور میدان جہاد کے غازی بھی۔ جو عدالت کے قاضی بھی۔ اور نبی اکرم کے ساتھی
بھی۔ جو علم و عمل قال و حال۔ گفتار و رفتار سیرت و کردار ظاہر و باطن میں رسول اکرم ؐ کا نمونہ کامل تھے۔
ـــ کون عثمان۔ جن کا جنتی ہونے کی خبر دنیا میں مخبر صادق ؐ نے اس طرح دی۔ و عثمان فی الجنۃ" مشکوۃ
اشعر ـ کیا پیار ہے عثمان غنی کا۔ محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا۔ گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا۔ اللہ خریدار
ہے عثمان غنی کا ہے ـــ جو واقعہ فیل کے چھ سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ـــ ذوالنورین کا وصف کیا ہے

جناب آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کسی نبی کی دو لڑکیاں کسی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں۔ البتہ عثمان غنی وہ شخصیت ہیں۔ جن کو رسول نے اپنی دو صاحبزادیاں بیاہی تھیں۔ اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

۱۔ چالیس بیٹیاں ——— کون عثمان۔ قرآن کو جمع کرنے والے ——— کون عثمان ——— جس طرح تمام نبیوں کی نبوت بے مثال ہے۔ رسول کی رسالت بے مثال۔ محبوب کی محبت بے مثال۔ جس طرح ابوبکر صدیق کی صداقت بے مثال ہے۔ عمر فاروق کی عدالت بے مثال ہے۔ اسی طرح عثمان غنی کی سخاوت بھی بے مثال ہے ——— (۲) استقامت اسلام۔ حضرت عثمان غنی نے جب اسلام قبول کیا۔ تو آپ کے چچا حکم بن ابو العاص آپ کو پکڑ کر لے گئے۔ اور ایک کمرہ میں بند کر دیا۔ اور کہا۔ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے روگردانی کر کے ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جب تک تم نیا ——— مذہب نہ چھوڑو گے۔ میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ اس پر عثمان غنی نے جواب دیا۔ اے چچا جان کہ اب جیسی صورت بھی آ جائے۔ مگر یہ سچا مذہب اسلام ترک نہیں کروں گا۔ چنانچہ جب حکم بن عاص نے آپ کو اسلام پر مستحکم دیکھا تو آپ کو قید و بند سے آزاد کر دیا ——— تاریخ الخلفاء ص ۱۵۵ (۳) حضور سید دو جہاں ؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ کہ دنیا میں اگر آج کوئی یوسف علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو حضرت عثمان غنی رضہ کو دیکھ لیا جائے ——— اس لئے کہ وہ یوسف علیہ السلام کی شکل و صورت کے مشابہ ہیں ——— حضور اکرم ؐ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضہ کو خود فرمایا۔ کہ تیرا شوہر نامدار تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تیرے والد کا ہمشکل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت رقیہ بھی حسن و جمال میں مشہور تھیں اس لئے عورتیں شادیوں میں سہرا پڑھتیں تو ہمیشہ سے

اَحْسَنُ شَیْئٍ یُرٰی اِنْسَانٌ ——— رُقَیَّۃُ وَ بَعْلُھَا عُثْمَانُ ——— اگر حسین ترین انسان دیکھنے ہوں تو حضرت عثمان رقیہ اور ان کے شوہر حضرت عثمان غنی کو دیکھ لو ——— (۴) بنت مصطفےٰ حضرت رقیہ کے وصال کے بعد۔ نبی اکرم ؐ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم رضہ کا نکاح عثمان غنی سے کر دیا۔ حضور ؐ نے حضرت عثمان رضہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو ایک ایک کر کے تجھے دے دیتا۔ ——— نوادر محمدیہ ص ۱۹۳

(۵) عثمان غنی کیلئے دعا = حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک بار چار روز تک ہمیں کچھ کھانے کو نہ ملا۔ رسول اللہ ؐ تشریف لائے۔ اور آپ نے ہم سے دریافت کیا۔ کیا میرے بعد تمہیں کچھ ملا ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے وضو کیا۔ پھر آپ نماز پڑھنے لگے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دعا کی۔ اتنے میں عثمان آ گئے اور دستک دینے لگے۔ کہ رسول اللہ ؐ کہاں ہیں۔ میں نے ماجرا بیان کیا۔ اس پر حضرت عثمان رونے لگے۔ پھر عثمان چلے گئے

اور ہمارے لئے آٹا اور کچھ چھوہارے وغیرہ بھیج دیئے۔ پھر کہنے لگے۔ اس میں تو بڑی دیر لگے گی۔ پکا کر روٹیاں اور بھنا ہوا
گوشت بھیج دیا۔ بعد ازیں نبی اکرم تشریف لائے۔ اور آپ نے پوچھا۔ کیا تمہیں کچھ ملا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔
کہ جو کچھ عثمان نے بھیجا تھا۔ میں نے بتا دیا۔ یہ سن کر نبی اکرم بیٹھے نہیں۔ بلکہ سیدھے مسجد میں چلے گئے۔ اور ہاتھ اٹھا کر
دعا کرنے لگے۔ کہ الٰہی میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ اس طرح آپ نے تین مرتبہ دعا فرمائی۔
نزہۃ المجالس صفحہ ۳۹۳ جلد ۲ (۶ - حساب معاف) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں نے عرض
کیا۔ یا رسول اللہ روز قیامت سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر کا۔ میں نے پوچھا پھر کس کا۔
فرمایا۔ عمر کا۔ پھر پوچھا فرمایا۔ تمہارا ــــ میں نے کہا۔ عثمان کہاں ہے۔ فرمایا ــــ میں نے عثمان سے ایک
خفیہ حکم دیا۔ انہوں نے پورا کر دیا۔ پھر میں نے خدا سے درخواست کی کہ ان سے حساب نہ لیا جائے نزہۃ المجالس صفحہ ۳۹۶ جلد ۲
حضرات گرامی ــــ ان واقعات سے معلوم ہوا۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ پر حضور نبی اکرم اتنے خوش تھے۔ کہ انہیں خوش ہو کر دعا
دیتے ہوتے ہیں۔ اور یہ بات مسلمہ ہے۔ کہ جس پر کملی والے آقا خوش ہو جائیں۔ اس پر خدا بھی خوش ہو جاتا ہے۔
ابرار خلافت صفحہ ۲۶۲ جلد ۲ - ۷ - حیاء عثمان - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت۔ حضور گھر میں لیٹے ہوئے تھے۔
حضرت عثمان کا آنا۔ چادر سنبھالنا۔ عرض۔ فرشتے بھی حیا کرتے ہیں ــــ مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰ -
۸ - سخاوت عثمان - ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں سخت قحط پڑ گیا۔ اور لوگ اکٹھے ہو کر
حضرت ابوبکر کے پاس آئے۔ عرض کی ــــ تو آپ نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
شام سے پہلے یہ مشکل آسان فرما دے گا۔ جب شام کا وقت ہوا۔ تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان کے غلے سے بھرے
ہوئے ایک ہزار اونٹ شام سے واپس مدینے پہنچ چکے ہیں ــــ یہ اطلاع ملتے ہی مدینہ منورہ کے تمام تاجر آپ
کے گھر جمع ہو گئے اور آپ سے غلہ خریدنے کی بات کی حضرت عثمان غنی نے فرمایا۔ کیا نفع دو گے۔ وہ کہنے لگے دگنا نفع دیں
گے۔ فرمایا یہ تھوڑا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ چار گنا لے لو۔ پانچ گنا لے لو۔ فرمایا اور زیادہ کرو۔ وہ کہنے لگے۔ کہ
مدینے کے تاجر ہم ہی ہیں۔ اور ہم سے زیادہ آپ کو کون دے گا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی دس گنا نفع دے گا ــــ
الریاض النضرۃ صفحہ ۷۸ جلد ۳ ــــ ۹ - بیر رومہ - امور رضا عالامین والعلامیں طبرانی کے حوالہ سے۔ جنت کا
چشمہ مسلسل جاری ہیں۔ (۱۰) شہر کی وجہ سے حساب نہ دینا کے گا۔ (۱۱) ستر ہزار حسنوں کا بخشش۔ ابن عساکر
نے عبداللہ بن عباس کی روایت نبی اکرم نے فرمایا ــــ (۱۲) جنازہ نہ پڑھا۔ حضرت جابر روایت کرتے ہیں (۱۳) دعوت مع
(۱۴) شہادت ـــ الخطیب جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ ابرار خلافت صفحہ جلد ۲

۲۷-۱۲-۲۰۰۷
بروز جمعرات

سیدنا فاروقِ اعظم رض

۷۸۶

والسّٰبقون الاوّلون من المھاجرین ـــــ و اَعَدَّ لَھُم جنّٰتٍ تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابدًا ذٰلک الفوز العظیم ۝ پ۱۱ توبہ ۔ اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ۔ اور انصار اور جو لوگ بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ کریم ان سے راضی ہوا ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ۔ اور ان کے لئے جنت کے وہ باغ تیار ہیں ۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار اور ان کے متبعین کی تعریف و توصیف عظمت و مرتبت بیان فرمائی ہے ۔ اور ان پر راضی ہونے اور ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرمایا ـــ عرش تا فرش ۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اور ہر شئی مثلاً جن و بشر حور و ملک ارض و فلک عرش و فرش شمس و قمر برگ و شجر بلبل و گلزار اس بات کا طالب ہے ۔ کہ اس پر خدا تعالیٰ راضی ہو جائے ۔ عابد اس لئے عبادت کرتا ہے ۔ کہ اس پر خدا راضی ہو جائے ۔ نمازی ۔ حاجی ۔ سخی ۔ مجاہد ۔ مگر قربان جاؤں ان صحابہ کرام کے مقدر و مقدر پر ۔ کہ جن پر راضی ہونے کا اعلان خود خالقِ دو جہاں علیم بذات الصدور مالک یوم النشور نے قرآن پاک میں فرما دیا ۔ ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے ۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین ـــ اصحاب رسول ہی وہ نفوس قدسیہ ہیں ۔ جن کے جنتی ہونے اور کامل مومن ہونے کا اعلان رب کریم نے فرمایا ـــ اولٰئک ھم المؤمنون حقًا لھم مغفرۃ و رزق کریم ـــ پ۹ یہی وہ باعظمت لوگ ہیں ۔ جنہوں نے براہ راست معلم انسانیت ﷺ سے تعلیم و تربیت حاصل کی ۔ یہی وہ قدر دان بنے ہیں ۔ جن کے دلوں میں ایمان کا امتحان اللہ نے لیا ۔ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوٰی ـــ پ۲۶ ع۱۳ ۔ یہی وہ لوگ ہیں ۔ جنہوں نے محبوب علیہ السلام کی رفاقت و زیارت کا شرف رہا ـــ یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں ۔ جنہوں نے قوت ایمان سے راہِ حق میں اپنی جان تک قربان کر دی ۔ یہ مہاجر بھی ہیں انصار بھی ہیں ۔ نمازی بھی ہیں شہید بھی ہیں ۔ دنیا بھر کے اولیاء اقطاب و ابدال و قلندر ۔ غوث صحابی رسول کے درجہ اور مقام تک نہیں پہنچ سکتے ۔ الحمدللہ اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کرام کے محب اور خادم ہیں ۔ اس لئے کہ ہمارے آقا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے ۔ اکرموا اصحابی فانھم خیارکم میرے صحابہ کی عزت کرو ۔ وہ تم میں سے بہترین ہیں ۔ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم ۔ مشکوٰۃ ـــ حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام شان والے ہیں ۔ مگر ان میں چند نفوس قدسیہ

ایسے بھی ہیں۔ جن کو بارگاہِ الٰہی و دربارِ مصطفیٰ میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ ان میں سے ایک سیدنا
فاروق اعظم بھی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ
(ترمذی) (۱) قصرِ جنت) حضرت ابی ہریرہ سے منقول فرمایا۔ کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر
تھے۔ کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں موجود پایا۔ وہاں ایک محل کے گوشے میں ایک
عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ تو جنت کے لوگوں نے کہا۔ یہ عمر کا ہے (بخاری و مسلم) حضرت
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں مدینۃ المنورہ کے ایک باغ میں نبی اکرم ؐ کے ساتھ تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔
اور اس نے باغ کا دروازہ کھلوایا۔ سرکار نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو۔ اور اس آنے والے کو جنت کی خوشخبری
دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا۔ تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کو بشارت دی۔ جیسا کہ نبی اکرم ؐ نے فرمایا تھا۔
اس خوشخبری پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر ادا کیا۔ عمر۔ عثمان بھی آئے اور
باری باری ان کو فرمان ——— ان دونوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت فاروق اعظم عالی مرتبت
صحابی ہیں۔ جن کے جنتی محل کو سرکار نے دیکھا۔ اور جنتی ہونے کی خبر مخبرِ صادق نبی نے دے دی۔ سرکار نے
فرمایا شیطان کا راستہ چھوڑ دیتا ہے (۳) کون عمر؟ وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر۔ اس خدا دوست حضرت پہ
سیدنا فاروق اعظم وہ صحابی ہیں۔ جن کی شان میں آیاتِ قرآن نازل ہوئیں۔ جن کی عظمت سرکار نے خود بیان فرمائی
مورخ حیران ہے۔ کہ ۲۲ لاکھ مربع میل کی سلطنت کا عظیم فرمانروا۔ جس کی ہیبت و جلالت سے دنیا کے شہنشاہوں
کی نیندیں اڑ گئیں۔ اور دنیا کے تخت لرزہ بر اندام ہو گئے۔ جس نے دس سال چھ ماہ۔ اور چار دن کے مختصر
عرصہ خلافت میں۔ دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ اور چار سو پرچمِ اسلام لہرانے لگا۔ لیکن اس کی خود پسندی اور سادگی
کا یہ عالم ہے۔ کہ پھٹا پرانا لباس زیبِ تن ہے۔ گھر کا یہ عالم ہے۔ کہ مدینے کے سارے لوگ سو رہے ہیں۔ اور امیر المومنین
ان کی نگہبانی کیلئے گلیوں میں رات بھر گشت فرما رہے ہیں۔ کون فاروق اعظم۔ محسنِ انسانیت محسنِ اسلام ہے۔
علمبردارِ عدل عطائے ربِ لم یزل۔ نائبِ رسول ہے۔ داماد علی ہے۔ زینتِ منبر ہے۔ شہیدِ محراب ہے۔ کون
فاروق اعظم۔ ہر صحابی طالبِ اسلام ہے۔ مگر آپ طالبِ اسلام بھی ہیں۔ اور مطلوبِ اسلام بھی۔ ہر مسلمان کہتا
علیہ السلام کا مرید بھی ہے۔ مرید بھی اور مراد بھی۔ (۲) فاروق اعظم کا اسلام۔ (۳) مبارکباد
ملائکہ نے عمر کو خوشخبری سنائی۔ جبرائیل کا آنا اور پیغام سلام الٰہی پہنچایا۔ (۵) حب مصطفیٰ، یہودی کو

کا جھگڑا۔ (۶) کھجوروں کی تقسیم = حضرت علیؓ نے سیدنا فاروق اعظم کے دور خلافت میں ایک رات خواب میں سرکار
دو عالم ﷺ کے پیچھے نماز فجر پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک عورت کھجوریں لے کر
دربار رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے انہیں قبول فرما کر ان میں سے ایک مولا علی کے منہ میں ڈال دی۔ اور باقی سارا
نمازیوں میں تقسیم فرما دیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری
زبان پر ابھی کھجور کی مٹھاس موجود تھی۔ فجر کی نماز کا وقت تھا۔ میں فوراً مسجد میں پہنچا۔ امامت حضرت فاروق
اعظم نے فرمائی۔ اور میں نے ان کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد فاروق اعظم بھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ
گئے۔ جیسے رات نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا۔ پھر ایک عورت کھجوریں لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے ان میں سے ایک کھجور اٹھائی
اور مجھے عنایت فرمائی۔ اور باقی سارے نمازیوں میں تقسیم فرما دیں۔ میں نے ایک اور کھجور لینے کی خواہش کی تو فاروق
اعظم نے فرمایا — اگر رات رسول اللہ ﷺ نے زیادہ دی ہوتیں۔ تو میں بھی زیادہ دے دیتا۔ نزہۃ المجالس ۱۸۸ جلد ۲

(۷) لشکر اسلام کو فتح = ساریہ کو پکارا۔ جمعہ کے روز خطبہ۔ ملک نہاوند سے ۱۲۰۰ سو میل دور تھا۔
یہ تو غلام کی بات ہے۔ تو آقا کی شان کیا ہوگی۔ (۸) دریا بھی حکم مانتے ہیں۔ عمرو بن عاص نے مصر کو
فتح کیا۔ معمول سے سو گز پانی اونچا ہو گیا۔ جو آج تک جاری ہے۔ سیدنا فاروق اعظم کو تحریر کی حکمرانی ملی۔
مگر عاجزی انکساری کا یہ عالم تھا۔ (۹) سواری پر غلام۔ بیت المقدس فتح ہوا۔ لوگوں نے یہ دیکھا
تو کئی غیر مسلم لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان بن گئے۔ آج دنیا میں کون ایسا حکمران ہے۔ جس کے عدل و انصاف میں یہ اوصاف
پائے جائیں۔ کہ جس کے کہنے سے دریا جاری ہوں۔ جس کے مشورے میں آیات قرآنی نازل ہوں۔ (۱۰) انکشاف
حقیقت۔ امیر المومنین نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ تمہیں جو حکم دوں گا کرو گے۔ یہ سنتے ہی حاضرین مجلس میں
سے ایک شخص اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ اے عمر ہم تیرا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہمیں تیرے عدل و انصاف میں فتور نظر آ رہا
ہے۔ مال غنیمت کی جو چادریں صحن مسجد نبوی میں تقسیم ہوئی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے حصے میں ایک ایک
چادر آئی تھی۔ ان چادروں کا طول و عرض اتنا کافی تھا۔ آپ اس وقت جو لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے
صاحبزادے سے جواب طلب کیا۔ (۱۱) مخلوق خدا پر مہربانی = رات کا پہرہ دینا۔ عورت کو بچوں کو
بہلا رہی تھی۔ (۱۲) بے مثال خدمت = عورت کو درد زہ۔ جیسے کا باپر نوجوان۔ ایسا بادشاہ
کہاں ہے۔ جو رات کو رعایا کا پہرہ دے۔ فاقہ مستوں کو تلاش کرے۔ اور اپنے کندھوں پر سامان خوراک کی بوری اٹھا کر

مسکینوں غریبوں اور یتیموں کا گھر وہاں تک پہنچائے کہاں ہے۔ ایسا تاجدار جس کی بیوی ایک مسافر کی بیوی
کی دائی بن کر جائے۔ ہاں وہ فاروق اعظم ہی ہے۔ (۲) عورت کا خاوند خیمے سے باہر کھڑا ہے۔ اس
کی تکلیف کو سنا۔ تو آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا فکر مت کرو۔ ابھی انتظام ہو جائے گا۔ فوراً گھر پہنچے۔
اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا۔ اے میری زوجہ۔ یہ درست ہے۔ کہ تو امیر المومنین کی بیوی ہے۔ مگر اٹھو ایک مسافر
بے وطن کی بیوی کی بھی دائیہ بن کر اس کی جھونپڑی میں پہنچ جاؤ۔ تا کہ آنے والی نسلوں کیلئے مثال بن جائے۔ بعد
انہیں پتہ چل جائے۔ کہ حکمرانوں اور شہنشاہوں کی بیویاں اعلیٰ ترین بنگلوں اور کوٹھیوں کی زینت نہیں
ہیں۔ بلکہ ناداروں مسکینوں اور بیواؤں کی خدمت کرنا بھی ان کے فرائض میں داخل ہے۔
سعادتمند بیوی اٹھی اور شوہر کے ساتھ مسافر جوان کی بیوی کے پاس پہنچی۔ جب ولادت ہوئی۔ تو اندر
سے آواز دی۔ اے امیر المومنین مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچہ عطا فرمایا ہے۔ امیر المومنین کا نام سن کر
نوجوان کانپ گیا۔ قدم پکڑ کر عرض کرنے لگا۔ حضور معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم معاف کرو۔ کہ تمہیں
اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ الریاض النضرۃ ص ۷۵ جلد ۲۔

(۱۲) ضرب شہادت = نبی اکرم کا فرمان احد پہاڑ کے بارے میں — اور دعا مانگنا فاروق اعظم نے
اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک ۔ (۲) شہادت —
بازاروں کا جائزہ۔ حضرت مغیرہ کا غلام ابولولؤ۔ نامی مجوسی ایک دینار روزانہ لیتا۔ چکی کاریگر
چکیاں بناتا تھا۔ ہمیں چکی بنا دو — فجر کی امامت۔ (عبد الرحمن بن عوف) خنجر شکم
اس کے وار کو ٹال نہ سکے — سات شہید — آدمی نے چادر ڈال کر قبضے میں کر لیا۔ خود
کشی کرنا۔ ابن عباس سے دریافت فرمایا۔ کس نے وار کیا۔ حضرت عائشہ سے
اجازت۔ ۲۳ ہجری کو ذوالحجہ یکم محرم کو شہید ہو گئے —
(الخطیب جلد ۲ ص ۲۶۶)

Mubbas

۳—۱—۲۰۰۸
۲۴—۱۲—۱۴۲۸
AM: 9:29 (بروز جمعۃ)

سیرت امام حسین (ع)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (پ ۲۲)۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اطہار کی عظمت و شان بیان فرمائی ہے۔ فرمان رب العزت ہے۔ انما یرید اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے۔ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے۔ اور تمہیں خوب پاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کرام کو ہر قسم کی نجاست و پلیدی سے پاک کر دیا۔ اور ایسا پاک کر دیا کہ یہ خود بھی پاک ہیں۔ اور جس گنہگار و بدبخت کی طرف بھی نگاہ کرم سے دیکھیں گے۔ وہ بھی گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جائے گا۔ ویطھرکم تطھیرا۔ طہارت کا معنی ہے پاکیزگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ طہارت کس لئے کی جاتی ہے۔ پاکیزگی کیوں حاصل کی جاتی ہے۔ نماز پڑھنے تلاوت کرنے ذکر الٰہی کرنے اور ہر طرح کی عبادت کرنے کے لئے۔ مگر کسی وقت زیارت کا مقام عبادت سے بڑھ جاتا ہے۔ جس طرح کہ عبادت کرنے سے بندہ ولی بن سکتا ہے۔ غوث۔ قطب۔ اوتاد۔ مقام ولایت حاصل کر سکتا ہے۔ مگر صحابی نہیں بن سکتا اس لئے کہ صحابی وہ ہوتا ہے جس نے ایمان کی نگاہوں سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا ہو۔ جس نے زیارت مصطفیٰ کی ہو۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو بھی خوش قسمت ایمان کی نگاہوں سے حضور علیہ السلام کو دیکھے۔ وہ صحابی بنتا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جس نواسے حسین کو خود مصطفیٰ دیکھیں۔ اس کی شان کتنی بلند ہو گی۔

کعبہ کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں۔ بھلا ان کو ہم کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

(۱) شان اہلبیت: ہمارا ایمان ہے۔ کہ جس طرح امام الانبیاء علیہ السلام تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ کا زمانہ — شہر — دین — قانون — کلام۔ صحابہ جس طرح حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز اپنے اپنے مقام پر افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار تمام نبیوں کے اہل بیت سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ سب سے بہتر نسل پاک

۲ - اہل بیت کون: حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت انما یرید اللہ نازل ہوئی۔ تو حضور حضرت ام سلمیٰ کے گھر میں موجود تھے۔ امام الانبیاء نے حضرت سیدہ خواتین فاطمہ۔ امام حسین حسن

کو بلایا۔ اور اپنے کمبل میں داخل فرمایا۔ پھر آپ نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاۗءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔ اے اللہ یہ میری اہل بیت ہے پس ان سے نجاست اور پلیدی دور کر دے۔ اور انہیں خوب پاک کر دے۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس بابرکت محفل میں شامل ہوں فرمایا۔ قَالَ اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكِ وَاَنْتِ اِلٰی خَیْرٍ۔ تم اپنے مقام پر ہو۔ تم خیر پر ہو۔ (ترمذی ص ۲۱۹ جلد ۲) یعنی آیت کریمہ میں شامل تو سارے ہی اہل خانہ ہیں اس میں کوئی خارج نہیں۔ لیکن دعا کیلئے خصوصیت مذکورہ ذیل چاروں نفوس قدسیہ کو دی۔ کیونکہ حضورؐ کو جو محبت ان چاروں سے تھی۔ وہ دوسروں سے نہ تھی۔ (۲) کشتی کی طرح۔ ابوذر (۳) زمین والوں کی بقا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کی آل اطہار کو عظیم شان سے نوازا۔ یہاں تک کہ اہل زمین کی بقا اہل بیت کے صدقہ سے ہے۔ جیسا کہ امام الانبیاءؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ستارے آسمان والوں کے لیے بخشش کا باعث ہیں۔ جب ستارے جھڑ جائیں گے آسمان والے فنا ہو جائیں گے۔ اور ایسے ہی میرے اہلبیت زمین والوں کے لیے سعادت کا باعث ہیں۔ (خصائص کبریٰ) (۴) اہلبیت پر سلام۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ میں آٹھ یا نو ماہ حضور اقدسؐ کی خدمت میں رہا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ تو سیدہ فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیھا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو آپ دروازہ پر دستک دیتے۔ اور زبان مبارک سے یوں فرماتے۔ السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر یہ آیت کریمہ پڑھتے۔ یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس۔ سوانح کربلا ص ۵

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے ان کی شان

(۵) کتاب و اہل بیت) نبی اکرمؐ نے قرآن مجید اور اہل بیت نبوت کی عظمت کو بیان فرماتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ حج سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے باہر غدیر خم کے مقام پر پہنچے۔ وہاں آپ نے صحابہ کرام کو ایک خطبہ دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کلمات الٰہی بیان فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَاَنَا تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا كِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ = میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ جو نور و ہدایت سے بھرپور ہے۔ اور دوسری چیز میری اہل بیت ہے۔ اپنی اہل بیت کے معاملہ میں

میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں مسلم شریف ص ۲۷۹ پر جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ سامعین کرام
اس حدیث پاک میں جن دو چیزوں کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان میں ایک قرآن مجید ہے۔ اور دوسری نبی اکرم ص
کی اہل بیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو چیزوں کا واضح طور پر ذکر فرما کر دنیا والوں کو بتا دیا۔ کہ
جب تک ان دو چیزوں سے اپنا تعلق اور وابستگی جوڑے رکھو گے۔ تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ثابت ہوا
کہ اللہ تعالیٰ کی کلام قرآن مجید۔ فرمان حمید کے ساتھ نبی اکرم ص کی اہل بیت کے ساتھ بھی تعلق رکھنا فرض
ولازمی ہے۔ اور اسی میں ہی نجات ہے۔ (۱) شیخ سعدی کی دعا خدایا بحق بنی فاطمہ ———
(۲) امام شافعی کی دعا۔ میں امید رکھتا ہوں۔ میرے لئے نجات ذریعہ نجات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک
میں وہی میرا وسیلہ ہے۔ اور اہل بیت نبوت کے صدقہ سے بروز قیامت میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں
دیا جائے گا۔ (نور الابصار) (۳) کون حسین ؑ (تحفۃ الاحادیث) جنت کے سردار کیولہ
پر سوار۔ حسین مجھ سے ہیں۔ ابرار خطابت ص ۴۰ جلد ۱۔ (۴) ولادت۔ سیدنا امام حسین
۵ شعبان ۴ھ مطابق ۵ جون ۶۲۶ء کو مدینۃ النبی میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی ولادت کی خوشخبری
سرور کائنات ص تک پہنچی تو آپ فوراً زہرا کے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ میرا نور نظر میری گود میں دو
ننھے حسین ایک پاکیزہ کپڑے میں لپیٹ کر حضور ص کی آغوش مقدس میں رکھ دیے گئے۔ آپ نے پیارے بچے کے
کانوں میں اذان اور اقامت کہی۔ ام الفضل کا خواب۔ (۵) ماں نصیب والی ملی۔ حضرات حسنین
کس قدر خوش نصیب تھے۔ کہ انہیں سیدہ فاطمہ جیسی ماں نصیب تھی۔ اس گھر کے انداز تربیت و تا
دیب کے طریقے بھی سارے جہاں سے نرالے تھے۔ ایک دن دونوں بھائی بچپن کے ہوتے ہیں سے آپس میں لڑ پڑے۔ اور
پھر والدہ کے پاس شکایت لائے۔ کہ مجھے بھائی نے مارا ہے۔ اس پر سیدہ فاطمہ نے فرمایا۔ مجھے اس بات سے کچھ غرض
نہیں۔ کہ حسین نے مارا یا حسن نے میں تو یہ جانتی ہوں کہ تم دونوں پر خداوند تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے۔ کیونکہ
کہ وہ لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر ننھے حسنین ملول ہو گئے اور کہنے لگے۔ امی اب معاف کر دیجئے
آئندہ ہم کبھی نہ لڑیں گے۔ آپ بولیں۔ معافی اپنے خدا سے مانگو چلو وضو کرو۔ اور مصلے پر کھڑے ہو جاؤ۔
چنانچہ پاک بچے خدا کے دربار میں کھڑے ہو گئے۔ (۶) آغوش رسالت۔ حسن و حسین ؑ کی عظمتوں کا راز یہ
تھا۔ کہ انہیں آغوش رحمۃ للعالمین کی دولت عظمیٰ نصیب تھی۔ رسول دو عالم ص ان سے انتہائی محبت رکھتے تھے

ہر روز انہیں دیکھنے کے لئے بیٹی کے گھر جاتے۔ انہیں اٹھا لیتے۔ سر تو چومتے۔ کھلاتے پیار کرتے۔ چومتے اور کبھی
یوں سونگھتے تھے۔ جیسے کہ پھولوں کو سونگھا جاتا ہے اور فرمایا کرتے۔ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (ترمذی)
حضورؐ کو حضرت سیدنا امام حسینؓ سے محبت نسبتاً زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ سیدہؓ کے گھر کے پاس
سے گزر رہے تھے۔ کہ کان میں حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز پڑی۔ حضور بے قرار ہو کر رک گئے۔ اور بیٹی کو آواز دی۔
فاطمہ کیا تم نہیں جانتی کہ اس رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (۷) سواری کتنی اچھی ہے۔ (۸) عہد خلافت
خلفائے راشدین دل کی گہرائیوں سے چاہتے تھے۔ کہ ان کا ہر کام رسول خداؐ کی ہدایت کے مطابق ہو۔ چنانچہ ان کی
کوشش اور خواہش تھی۔ کہ رسول اللہ کے گھر والوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ (۱) جناب سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا
تھا۔ کہ میں اہل بیت پر اسی طریقے سے خرچ کیا کروں گا جس طرح حضورؐ خرچ فرمایا کرتے تھے۔ (۲) عمر بن خطابؓ
نے ایک مرتبہ رقمیں تقسیم فرماتے ہوئے حضرات حسنینؓ کو دس دس ہزار درہم دیئے۔ اس پر خلیفۃ المسلمین کے
صاحبزادے عبداللہ بولے۔ ان حضرات کو رقم زیادہ ملی ہے۔ حالانکہ میری اسلامی خدمات زیادہ ہیں۔ حضرت سیدنا
عمرؓ نہایت برہم ہوئے۔ اور فرمایا۔ عبداللہ تمہاری بات سے مجھے رنج ہوا۔ کیا تمہارا نانا ان کے نانے کی مانند ہے
یا نانی ان کی نانی۔ (۳) ایک دن حضرت سیدنا امام حسینؓ منبر نبوی کی طرف بے باکانہ بڑھے۔ اور عمرؓ سے خطبہ
کے دوران میں کہا۔ اے عمر میرے نانا کے منبر سے اترو۔ اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے
باپ کا کوئی منبر نہیں۔ اور یہ سب کچھ ہمیں ملا ہے۔ تمہارا اور تمہارے نانا کا صدقہ ہے۔ پھر آپ شہزادے کو
گھر لے گئے۔ اور تاکید فرمائی۔ کہ کبھی کبھی تشریف لایا کرو۔ (تہذیب التہذیب) (۹) ذوق عبادت۔ آپ نے آنکھیں
کھولیں۔ تو رسول خدا، سیدنا علی، سیدہ کی نمازیں تلاوت اور سجدے دیکھے۔ اس لئے یہ ذوق زندگی کا ایک مستقل حصہ
بن گیا۔ سجدے میں آپ پر ایسی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ کہ پورا پورا دن اور ساری ساری رات نمازیں گزار دیتے
ایسے موقعوں پر آپ دن رات میں ہزار ہزار رکعت پڑھ جاتے۔ سجدے میں سر رکھتے تو لذت نیاز سے اٹھانے کو
جی نہ چاہتا۔ اور اسی طرح ساری رات تمام ہو جاتی۔ اور والذین یبیتون لربہم۔ ذکر و عبادت
کا یہ ذوق مدینہ سے لے کر کوفہ تک اس سفر میں بھی نہ بھولا۔ جو سفر کربلا کہلاتا ہے۔ جو آپ کی عمر میں آخری
سفر تھا۔ ۲۷ رجب کو نانا جان کے ۶۰ ہجری کو اکثر رات کا حصہ ذکر و دعا۔ سرکار کے حضور گزارا۔
۹ محرم الحرام کی رات کو عبادت۔ قرآن کی تلاوت۔ جعفر بن سلیمان کا بیان ہے۔ سامنے قرآن کی تلاوت۔

(۲۲)
نور الحبیب ۲۷ تا ۳۰ جلد ۱۹ شمارہ ۱ جنوری ۲۰۰۸ء
۹-۱-۲۰۰۸ بروز بدھ محرم ۱۴۲۸ھ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ۔ تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا ۔ علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ اس گھر کا

۱۸۳ ہر اک بچہ جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں ۔ جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتا ۔

مقام شہادتِ امام حسین ؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ ... لا تشعرون ۔ پ ۲ ۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے عظمتِ شہدا کو بیان فرمایا ہے ۔ ارشادِ خداوندی ہے ۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رستے میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ مت کہو ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ۔ لیکن تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے ۔ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے دیگر کاموں کو نہیں سمجھ سکتے ۔ اسی طرح شہداء کی زندگی کو سمجھنے سے بھی ہماری عقلیں قاصر ہیں ۔ شہدا کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں ۔ ان کو مٹی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ حتی کہ زمانہ حال کے دور میں اور اس سے قبل بھی اکثر معائنہ ہوا ہے ۔ کہ اگر کبھی شہدا کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم ترو تازہ پائے گئے ۔ یہاں تک کہ کفن بھی صحیح سلامت دیکھے گئے (شہادت کی قسمیں) ۱ ۔ جہری ۲ ۔ سری

شہید کی تمنا ۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے ۔ نبی اکرم کا فرمان ۔ (۲) شہید کے درجے ۔

حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت نبی اکرم نے فرمایا ۔ چھ درجے ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ۔ ۱ ۔ پہلی بار بخشش دیا جاتا ہے ۔ ۲ ۔ جنت کا ٹھکانہ ۔ ۳ ۔ قبر سے امان ۔ ۴ ۔ عزت کا تاج ۔ ۵ ۔ ۷۲ حوروں سے نکاح ۔ ستر اہل قرابت کی شفاعت کا حق ۔ مشکوٰۃ ص ۳۳۳

(۱) شہادت کیا ہے ۔ دنیا میں بڑے بڑے تاجدار آئے ختم ہو گئے ۔ بڑے بڑے شہنشاہ آئے فنا ہو گئے ۔ بڑے بڑے حکمرانوں کا نام مٹ گیا ۔ فرعون و نمرود تباہ ہو گئے ۔ ابوجہل ختم ہو گیا ۔ یزید کا کوئی نام لینے والا نہیں ۔ مگر امام حسین ؑ نیزے کی نوک پر بھی زندہ تھے آج بھی زندہ ہے ۔ بلکہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے ۔ آپ نے اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو ہمیشہ کیلئے حیات جاودانی سے نواز دیا ۔ آپ نے عظمت اسلام کا بول بالا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی شان کو بلند کیا ۔

(۲) کون حسین

جس طرح صداقت کو حضرت ابوبکر صدیق پر ناز ہے ۔ عدالت کو حضرت عمر فاروق اعظم پر ناز ہے ۔ سخاوت کو حضرت عثمان پر ناز ہے ۔ شجاعت کو حضرت علی پر ناز ہے ۔ اسی طرح شہادت کو حضرت امام حسینؓ پر ناز ہے ۔ مسلک ابرار نہایت ص ۲۳۴ جلد ۳

(۳) حالت نماز میں

امام حسینؓ وہ امام حسین جو نبی اکرم ؐ کے مقدس کندھوں پر سوار ہیں ۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیر سے عشاء کی نماز آقا علیہ السلام کے ساتھ پڑھی ۔ جب آپ سجدہ میں گئے ۔ حسن و حسین

اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے۔ اس کی ہمت پر علی شیر خدا کو ناز ہے۔
۱۸۴ سجدے اور ہیں نے کیے اس کا نیا انداز ہے۔ اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے۔
جس نے حق کربلا میں ادا کر دیا ——— اس حسین ابن حیدر پر لاکھوں سلام۔

دونوں بھائی۔ حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ جب حضور نے سر انور سجدے سے اٹھایا۔ تو دونوں کو اپنے ہاتھوں سے آرام سے تھام لیا۔ اور زمین پر بٹھا لیا۔ جب آپ سجدے میں جاتے۔ تو وہ دونوں یہی عمل دہراتے حتیٰ کہ آپ نے اسی حالت میں پوری نماز ادا فرمائی۔ بعد دونوں شہزادوں کو اپنی گود میں بٹھایا۔ (ف) یہ سجدہ خدا کے حضور ہو رہا ہے۔ حضور حالت نماز میں ہیں۔ سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے حضورؐ نے اپنے ہاتھوں سے دونوں شہزادوں کو تھام لیا۔ کہ کہیں یہ معصوم شہزادے نیچے نہ گر جائیں۔

(۴) جن کے لئے سجدہ طویل کر دیا گیا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ حضور نبی اکرمؐ حالت نماز میں سجدے میں تھے۔ کہ حسن اور حسین آئے۔ اور پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ پس آپ نے ان کی خاطر سجدہ طویل کر دیا نماز سے فراغت کے بعد عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی کیا سجدہ طویل کرنے کا حکم آ گیا۔ فرمایا نہیں۔ میرے دونوں بیٹے حسن اور حسینؓ میری پشت پر چڑھ گئے تھے۔ میں نے یہ ناپسند کیا۔ کہ جلدی کروں۔ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم نے امام حسین کی خاطر قصداً سجدہ طویل کر دیا۔ تاکہ حسن اور حسین گر نہ پڑیں۔

(۵) جسم اقدس سے مشابہت = حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت حسن سینے سے لیکر سر تک رسول اللہ کے مشابہ تھے۔ اور حسین اس نیچے آپ کے مشابہ تھے (ترمذی) آقائے دو جہاں کے وصال کے بعد جب لوگوں کو اپنے عظیم پیغمبر کی یاد ستاتی۔ جب حضورؐ کے چہرہ اقدس کی یاد دلوں میں اضطراب پیدا کرتی تو وہ فاطمہؓ کے در دولت پر حاضر ہوتے۔ اور حسین کی زیارت کر کے اپنی آنکھوں کی تشنگی کا مداوا کرتے۔ حضور علیہ السلام کا چہرہ اقدس نظروں میں سما جاتا۔ صحابہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ نواسہ رسول کو خلعت شہادت سے سرفراز ہونا ہے۔ کیونکہ وہ حضورؐ کی زبان اقدس سے حسین کی شہادت کا تذکرہ سن چکے تھے۔ اس حوالے سے بھی حضرت امام حسین اصحاب رسول کی نگاہوں کا مرکز بن گئے تھے۔

(۶) شہادت کی خبر = ام سلمہ کی روایت۔ جبرائیل امین نے خبر دی۔ مٹی لا کر دینا۔ (۴۲)
حضرت کی روایت کہ وہ حدیث سرکار نے فرمایا۔ میرے بیٹے کو مقام طف میں شہید (۳) ام سلمہ کی حدیث۔ بلا روکے ہیں۔ فرمایا جبریل نے خبر دی ہے۔ لقال لعا کرہ ملید۔ (۴) ام سلمہ کی روایت میرے بیٹے کو ساٹھ ہجری کے اختتام پر شہید کیا جائے گا۔ مخبر صادق نے کیسے خبر دی۔
(۵) ابوہریرہ کی دعا۔ ساٹھ ہجری کی ابتداء اور گنوار لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ـــ نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں ،
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں ـــ

(۷) مقتل حسین ؓ۔ حضرت یحییٰ حضرمی کا ارشاد ہے ۔ کہ سفرِ صفین میں مجھے شیرِ خدا حضرت علی ؓ
کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم نینوا کے قریب پہنچے تو داماد رسول ؐ نے فرمایا ۔ اے ابو عبداللہ
فرات کے کنارے صبر کرنا ۔ میں نے عرض کیا ۔ یہ کیا حضرت علی نے فرمایا ۔ کہ تاجدار رسالت نے فرمایا ۔ کہ
مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے ۔ حسین فرات کے کنارے قتل ہوگا ۔ اور مجھے وہاں کی مٹی بھی دکھائی ۔
حضرمی روایت کرتے ہیں ۔ کہ جب حضرت علی شیرِ خدا رک کر اس میدان کو دیکھنے لگے ۔ تو اچانک بلند آواز
میں گویا ہوئے ۔ ابو عبداللہ حسین صبر کرنا ۔ ہم سہم گئے ۔ ہمارے رونگٹے کھڑے ہوگئے ۔ آنکھوں میں آنسو آگئے
حیرت میں ڈوب گئے ۔ کہ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے حضرت علی نے فرمایا ۔ کہ میں نے تاجدار کائنات سے سنا
ہے ۔ کہ اس میدان کربلا میں میرا حسین شہید ہوگا ۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے ساتھ ایک جگہ پر آئے ۔ تو
نے فرمایا ۔ یہاں ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی ان کے کجاوے رکھنے کی جگہ ۔ یہاں ان کے خون کے بہنے کا مقام
ہے ۔ آل محمد کا ایک گروہ اس میدان میں شہید ہوگا ۔ جس پر زمین و آسمان روئیں گے ۔ الخصائص کبریٰ ۔
گویا کہ حضرت علی نے اپنے بیٹے حسین کے مقتل کا پورا نقشہ کھینچ دیا ۔ کہ یہاں پر وہ شہادت کے درجہ
پر فائز ہوگا ۔ (۲) جس دن یہ مٹی سرخ ہو جائے ۔ ام سلمیٰ کی روایت جبرئیل نے کربلا کی مٹی
لا کر دی ۔ (ذبح عظیم ص ۱۰۲ تا ۱۱۳ ڈاکٹر طاہر القادری) (۸) شبِ عاشور عبادات کی رات ۔
البدایہ والنہایہ اور ابن کثیر میں کثرت کے ساتھ ان روایات کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔ کہ
۹ محرم الحرام کو نواسہ رسول حضرت امام حسین تنکے مانند سے خیمہ کے ساتھ اپنی خیمے کے سامنے میدان کربلا
کی ریت پر تشریف فرما ہیں ۔ اپنی تلوار سے ٹیک لگا رکھی ہے ۔ یوم عاشور کا انتظار کر رہے ہیں
کہ اونگھ آگئی ۔ ادھر ابن سعد نے حتمی فیصلہ ہو جانے کے بعد اپنے عساکر کو حکم دیا ۔ کہ حسین
اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر دو ۔ یزیدی عساکر حملہ کی نیت سے امام عالی مقام کے اہل بیت اطہار
کے خیموں کے قریب پہنچ گئے ۔ یزیدی عساکر کا شور و غوغا سن کر حضرت امام حسین کی ہمشیرہ
حضرت سیدہ زینب ؓ باہر تشریف لائیں ۔ بعد حضرت امام حسین کو بیدار کیا ۔ آپ نے سر انور اٹھایا
اور پوچھا زینب کیا بات ہے ۔ عرض کی امام عالی مقام ۔ دشمن کی طرف سے حملے کی تیاری ہو چکی ہے
فرمایا ہمشیرہ زینب ۔ ہم کب سے تیار ہو کر بیٹھے ہیں ۔ فرمایا بھائی جان تیاری سے کیا مراد ہے ۔ زینب نے

مضطرب ہو کر پوچھا۔ فرمایا زینب ابھی ابھی میری آنکھ لگی تھی۔ نانا جان خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا
کہ تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو۔ بہن ہم اس انتظار میں ہیں۔ حضرت زینب فرمانے لگیں
تو کیا بھائی جان یہ مصیبت کی گھڑی آ پہنچی۔ فرمایا زینب افسوس نہ کر صبر کر۔ بہن اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔
امام عالی مقام نے حضرت عباس کے ذریعہ یزیدی لشکر سے ایک شب کی مہلت مانگی۔ کہ زندگی کی آخری
رات ہے۔ میں اپنے رب کی جی بھر کر عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ یزیدی لشکر نے نواسہ رسول کو ایک رات
کی مہلت دے دی۔ ——— البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسین نے اپنے اصحاب
کو جمع کیا۔ اور فرمایا دیکھو کل کا دن دشمن سے مقابلہ کا دن ہے۔ کل کا دن یوم شہادت ہے۔ آزمائش
کی بڑی کڑی گھڑی آنے والی ہے۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ کہ تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ میں وعدہ کرتا
ہوں۔ کہ قیامت کے دن اپنے نانا جان کے حضور تمہاری بے وفائی کا گلہ نہیں کروں گا۔ اور گواہی دوں گا
کہ نانا جان یہ میرے وفادار تھے۔ میں نے بخوشی انہیں جانے کے لیئے اجازت دی تھی۔ جس جس کو ساتھ چھوڑ کر
جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ یزیدیوں کو صرف میری گردن کی ضرورت ہے۔ جب میری گردن کاٹ دیں گے۔ تو ان
کے کلیجے ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ تم اپنی جانیں بچاؤ۔ اور حفظ و امان سے واپس چلے جاؤ۔ جو دوستی
کے پروردہ امام حسین آخری لمحات میں بھی دوسروں کا بھلا چاہتے نظر آتے ہیں۔ حضرت امام حسین
کے جانثار اصحاب اور شہزادوں نے عرض کیا۔ کہ امام عالی مقام خدا وہ دن نہ لائے۔ کہ ہم آپ کو چھوڑ
کر چلے جائیں۔ آپ کے بغیر دنیا میں رہ کر ہم کیا کریں گے۔ ہم کٹ مریں گے۔ ہماری گردنیں آپ کے
قدموں میں پڑی ہوں گی۔ ہم اپنی جانیں آپ پر نثار کر دیں گے۔ ہم ہرگز ہرگز آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں
گے۔ حضرت امام حسین نے اپنے اصحاب وفادار کا یہ جذبہ دیکھا۔ تو فرمایا اچھا۔ یہ آخری رات ہے۔ سجدوں میں
گزار جاؤ۔ ساری رات عبادت اور مناجات میں گزری۔ جانثاران حسین کے خیموں سے رات بھر اللہ
کی حمد و ثنا کی صدائیں آتی رہیں۔ والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما ——— ۔
یہی تمنا ہے کہ دنیا میں کوئی نیک کام کر جائیں۔ اگر ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں۔
یہاں روایت جعفر بن سلیمان کی ہے۔ جو اس کتاب کے صفحہ ۱۸۲ پر ہے۔ (۹) یوم عاشور
نماز فجر جانثار اصحاب نے امام عالی مقام کی اقتداء میں ادا کی۔ بارگاہ خداوندی میں کربلا والے کو سجود

تھے وہ سر جنہیں آج شام نیزوں پر بھی قرآن پڑھنا تھا۔ اللہ رب العزت کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ مولا یہ زندگی تیری ہی عطا کردہ ہے۔ ہم اسے تیری راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یزیدی لشکر نے بھی بدبخت ابن سعد کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ ۱۰ محرم کا سورج طلوع ہوا۔ تو خون میں ڈوبا ہوا تھا آسمان خون کے آنسو رو رہا تھا۔ کہ آج سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے بھوکے پیاسے شہزادوں کے خون سے ریگ کربلا کو سرخ ہونا ہے۔ (۱۵) حر کی توبہ۔ یزیدی ۷۲ جاں نثاروں اور معصوموں اور بچوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ دستور عرب کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ یزیدی لشکر سے ایک شہسوار نکلا۔ ابن سعد سے پوچھا۔ کیا واقعی تم نے امام حسین کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ بدبخت جواب دیتا ہے۔ کہ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ ہی نہیں۔ یہ سن کر شہسوار پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ کہ یہ بدبخت تو نواسہ رسول کو قتل کر دے گا۔ رسول کے گھرانے کا خون بہائے گا۔ اس کے دل میں ایمان کی جو چنگاری سلگ رہی تھی۔ اس نے جوش مارا۔ قدرت نے اسے اس محبت اہل بیت کا ثمر دیا۔ اس کے اندر کا انسان بیدار ہو گیا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اس سے پوچھتا ہے۔ تم تو کوفہ والوں میں سے بہادر شخص ہو۔ تمہاری تمہاری بہادری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں۔ میں نے آج تک تمہیں اتنا پریشان نہیں دیکھا۔ تمہاری حالت غیر کیوں ہو رہی ہے۔ وہ شخص سر اٹھاتا ہے اور امام عالی مقام کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ میرے ایک طرف جنت ہے۔ اور دوسری طرف دوزخ ہے۔ مجھے آج ان دونوں میں کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ تھوڑی سے توقف کے بعد وہ شہسوار سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ میں نے دوزخ کو ٹھکرانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اپنے لئے جنت کو منتخب کیا ہے۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کو ایڑی لگاتا ہے۔ اور امام عالی مقام کی خدمت میں پہنچتا ہے۔ نواسہ رسول علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہے حضور میں آپ کا مجرم ہوں۔ میں ہی آپ کے قافلے کو گھیر کر میدان کربلا تک لایا ہوں۔ کیا اس لمحے میں بھی میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ حضور علیہ السلام کے نور نظر امام عالی مقام نے فرمایا۔ کہ اگر توبہ کرنے آئے ہو۔ تو اب بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عرض کی حضور میرا رب مجھے معاف کر دے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ ہاں تیرا رب تجھے معاف کر دے گا۔ لیکن یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس شہسوار کی آنکھوں سے آنسو

جاری ہو جاتے ہیں۔ عرض کرتا ہے۔ میرا نام حر ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔ حر تم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آزاد کر دیا گیا ہے۔ فرمایا حر نیچے آؤ۔ وہ کہتا ہے نہیں امام عالی مقام اب زندہ نیچے نہیں آؤں گا۔ اپنی لاش آپ کے قدموں پر نچھاور کروں گا۔ اس کے بعد خوش بخت حر نے یزیدی لشکر سے خطاب کیا۔ لیکن جب آنکھوں پر عناد کی پٹی باندھ دی جائے۔ تو کچھ نظر نہیں آتا۔ کوئی لشکر پر حر کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۸۰ (۱) شہادتوں کا سلسلہ شروع ہے۔ (۲) علی اکبر کی شہادت۔ (۳) قاسم کی شہادت (۴) علی اصغر کا لہو لٹ درد۔ امام حسین کے لئے پانی طلب کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانی مانگنے کی یہ روایت امام عالی مقام کی غیرت اور حمیت کے منافی ہے۔ وہ حسین جو اصولوں کی خاطر میدان کربلا میں اپنے شہزادوں کی قربانیاں دے سکتے ہیں۔ پانی کی ایک بوند کے لئے۔ یزیدی لشکر کے سامنے دست سوال دراز نہیں کر سکتے تھے۔ حسین ابن علیؓ کی غیرت دست سوال دراز کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر علی اصغر کے لئے پانی مانگنا ہی تھا۔ تو اس کا سوال یزیدی لشکر سے کیوں کیا جاتا۔ رب ذوالجلال کی عزت کی قسم۔ اگر حسین پانی کے لئے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھاتے اور آسمان کی طرف اشارہ کرتے تو چاروں طرف سے گھنگھور گھٹائیں دوڑ کر آتیں اور کربلا کی تپتی ہوئی زمین تک کی پیاس بجھ جاتی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی رگڑنے سے زم زم کا چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔ اگر نواسۂ رسول میدان کربلا میں ایڑی مارتے تو ریگ کربلا سے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے۔ مگر نہیں۔ یہ مقام رضا تھا۔ یہ مقام توکل تھا۔ یہ مرحلہ استقامت تھا۔ یہ لمحہ امتحان کا لمحہ تھا۔ امام عالی مقام آزمائش کی اس گھڑی میں ڈگمگا نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وہ براہ راست حضور علیہ السلام کے تربیت یافتہ تھے۔ اس لئے حسین کی نگاہ میں مصطفیٰ تھے۔ اور مصطفیٰ کے سامنے ان کا خدا تھا۔ چشم فلک حسین کی استقامت کا یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ مکین گنبد خضرا کے ساتھ تو فاطمہ اور علی کی نظریں بھی عزم و استقلال کے پیکر حسین کے جلال و جمال کا نظارہ کر رہی تھیں۔ فاطمہ زبان حال سے کہہ رہی تھیں۔ بیٹا حسین میں نے تجھے دودھ پلایا ہے۔ آج میں کربلا کے میدان میں اپنے دودھ کی لاج دیکھنے آئی ہوں۔ بیٹا میرے دودھ کی لاج رکھنا۔ ادھر علی المرتضیٰ فرما رہے تھے۔ حسین راہ خدا میں ڈٹے رہنا۔ اپنے بابا کے خون کی لاج رکھنا۔ ادھر محبت حسین میں تاجدار کائنات ؐ کربلا کے شہیدوں کا خون ایک

شیشی میں جمع فرما رہے تھے ۔ حسین جیسا کاندھوں پر سواری کی لاج رکھتا ۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ سے لیکر علی
اور ابن فاطمہ کے مقدس چہرے سامنے ہوں ۔ تو حسین جیسے بہادر شخص کے قدم شاہراہ شہادت
پر کیسے ڈگمگا سکتے ہیں ۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارنے والے بھلا موت سے کب ڈرتا ہے
وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حیات جاوداں پا لیتے ہیں ۔ اسی لئے کہا گیا ولا تقولوا
لمن یقتل ۔۔۔ اس لئے کہ آج انہیں ذبح اسماعیل کا فدیہ بنا کر ذبح عظیم کے مقام بلند پر فائز
ہونا تھا ۔۔ آج حسین کو دعائے ابراہیم کی تکمیل کا باعث بننا تھا ۔ (۱) شہادت حسین ۔ نواسہ رسول ﷺ
کربلا کے میدان میں تنہا کھڑا ہے ۔۔۔ ہونٹوں پر تشنگی کے کانٹے چبھ رہے ہیں ۔ آسمان سے گویا
آگ برس رہا ہے ۔ نینوا کے سینے سے فرات بہہ رہا تھا ۔ آج نواسہ رسول کے علاوہ پانی ہر شخص کے لئے
عام ہے ۔ امام عالی مقام کے جاں نثار ایک ایک کر کے راہ حق میں توحید کی گواہی دیتے دیتے جام شہادت
نوش کر چکے ہیں ۔ امام عالی مقام اپنے جاں نثاروں کے لاشے اٹھاتے اٹھاتے نڈھال ہو چکے ہیں ۔ شیر خدا
کا شیر اپنے تمام اثاثے لٹانے کے بعد بھی استقامت کی تصویر بنا ہوا ہے ۔ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں زینب
رکاب تھامتی ہیں ۔ امام عالی مقام میدان کربلا میں تلوار لئے کھڑے ہیں ۔ یزیدی عساکر پر خاموشی چھائی
ہوئی ہے ۔ فرزند شیر خدا کا سامنا کرنے سے ہر کوئی کترا رہا ہے ۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ مقابل کون کھڑا
ہے ۔ نواسہ رسول کو پہچانتے ہیں ۔ ان کی عظمت اور فضیلت سے آگاہ ہیں ۔ آقا حسین نے ان کو خطاب
کیا ۔ مفادات نے ہونٹوں پر قفل ڈال رکھے ہیں ۔ لالچ، حرص اور طمع نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا
ہے ۔ اور وہ نواسہ رسول کو قتل کر کے دربار یزید میں مسند شاہی کا قرب حاصل کرنے کی آرزومند ہیں ۔
یزیدی لشکر میں سے کوئی نکل کر شہسوار کربلا کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا ۔
امام عالی مقام پر اجتماعی حملہ ۔ شمر اور یزید کے بدبخت سپاہی قریب آ گئے ہیں ۔ سواری سے نیچے
کون سا وقت ہے ۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ۔ قاتل آگے بڑھا ۔ مجھے اپنا سینہ دکھا، کیونکہ
میرے نانا پاک نے مجھے جہنم کی نشانی بتائی تھی ۔ (۱) امام ابن عساکر نے سیدنا حسین سے روایت کی ہے
کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔ کہ میں ایک سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں ۔ جو میرے
اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے ۔ کنز العمال ۔ حدیث نمبر ۳۴۳۲۲ راوی کہتے ہیں کہ ہم

سفید دھبے تھے۔ امام حسین سے ہوتے کربلا کے دریا پر موجود تھے۔ تو آپ نے شمر کے سینے کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا اللہ اکبر
اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ گویا میں اس سفید داغوں والے کتے کی طرف سے
دیکھ رہا ہوں۔ جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے۔ اور شمر برص کے داغوں والا تھا۔
چنانچہ آپ نے نشانی دیکھ کر فرمایا ہاں یہ بدبخت میرا ہی مقدر ہے۔ وہ بدبخت آگے بڑھا
اور سر اقدس کو تن سے جدا کر دیا۔ ادھر روح نے قفس عنصری سے پرواز کی ادھر ندا آئی۔
یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اے اطمینان پا جانے والے نفس
تو اپنے رب کی طرف آ۔ اس حال میں۔ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو۔ اور اس کی رضا کا مطلوب بھی۔
حسین میں تجھ سے راضی ہو گیا۔ اے روح حسین میرے پاس لوٹ آ۔ جنت کے دروازے کھلے ہیں۔
حور و غلمان تیرے منتظر ہیں۔ قدسیان فلک تیرے انتظار میں ہیں۔ امام عالی مقام اپنا سر اگرچہ
اللہ کی راہ میں قربان کر چکے ہیں۔ یہی تمنا ہے کہ دنیا میں۔ امام عالی مقام نے اپنے نانا اور ابا کے خون اور
اپنی امی کے دودھ کی لاج رکھ لی۔ حسین کامیاب ہو گئے۔ حسینیت زندہ ہو گئی۔ واقعی اس خاندان کا
سربراہ اس تعظیم کا سزاوار ہے۔ آج سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح بھی رشک کر رہی
تھی۔ کہ یہ سرفرازی ان کی نسل کے ایک فرد فرید کے حصے میں آیا۔ حسین قیامت تک کے لیے اسلام
کی حفاظت کا ستون بن گئے۔ (۱) شہادت حسین پر آسمان کا نوحہ۔ محدثین بیان کرتے ہیں
کہ امام عالی مقام کی شہادت پر ہر طرف دنیا اور زمین و آسمان نے بھی آنسو بہائے۔ انسان تو انسان جنات
نے بھی مظلوم کربلا کی نوحہ خوانی کی۔ سورج کو سخت گہن لگ گیا۔ حتیٰ کہ دوپہر کے وقت تارے نمودار ہو گئے
یہاں تک کہ انہیں اطمینان ہونے لگا کہ یہ رات ہے۔ آسمان سرخ ہو گیا۔ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے
لگے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے کائنات ٹکرا کر ختم ہو جائے گی۔ شام غریباں۔ (۲) دربار یزید میں
دربار میں قیصر روم کا سفیر کی گفتگو۔ (۳) قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے۔
ذبح عظیم کتاب علامہ طاہر القادری ص ۱۴۰ / تذکرہ سبط ابن الجوزی میں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر
۳۳ زخم نیزوں کے ۳۴ زخم تلوار کے اور ابن شہر آشوب میں ۱۲۱ سوراخ تیروں کے تھے۔ عمر مبارک ۵۶ سال
۵ ماہ ۵ دن تھی۔ وعدہ آپ نے پورا کر دیا۔ (ظالم اور صابر کی موت کا فرق)

ذبح عظیم۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری لاہور۔

کربلا کا شہید

(آزمائش الٰہی)

ابرار خطابت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ولنبلونکم بشیءٍ من
الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس ۔
حضراتِ محترم ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ
نے اپنے بندوں کی آزمائش اور ان کے امتحان کا ذکر
فرمایا ہے ۔ چنانچہ خدا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔۔۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے
کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دو ان صبر والوں کو ۔
یہ ایک قانون قدرت ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لیتا
ہے ۔ اور دیکھتا ہے ۔ کہ کون ہے جو میری آزمائش پر صبر کرتا ہے ۔ پھر جو لوگ ہر حال میں اپنے مالک کی رضا پر
راضی رہتے ہیں ۔ وہ انہیں عظمتوں اور بلندیوں سے نوازتا ہے ۔ مگر دیکھنا یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے
امتحان کیوں لیتا ہے ۔ اس لئے جو گنہگار ہوگا ۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آزمائش پر صبر کرے گا ۔ اسے بخش
دیا جائے گا ۔ اور جو نیک ہوگا ۔ اس ذات والا صفات کا مقبول اور محبوب ہوگا ۔ تو اس کے درجے بلند کر
دیئے جائیں گے ۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا ۔ کہ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۔
یعنی کسی بھی مصیبت کے آجانے پر اگر تم صبر اور شکر کا مظاہرہ کرو گے ۔ تو وہ غفور الرحیم ذات تم پر اپنے
الطافات کی فراوانی کر دے گا ۔ اگر ناشکری اور واویلا کرو گے ۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے ۔ اور کوئی
بھی اس کے عذاب اور اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا ۔ مگر وہی جس پر اس ذات کی مہربانی ہو جائے ۔ انسان کو
چاہیئے ۔ کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے ۔ اور اس کی رضا پر راضی رہے ۔ اس لئے کہ خوشی بھی اللہ
تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے ۔ اور غمی بھی دکھ بھی اسی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ۔ اور سکھ بھی سوچا
تو اس بات کو ہے ۔ کہ جس ذات نے دکھ میں مبتلا کیا ہے ۔ سکھ بھی وہی عطا کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
گرامی ہے ۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا ۔ ۳۰ ۔ میاں محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

مشکل پاون والا آپے اے ۔ تے آپے ہے حل کردا + عاشق نوں لا لوگ پریم دا تے دل سجن ول کردا

۱ ۔ راضی برضائے الٰہی ! لیکن جب امام عالی مقام پر وقت آزمائش آتا ہے ۔ تو آپ ایسے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے
ہیں ۔ کہ رضائے الٰہی پر اپنا گھر مال وطن بیٹے بھتیجے بھائی بھانجے سارا خاندان اور رفقاء کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں

قربان کر دینے کے بعد خود بھی نیزے کی نوک پر چڑھ گئے۔ اور دنیا والوں کو بتا دیا۔ کہ یہ قتل حسین اصل میں
حضرات گرامی۔ امام عالی مقام کو بڑے بڑے مصائب سے گزرنا پڑا۔ سب سے پہلے اپنا گھر چھوڑا۔ آپ جانتے
ہیں۔ کہ کس کا دل چاہتا ہے۔ کہ اپنا وطن چھوڑے۔ مگر جس وقت آقا حسین نے اپنا وہ وطن چھوڑا۔ جہاں صبح و شام
فرشتے آتے ہوں۔ جس روضہ رسول کی زیارت کے لئے ہر انسان تڑپتا ہو۔ جہاں دن رات اللہ تعالیٰ کی رحمتوں
کا نزول ہوتا ہو۔ اس وقت نواسہ رسول کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ مگر امام عالی مقام نے صبر کیا۔ آقا حسین پر
پانی بند کیا گیا۔ کوئی درخواست کوئی التجا کوئی ہائے وائے نہیں۔ مگر حسین نے صبر کیا۔ کیونکہ آپ
جانتے تھے۔ کہ فرمان الہی ہے۔ ولنبلونکم اور میں آزماؤں گا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں اگر کوئی بیمار
ہو جائے۔ تو اس کا علاج کروایا جاتا ہے۔ اگر بیماری بڑھ جائے۔ اور مریض کمزور ہو جائے پھر اسے خون دیا جاتا
ہے۔ (۲) خون کی ضرورت۔ تفصیل مریض کو خون کی۔ اسی طرح جب یزید کے فسق و فجور کے باعث
دین اسلام بیمار پڑ گیا۔ اور خون کی ضرورت پڑی۔ تو امام حسین نے عرض کی یا اللہ میں حاضر ہوں۔ ——
ابر رحمت ص ۱۱۸ تا ص ۱۲۳ (۳) واقعہ کربلا کے بعد واقعات۔ روضۃ الشہدا کی تالیف
تک تقریباً ۸۴۷ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اور اب تک ۵۸۱ سال۔ ۱۴۲۸ ہو چکا ہے۔ جب بھی محرم کا
نیا مہینہ آتا ہے۔ تو اس المناک حادثے کی اہل اسلام کے دلوں پر تجدید رقم ہو جاتی ہے۔ اور یوم عاشورا
محرم [illegible] سے کہ اس دن امام عالی مقام کو شہید کیا گیا۔ غم حسین کیلئے فرمان رسولؐ۔
حضرت امام رضا نے ریان بن شبیب کی حدیث میں فرمایا کہ اے ابن شبیب۔ اگر تو امام حسین پر اس طرح روئے
کہ تیرے آنسوؤں کے قطرے تیرے چہرے پر رواں ہو جائیں۔ تو حق تعالیٰ تیرے صغیرہ کبیرہ تمام گناہ معاف فرما دے گا۔
اگر تجھے اس بات سے خوشی ہے۔ کہ تجھے امام حسین علیہ السلام کی معیت میں شہید ہونے والوں کا ثواب حاصل ہو۔
تو جب بھی واقعہ کربلا کو یاد کرے۔ تو اپنے ذہن میں یہ تصور کر لے۔ کہ کاش میں بھی اس معرکہ میں حاضر ہوتا۔
روضۃ الشہدا ص ۳۶۶ جلد ۲۔ (۴) شاہ خراسان کی آرزو کا انعام۔ خراسان کے بادشاہ عمرو بن
لیث نے قاعدہ وضع کر رکھا تھا۔ کہ اس کے امیروں سے جو امیر ہزار سوار کا مکمل لشکر اس کے
پاس لاتا۔ اسے وہ سونے کا گرز دیتا تھا۔ ایک روز اس کا تمام لشکر اس کے سامنے لایا گیا۔ تو ۱۲۰
امیروں کو سونے کا گرز دیئے گئے۔ اور ان کے نام رجسٹر میں رکھے گئے۔ ان میں سے ہر امیر کی کمان میں

واقعہ کربلا کو اب تک ۔ ۱۳۶۸ سال۔ کتاب کی تالیف کو ۵۲۱ سال ہو چکے ہیں۔

ایک ہزار مسلح و مکمل سوار تھے۔ جب یہ صورت عمرو بن لیث بادشاہ تک پہنچائی گئی۔ تو عمرو بن لیث رونے لگا۔ اور خود کو گھوڑے سے گرا لیا۔ اور زمین پر چہرہ رکھے ہوئے دیر تک نالہ و زاری کرتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کی حالت سنبھل گئی۔ تو اس کے ایک بے تکلف ندیم نے پوچھا۔ اے بادشاہ۔

این نہ وقتِ گریہ و فریاد داشت
وقتِ شادی و مبارکباد داشت

۔ اے بادشاہ آپ ایک وسیع ملک رکھتے ہیں۔ امراء و وزراء آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ کے حکم کو بجا لاتے ہیں۔ آپ کے دل کو ہر غم سے آزادی حاصل ہے۔ آپ کے بوستانِ اقتدار میں ۱۲۰ ہزار سوار آراستہ نہالِ اختیار ہیں۔ اندریں صورت رونے کا باعث کیا ہے۔ عمرو نے کہا جب میں نے اپنے لشکر کی آراستگی کو دیکھا۔ بلکہ ان کی بہادری اور مردانگی کا مشاہدہ کیا۔ تو میری نگاہوں کے سامنے واقعہ کربلا آ گیا۔ اور میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کاش میں اس جماعت کے ساتھ میدان میں موجود ہوتا۔ اور امام عالی مقام پر اپنی جان قربان کر دیتا۔

بہر کیف عمرو بن لیث کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ کہ اس کے سر پر زریں تاج ہے۔ اور کمر پر موتیوں سے آراستہ کمر بند بندھا ہوا ہے۔ اور بہشت کے گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا اسے وفات کے بعد تیرا حال کیسے گزرا۔ اس نے کہا کہ ایک روز مجھے میرا لشکر دکھلایا گیا۔ تو میرے جی میں آیا۔ کہ کاش میں شہدائے کربلا کی معاونت کرتا۔ بلکہ جو کچھ اس وقت مظلوموں کے بارے میں میرے دل پر گزری تھی۔ تو اس کے صلے میں میری مغفرت ہو گئی۔ ایضاً ص ۳۶۷ جلد ۲۔ (۵) خونِ حسین کی کرامت۔ ایک واقعہ کنز الغرائب میں امام عالی مقام کی شان کا اس طرح بیان ملتا ہے۔ کہ ایک یہودی کی ایک خوبصورت لڑکی اچانک بیمار ہو گئی۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ علاوہ ازیں اس کو متعدد امراض نے گھیر لیا۔ چنانچہ اس کے ہاتھ اور پاؤں بیکار ہو گئے۔ شہر سے باہر اس کے باپ کا ایک باغ تھا۔ وہ اسے تبدیلی آب و ہوا اور تغیر مکان کی بنا پر اس باغ میں لے آیا۔ کہ شاید وہاں اس کی بعض بیماریاں زائل ہو جائیں۔ اس لڑکی نے اس باغ میں سکونت اختیار کر لی۔ اس کا باپ ہمیشہ اس کے پاس جاتا رہتا اور اسے مختلف باتوں سے تسلی دیا کرتا۔ ایک روز اس کا باپ کسی ضرورت کے لئے شہر گیا اور بیٹی کو باغ میں اکیلی چھوڑ گیا۔ اتفاق سے اس روز اس کا کام نہ ہو سکا۔ اور اسے وہ رات شہر میں گزارنا پڑی۔ جب کہ اس کی بیٹی نے ایک درخت کے نیچے تنہا رات گزاری۔ علی الصبح اس نے دوسرے درخت سے ایک پرندے کے زار و زار رونے کی آواز سنی۔ تو وہ لڑکی جو اپنی بیماری پر رونے لگی

جب اس نے اس پرندے کا رونا سنا۔ تو اس کا جھکاؤ اس طرف ہو گیا۔ اور ایک عجیب قسم کا درد اس کے دل میں ابھر آیا۔ وہ گھسٹتی ہوئی اس درخت کے پاس پہنچی۔ اور اگرچہ اس کی آنکھیں نہیں تھیں۔ تاہم اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا کر درخت کی طرف توجہ دی۔ اتفاق سے اس کی آنکھ میں گرم خون کا قطرہ گرا۔ اور اس کی آنکھ روشن ہو گئی۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو ایک پرندے کے پروں سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ اچانک اس کے ہاتھ پر ایک قطرہ گرا۔ تو اس نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پر دوسرا قطرہ گرا تو اس نے اسے اپنی دوسری آنکھ پر مل لیا۔ اور اس کی دوسری آنکھ بھی روشن ہو گئی۔ پھر اس نے ایک قطرہ اپنے پاؤں پر ملا۔ تو اس کے ہاتھ متحرک ہو گئے۔ اور پاؤں پر ملا۔ تو وہ چلنے لگے۔ وہ لڑکی تندرست ہو کر اور روشن آنکھوں سے اٹھی۔ اور باغ کے گرد گھومنے اور ہر طرف کے چکر کاٹنے لگی۔ اس کا باپ آیا۔ تو اس کو ایک عورت کو باغ کے چکر لگاتے دیکھا۔ اور اپنی بیٹی کو نہ پہچان سکا۔ اس نے پوچھا اے عورت تو کون ہے۔ میں اس درخت کے نیچے اپنی نابینا اور مفلوج لڑکی کو چھوڑ گیا تھا۔ وہ کہاں گئی۔ لڑکی نے باپ کے پاس آکر کہا۔ اے باپ میں تیری بیٹی ہوں۔ جسے تو مبتلائے امراض چھوڑ گیا تھا۔ یہودی نے یہ بات سنی تو بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب اسے ہوش آیا۔ تو اس نے لڑکی سے تندرست ہونے کا سبب پوچھا۔ اس نے اپنے باپ کو تمام واقعہ سنایا اور اس درخت کے نیچے لے آئی جس پر وہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہودی نے نظر اٹھا کر ایک پرندہ دیکھا جس کے بال و پر خون آلودہ تھے۔ یہودی نے کہا۔ اے پرندے ایہا الطیر المبارک تیرا حال کیا ہے۔ اور اس خون میں کہاں کی صحبت کا اثر ہے۔ یہودی کی ہدایت کے لئے الہام الٰہی سے تو پرندہ بولنے لگا۔ کل ہم پرندے جمع ہو کر آب و دانہ کی تلاش میں اڑتے جا رہے تھے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور ہوا انتہائی گرم ہو گئی۔ تو ہم فلاں صحرا میں ایک درخت پر چھپ کر بیٹھ گئے۔ اور جو کچھ کسی نے کھایا پیا تھا۔ ایک دوسرے کو بتانے لگے۔ اچانک ہم نے آواز سنی۔ اے پرندو کربلا میں امام حسین آفتاب کی سوزش کی گرمی سے تپ گئے ہیں۔ اور تم سائے کی پناہ میں آگئے ہو۔ اہل آسمان و زمین ان کے درد و الم میں مشغول ہیں۔ اور تم آب و دانہ کے غم میں پڑے ہو۔ ہم الہام الٰہی کے ساتھ کربلا کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت امام عالی مقام کو شہید کیا جا چکا تھا۔ اور ابھی آپ کے جسم سے نیزوں سے خون جاری تھا۔ ہم سب اس پر مرنے لگے۔ اور خود کو آپ پر گرا دیا۔ اور اپنے پر [illegible] کر ان کے ساتھ ملنے لگے۔ میرے پروں میں یہ وہی خون ہے۔ جس کا قطرہ جہاں گرتا ہے خیر و برکت

بقیہ ص ۳۸

جوہرِ شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین ـــــ رفیقا۔
سورۃ النساء ۶۹ ۔ شہادت اللہ کی نعمتوں میں سے ایک گراں بہا نعمت ہے۔ جن خوش نصیب کو یہ نعمت میسر آتی ہے۔ ان انعام یافتہ بندوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ پس وہی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ جو کہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ مذکورہ آیت کریمہ میں شہداء کو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شامل کیا گیا ہے۔ اور شہداء کو صالحین پر فضیلت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جو نعمتیں اور فضل وکمال باقی مخلوق کو عطا فرمائے ان تمام کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ میں جمع فرمایا ہے۔ آقا علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ (مسلم)
آپ فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے مجھے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ افعال کو کمال بخشنے کیلئے بھیجا ہے
شہادت بھی ایک کمال اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ بلکہ یہ تو ایسی نعمت ہے۔ کہ اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آرزو تھی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے آقا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسلمانوں کے دل میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کیلئے نکل جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں۔ کہ سب کو ساتھ لے جاؤں۔ تو میں ہر اس گروہ کے ساتھ نکلتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ (بخاری شریف) حضرت امام حسین ابھی حضور کی گود میں کھیلتے تھے۔ اس وقت سے ہی آپ نے حضرت امام حسین کی شہادت کا تذکرہ عام کردیا تھا۔

(شہادت کی خبر دینا)

حضرت امام عالی مقام کو یہ معلوم تھا کہ میری شہادت جوہر نبوی کے ظہور تام کیلئے مقدر کردی گئی ہے۔ اس لئے آپ نے جان دینے سے خود کو بچانے کی کوشش نہ کی۔ وہ کسی بھی لمحہ زندگی میں بارگاہ خداوندی میں اس انجام سے بچنے کی دعا کرتے نظر نہیں آتے۔ اگر آپ دعا کرتے تو ممکن تھا۔ کہ کربلا

میں پانسا پلٹ جاتا۔ اور اہل بیت کے ایک ایک فرد کا شہید ہونے کی بجائے یزیدی لشکر کا تہس نہس ہو
جاتا۔ دعا سے حالات تو بدل جاتے۔ لیکن اس طرح جوہر شہادت نبوی کا ظہور ممکن نہ ہوتا۔ حضرت
امام حسین اگر چاہتے تو آسمان کی طرف توجہ فرماتے۔ خدا کی ذات قدیر بادلوں کو حکم کرتی۔ وہ برستے۔ اور
پیاس کی کوئی صورت نہ رہتی۔ لیکن یہ شہادت نبوی کا ظہور تھا۔ اور شہادت جتنی مظلومیت اور بے بسی کی
حالت میں ہو۔ جتنی بے کسی کی حالت میں ہو۔ اسی قدر رتبے میں بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ حضرت امام
عالی مقام پانی پی کر بھی شہید ہو سکتے تھے۔ لیکن پانی پئے بغیر شہید ہونا اور بات تھی۔ اور پیاس کی شدت
میں تڑپ تڑپ کر شہید ہونا اور بات ہے۔ مظلومیت کی یہ ساری کیفیات جوہر شہادت کے ظہور
کو نقطہ کمال تک پہنچانے کیلئے تھیں۔ اگر اسماعیلؑ کے ایڑی رگڑنے سے چشمہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو نواسہ
رسول کے لئے یہ بعید نہ تھا کہ آپ کے حکم سے میدان کربلا میں پانی کے کئی چشمے بہہ نکلتے۔ اگر آپ
فرات کی طرف اشارہ کرتے تو فرات اپنا رخ بدل کر آپ کے قدموں میں آ جاتا۔ الغرض آپ جو چاہتے
خدا تعالیٰ کی ذات وہ کر دیتی مگر نہ آپ نے چاہا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی ذات نے ایسا کیا۔ اس لئے کہ یہ سیرت
النبی کا ایک ایسا باب رقم ہونے والا تھا۔ جو حضور کی ظاہری زندگی میں رقم نہ ہو سکا تھا۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت دس محرم الحرام کو بڑی شہرت، چرچے اور تحمل کے ساتھ رونما ہوئی
تمام قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانے کی جو جو صورتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً وطن سے نکال
دیا جانا۔ بھوک پیاس میں مبتلا کیا جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا قربان کرنا وغیرہ یہ سارے
کے سارے طریقے اور سب کی سب آزمائش شہادت امام حسین اور معرکہ کربلا میں مجتمع نظر آتی
ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جوہر شہادت نبوی کا ظہور تھا۔ اگر کوئی ایک آزمائش بھی باقی رہ جاتی
تو حضور کے جوہر شہادت کا ظہور نقطہ کمال پر نہ ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شہادت امام حسین میں تمام
آزمائشوں کو جمع کر دیا ——— شہید کی موت کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ تاکہ اعزاز
کے ساتھ اس کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جا سکیں۔ اور فرشتوں کے جھرمٹ میں ایک جلوس
کی شکل میں۔ شہید کی روح کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ حضرت امام حسین کی شہادت
کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہونے کا سبب بھی نظر آتا ہے۔ کہ آقائے دو جہاںؐ

کو پتہ تھا۔ کہ یہ شہادت کائنات تمام شہادتوں سے نرالی ہے۔ آپ سمجھتے تھے۔ کہ جس بے بسی بے کسی
اور ظلم و استبداد کے عالم میں میرے حسین کو شہید کیا جائے گا۔ اس وقت ضروری ہے۔ کہ میں
حسین کے سامنے کھڑا ہوں تاکہ مجھے دیکھ کر حسین کی جرأت و بہادری قائم رہے۔ اور اسی جرأت
و بہادری اور عزم و استقلال کی حالت میں وہ اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دے۔ تاریخ
اسلام میں اور بھی بہت سی شہادتیں ہوئی ہیں۔ اور ہر شہادت کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے۔
مگر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت اور اطراف عالم میں اس کی شہرت
سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری۔ نوائے وقت ۲ مارچ ۲۰۰۴

(۱) مظہر اتم۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ذات (منگل ۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ)
محمد مصطفیٰ کے مظہر اتم تھے۔ حسین کا کردار مصطفیٰ ہے۔ وقار۔ معیار۔ پیار۔ ایثار۔ نور
سرور۔ اخلاق۔ عمل۔ قول۔ جلال۔ کمال۔ خیال۔ استقامت۔ محبت۔ سنت۔ نسبت۔ صداقت
عدالت۔ سخاوت رفاقت۔ شجاعت۔ حسن۔ شہادت۔ (حسین سے محبت) اولیاء اتقیاء اسخیاء
امام حسین خدا کا محبوب ہے۔ ان کی محبت عین محبت رسول خدا ہے۔ بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ حضرت یعلیٰ بن
مرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من
احب حسینا۔ امام حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں جس نے حسین علیہ السلام کو محبوب رکھا اس
نے اللہ کو محبوب رکھا۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ مشکوٰۃ۔ نواسہ رسول امام حسین اپنے نانا مصطفیٰ
کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا رہنا سونا۔ سب سید المرسلین کا عکس جمیل اور پرتو تھا۔
آپ گفتگو فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ امام الانبیاء کی آواز آ رہی ہے۔ آپ حجرہ بتول سے باہر آتے۔ تو
ایسا لگتا جیسے فاران کی چوٹیوں سے آمنہ رضی اللہ عنہا کا چاند طلوع ہو رہا ہے۔ (جواہر نقابت صفحہ ۴۴)

(۲) شہادت کی خبر۔ سیدنا انس سے روایت ہے۔ کہ بارش کے فرشتہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری
دینے کے لئے خداوند قدوس سے اجازت طلب کی۔ جب وہ فرشتہ اجازت ملنے پر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا
تو اس وقت سیدنا امام حسین آئے اور حضور انور کی گود میں بیٹھ گئے۔ آپ ان کو چومنے اور پیار کرنے لگے۔ فرشتہ
نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ حسین سے پیار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں اس نے کہا۔ بے شک آپ کی امت

امام ابن حجر مکی ؒ ۔ جو ملا علی قاری کے شیخ ہیں ۔
الصواعق المحرقہ ۔

مستقلہ ۔ آپ کی امت حسین کو قتل کر دے گی اگر آپ چاہیں ۔ تو میں ان کی قتل گاہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں
پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا ۔ جسے ام المومنین سیدہ ام سلمیٰ ؓ نے اپنے کپڑے میں لے لیا ۔ اور ایک روایت
میں ہے ۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے ام سلمیٰ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا
حسین شہید کر دیا گیا ۔ حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمیٰ فرماتی ہیں ۔ کہ میں نے اس مٹی کو شیشی میں
بند کر لیا ۔ جو حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت کے دن خون ہو گئی ۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۸)
ابن سعد حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم جنگ صفین کے موقع
پر کربلا سے گزر رہے تھے ۔ کہ ٹھہر گئے ۔ اور اس زمین کا نام دریافت فرمایا ۔ لوگوں نے کہا ۔ اس کا نام کربلا ہے
کربلا کا نام سنتے ہی آپ اس قدر روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی ۔ پھر فرمایا ۔ کہ میں حضور ﷺ کی خدمت
میں ایک روز حاضر ہوا تو دیکھا ۔ کہ آپ رو رہے ہیں ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں رو رہے ہیں ۔
فرمایا ابھی میرے پاس جبریل امین آئے تھے ۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے ۔ اِنَّ وَلَدِی الْحُسَیْن یُقْتَلُ بِشَاطِیِ
الْفُرَاتِ بِمَوْضِعٍ یُقَالُ لَہٗ کَرْبَلَاء ۔ صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۷ ۔ میرا بیٹا حسین دریائے فرات کے کنارے
اس جگہ پر شہید کیا جائے گا ۔ جس کو کربلا کہتے ہیں ۔ ابو نعیم سے روایت ہے ۔ کہ ایک مرتبہ علی
رضی اللہ عنہ سیدنا حسین کی قتل گاہ سے گزرے ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ یہ شہیدوں کے اونٹ بٹھلانے کی جگہ ہے ۔ اور اس مقام
پر ان کے کجاوے رکھے جائیں گے ۔ اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے ۔ آل محمد ﷺ کے بہت سے جوان اس میدان
میں شہید کئے جائیں گے ۔ اور زمین و آسمان ان پر روئیں گے ۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۱۲۶ جلد ۲)
ان حدیثوں سے واضح معلوم ہوا ۔ کہ حضور سید المرسلین ﷺ کو حضرت سیدنا امام حسین کے شہید ہونے
کی بار بار اطلاع دی گئی ۔ اور حضور نے بھی اس کا بار ہا ذکر فرمایا ۔ اور شہادت سیدنا امام حسین کے
عہد طفلی ہی میں خوب مشہور ہو چکی تھی ۔ اور سب کو معلوم ہو گیا تھا ۔ کہ آپ کے شہید ہونے کی جگہ کربلا ہے
بلکہ اس کے چپے چپے کو پہچانتے تھے ۔ اور انہیں خوب معلوم تھا کہ شہدائے کربلا کے اونٹ کہاں باندھے
جائیں گے ۔ ان کا سامان کہاں رکھا جائے گا ۔ اور ان کے خون کہاں بہیں گے ۔
نبی اکرم ﷺ ہاں وہ نبی کہ خداوند قدوس جن کی رضا جوئی فرماتا ہے ۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ
جن کا حکم بحر و بر میں نافذ ہے ۔ جنہیں شجر و حجر سلام کرتے ہیں ۔ چاند جن کے اشارے پر چلا کرتا

جن کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے۔ بلکہ حکم الٰہی کونین کے ذرے ذرے پر جن کی حکومت ہے۔ وہ ہی پیارے نواسے کے شہید ہونے کی خبر پا کر آنکھوں سے آنسو تو بہاتے ہیں۔ مگر نواسے کو بچانے کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا نہیں فرماتے۔ اور نہ سیدنا علی سیدہ فاطمہؓ عرض کرتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ حسینؓ کی خبر شہادت نے تو دل وجگر پارہ پارہ کر دیا۔ آپ دعا فرمائیں کہ خدا حسینؓ کو اس حادثہ سے محفوظ رکھے۔ اور اہل بیت ازواج مطہرات اور صحابہ کرام سب لوگ حضرت سیدنا امام حسینؓ کے شہید ہونے کی خبر سنتے تھے۔ مگر اللہ کے محبوبؐ کی بارگاہ میں کوئی دعا کی درخواست پیش نہیں کرتا۔ جب کہ آپ کی دعا کا حال یہ ہے۔ ؎

اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا۔ دلہن بن کے نکلی دعائے محمدؐ۔ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا۔ بڑھی ناز سے دعائے محمدؐ۔ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ (امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ)

حضور اقدسؐ نے سیدنا امام حسینؓ کو بچانے کیلئے دعا نہیں فرمائی۔ اور نہ حضورؐ سے کسی نے اس کے بارے میں دعا کرنے کی درخواست پیش کی صرف اس لئے کہ حسینؓ کا امتحان ہو۔ ان پر تکالیف ومصائب کے پہاڑ ٹوٹیں۔ اور وہ امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ کے پیارے ہوں۔ کہ ایسا کوئی ہو نہیں سکتا۔ تو نواسہ رسول کا درجہ اس طرح بلند سے بلند تر ہو جائے۔ اور رضائے الٰہی حاصل ہونے کے ساتھ دنیا وآخرت میں ان کی عظمت ورفعت کا بول بالا ہو جائے۔ ۳۔ اعتراض: بعض گستاخ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ اپنے نواسے کو قتل سے نہیں بچا سکے تو دوسرے کو کسی مصیبت سے کیا بچا سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ کے محبوبؐ نے اپنے نواسے کو شہید ہونے سے بچانے کی کوشش ہی نہیں فرمائی۔ اس لئے کہ آپ نے ان کے لئے قتل سے محفوظ رہنے کی دعا ہی نہیں کی اور جب آپ نے ان کو شہید ہونے سے بچانے کی کوشش ہی نہیں فرمائی تو پھر یہ کہنا ہی سرے سے غلط ہے۔ کہ وہ اپنے نواسے کو قتل سے نہیں بچا سکے۔ جیسے کہ ہمارا کوئی آدمی دریا میں ڈوب رہا ہو۔ اور ہمارے پاس ڈوبنے سے بچانے کیلئے کشتی وغیرہ تمام سامان مہیا ہوں۔ مگر ہم بچانے کی کوشش نہ کریں تو یہ کہنا غلط ہے۔ کہ ہم بچا نہ سکے۔ ہاں اگر ہم بچانے کی کوشش کرتے اور نہ بچا پاتے تو البتہ یہ کہنا صحیح ہوتا۔ کہ ہم نہیں بچا سکے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب سید عالمؐ نے اپنے نواسے کو بچانے کی قدرت رکھنے کے باوجود ان کو بچانے کی کوشش نہ فرمائی۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ ان کو نہیں بچا سکے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

۴۔ اگر گستاخ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت سیدنا امام حسینؓ جو سید الانبیاء کے نواسے اور صحابی ہیں۔ جن کے درجے

کو بڑے سے بڑا ولی غوث قطب نہیں پہنچ سکتا۔ جب وہ اپنی امداد اپنے عزیز و اقارب کی جان نہیں بچا سکے۔ تو دوسرا کوئی غوث و قطب کسی کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ سیدنا امام حسین میدان کربلا میں اپنی جان بچانے نہیں گئے تھے۔ بلکہ اپنی جان دیکر اسلام بچانے گئے تھے۔ جان بچانے کا راستہ تو آپ کے لئے ہمیشہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے۔ کہ جان بچانے کے لئے۔ جب حرام قطعی کا کھانا پینا بلکہ جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے۔ تو آپ جان بچانے کی خاطر تھوڑی دیر کیلئے یزید کی جھوٹی بیعت کر لیتے۔ اور جب دشمن کی گرفت سے آزاد ہو جاتے۔ تو انکار کر دیتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ امام عالی مقام کو جان بچانا نہیں تھا۔ بلکہ جان دیکر اسلام کو بچانا تھا۔

رہی عزیز و اقارب کی جان بچانے کی بات تو آپ کے جو عزیز و اقارب میدان کربلا میں شہید ہو گئے۔ ان کی دنیوی زندگی بس اتنی ہی تھی۔ اور جس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (پارہ ۱۱ رکوع ۱۰)

اگر یہ معقول جواب اعتراض کرنے والوں کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ دن دور نہیں جب کہ وہ یہ بھی کہیں گے۔ کہ انبیائے کرام کا قتل کیا جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب انبیاء کو قتل ہونے سے نہیں بچا سکا تو پھر کسی دوسرے کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ نور الحبیب ص ۳۹ جنوری ۲۰۰۸ء محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

(۱) ۱۰ محرم کو حضور کا اضطراب = ۶۱ محرم کو ۱۰ تاریخ۔ ام سلمیٰ کا خواب۔ (۲) جبرائیل ان مٹھیاں کس لئے ہیں۔ حضور کے ہاتھ مبارک میں شیشی۔ 72 شہیدوں کا خون۔ جس 15 سو صحابہ کرام کا کھانا۔ پانی ہوئے ہیں۔ ام سلمیٰ کا رونا۔ حضور کی زیارت۔ (۳) کربلا میں سیدہ زینب کا پہرہ۔

ذبح عظیم ڈاکٹر طاہر القادری ص ۱۱ / امام عالی مقام کے سر کی گفتگو۔

Abbas

۸-۲-۲۰۰۸
۲۹-۱-۱۴۲۹
بروز جمعۃ المبارک
AM : ۱۰ : ۳۰

Maulana Qari Muhammad Abbas N... Sig. .... Distt. Toba/Pakpattan

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ پ ۱۱ توبہ۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ خدا اور صحبت صادقین کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جیسی صحبت ہوگی۔ ویسا اثر ہوگا۔ اگر نسبت اچھی ہوگی۔ تو انسان اچھا بن جائے گا۔ اگر نسبت بری ہوگی تو انسان برا بن جائے گا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اچھی صحبت و نسبت انسان کو جنت میں لے جائے گی۔ اور بری صحبت و نسبت انسان کو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کر کے دوزخ میں لے جائے گی۔ جیسی صحبت ویسا اثر۔ معزز سامعین کرام اگر ادنیٰ کی نسبت اعلیٰ سے ہو جائے تو وہ ادنیٰ بھی اعلیٰ بن جاتا ہے۔ اگر جز کی نسبت کل سے ہو جائے تو وہ جز بھی کل بن جاتا ہے۔ اگر قطرے کی نسبت دریا سے ہو جائے تو وہ بھی دریا بن جاتا ہے۔ اگر عام کی نسبت خاص سے ہو جائے تو وہ بھی خاص بن جاتا ہے۔ اگر ذرے کی نسبت زر سے ہو جائے تو وہ ذرہ بھی زر بن جاتا ہے۔ اگر گنہگار کی نسبت کسی نیکوکار سے ہو جائے۔ تو وہ بھی نیکوکار بن جاتا ہے۔ اگر چور کی نسبت غوث اعظم سے ہو جائے تو وہ چور۔ چور نہیں رہتا۔ قطب بن جاتا ہے۔ اسی لئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔ کونوا مع الصادقین۔ ان کی صحبت اختیار کر لو۔ ان کی سنگت میں آ جاؤ۔ ان کا قرب حاصل کر لو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مخلص بندے ہیں۔ ان کا قرب قرب الٰہی ہے۔ ان کی سنگت و نسبت ذریعہ نجات ہے۔ جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

کمالِ نسبت

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ ولی کامل کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بڑھ کر ہے۔ علاوہ ازیں مولانا اشرف علی تھانوی نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف۔ کونوا مع الصادقین۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ کے پاس بیٹھوں۔ اسے چاہیے کہ کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھ جائے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مخلصین ہیں۔ کہ ان سے شیطان بھی دور بھاگتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کو اپنے دربار سے

مردود کر کے نکال دیا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کچھ دعائیں مانگیں۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہا کہ میں
بندوں کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی لاچاری کا بھی اظہار کیا۔ (۱) شیطان کی لاچاری۔
وہ یہ کہ یا اللہ میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کر دوں گا۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ کیا مطلب
یعنی جو تیرے برگزیدہ ہیں۔ ان پر میرا داؤ نہیں چل سکتا۔ (حضرات) چونکہ شیطان دشمن
انسان ہے۔ اور اس کی ہر وقت یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے انسان کو گمراہ
کرے۔ اور راہ راست سے بھٹکا دے۔ تو شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا۔ (كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) یعنی جب تم ان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دو گے جیسے
انہیں اپنا ہادی و راہنما بنا لو گے۔ تو پھر تم شیطان کے مکر و فریب سے بچ جاؤ گے۔ اور دوسرا یہ
کہ ان کی صحبت سے جنت کے حقدار بن جاؤ گے۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اولیاء
اللہ اور صادقین کی صحبت و نسبت سے جنت ملے گی۔ تو اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ
نے بڑے احسن انداز سے اصحاب کہف کے اس کتے کا ذکر کیا ہے۔ جو اولیاء اللہ کی صحبت میں
رہ کر جنتی بن گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ۔
معلوم ہوا کہ ایک کتے نے ولیوں کی صحبت اختیار کی تو اس کا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بڑے
احسن انداز سے اصحاب کہف کے اس کتے کا ذکر کیا ہے۔ جو اولیاء اللہ کی صحبت میں رہ کر جنتی بن
گیا اور قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کتا ولیوں کی صحبت
اختیار کر کے جنتی ہو سکتا ہے۔ انسان تو اشرف المخلوق ہے۔ کچھ بعید نہیں کہ اگر ایک گناہگار
انسان سچوں کی صحبت اختیار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرما دے۔ ارشادِ نبوی ہے۔
جس کو جس کے ساتھ محبت ہو گی۔ وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا۔ (بخاری شریف)
یہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ کہ ان کی صحبت ان کی محفل میں حاضر ہونے والا۔ خدا تعالیٰ کی
رحمت و بخشش کا حق دار بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (۲) مجلس صالحین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر گھومتے ہیں۔ هَلُمُّوا إِلَىٰ حَاجَتِكُمْ
فرشتوں کا جمع ہونا۔ اور ذکر الہی کرنے والوں کو آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ (ایصال محفل ذکر)

جنت اور دوزخ کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ ۔
مشکوٰۃ ۔ وہ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان کا ہمنشین بدبخت نہیں ہو سکتا ۔ یہ سب نسبت
کا کمال ہے ۔ ہم قرآن مجید کی جلد اور قرآن مجید کے غلاف کو کیوں چومتے ہیں ۔ اس لئے
نہیں کہ وہ بہت زیادہ قیمتی یا بہت خوبصورت ہے ۔ بلکہ صرف اس لئے اسے بوسہ دیتے ہیں کہ ان
کا تعلق اللہ تعالیٰ کی پیاری کلام سے ہو گیا ۔ اور اسی طرح جب حاجی حج کیلئے جاتے ہیں ۔ تو طواف کعبہ
اور میدان عرفات کی حاضری کے ساتھ ساتھ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر سات چکر بھی لگاتے ہیں ۔
آخر وجہ کیا ہے ۔ کہ پہاڑیاں تو یہاں پاکستان میں بھی بہت ہیں ۔ مگر ان پہاڑیوں پر چکر لگانے سے
حج کا ثواب نہیں ملتا ۔ وہ اس لئے کہ صفا و مروہ وہ پہاڑیاں ہیں ۔ جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص بندی
حضرت ہاجرہ کے قدم لگ گئے ہیں ۔ تو یہ پہاڑیاں اب عام پہاڑیوں کی طرح نہ رہیں ۔ بلکہ ان الصفا
والمروۃ من شعائر اللہ ۔ ثابت ہوا ۔ کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے قدم لگ جائیں
وہ جگہ عام نہیں رہتی ۔ بلکہ عام سے خاص بن جاتی ہے ۔ خدا تعالیٰ کے نشانیوں سے ایک نشانی
بن جاتی ہے ۔ جس جگہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے قدم لگ جائیں ۔ وہ جگہ بابرکت والی بن جاتی ہے ۔ خواہ وہ
مکہ ، خواجہ علی پور شریف ہو ۔ سجاگہ شریف ۔ سیال شریف ۔ پاکپتن شریف ۔ داتا علی ہجویری ہو
جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے نیک و مخلص بندوں کے قدم لگ جائیں ۔ وہ جگہ معظم بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے شعائر
اللہ کی عظمت و شان کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا ۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا ۔ اس کا دل پرہیزگار رہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی
عرض کیا ہے ۔ کہ اولیاء اللہ کی صحبت سے انسان اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل کا حقدار بن جاتا ہے بلکہ ان
مخلصین کی صحبت سے زندگی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ (۳) سو آدمیوں کا قاتل —
عبداللہ بن مسعود سے روایت ۔ دیکھ پاک ہر پیغ لو دیا ہنس ۔ ستار
(۴) شفاعت ولی اللہ ۔ انس بن مالک سے فرماتے ہیں ۔ قیامت کے دن جنتی جنت
میں دوزخیوں کی صف کھڑی ہو گی ۔ شفاعت ہو گی ۔ جنت میں جگہ دی جائے گی —
(۵) صحبت اولیاء ۔ حضرت قاسم بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافی کو دیکھا

احد کو دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ تو حضرت بشر حافی نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خوش ہو کر فرمایا کہ اے بشر میں نے تجھے بخش دیا۔ حضرت بشر حافی فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جس جس کو مجھ سے محبت ہے۔ ان سب کو بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولکل من احبک الی یوم القیامۃ تک ہر اس شخص کو بخش دیا۔ جس کو تجھ سے محبت ہے۔ (۶) صحبت اولیاء = شرح الصدور۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ فلاں بستی میں ایک ولی فوت ہو گیا ہے۔ آپ اسے غسل دو۔ اور اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بستی میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا یہ گنہگار آدمی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ یا اللہ اس کے نیک ہونے کے متعلق تو گواہی کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے کلیم بے شک یہ گنہگار و سیاہ کار تھا لیکن اس کی ایک بات مجھے پسند آ گئی۔ لہٰذا میں نے اسے بخش دیا۔ عرض کی مولا۔ وہ کون سی بات ہے جس کے سبب اس کی بخشش ہو گئی۔ فرمایا یہ ہر روز آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کرتا تھا۔ کہ اے میرے رب تو جانتا ہے۔ اگرچہ میں خود تو نیک نہیں ہوں۔ مگر میں تیرے نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں۔ نزہۃ المجالس ص ۲۲۳ (ابرار خطابت ص ۱۴۴ جلد ۱۔ ماخوذ) (۷) غوثِ اعظم کا روزہ۔ ۷۰ آدمیوں نے دعوت —

هم مسافرون من قومهم وانی اجبت دعوۃ کل واحد منهم وحضرت واکلت طعامهم فی بیوتهم فرادا فرادا تفریح الخاطر ص ۵۴۶ =

آخر میں دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Abbas

۱۵ - ۲ - ۲۰۰۸
۷ - ۲ - ۱۴۲۹
AM: 12 : 10

بروز جمعۃ المبارک۔

میں گردش کرتے یار کرتا ہوں — میں ہی کا دربار کرتا ہوں
بندگی کی کچھ خبر نہیں مجھ کو — میں تیرے بندوں سے پیار کرتا ہوں

...ana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
Teh. Pakpattan

مومن کا تحفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۵ النساء (۸۶) پ۵ اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو۔ یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی مسلمان کے ساتھ ملاقات کے وقت سلامتی کا اعلان فرمایا۔ ہر ملت ہر دین بلکہ ہر قوم نے اپنی ملاقات کے لئے کچھ الفاظ و طریقے مقرر کر لئے ہیں اور جو اسلام نے ہمیں حسین و جمیل طریقہ بتایا ہے۔ وہ ہر قوم ہر جماعت ہر دین ہر مذہب سے جدا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واذا حییتم بتحیۃ - یہ نیا جملہ ہے۔ حییتم تحیت سے بنا بمعنی حیاء کہ اللہ کہنا عرب بوقت ملاقات کہا کرتے تھے۔ حیاک اللہ اللہ تمہیں زندہ رکھے۔ اس کہنے کا نام تحیہ ہے۔ اسلام نے اس کے بجائے کہلوایا السلام علیکم تم پر سلامتی نازل ہو۔ اسلامی سلام اس تحیہ سے زیادہ شاندار ہے کیونکہ بغیر سلامتی زندگی وبال ہوتی ہے۔ زندگی وہی اچھی جو سلامتی کے ساتھ ہو۔ لہذا لمبی زندگی کی دعا سے سلامتی کی دعا بہتر ہے۔ اس لئے رب العزت نے مسلمانوں کو ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ خیال رہے کہ بہتر جواب دینا مستحب ہے۔ اور برابر کا جواب دینا واجب ہے۔ تفسیر جلالین - یہ بھی خیال رہے کہ مسلمان کے سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔

ان اللہ کان علی کل شئ حسیبا - یہاں بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر چیز نگہبان اور اس کا محاسب ہے۔ ہر ایک کا بدلہ حساب سے دے گا۔ تم جیسا سلام و جواب کرو گے۔ اس حساب سے اس کا ثواب پاؤ گے۔ اس جملہ کی تین تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہاں بھی کان دوام و استمرار کے لئے ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا تم سے حساب لے گا۔ ۲۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر چیز کا حساب عطا فرمائے گا کہ ہر ایک کو بقدر عمل جزا دے گا کمی نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم کو کسی طرف سے سلام کیا جائے خواہ کیسا ہی سلام ہو۔ تو تم اس کو اس کے سلام سے بڑھ چڑھ کر جواب دو۔ سو اگر وہ کہے السلام علیکم تو تم کہو۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور اگر وہ کہے السلام علیکم

ورحمۃ اللہ تو تم کہو علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ یہ اچھا جواب ہے۔ یا اس کو ویسا ہی جواب
دے دو۔ کہ جو الفاظ وہ کہے وہی تم بھی جواب میں کہہ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لے گا۔ اور ہر ایک کو
بقدر عمل جزا و سزا دے گا۔ لہٰذا تمہارے سلام و جواب کا اجر برباد نہ جائے گا۔

اب تحیت بمعنیٰ سلام آتا ہے نمازی کہتا ہے۔ التحیات للہ رب فرماتا ہے۔ تحیتہم فیہا سلام
یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ اس خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہوں۔
تو یہ آیت کریمہ ہم گنہگاروں کے لئے بڑی ہی حوصلہ افزا ہے۔ حییتم میں ایک عبارت پوشیدہ ہے
کہ اے من اخیکم السلام یعنی اے مسلمانوں جب تم کو تمہارے بھائی مسلمان کی طرف سے سلام
کہا جائے۔ اور اے محبوب ؐ جب آپ کو آپ کے غلام تا قیامت سلام عرض کریں۔ فحیوا باحسن
منہا او ردوھا۔ یہ عبارت اذا کی جزا ہے۔ اس میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے بلکہ حضور
نبی کریم ؐ بھی اس خطاب میں داخل ہوں۔ تو عجیب نہیں۔ یہاں حیوا کے معنیٰ ہیں۔ جواب سلام دو۔
منہا کا مرجع سلام کرنے والے کا سلام ہے۔ یعنی تم اس کے سلام کا جواب اس سے اچھا دو
کہ جواب میں الفاظ زیادہ کر دو۔ ردوھا کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ جو الفاظ سلام کہنے والے نے کہے
وہی تم کہہ دو۔ السلام علیکم تو تم بھی کہہ دو۔ وعلیکم السلام اس میں ہم غلاموں کو بشارت عظمیٰ
ہے۔ کہ ہم جب حضور پر سلام عرض کریں گے ان شاء اللہ اعلیٰ درجہ کا جواب پائیں گے۔ ہمارا سلام
حضور علیہ السلام کی دعائیں لینے کا بہانہ ہیں۔ (۱) حضور کی بارگاہ میں سلام: یہ عقیدہ رکھو
کہ امتی کہیں ہو حضور سے کتنی ہی دور ہو۔ جب التحیات میں یا کسی اور وقت سلام عرض کرتا ہے۔ تو
حضور علیہ السلام بنفسِ نفیس اس کا سلام خود سنتے ہیں۔ اس لئے نمازی کو چاہیے کہ التحیات
میں سلام کے وقت معراج کے سلام کی نقل کی نیت نہ کرے۔ بلکہ خود سلام کرنے کی نیت کرے۔ شامی
بلکہ یہ سمجھے کہ حضور ؐ اس کا سلام خود سن رہے ہیں۔ اور جواب دے رہے ہیں۔ مدارج النبوۃ۔ مرقات
کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ کہ حضور ؐ دور کا سلام نہیں سنتے۔ وہ جو روایت میں ہے کہ جو
میری قبر انور پر سلام عرض کرتا ہے۔ تو میں اسے خود سنتا ہوں۔ اور جو دور سے سلام عرض
کرتا ہے۔ تو مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس سے لازم یہ نہیں۔ کہ آپ دور کا سلام سنتے نہیں

بلکہ دور والے کا سلام سنتے بھی ہیں اور پہنچایا بھی جاتا ہے۔ دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور پڑھنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کیا حال ہے۔ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ دلائل الخیرات۔ تو فرمایا میں محبت والوں کے درود خود سنتے اور ان کو پہچانتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال دعائیں پہنچائی جاتی ہیں۔ تو اس سے یہ لازم نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں سے بے خبر ہے دیکھتا سنتا نہیں۔ بلکہ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام والصلوٰۃ والسلام علی سید خیر الانام۔ بحوالہ طبرانی ص 73 میں ایک حدیث نقل کی۔ حضور نے صحابی حضرت ابی درداء بتاتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کہ وہ حاضری کا دن ہے۔ جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھ کو پہنچ جاتی ہے۔ وہ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا حضور کیا آپ کی وفات کے بعد فرمایا میری وفات کے بعد بھی۔ قال رسول اللہ ؐ اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملٰئکۃ لیس من عبد ؐ یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ یہ حدیث ابن قیم نے بغیر تردید اور بغیر کسی جرح کے نقل کی۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے ورنہ ابن قیم حدیث بغیر جرح نقل نہ کرتے۔ لہٰذا ہر مسلمان حضور ؐ پر اکثر صلوٰۃ وسلام پڑھا کرے ان شاء اللہ وہاں سے جواب ملتا رہے گا۔ سلام کرنا سنت ہے۔ جواب دینا فرض ہے۔ جیسا کہ نحیوا سے معلوم ہوا۔ کیونکہ یہ صیغہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے۔ حضور علیہ السلام ہر اشی کا سلام سنتے بھی ہیں جواب دے سکتے بھی ہیں۔ اور جواب دیتے بھی ہیں۔ یہ فائدہ بھی نحیوا سے حاصل ہوا۔ ورنہ آپ کو درود سے سلام کرنا ممنوع ہوتا۔ حضور علیہ السلام کو اکثر سلام کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ تو یہ نا ممکن ہے کہ حضور کو کوئی سلام کرے۔ اور جواب نہ دیں آپ فرض کیسے ترک فرما سکتے ہیں۔ اس سے مسئلہ حیات النبی اور حاضر ناظر ہونا سب کچھ ثابت ہے

(۲) اسلامی سلام کی فضیلت ہر ملک ہر دین بلکہ ہر قوم نے اپنی ملاقات کے لئے کچھ الفاظ طریقے مقرر کر لئے ہیں۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کہتے تھے۔ حیاک اللہ اللہ تجھے زندہ رکھے۔ ہندو کہتے ہیں رام رام۔ جواب دیتے ہیں سیتا رام۔ آریہ کہتے ہیں نمستے عیسائی کہتے ہیں گڈ مارننگ سکھ کہتے ہیں۔ بے گرو۔ مجوسی صرف منہ پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ مگر ان تمام طریقوں اور سلاموں میں اسلامی سلام بہت ہی موزوں اور با معنی ہے کیونکہ حیاک اللہ میں صرف زندگی کی دعا ہے۔ مگر السلام علیکم میں دین و دنیا کی سلامتی کی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سلامتی کی دعا زندگی کی دعا سے زیادہ جامع ہے۔ اور زیادہ اچھی بھی۔ کہ اس کے معنی ہیں۔ تم دنیا میں اور وقت قبر میں حشر میں ہر جگہ ہر آفت سے سلامت رہو۔ بغیر سلامتی کے زندگی عذاب ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بارہ موقعوں پر مومن پر سلام آنے کا ذکر ہے۔ جن میں کچھ سلام عرض گزار ہے۔ دا[1] سلام قولا من رب رحیم[2] والسلام علی من اتبع الھدی[3] وسلام علی عبادہ الذین اصطفی[4]۔ دا[5] ذ تحیتھم یومئذ تحیتہ[6] الذین تتوفھم الملائکۃ طیبین یقولون سلام علیکم[7] تنزل الملائکۃ۔ والروح فیھا باذن ربھم ـــــ اس سلام کی عظمت کی وجہ سے ہم مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام کا حکم دیا۔ یا ایھا صلوا علیہ وسلموا تسلیما[8]۔ (تفسیر نعیمی) سلام بڑی اہم نیکی ہے۔ کہ بعد موت تمام نیکیاں بند ہو جاتی ہیں۔ مگر سلام و جواب بعد موت قبر و حشر جنت میں ہوتا رہے گا مردے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام کرتے ہیں۔ مسلمان مردے سنتے ہیں۔ خصوصاً قبر پر حاضر ہونے والے کا سلام سنتے جواب دیتے ہیں۔ یہ فائدہ بھی حقیقتاً سے حاصل ہوا۔ کیونکہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ اور قبرستان جا کر مردوں کو سلام سنت ہے۔ اگر وہ جواب نہ دیتے ہوتے تو ان کو سلام کرنا ممنوع ہوتا۔ (۳) حضور کی توجہ سلام ہی وظیفہ ہے۔ جس کے ذریعے زندہ مردوں سے امتی نبی سے بلکہ بندے اللہ تعالیٰ سے ملتے ہیں۔ جو چاہے کہ حضور علیہ السلام ہر وقت میری طرف متوجہ رہیں۔ وہ ہمیشہ حضور علیہ السلام کو سلام کیا کرے۔ کہ اس سے سرکار ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہیں گے۔ یہ نہ خیال کرو۔ کہ سرکار اعلیٰ علیین میں ہیں۔ ہم زمین میں پھر توجہ کیسے ہوگی۔ سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ مگر اس کی شعاعیں زمین پر ہر وقت پہنچتی رہتی ہیں۔ حضور علیہ السلام دائمی زندہ ہیں سرکار

[1] یٰس ۵۸ پ ۲۳ [2] طٰہٰ ۴۷ پ ۱۶ [3] النمل ۵۹ پ ۱۹ [4] نساء ۸۶ پ ۵ [5] النحل ۳۲ پ ۱۴
[6] قدر پ ۳۰ [7] احزاب ۵۶ پ ۲۲ *

فرماتے ہیں۔ جو مسلمان مجھ کو سلام عرض کرتا ہے۔ تو رب تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ میں
اسے جواب دیتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر آن لاکھوں سلام حضورؐ کو پہنچتے
رہتے ہیں۔ تو ہر وقت ہی روح پاک جسم سے متصل رہتی ہے۔ اور شعور و ادراک و احساس روح
پاک سے قائم حضورؐ روح عالم ہیں۔ فضائل درود شریف علامہ زکریا صفحہ ۲۲ بحوالہ ابو داؤد شریف۔
تفسیر نعیمی صفحہ ۲۷ جلد ۵ = (۴) سلام کی فضیلت۔ بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے
روایت کی کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو فرمایا دیکھو
وہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہے۔ وہاں جاؤ انہیں سلام کرو۔ اور ان کے جواب میں غور کرو۔ وہ تمہاری اولاد
کا سلام و جواب ہوگا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام وہاں گئے اور کہا السلام علیکم وہ سب بولے علیک السلام ورحمۃ
اللہ وبرکاتہٗ۔ علماء فرماتے ہیں۔ سلام اگرچہ ایک آدمی کو کرے۔ مگر علیکم ضمیر جمع استعمال کرے۔ کہ ہر شخص کے
ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔ کاتبین اعمال۔ اور محافظین ان کو بھی سلام ہو جائے۔ چنانچہ وہ بھی جواب دیتے ہیں
ترمذی ابو داؤد نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی۔ کہ ایک شخص نبی اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوا السلام
عرض کیا۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ اور فرمایا دس نیکیاں۔ پھر دوسرا آیا۔ بیس ہے کا ذکر ہے۔ تفسیر نعیمی
صفحہ ۲۷۵ جلد ۵۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی اکرم سے پوچھا۔ کونسا
اسلام بہتر ہے۔ فرمایا کہ کھانا کھلاؤ اور سلام کرنا خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ مشکوٰۃ ۴۴۲۲
(۳) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں
تک کہ ایمان لائے آؤ۔ اور ایمان نہیں لا سکو گے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی
چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے۔ تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔
مشکوٰۃ ۴۴۲۴ بحوالہ مسلم۔ (۴) حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ بے شک اللہ
تعالیٰ سے قریب زیادہ وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (احمد ترمذی ابو داؤد) مشکوٰۃ ۴۴۳۹
(۵) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ
تو انہیں سلام کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہوگا۔ ترمذی مشکوٰۃ ۴۴۴۵
(۵) مصافحہ = قتادہ کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت انس رضؓ کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔ کیا رسول اللہؐ

کے اصحاب مصافحہ کیا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں۔ بخاری۔ مشکوٰۃ ۴۴۷۰ - (۲) حضرت براء بن عازب رضہ سے
روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہیں ایسے دو مسلمان جو ملاقات کے وقت آپس میں
مصافحہ کریں مگر دونوں جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ ۴۴۷۲
(۳) حضرت عطاء خراسانی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ مصافحہ کیا کرو۔ کہ دل کی کدورت جاتی
رہے گی۔ تحفے دیا کرو۔ تو محبت ہو جائے گی۔ اور عداوت جاتی رہے گی۔ مشکوٰۃ ۴۴۷۶ (۴) حضرت
جابر رضہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور
یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں۔ ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور نے آدمی بھیجکر
اسے بلوایا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اس نے کہا نہیں بیچوں گا حضور نے فرمایا ہبہ کر دو
اس نے کہا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اسکو جنت کے پھل کے عوض بیچ دو۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ حضور نے
فرمایا۔ تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا۔ مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ بہار شریعت
جلد سوم صفحہ ۴۴۸ - (۵) طبرانی نے سلمان رضہ سے روایت کیا۔ کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ مسلمان جب
اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑ کے مصافحہ کرے۔ تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے
تیز آندھی کے دن خشک درخت کے پتے۔ اور ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ
برابر ہوں۔ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۵۳ - (۶) ابن النجار نے ابن عمر رضہ سے روایت کی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے۔ اور کسی کے دل میں دوسرے سے
عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو شخص
اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو۔ تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں
کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۵۴ - (سلام کی ممانعت)
اور سلام و مصافحہ کے مسائل صفحہ ۴۵۶ جلد سوم بہار شریعت - اور دیگر شرعی کتب -

ـــ سید احمد کبیر رفاعی کا واقعہ ہاتھ چومنے کا۔ (کیمیائے سعادت)
ایک بادشاہ کی بخشش بزرگ کے ساتھ معانقہ
کرنے کی = (فیضان سنت)
اسرار الاولیاء۔

RM

۲۰-۲-۲۰۰۸ ۱۰-۳۱-۲۰
۱۲-۲-۱۴۲۹
بروز بدھ

Distt. ... Parmaun

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم — بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد کی فضیلت

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۔ پ۱۰ رکوع ۹ توبہ

ہمارے آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار عظمتوں سے نوازا ہے۔ بالخصوص پانچ ایسی رفعتیں ہیں جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مجھے پانچ نعمتیں وہ عطا کی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ میں ایک ماہ کے راستے سے رعب کے ذریعے سے دکھایا گیا۔ آپ سے جنگ کا ارادہ ـــ ایک ماہ دور سے آپ کی ہیبت جلالت ۔ ۲۔ مال غنیمت ۳ شفاعت کبریٰ۔ ۴ مجھے سارے جہانوں کے نبی بنی بنایا گیا۔ ۵۔ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ۔ حضور سے قبل جتنی امتیں گزری ہیں وہ عبادت کا فریضہ صرف عبادت گاہ میں ہی ادا کر سکتے تھے۔ نماز کا فریضہ ہر پاک جگہ پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ مگر مسجد میں عبادت کا درجہ بلند ہے۔ (۲۵ درجے) مسجد وہ پاکیزہ اور مقدس مقام ہے۔ جہاں بے چین دل کو سکون ملتا ہے۔ یہ وہ مقدس گھر ہے۔ جو دنیا کے تمام گھروں سے پہلے تعمیر کیا گیا ـــ ۵

دنیا کے بتکدوں میں وہ پہلا گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا۔

روئے زمین پر سب سے پہلے ہونے والی تعمیر۔ پہلا مکان جو بنایا گیا۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ پ۴ ا ع ۔ اس دنیا میں سب سے پہلا گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنایا گیا۔ جو ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کرنے کا مرکز اول ٹھہرا۔ جہاں پر آج بھی اہل اسلام کا اجتماع ہوتا ہے۔

(۱) پہلی مسجد ۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ ۔ زمین میں پہلی کون سی مسجد بنائی گئی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال سن کر ارشاد فرمایا۔ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ۔ نبی اکرم نے فرمایا۔ مسجد الحرام ثم المسجد الاقصیٰ (مسلم بخاری) آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی۔ پھر جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ۔ پ۱ ع ۱۵ (تعمیر کعبہ)

مسجد وہ گھر ہے۔ جس کو دنیا میں سب سے مکانوں سے پہلے بنایا گیا۔ اور روایت ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی تو دنیا میں جو کچھ ہے۔ سارا فنا ہو جائے گا۔ مگر مساجد کو فنا نہیں کیا جائے گا۔ کنز العمال میں بھی ایک روایت آتی ہے۔ کہ قیامت کے بعد مساجد کے علاوہ ساری زمین فنا ہو جائے گی۔ مگر مساجد ایک دوسری کے ساتھ مل جائیں گی۔ اس حدیث پاک سے مسجد کی ایک امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے۔ کہ جو مساجد دنیا کے دوسرے مکانات کی طرح فنا نہیں ہوں گی۔ تو اب سوال ہے۔ کہ کہاں جائیں گی۔ تو اس کا ثبوت بھی ملتا کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ اہل وجدان کا فرمان ہے۔ کہ مسجد اپنے بنانے والے کو جنت میں لے جائے گی۔ تو پھر خود کیوں نہ اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔ ——— قربان جائیں اللہ کے ان گھروں کی عظمت پر جہاں دن رات رحمت خداوندی کی برسات ہو رہی ہے۔ ع آ جہاں شاناں نے رب دا گھر دیاں۔ رشناں چمکے نے ہر دم ور دیاہ

مسجد اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس گھر ہے۔ جسے انبیاء کرام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ہمارے آقا و مولا کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ جب مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ پہلے مقام قبا پر چند دن قیام فرمایا۔ تو آپ نے یہاں قیام کے دوران سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام مسجد قبا رکھا گیا ہے۔ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی پ ۱۱ حضور نبی اکرم ؐ کو اس مسجد کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں پیدل یا سوار تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعت پڑھتے۔ صحابہ بھی سنت نبی ؐ پر عمل کرتے۔ آج تک اہل اسلام بھی اس مسجد سے محبت کرتے ہیں۔ اس مسجد میں دو نفل ادا کرنے والے کو عمرہ کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

(۲) مسجد نبوی شریف کی تعمیر۔ حضور نبی اکرم نے قیام حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں تھا۔ اور ان کے گھر کے قریب کچھ ویران جگہ تھی۔ جس کے متعلق آپ نے یہ خواہش فرمائی۔ کہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کی جائے۔ یہ جگہ بنی نجار کے دو یتیموں کی تھی۔ ——— طلب فرما لیا۔ یہ زمین کا ٹکڑا ہم تم سے خریدنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہ لیں گے۔ ہم خدا ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ ——— صدیق اکبر نے خرید لیا۔ حضور نے مسجد کی پہلی اینٹ رکھی ——— صحابہ کرام نے جوش اور جذبہ کے ساتھ۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی۔ ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے۔ اور حضرت عمار دو دو اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضور نے دیکھا۔ پس آپ ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے۔ فرمایا

جاتی ہیں۔ صحابہ کرام کے ذوق و شوق پر اسی مسجد والے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جس نے مسجد کی
اینٹیں اٹھائیں۔ اور سید عالم نے از راہ شفقت اس کے کپڑوں پر لگنے والی گرد کو اپنے ہاتھوں سے جھاڑ
کر قیامت تک مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے کو عظمت عطا فرما دی۔ **(۳) مسجد نبوی افضل یا مکہ۔**
اس مسئلہ پر اہل علم کا اختلاف ہے بہ شان میں مسجد الحرام کا درجہ بلند ہے۔ یا مسجد نبوی کا۔ حرمین
میں زیادہ فضیلت حاصل کس کو ہے۔ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جہاں شاہ ابرار
دو جہاں آرام فرما ہیں۔ وہ جگہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ مسجد نبوی کا
درجہ مسجد الحرام سے بلند ہے۔ اس لیے یہ مقدس مسجد دس سال مسلسل درسگاہ نبوت اور سجدہ گاہ
رسول رہی۔ اور اس میں حضور علیہ السلام آرام فرما ہیں۔ ہر ایک کی فضیلت اپنی اپنی جگہ برحق ہے۔ ایک
مسجد آپ کی ولادت گاہ ہے۔ ایک مسجد میں آپ کا مدفن و مسکن۔ ہم گنہگاروں کیلئے دونوں تمام فیوض
و برکات حاصل کرنے کا منبع و سرچشمہ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ حاضری کی توفیق فرمائے) مسجد مسلمان
آبادی کا نشان ہے۔ اور مسجد بنانے والے کو پہلے نوید جنت سنائی گئی۔ سیدنا عثمان غنی سے روایت ہے
حضور نے فرمایا جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ مسجد کی تعمیر اللہ کی
رضا کی خاطر۔ دکھلاوے بغیر۔ مسلمانوں کے درمیان گروہ بندی اور تفرقہ بازی کرنے کے لئے نہ ہو۔ اور نہ ہی اپنے نام نمود
آج کل کا یہ مرض عام ہے۔ ذرا سا امام صاحب سے اختلاف ہوا۔ پھر یقیناً مسجد بنانے والے کو جنت
میں بھی اعلیٰ گھر عطا کیا جائے گا۔ اور یہ مراد نہیں کہ وہ مکمل مسجد تعمیر کرے تو اس کو جنت میں گھر ملے۔ بلکہ
جو شخص بھی اپنی ہمت طاقت اور بساط کے مطابق جو کچھ بھی مسجد کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں اس انعام کا مستحق قرار پائے گا۔ **(۴) مسجد کی نگہبانی)** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم نے
ارشاد فرمایا۔ جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد کی خبر گیری کرتا ہو۔ تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ
مسجد کی تعمیر کرنا علامت تقویٰ ہے۔ اسی طرح مسجد کی دیگر ضروریات کا اہتمام کرنا بھی ذریعہ نجات ہے۔
اور حصول برکات و حسنات ہے۔ مثلاً صفوں کا مہیا کرنا۔ روشنی کا اہتمام کرنا۔ وضو کا انتظام کرنا۔
مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ جو شخص مسجد سے ایک مٹی بھر خاک نکالے گا۔ اس کا ثواب
میزان عمل میں پہاڑ کی مثل ہوگا۔ **(۵) مسجد میں روشنی کا اہتمام۔** مسجد میں روشنی کا اہتمام و انتظام

کرنے والے کو بھی روحانی جلا اور قلبی نورانیت عطا کی جاتی ہے۔ روایت ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ نے
جب ماہ رمضان میں مسجد کی قندیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی قبر کو روشن
فرمائے۔ جیسے اس نے ہماری مسجد کو روشن کیا۔ (چٹائی بچھانا) جو شخص مسجد میں قندیل
لٹکائے گا۔ اس پر ستر ہزار فرشتے دعا رحمت کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ روشن رہے۔ جو شخص مسجد میں ایک
چٹائی بچھائے گا۔ تو اس پر ستر ہزار فرشتے الخطیب جلد ۶ ص ۲۰ (۶) مساوات۔ مسجد میں فیوض
وبرکات کی سب پر یکساں برسات ہوتی ہے۔ دنیا کی بیشتر اقوام نے بڑی بڑی کوششیں کیں کہ لوگوں
میں مساوات پیدا کی جائے۔ مگر وہ ناکام رہیں۔ ــــ اسلام وہ مقدس دین ہے۔ اور مسجد وہ دربار خداوندی
ہے جس نے مساوات کی بات زبانی ہی نہیں کی۔ بلکہ اس کا عملی نظارہ پیش کیا۔ ؎

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز　　نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز۔
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے۔　　تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے۔

(۷) جنت کا باغ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم جنت
کے باغات سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ ترمذی، مشکوٰۃ۔ کھانا کیا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ

یہی مسجد ہی تو ہے یہی گلزار جنت ہے۔　　چلے آؤ مسلمانوں یہی تخت محمد ہے

(۸) محبوب مقام کونسا۔ مسجد۔ ناپسندیدہ بازار۔　　مکین مکہ مدینہ کے گلیاں بازار ــــ
کھاتی قرآن نے خاکِ گذر کی قسم　　اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام۔
سب رستے مدینے دے سوہنے جو ن نور دے بھرے ہین۔ جیہڑا جاندا اے۔ سدے کو بازار ہرا اسرہندا۔
فضیلت مسائل ـ فتاویٰ نوریہ ــــ　　مسجد زمین سے پیکر عرش تک ــــ
فضیلت مسجد چالیس لاکھ گھر۔ ہر شہر میں ایک لاکھ کو گنا ہوگا۔　　روح البیان ص ۲۰ ج ۱۵

بروز جمعۃ المبارک
۷-۳-۲۰۰۸
۲۸-۲-۱۴۲۹ھ
PM ۳ : ۳۹ : ۵۰

Maulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig. ....
....
Distt. Teh. Pakpattan

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین مائدہ آیت ۱۵ = بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اور ایک روشن کتاب۔ اس آیت پاک میں اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کا ذکر فرمایا۔ (۱) نور کی لغوی تحقیق - نور عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ہے نار - نور کے لفظی معنی روشنی کے ہیں۔ صاحب القاموس المحیط مشہور عربی لغت - مجد الدین فیروز آبادی نور سے یہ چیزیں مراد لیتے ہیں۔ روشنی - روشنی کی کرن - اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم - وہ جو چیز کہ ظاہر کرے۔ اسے نور کہتے ہیں (نیر اللغات) = وہ نور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس سے نور خدا اور نور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ باقی انوار جہاں بھی انہیں کے ضیاء یافتہ ہیں۔ لیکن باقی انوار نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وجود میں آئے

جگمگاتے چاند ستارے یہ زمین و آسمان ۔ آپ ہی کے نور سے روشن ہوئے دو جہاں۔

اے ضیائی رحمۃ العالمین ہیں مصطفیٰ ۔ جن کے جلووں سے منور ہو گئے دو جہاں۔

(۲) اصطلاح شریعت میں نور کی کیفیت :- اہل لغت روشنی کو بھی نور کہتے ہیں۔ اور روشنی کی کرن کو بھی نور کا نام دیتے ہیں۔ جبکہ اصل نور تو روشنی ہے۔ اور روشنی کی کرن تو روشنی کے وجود کے باعث وجود پاتی ہے۔ اس اعتبار سے ہمارے سامنے دو طرح کے نور آتے ہیں۔ ایک نور حقیقی اور دوسرا نور عطائی - (۱) نور حقیقی کائنات کے تمام انوار کا اصل اور واحد منبع نور ذات خداوندی ہے۔ اور یہی نور حقیقی ہے۔ اور باقی تمام انوار اسی ایک نور حقیقی سے فیض یاب ہیں اگرچہ ان تک اس نور حقیقی کا فیض بالواسطہ پہنچا ہے۔ کیونکہ ان کے اندر اتنی سکت نہ تھی کہ یہ نور ذات خداوندی سے بلاواسطہ فیض حاصل کر سکتے۔ جیسے سورج جس وقت پر اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا ہو تو انسانی آنکھ میں اسے بلاواسطہ دیکھنے کی سکت نہیں ہوتی جبکہ بالواسطہ یعنی کسی رنگین اور موٹے شفاف شیشے کی مدد سے چشم انسان اس کا نظارہ کر سکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ (اللہ نور السمٰوٰت والارض) نور ۵

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔ کہ آسمانوں اور زمینوں میں پھیلا ہوا یہ نور اللہ تعالیٰ ہی کا نور ہے۔ اور اس نور سے ساری کائنات بالواسطہ طور پر روشن و منور ہے۔

۲۔ نور عطائی یا شعاعی ۵ سے مراد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اور پھر شعاع در شعاع کے نظام سے دیگر تمام نور بھی شعاعی نور کہلاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا نور پاک وہ نور ہے۔ جو نور خدا کی کرنوں سے بلاواسطہ طور پر روشن ہوا۔ یعنی بغیر کسی درمیانی واسطے کے اس نور نے نور ذات خدا سے روشنی حاصل کی۔ اور خود کو روشن کر لیا۔ اور پھر اس نور سے پھوٹنے والی کرنوں سے کائنات کے سارے نور سلسلہ در سلسلہ روشن ہوتے چلے گئے۔ خلاصہ یہ کہ نورانیت کا اصل اور حقیقی اور لافانی منبع ذات خداوندی ہے۔ اور اس منبع سے روشنی پاکر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوا۔ اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنوں سے باقی انوار سلسلہ در سلسلہ اس روشنی کو آگے بکھیرتے چلے گئے۔ تو ان تمام انوار میں سے بعض بعض کیلئے مثل حقیقی منبع نور بنتے چلے گئے۔ چونکہ ان تمام نورانی خزانوں نے نور۔ نور مصطفیٰ سے حاصل کیا تھا۔ اس لئے تمام نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انوار کیلئے منبع نور بنا۔ جبکہ اس نور مصطفیٰ کا منبع ذات باری تعالیٰ کا نور ٹھہرا۔ کسی نے آپ کی تعریف یوں بیان کی ہے —

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (حافظ شیرازی)

۳۔ نور کی مثال = ایک شیشہ سورج کے سامنے رکھ دو۔ کہ وہ چمک جائے پھر ان شیشوں کی طرف رخ کرو۔ جو اندھیری کوٹھڑی میں ہیں۔ تو اس کے عکس سے تمام شیشے جگمگا جائیں گے ظاہر ہے کہ پہلے شیشے میں نہ سورج اتر کر آگیا نہ سورج کا ٹکڑا کٹ کر شیشے میں سمایا۔ بلکہ پہلے شیشے نے سورج سے بلاواسطہ روشنی حاصل کی۔ اور باقی شیشوں نے اس شیشے سے اگر پہلا شیشہ نہ ہوتا تو تمام شیشے تاریک رہتے۔ حضور علیہ السلام کے نور خدا ہونے کا معنی یہ ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ اور تمام مخلوق آپ کے واسطہ سے رب کا فیض حاصل کرنے والی ہے۔ نور من نور اللہ اسی معنی میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام

کے بارے میں فرماتا ہے۔ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ حجر ۲۸۔ تو جب میں
اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔ اور حضرت مریم
علیہا السلام کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا۔ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوْحَنَا ۔
مریم ۱۷ ہے تو اس کی طرف ہم نے اپنا روح بھیجا۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ جبریل علیہ السلام
اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ معاذ اللہ وہ اللہ کا حصہ ہیں۔
یا خدا نے ان میں سرایت کی ہے۔ بلکہ بلاواسطہ والدین آدم علیہ السلام کو روح عطا فرمائی۔
اور بلاواسطہ ہی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی روح عطا ہوئی۔ تو وہ روح اللہ
ہوئے۔ اور بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض پانے والے نور اللہ ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام روح
اللہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ فرشتے نور۔ چاند نور۔ سورج نور۔ تو حبیب خدا۔ اشرف
انبیاء نور اللہ ٹھہرے۔ اور یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ * ان آیات سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام
کہ حضور علیہ السلام نور اللہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ فیض لینے والے ہیں۔ اور تمام کائنات
حضور علیہ السلام سے فیض لینے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔ آقائے دو عالم فیض حاصل
کر کے پوری کائنات کو منور اور فیض یاب فرما رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا فرمان بخاری شریف میں
موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ واللہ یعطی وانما انا قاسم۔ انا اعطینک الکوثر = امام احمد رضا
فرماتے ہیں۔ ؎ رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں۔
انا اعطینک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں۔
اب اگر سوال سامنے آتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نور اللہ ہیں۔ تو پھر کھاتے پیتے کیوں تھے لباس
زیب تن کیوں فرماتے تھے۔ ؟ جواب یہ ہے۔ کہ ایک ہے حقیقت محمدی ؐ۔ اور ایک ہے شخصیت
محمدی ؐ۔ شخصیت محمدی ؐ اس جسم اطہر کا نام ہے۔ جو حضرت آمنہ کا نور نظر ہے۔ جو عائشہ
کا سرتاج ہے۔ جو فاطمۃ الزہرا کا ابا جان ہے۔ حسنین کا نانا جان ہے۔ یہ تمام رشتے شخصیت
محمدی کی صفات ہیں۔ آپ کا اول الخلق ہونا۔ بلاواسطہ رب العزت سے فیض یاب ہونا۔ نور
من نور اللہ ہونا۔ یہ سب حقیقت محمدی کی صفات ہیں۔ ٪ جب شخصیت محمدی کا ذکر آیا تو

تو فرمایا محبوب کریم ﷺ فرما دو۔ قل انما انا بشر مثلکم کہف ۱۱۰ تم فرما دو ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں = اور جب حقیقت محمدی علیہ السلام کا ذکر کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا قد جاءکم من اللہ نور۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف نور آیا۔ اور جب اپنی حقیقت کا خود اعلان فرمانا چاہا تو ارشاد فرمایا۔ کنت نبیا وادم بین الروح والجسد۔ مشکوٰۃ جیب ۵۱۳ معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی علیہ السلام نور ہے۔ لعد شخصیت محمدی علیہ السلام بشر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا۔ انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا ۔۔۔ احزاب ۴۶ اور محبوب کے ہاتھوں کا ذکر وما رمیت اذ رمیت انفال ۱۷ حضور کی آنکھ مبارکہ کا ذکر ما زاغ البصر وما طغیٰ ۱۷ نجم۔ حضور کے چہرے کو دیکھا تا۔ مگر جب کافر معجزات نبی ﷺ دیکھ کر گھبرا گئے۔ تو فرمایا۔ محبوب تم اعلان فرما دو۔ قل انما انا بشر مثلکم۔ تاکہ آپ کو ہم جنس سمجھ کر قریب آئیں اور ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ جب آقائے دو عالم ﷺ نے کافروں کو قریب کرنا چاہا تو بشر مثلکم فرمایا۔ اور جب اپنی حقیقت کو ظاہر کرنا چاہا تو فرمایا۔ ایکم مثلی۔ مثلکم مثلکم میں غور۔ مثلکم میں کافروں سے خطاب ہے۔ اور ایکم مثلی میں صحابہ کرام اور مسلمانوں سے خطاب ہے۔ مثلیت مصطفیٰ کا دعویٰ کافروں کیلئے تھا۔ مگر ایکم مثلی پر صحابہ کرام کا خاموش ہو جانا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام کا عقیدہ تھا۔ کہ حضور علیہ السلام بے مثل بشر ہیں جو سب سے اعلیٰ پیارا کیا نور بشر ہو سکتا ہے۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ حضور علیہ السلام اگر نور تھے تو بشریت کیسے حاصل ہوئی حالانکہ نور بشر نہیں ہو سکتا۔ تو عرض یہ ہے۔ کہ نور کا بشر ہونا بعید از قیاس نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فتمثل لھا بشرا سویا۔ پارہ ۱۶ مریم ۱۷ تو وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ** حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو حضرت دحیہ کلبی رض کی شکل میں آتے تھے۔ حضرت عمر ابن خطاب رض فرماتے ہیں ایک دن ہم بیٹھے تھے۔ کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔ بال کالے تھے۔ سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور ہم میں سے اُسے کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور سوال کرنے شروع کر دیئے۔ بہت سے سوالات کے بعد جب وہ آدمی چلا گیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ یا عمر قلنا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ جبریل اتاکم یعلمکم دینکم مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۱۱ بخاری، مسلم، ترمذی) اے عمر تم جانتے ہو کہ سائل کون ہے ہم نے

عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول جانیں فرمایا بے شک وہ جبریل تھے۔ تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔
اگر جبریل امین علیہ السلام کبھی حضرت سیدہ مریم کے پاس لباس بشریت میں جا سکتے ہیں۔
اور کبھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ کو دین سکھانے کیلئے لبادہ بشریت
میں تشریف لا سکتے ہیں۔ جو کہ نور ہیں۔ تو ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام تمام ضروریات
انسانی کی تکمیل و راہنمائی کیلئے بھی۔ لبادہ بشریت میں جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔ باقی رہا کھانا پینا
وغیرہ۔ تو عرض یہ ہے۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائے انسانیت ہیں۔ کھایا اس لئے تاکہ
کھانا امت کا سنت بن جائے۔ پیا اس لئے تاکہ پینا سنت ہو جائے۔ ورنہ نبی اکرم کھانے پینے
کے محتاج نہیں۔ اس لئے صوم وصال رکھا۔ اور ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اس کے بغیر زندہ
نہیں رہ سکتے۔ ہمارا کھانا اور ہے۔ اور محبوب کا کھانا اور ہے۔ اسی لئے مولانا روم علیہ السلام
فرماتے ہیں ۔ ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا ۔ واں خورد گردد ہمہ نور خدا۔
یہ جو کھاتے ہیں۔ اس سے پلیدی بنتی ہے۔ اور وہ جو تناول فرماتے ہیں۔ اس سے نور خدا بن جاتا ہے
حضور علیہ السلام جن و بشر بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ مگر بدبخت کافروں
نے فقط بشریت کو دیکھا۔ اور گمراہ ہو گئے۔ صحابہ کرام نے آپ کو محض بشر نہ کہا۔ بلکہ نور بھی کہا۔
حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں۔ کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔ میں کبھی چاند کی طرف
دیکھتا۔ اور کبھی چہرہ والضحیٰ کی طرف دیکھتا۔ آخر میں نے فیصلہ یہ کیا۔ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ
مشکوٰۃ۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ السلام کی حقیقت نور ہے۔ لبادہ امت کی
رہنمائی کے لئے لبادہ بشریت عطا فرمایا گیا۔ [اور اس آیت کی تفسیر میں تمام علماء نے فرمایا۔
تفسیر جلالین ۔ تفسیر صاوی ۔ روح المعانی ۔ تفسیر حسینی ۔ خازن ۔ نسفی ۔ معالم التنزیل
تفسیر ابن جریر۔ تمام نے فرمایا نور سے مراد حضور کی ذات ہے۔ حدیث جابر۔
زرقانی شرح شفا ۔ (صاحب فتوحات احمد علامہ سلیمان جمل) علامہ ابن حجر۔ بیہقی شرح
قصیدہ ہمزیہ ۔ اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ۔ شیخ ابن عبد الحق نے مدارج النبوۃ
[انا من نور اللہ والمومنون من نوری ۔ / نور مصطفےٰ کی عمر]

۱ - نور مصطفےٰ کی عبادت ؛ یہ مخلوق اول نور مصطفےٰ ہزاروں سال قرب الٰہی میں رہ کر حق عبودیت
ادا کرتا رہا - ملا معین الدین بیان کرتے ہیں - جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سترہ ہزار سال قیام کیا ستر
ہزار سال رکوع کیا . سجدہ کیا . دوسری روایت میں ایک ہزار سال کا ذکر ہے . دو رکعت نماز
ادا کرنے کے بعد امت کے لئے دعا کی - کنز الخطیب ص ۶۹ جلد ۳ - معارج النبوۃ ابوہریرہ سے روایت
آدم بین الروح والجسد (ترمذی مشکوٰۃ شفا شریف) اور ایک حدیث جو جواہر البحار میں
آتی ہے . میرا نور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال - إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ نُوْرِیْ
قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ . جواہر البحار ص ۳۵۷ جلد ۳
انوار محمدی ص ۱۳ ابوہریرہ والی روایت ستارہ نظر آنا . وہ مشرق رب ان ذالک
الکوکب سیرت حلبیہ ص ۳۶ - کنز الخطیب ص ۲۴ -
کن ملکوں تے کل دی کل اے - کل پسار اے کل بنایا -

۱۲ - ۳ - ۲۰۰۸ جمعۃ المبارک
۵ - ۳ - ۱۴۲۹
۱۲ : ۳۰ PM

① میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

گنہگار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر نور عطا ہوگا۔ اور جو شخص پل صراط پر صاحب نور ہوگا۔
وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔ (دلائل الخیرات) فضائل درود وسلام ص ٦ (منور حسین عثمانی)

محبوب خدا مطلوب رسل سرکار دیاں کیا باتاں نیں۔ تیرا خلق عظیم قرآن آکھے تیرے پیار دیاں کیا باتاں نیں۔
اک پاسے دنیا ساری اے اک پاسے کملی والا اے۔ میرا اللہ پیار نبھاندا اے مہر یار دیاں کیا باتاں نیں۔ او سوہنا
مدینے والا اے۔ الم نشرح دا سینے والا اے۔ ایہہ سند اے بدن پاک پسینے چن پیارے دیاں کیا باتاں نیں۔
معراج دی جدوں تیاری سی۔ جنت دا براق سواری سی جدوں تکیا فرشتیاں کہن لگے اسوار دیاں کیا
باتاں نیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا ط آل عمران آیت ١٦٤

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کی تشریف آوری کا مومنوں پر احسان
جتایا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ مگر کسی نعمت پر سوائے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے احسان نہ جتایا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جس نے اس نعمت عظمیٰ کو مان لیا اور آمد مصطفیٰ علیہ السلام
پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔ اس نے تمام نعمتوں کو مان لیا۔ اس لیئے کہ تمام نعمتوں کا سبب ذات
مصطفیٰ علیہ السلام ہے۔ اور سب نعمتیں آپ کے توسل سے ملی ہیں۔ (کنز الخطیب ص ٢١٤ جلد ٣)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک کا آغاز فرمایا دو حروف سے لام اور قد کا۔ لام تاکید کا ہے۔ اور قد کی
جب ماضی پر آئے تو تحقیق کے معنیٰ دیتا ہے۔ تو دو تاکیدوں کے ساتھ بات کو شروع کیا جا رہا
ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ جس احسان کا ذکر کیا جانے لگا ہے۔ وہ کوئی معمولی احسان نہیں
احسان فراموشی کے جرم کا مرتکب نہ ہو جانا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے صرف اہل ایمان پہ کیا ہے
حالانکہ حضور تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ لیکن احسان صرف مومنوں پر ہے۔ کیونکہ اس احسان کا اصل
فائدہ ایمان والوں کو ہی حاصل ہوگا۔ لہٰذا اور کوئی انکار کرتا تو کرے۔ اے ایمان والو تم اس عظیم احسان
کے منکر نہ ہو جانا۔ اور مہربان حبیب علیہ السلام کی شکل میں ملنے والے فضل رحمت اور نعمت پر خوشیاں منانا چرچے
کرنا اور دن بدن دعوم دھام کے انداز اضافہ کرنا کی کوشش کرتے رہنا اور کوئی اس کو ناجائز کہے تو اس کی

یہ کہہ کر خاموش کر دینا + تفسیر کمالات ص ۲۰۶ (۲) اور یہ احسان کونسا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظمت و شان والا اپنا محبوب رسول عطا فرما دیا ہے۔ تم مخلوق ہو کر کسی کو اپنا محبوب نہیں دیتے۔ لیکن میں نے خالق ہو کر تمہیں اپنا محبوب دے دیا ہے۔ حالانکہ تمہارے محبوبوں میں ہزاروں خامیاں ہو سکتی ہیں لیکن میرے محبوب کے اندر خامی کوئی نہیں ہے۔ تم خود ناقص ہو تو جس کو محبوب بناؤ گے وہ بھی ناقص ہوگا۔ لیکن میں خود بھی بے عیب ہوں۔ تو عیب دار کو محبوب کیوں بناؤں گا۔ تو پھر احسان نہ دھروں تو کیا کروں۔ بڑے بڑے نبی رسول آئے۔ کسی کی آمد پر احسان نہیں جتایا۔ ان میں موسیٰ کلیم اللہ بھی تھے۔ عیسیٰ۔ یوسف و یعقوب بھی تھے۔ اس لئے وہ صرف نبی تھے۔ اور یہ نبی بھی ہیں محبوب بھی ہیں۔ اور جو محبوب ہوتا ہے۔ وہ کلیم بھی ہوتا ہے خلیل بھی ہوتا ہے۔ جتنی خوبیاں و کمالات سب میں متفرق تھیں۔ وہ ساری حبیب میں جمع کر دی گئیں ہیں۔ اس لئے کہا۔ میں نے احسان کیا۔ تو حضور علیہ السلام آئے تو ساری کائنات نے زینت پکڑی تشریف لانے کے تفسیر کمالات ۲۱۲

(۱) حضور علیہ السلام عالم بطن میں = احادیث مبارکہ میں ہے۔ کہ جس رات استقرار حمل ہوا۔ اس رات عالم ملکوت میں ہاتف غیبی نے یہ صدا بلند کی۔ کہ سارے جہان کو مشرف انوار قدس سے روشن و منور کر دیا جائے۔ اس صدا کو سن کر زمین و آسمان کے تمام فرشتے جھوم گئے۔ جنت کے داروغہ کو حکم خداوندی ہوا۔ فردوس اعلیٰ کے سارے دروازے کھول دو۔ اور ساری کائنات کو جنت کی خوشبوؤں سے معطر کر دو۔ اور زمین و آسمان کے ہر طبقہ اور ہر مقام میں اس خوشخبری کا اعلان کر دو۔ کہ آج کی شب نور مصطفیٰ رحم والدہ میں آ گیا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ تمام خیرات و برکات کرامات و سعادات اور انوار و تجلیات کا مصدر اور مبداء الخلق عالم کی اس جہان میں تشریف آوری اور ظہور کا وقت قریب آ پہنچا تھا۔ (بحوالہ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۳ فارسی۔)

ے ادھر کون آیا جنہدے آیاں بہاراں مسکرائیاں۔ پھولاں وچ کھلے نے کلیاں ہزاراں مسکرائیاں۔

۲۔ بت تھرتھرا کر گر گئے۔ روایات میں آتا ہے۔ کہ اس رات کی صبح کو لوگوں نے دیکھا۔ کہ روئے زمین کے تمام بت اوندھے پڑے ہیں۔ اس رات سے شیطان کا آسمان کی طرف چڑھنا روک دیا گیا۔ اور تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت الٹا دیئے گئے۔ (مدارج النبوۃ ص ۱۴ جلد ۲)

۳۔ مشعل انوار قدس = اس رات کو ہر گھر روشن و منور ہو گیا۔ کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو انوار قدس سے

سے جگمگا نہ رہی ہو۔ اور کوئی جانور ایسا نہ تھا۔ جس کو اس رات قوتِ گویائی نہ عطا کی گئی ہو۔ اور اس جانور نے اس بشارت کا اعلان نہ کیا ہو۔ مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں سنائیں مدارج النبوۃ ص ۱۴/۲

۴۔ صدقہ نور کا۔ جب نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا وقت آیا تو یہ زمانہ اہلِ مکہ کے لئے بہت تنگی کا تھا۔ قریش کا حال یہ تھا۔ کہ وہ سخت تنگی کے دن کاٹ رہے تھے۔ اور ان پر بڑا زبردست قحط مسلط تھا۔ اس قحط سالی کی وجہ سے سبزہ ختم ہو گیا تھا۔ درخت سوکھ گئے تھے۔ اور تمام جانور بھوکے رہنے کی وجہ سے نحیف ونا توان ہو گئے تھے۔ پھر جب آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نورِ پاک کی آمد کی برکت سے بارانِ رحمت کا نزول فرمایا۔ جس نے دنیا کو سرسبز شاداب کر دیا ہر طرف سبزہ لہلہانے لگا۔ درختوں میں تازگی آ گئی۔ اور پودوں کی شاخوں میں ننھے ننھے شگوفے پھوٹنا شروع ہو گئے۔ ہر طرف خوشی ومسرت کی ایسی لہر دوڑی کہ قریش نے اس سال کا نام ہی سَنَۃُ الفتح وَالاِبتِہاج یعنی فتح وکامرانی اور مسرت وخوشی کا سال رکھا۔ مدارج النبوۃ۔

۵ مہکی ذرا فضاؤ سرکار آ گئے ہیں۔ گاتی ہوئی ہواؤ سرکار آ گئے ہیں۔
عاصی گنہگار و صلِ علیٰ پکارو۔ سجدے میں سر جھکاؤ سرکار آ گئے ہیں۔
بخشش حق کا ہے سماں گھر گھر کرو چراغاں۔ راہوں کو بھی سجاؤ سرکار آ گئے ہیں

(۵) مبارک بادیاں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب میں اپنے پیارے لاڈلے بیٹے محمد ﷺ کے ساتھ حاملہ ہوئی تو اپنے حمل کے پہلے ماہ یعنی رجب المرجب میں ایک رات سو رہی تھی۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت پاکیزہ خوشبو والا۔ جگمگاتے انوار والا بزرگ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا مَرحَبًا بِکَ یَا مُحَمَّد ﷺ۔ اے محمد ﷺ آپ کا آنا مبارک ہو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اس شخص سے پوچھا اے نیک صورت اور نیک سیرت بزرگ ہستی آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں ابو البشر آدم ہوں میں نے پوچھا۔ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اے آمنہ تجھ کو مبارک ہو۔ کہ تو سیدہ البشر کی ماں ہے۔ ۲۔ شیث۔ ۳۔ ادریس علیہ السلام۔
صاحبزادہ کا تکلم۔ نافرمان بیٹے نہ بنو۔ ایک ملکہ کو بشارت دیا کرو۔ مقامات نبوت ص ۴۴

۴۔ نوح ۔ ۵ ۔ ہود ۔ ۶ ۔ ابراہیم ۔ ۷ ۔ اسمٰعیل ۔ ۸ ۔ موسیٰ ۔ ۹ ۔ عیسیٰ ۔

بحوالہ اَلنِّعْمَۃُ الْکُبْرٰی عَلَی الْعَالَمِ فِیْ مَوْلِدِ سَیِّدِ وُلْدِ آدَمَ صفحہ ۴۲ تا صفحہ ۴۴

از علامہ شہاب الدین احمد بن حجر (مطبوعہ استنبول)

حضرت بریدہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے خواب میں کہا۔ تیرے بطن میں تمام مخلوق سے برگزیدہ اور تمام جہانوں کے سردار جلوہ گر ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد اور محمد رکھنا ۔ خصائص کبریٰ صفحہ ۴۲ جلد ۱ ۔

جناب رسالت ﷺ ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یا اللہ تیرا یہ نبی تو یتیم ہو گئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا لَہٗ وَلِیٌّ وَحَافِظٌ وَنَصِیْرٌ وَتَبَرَّکُوْا بِمَوْلِدِہٖ ۔ میں اس کا ولی محافظ اور مددگار ہوں اے فرشتو ان کی ولادت سے تبرک حاصل کرو۔ کیونکہ یہ خیر و برکت والی ہے ۔ ایضاً ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں ورود مسعود ہوا۔ تو قریشیوں کے تمام جانوروں نے کلام کیا کہ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ وَھُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَھْلِھَا ۔ رب کعبہ کی قسم رسول اللہ اپنی والدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے ہیں۔ آپ دنیا کے لئے امان ہیں ۔ اور دنیا والوں کے لئے سورج ہیں ۔ ایضاً

عزیزان گرامی قانون قدرت کے مطابق حضور علیہ السلام کے ظہور کا وقت آ گیا ۔ تو سیدہ آمنہ کا فرمان عالیشان ہے ۔ کہ میں ولادت کے وقت گھر میں اکیلی تھی ۔ آپ فرماتی ہیں۔ مجھے قدرے خوف محسوس ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا۔ کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا ۔ اس نے اپنے پر میرے سینے کے ساتھ ملے جس سے خوف و ہراس زائل ہو گیا ۔ اس پرندے نے مجھے شربت پیش کیا ۔ جو دودھ سے سفید شہد سے شیریں ۔ اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اس کے پینے سے مجھے نورانیت محسوس ہوئی ۔ پھر میں نے بہت سی دراز قامت حسین و جمیل عورتیں دیکھیں ۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ کہنے لگیں آسیہ

ہیں۔ اور یہ پیارا سا تو جنتی حوریں ہیں۔ حوریں عرض کرنے لگیں۔ اے آمنہ ہمیں اللہ تعالیٰ
نے تمہاری طرف اس لیے بھیجا ہے۔ تاکہ آج رات آپ کے ہاں پیدا ہونے والے مبارک فرزند
سے ہم برکت حاصل کریں۔ (امام ابن جوزی المیلاد النبوی ص ۴۵)

(ولادت باسعادت) سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ اسی وقت میں ایک سفید ریشمی چادر
زمین و آسمان کے درمیان آویزاں کر دی گئی۔ کسی کہنے والے نے کہا۔ لوگوں کی نگاہ آپ پر نہ
پڑے۔ پھر میں نے کچھ لوگوں کو فضا میں معلق دیکھا۔ جس کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے
تھے۔ پرندوں کے ایک غول نے میرے حجرے کو گھیر لیا۔ جن کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت
کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا۔ تو میں نے مشرق و مغرب کی جانب
نظر ڈالی۔ میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ
پر لہرا رہا ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ساری زمین روشن
ہو گئی۔ اور اس روشنی میں میں نے دیکھا۔ کہ شام کے محلات مجھے سامنے نظر آ رہے ہیں۔
جب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔ دوم سجدے سے سر اٹھایا۔
تو فصیح و بلیغ زبان میں لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ میں نے گھر کو آپ کے
چہرہ انور کے نور سے روشن و منور دیکھا۔ میں نے چاہا کہ میں آپ کو نہلاؤں لیکن ہاتف
نے آواز دی اے صفیہ اپنے آپ کو زحمت نہ دے۔ کیونکہ ہم نے اپنے محبوب کو پاک و صاف پیدا
کیا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۵۶) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک سفید
بادل کو دیکھا جس نے میرے لال کو اپنی طرف اٹھا کر میری نظروں سے اوجھل کر دیا۔ اور میں نے
یہ ندا سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ انہیں مشرق و مغرب کی زمین کے تمام شہروں کی سیر کراؤ۔
تاکہ یہاں کے رہنے والے اور آپ کے اسم مبارک اور آپ کی نعت و صورت کو پہچان لیں۔
حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ میرا لاڈلا۔ سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے لیٹا
ہوا ہے۔ اور اس کی آنکھوں سے پانی کسی چشمے کی طرح ٹپک رہا تھا۔ کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ ماشاء
اللہ۔ حضور کو کس شان سے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ دنیا کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔ جس کو ایسا

۲۲۲

کے تابع فرمان نہیں کیا گیا۔ تمام چیزوں کو آپ کے قبضۂ قدرت میں دے دیا گیا ہے۔ کنز الخطیب ص ۲۰

پہلا کلام :- جب سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب محمد مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف یوں اٹھائی ہوئی ہیں۔ جیسے کوئی عجز و نیازی سے دعا کر رہا ہو۔ سجدے سے سر انور اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان سے فرمایا لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ (شواہد النبوۃ ص ۵۶ عبدالرحمٰن جامی) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رح کے والد ماجد فرماتے ہیں۔ بعض روایت میں ہے۔ جناب الٰہی میں عرض کیا۔ یارب ھب لی امتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں گواہ ہو کہ میرا حبیب امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا۔ تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔ مولانا شاہ نقی علی خاں سرور القلوب بذکر المحبوب ص ۱۳ طہ ۵ نامہ نور الحبیب ص ۵۱ ربیع اللقل ۱۴۳۱ھ جب آپ پیدا ہوئے۔ تو آپ نے زمین پر اپنے ہاتھ ٹیک لیے۔ اور ایک مٹھی مٹی لے کر بند کر لی۔ اور آسمان کی جانب دیکھنے لگے۔ خصائص کبریٰ ص ۹۳ جلد ۱ - جب بنو لہب کے ایک شخص کو یہ خبر ملی تو اس نے کہا۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو یہ بچہ سارے اہل زمین پر غالب آ جائے گا ایضاً ص ۹۳ جلد ۱ -

حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے۔ امام جلال الدین سیوطی۔ بیٹی آدمیوں کا نسل آیا۔

لطیفہ - ٹریفک کی بیٹیاں شمار کرنا۔ 70 سے زیادہ زیادرت۔ انور شاہ کشمیری —

لفت المرجان صفوں کی کتاب مصر کی نماز مکہ میں۔ (ترجمہ کیا امداد اللہ انور) —

ھذہ الدنیا شرقھا و غربھا و برھا و بحرھا و اقبض یا حبیب اللہ عملا ای ما شئت من شئت b خصائص کبریٰ ص ۹۸ جلد ۱ -

خدا دی خدائی دا سلطان آیا۔ جہاں دی بخشش دا سامان آیا۔

غریباں دے ٹٹیاں دلاں دا سہارا تے دکھیاں دے بن نگہبان آیا۔

۱۔ شواہد النبوۃ ص ۵۵ (۲) کنز الخطیب ص ۲۰۸ جلد ۲ (3) مقامات نبوت ص ۵۰

ستر تقریریں ص ۶۰ خصائص کبریٰ ص ۹۲ معارج النبوۃ ص ۹۲/۲ ضیاء النبی ص ۲۸/۲

حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲ دلائل النبوۃ ص ۱۲۴ نزہۃ المجالس ص ۱۹۲/۲ ؟

٢ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رضاعتِ مصطفیٰ ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الم یجدک یتیما فاوٰی پ٣٠ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مجھ پر دن بھر میں ہزار بار درود شریف پڑھے وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ (کشف الغمہ) اللہ رب العزت نے اس آیت پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آج کے اس بیان میں مجھے نبی اکرم کی رضاعت اور ایامِ رضاعت میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات کو بیان کرنا ہے۔

رضاعت کے لغوی معنی

رضاعت کے لغوی معنیٰ دودھ پلانے کے ہیں۔ اسی حوالے سے شیر خوار بچے کو عربی زبان میں رضیع اور بچی کو رضیعہ کہا جاتا ہے۔ اور دودھ پلانے والی دائی کو مرضعہ کہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایامِ شیر خوارگی میں تین محترم بیبیوں کا دودھ نوش فرمایا۔ ان میں سے ١۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا یعنی آپ کی والدہ ہیں۔ ٢۔ حضرت ثویبہ یا ثوبیہ ہیں۔ جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔
٣۔ خوش قسمت خاتون جنہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا ہے وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ان کا تعلق عرب کے قبیلہ بنو ہوازن کی ایک شاخ بنو سعد سے تھا۔ (سیرت رسول عربی ص ٤٦ مدارج النبوۃ ص ١٩ جلد ٢) حضرت ثوبیہ نے دودھ پلانا اور (آزادی کا ذکر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات روز سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند دن ثوبیہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ مدارج النبوۃ ص ١٩ ٢ جلد۔

حضرت ثوبیہ کا ایمان

حضرت ثوبیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ دیکھا ہے۔ اور آپ کے ایمان لانے کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ محدثین کرام ان کو حضور نبی اکرم ﷺ کی صحابیات میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضور ﷺ حضرت ثوبیہ کی عزت اور احترام ان کی رضاعت یعنی دودھ پلانے کی وجہ سے کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام انہیں مدینہ منورہ سے کپڑے اور انعام واکرام بھی بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ثوبیہ جنگ خیبر کے بعد ٨ھ میں فوت

ہوئیں۔ فتح مکہ کے بعد جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثویبہ کے رشتہ داروں کے بارے میں دریافت کیا۔ لیکن ان کا کوئی عزیز و رشتہ دار تلاش کے باوجود نہ مل سکا = مدارج النبوۃ صفحہ ۱۹ جلد ۲ =

رضاعی بھائی | حضرت ثویبہ وہ خاتون ہیں۔ جنہوں نے نبی اکرم ؐ کو بھی دودھ پلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ رض کو بھی دودھ پلایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رض ایک طرف تو حضور اکرم ؐ کے چچا ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۱۹ جلد ۲)

(۱) دستور رضاعت: عربوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے شیرخوار بچوں کو گردونواح کے دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے۔ تاکہ یہ بچے ان دیہاتی علاقوں میں زندگی کے ابتدائی دن گزار سکیں اور دیہاتی لوگوں میں رہنے کی بدولت ان کی ایک تو صحت اچھی ہو جاتی۔ دوسرا ان کی زبان میں زیادہ فصاحت و بلاغت پیدا ہو جاتی۔ اور اس فصاحت و بلاغت سے ان بچوں میں عربوں کی خاص خوبیاں بیدار ہو جاتی تھیں۔ اور جس وقت بچہ دودھ چھڑانے کی عمر کو پہنچتا تھا تو اس کے وارث دودھ پلانے والی دائی کو معاوضہ ادا کر دیتے اور بچے کو واپس گھر لے آتے۔ یہی دستور مکہ میں تھا۔ ــــ جس سال مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں کا حملہ ہوا۔ گردونواح میں قحط سالی۔ (۲) کاروان حلیمہ ـ بچہ۔ شوہر حارث بن عبدالعزی سعدی) دراز گوش۔ اونٹنی۔ (۳) قافلے کی کیفیت ــ جانور جو سواری کے لئے ضعیف و ناتوان۔ حلیمہ کا دودھ خشک ہو گیا (حضور نے دائیوں کو پسند نہ فرمایا) ــ (۴) در آمنہ پر حاضری۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے سیدہ آمنہ کے در اقدس پر حاضری دی۔ اور حضرت آمنہ کے لال ؐ کو دیکھا۔ کہ دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اور میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ کا جسم اطہر سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ آپ سبز ریشمی بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور ایک ننھا سا تکیہ آپ کے مبارک سر کے نیچے ہے حضور اس حال میں اپنے آرام فرما رہے ہیں۔ (خراٹے لینا) (۵) حضور حلیمہ کی گود میں۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے حضور اکرم ؐ کو بیدار کرنا چاہا۔ تو اچانک میری نظر حضور اکرم ؐ

کے حسن جمال پر پڑی تو میں گم ہوگئی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ حتیٰ کہ مجھ میں یہ جرأت نہ تھی کہ میں آپ کو جگاؤں میں نے اپنا ہاتھ سینہ مبارک پر رکھا تو وہ جان جان مسکرانے لگے۔ اور اپنی سرمگیں آنکھیں کھولیں میں نے محسوس کیا۔ فَخَرَجَ مِنْ بَيْنِ عَيْنَيْهِ نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ خِلَالَ السَّمَاءِ۔ آپ کی آنکھوں سے نور نکلا، یہاں تک کہ وہ آسمان کے اندر داخل ہوگیا۔ (مواہب اللدنیہ زرقانی ص ۱۴۳ جلد ۱۔ السیرۃ الحلبیہ ص ۸۶ جلد ۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۹۔ الانوار المحمدیہ ص ۲۹) میرے آقا علیہ السلام نے آنکھوں سے اشارہ فرما دیا۔ آپ حلیمہ نوں

سے مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے۔ فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیے۔

حضرت فرماتی ہیں۔ میں نے بے اختیار دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ اور آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ فوراً ندا آئی نی حلیمہ گھبرا نہ نی حلیمہ دل نہ ؎ واہ واہ نی حلیمہ تیرے تے اج کرم کیا جانا ایں

اک یکتا تیری جھول وچ گوہر پایا جانا اے۔ ایہہ تیرے حق پہچانے گا۔ نال چارے گا تیریاں بکریاں۔

اس نوں تے اک دن ہر شے دا مختار بنایا جانا ایں ؎ سکو چند بدر سمشانی دیں۔

بناب حلیمہ کا خیال۔ اس در سے خالی نہ جانا) تو آواز آئی ؎ بڑی ٹوٹے تو میرا دائی حلیمہ بنا نوں

محمد دی دائی حلیمہ ملائکہ نے اوتھوں دی اے دہائی حلیمہ توں لٹ لئی خدا دی خدائی حلیمہ (شبیر حسنین)

۶۔ حلیمہ کا دودھ | مواہب لدنیہ اور شواہد النبوۃ میں ہے۔ کہ پرندے۔ درندے اور دیگر مخلوقات نے آپ کی خدمت و تربیت چاہی کیونکہ ندا ہوئی تھی۔ طُوْبٰى لِثَدْيٍ أَرْضَعَهُ کتنا پاکیزہ ہے وہ پستان جس نے آپ کو دودھ پلایا۔ مگر یہ قسمت حضرت سعدیہ کی تھی۔ پہلے آپ کا دودھ آپ کے لڑکے کو بھی ناکافی تھا۔ جب آپ نے حضور کو اٹھایا۔ داہنی چھاتی سے لگایا۔ تو خوب دودھ اترا۔ جب بائیں جانب سے پلانا چاہا۔ تو آپ نے نہ پیا۔ آپ ہمیشہ ایک طرف سے ہی پیتے رہے۔ علماء کرام اس کا نکتہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ آپ جانتے تھے۔ کہ ایک اور بھی دودھ پینے والا ہے۔ گویا شیر خوارگی میں ہی آپ نے عدل والصافہ کا سبق دینا شروع فرما دیا ہے ؎ بھائیوں کیلئے ترک پستان کریں دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں اس دولت سرمدی کو اٹھائے ہوئے۔ خانے کعبہ میں لائی۔ تا کہ حجر اسود

کو بوسہ دوں یہ بچہ برکتوں والا ہو جائے۔ لیکن آپ ڈر جاتی ہیں۔ میں آپ کو لیکر جب حجر کے قریب لائی۔
تو میں نے دیکھا۔ فَخَرَجَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ مَكَانِهٖ حَتّٰى الْتَصَقَ بِوَجْهِهٖ تفسیر مظہری ص ۵۲۸/۶
تو حجر اسود اپنی جگہ سے نکل کر آپ کے چہرہ اقدس سے چمٹ گیا۔ حجر اسود کا کمال پیارے حبیب کے
وسیلہ سے ہے۔ اس لئے اس نے آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ کو بوسہ دیا۔

(۷) کاروان حلیمہ کی خوش حالی = پھر جناب سعدیہ نے حضرت نبی الکریم کو اپنے سینہ مبارک سے
لگا کر اپنے ڈیرہ پر واپس لوٹ آئیں۔ ڈیرہ پہنچ کر حضرت حلیمہ سعدیہ نے اپنے فرزند اور حضور ﷺ کو
پھر دودھ پلایا۔ دونوں بچوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ حضرت حلیمہ رض کے شوہر نے جب نبی الکریم
کو دیکھا۔ تو آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ اور اس نے اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر سجدہ شکر ادا کیا۔
اونٹنی کا دودھ بالکل خشک ہو چکا تھا۔ اب اس کے تھن بھر ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔
اس نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور اس دودھ کو دونوں میاں بیوی نے خوب سیر ہو کر نوش جان کیا۔ بعد
رات خوب آرام سے گزاری۔ حضرت حلیمہ کا شوہر آپ حلیمہ سے کہنے لگا۔ اے حلیمہ تجھے مبارک ہو۔ کہ تم
نے ایک مبارک اور عظیم ہستی کو حاصل کر لیا ہے۔ دیکھو اس مقدس ہستی کی بدولت قدرت نے ہمیں کتنی
نعمتوں سے نوازا ہے مجھے امید ہے کہ یہ خیر و برکت آئندہ بھی ہمیں نصیب ہوتی رہے گی۔ شواہد النبوۃ
نشر الطیب ص ۲۲۔ مدارج النبوۃ ص ۳۰ جلد ۲ سیرت رسول عربی ص ۴۶ (۸) عجائبات کا
ظہور۔ ایک سبز پوش شخص سرہانے کھڑا دیکھا۔ آپ کا خاوند نے کہا۔ حلیمہ خاموش ہو جا۔ کہ جس
رات یہ بچہ دنیا میں جلوہ گر ہوا تھا۔ اس رات علماء و احبار نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ (۹) قافلے کی
واپسی (سواری کی برق رفتاری) = ایہہ کون آیا جنہے آیاں میاں ماں مسکرائیاں کوہ بے بیلی بلبل تے
کلیاں ہزاراں مسکرائیاں + جنہوں جنہوں سی تکدی جاندی سواری کملی والے دی۔ اور راہواں وی جنت اوہ
تھاواں مسکرائیاں + بڑی خوش بخشے سواری کملی والے دی۔ حلیمہ بیٹھ جد پہریاں میاراں مسکرائیاں
سب دیکھیاں حلیمہ نوں حیرت نال رکھدیاں بیٹھن کھلوں کے آئی ایس غم خوار بڑا سوہنا۔ (۱۰) سواری کا
شکر کرنا = اللہ کی قسم آج میری بڑی شان ہے۔ میری موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کیا۔ لاغری
کے بعد اس نے مجھے فربہ کیا۔ اے بنی سعد کی عورتو۔ افسوس تم غفلت میں ہو۔ فَهَلْ تَدْرِيْنَ مَنْ

علی ظہری ؟ علی ظہری خیر النبیین و سید المرسلین و خیر الاولین والآخرین
و حبیب رب العالمین ۔ ہمیں معلوم ہے کہ میری پشت پر کون ہے ؟ میری پشت پر
تمام نبیوں سے بہتر رسولوں کا سردار پہلوں پچھلوں سے افضل رب کے حبیب سوار ہیں ۔
السیرۃ الحلبیہ ص ۸۶ جلد ۱ مواہب اللدنیہ زرقانی ص ۱۴۴ جلد ۱ / الانوار المحمدیہ مدارج النبوۃ
رسالہ نور الحبیب اپریل ۲۰۰۵ء ربیع الاول ۱۴۲۵ھ جلد ۱۷ شمارہ ۳

(۱) حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۵ (۲) دلائل النبوۃ ص ۱۳۸ کے

یہ تمام حوالہ جات [illegible] سے مطابق ہیں ۔

(۱) دلائل النبوۃ ۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ مہران اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ
(۲) حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ۔ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ 1932
(۳) تقریری نکات ص ۱۸۳ مولانا غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور ۔
(۴) تنویر الخطیب جلد ۳ ص ۲۲۴ علامہ مولانا محمد دین چشتی گولڑوی
(۵) سترہ تقریریں ص ۴۷ مولانا الحاج ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری صاحب [illegible]
(۶) شواہد النبوۃ ص ۶۱ امام عبد الرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ
(۷) ضیاء النبی جلد ۲ ص ۶۶ پیر محمد کرم شاہ الازہری
(۸) خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۰۶ علامہ جلال الدین سیوطی رح متوفی ۹۱۱ھ
(۹) مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵ حضرت علامہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ متوفی [illegible]
(۱۰) مقامات نبوۃ ص ۵۸ صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی رحمۃ اللہ فیصل آباد
(۱۱) معارج النبوۃ ص ۱۰۹ جلد ۲ ملا معین الدین کاشفی متوفی ۔
(۱۲) نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۱۹۷ عبد الرحمن صفوری شافعی

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ حلیمہ کا مہمان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ مشکوٰۃ فضائل درود وسلام بحث ۵ سنور حسین عثمانی۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموت والارض ج لا الہ الا ھو یحی ویمیت ص فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ۱۵۸/۹ الاعراف

آپ فرمائیے اے لوگو۔ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔ وہ اللہ جس کے لیئے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ پس ایمان لاؤ۔ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے۔ جو خود ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو۔ اس کی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ حضور علیہ السلام سے پہلے جتنے رسول آئے وہ خاص خاص علاقوں اور مخصوص قوموں کے ایک مقررہ وقت تک مرشد ورہبر بن کر آئے تھے۔ لیکن اس آیت پاک میں جس مرشد اولین وآخرین جس رہبر اعظم کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ اس کی شان رہبری نہ کسی قوم سے مخصوص ہے۔ اور نہ کسی زمانے سے محدود جس طرح اس کے بھیجنے والے کی حکومت وسروری عالمگیر ہے۔ اسی طرح اس کے رسول کی رسالت بھی جہاں گیر ہے۔ ہر خاص وعام ہر فقیر وامیر ہر بادشاہ ہر عجمی ہر بدوی وحبشی کیلئے وہ مرشد بن کر آیا۔ اسی لیئے اس بات کا اعلان اس کی زبان حقیقت ترجمان سے کرایا۔ کہ اے اولاد آدم میں تم سب کیلئے اپنے زمین وآسمان کے خالق ومالک کی طرف رشد وہدایت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اب تمہارے لئے ہدایت اور فلاح کا راستہ یہی ہے۔ کہ اس کتاب کی پیروی کرو۔ جو میں تمہارے پاس آیا ہوں اور میری سنت پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ ضیاء القرآن ص ۹۳ جلد ۲ =

(۱) حلیمہ کی واپسی: حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ کہ راستہ میں اطراف وصحرا میں سے میں یہ آواز سنتی تھی۔ کہنے والا کہتا تھا۔ اے حلیمہ آخر کار غنی ہو گئی اور بنی سعد کی عورتوں میں بزرگ ہو گئی۔ پھر میں ایک ریوڑ کے پاس سے گزری تمام بکریاں ایک ایک کر کے میرے پاس آئیں۔ اور کہتی تھیں حلیمہ جانتی ہو تمہارا دودھ بیٹے والا کون ہے۔ آسمان وزمین کے پروردگار کے رسول اور بہترین فرزندان آدم علیہ السلام محمد ہیں۔ میں نے جس جگہ اور مقام میں قیام کیا۔ وہ جگہ سرسبز وشاداب ہو گئی۔ اور بہت سا گھاس وہاں پیدا ہو گیا۔

نصیبہ پہ ناز کرتا ہے مجبور کر روشن ستارے کو لے کر چلی ہیں۔
ہوئے مہرباں جس کے جلوؤں سے روشن اسی ماہ پارے کو لے کر چلی ہیں۔

اسماناں کہیے سیمیناں دے گلیاں مجلے۔ غوث قطب بیٹھے پن گلیاں نوں ملے۔
فرشتیاں جھک جھک کے وہ پہنیاں نیں تلے *

آپ فرماتی ہیں۔ کہ راستہ میں ہم ایک سرائے میں ٹھہرے ہذیل کا ایک شیخ وہاں موجود تھا بعض لوگوں نے مجھے کہا۔ اس بچہ کے متعلق اس کی ماں نے جو عجیب و غریب واقعات ذکر کئے ہیں۔ اس شیخ سے پوچھو۔ میں نے کہا۔ اے شیخ اس بچے کی والدہ کہتی ہے۔ کہ اس بچے کی ولادت کے وقت مجھ سے نور پیدا ہوا۔ جس سے تمام چیزیں روشن ہو گئیں۔ جب یہ زمین پر آیا۔ خاک کی ایک مٹھی پکڑ لی۔ پھر آسمان کی طرف رخ کیا۔ ہذیل چیخ اٹھا۔ کہ اے آل ہذیل اس بچہ کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ زمین کا مالک اور سردار ہو جائے گا۔ اور یہ منتظر ہے۔ کہ آسمان سے اس پر وحی نازل ہو۔ حلیمہ فرماتی ہیں میں نے کہا ہائے قسمت یہ سن کر آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور آسمان کی طرف نگاہ کی اتنے میں آسمان سے ایک آگ اتری اور اس نے سب کو جلا دیا جن کی تعداد چالیس تھی۔ میرا خاوند بولا۔ اس لڑکے کی تو بڑی شان معلوم ہوتی ہے۔ آئندہ چل کر اس کے کام بڑے عالیشان ہوں گے۔ نزہۃ المجالس ص ۱۹۹ جلد ۲

معارج النبوۃ ص ۱۲۰ جلد ۲ = آپ فرماتی ہیں مولد العروس ص ۶۳ * —— کہ ہم چلتے چلتے یہاں تک کہ ہم اپنے قبیلہ بنی سعد کی زمین میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہم نے نقصان اور تنگی کا منہ نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے بستی ویران اور اجاڑ تھی۔ چراگاہیں خشک ہو چکی تھیں۔ جانور بھوکے رہتے تھے۔ بکریاں دودھ نہ دیتی تھیں۔ لیکن جو نہی حضور رحمۃ للعالمین کی اس بستی میں آمد ہوئی تو حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر کی اس بستی کی قسمت بیدار ہو گئی۔ قبیلے کے لوگ خوش بخت تھے ان کا مقدر جاگ اٹھا۔ اور ان کی قسمت کھل گئی۔ اور خاص طور پر تو حضرت حلیمہ کے گھر میں تو بہار آ گئی۔ حضرت حلیمہ کے مویشی صبح کو چرنے کے لئے جاتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس گھر لوٹتے۔ بکریوں نے بہت زیادہ دودھ دینا شروع کر دیا۔ اتنا زیادہ دودھ تھا کہ حضرت حلیمہ کے گھر والے اس دودھ کو خوب سیر ہو کر پیتے اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی بھیجتے۔ حضرت حلیمہ کے جانوروں کے مقابلے میں باقی لوگوں کے جانور شام کو بھوکے لوٹتے ان جانوروں کے مالکوں نے اپنے چرواہوں کو کہنا شروع کر دیا۔ کہ تم بھی اپنے جانوروں کو ان چراگاہوں میں لے جایا کرو۔ جن میں حلیمہ سعدیہ کے جانور چرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ بھی اپنی بھیڑ بکریوں کو حضرت حلیمہ رض کے جانوروں کے ساتھ چرانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں میں بھی برکت ڈال دی۔ وہ بھی پیٹ بھر کر کھانے لگے۔ اور خوب دودھ دینے لگے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی برکت سے اس بستی کی بدحالی خوشحالی میں بدل گئی۔ اور بہار نے اس بستی میں ڈیرے ڈال دیئے

کنز الخطیب ص ۲۳۷ جلد ۳ ۔ مدارج النبوۃ ص ۲۸ جلد ۲ ۔ معارج النبوۃ ص ۱۲۰ جلد ۲ نشر الطیب ص ۲۳
شواہد النبوۃ ص ۶۳ خصائص کبریٰ نی معجزات خیر الوریٰ ص ۱۰۷ جلد ۱ ۔ ضیاء النبی جلد ۲ ص ۶۹ ۔

اوہ کون آیا جندے آیاں بہاراں مسکراپیاں بکھرے ہین پھول تے کلیاں ہزاراں مسکراپیاں ۔
سب تو اچی شان والا آگیا ۔ سب نوں سینے لان والا آگیا ۔

۲ - چراغ کی ضرورت نہیں ؟ تفسیر مظہری میں الشمائل المحمدیہ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا ۔ جس دن سے حضور ہمارے پاس تشریف لائے ہم چراغ کے محتاج نہ رہے ۔ کیونکہ آپ کے چہرہ پاک کی شعاع چراغ سے زیادہ تھی ۔ جب کبھی کسی مکان میں چراغ کی ضرورت ہوتی تو ہم آپ کو وہاں لے جاتے تو آپ کی برکت سے وہ مکان منور ہو جاتا ۔

۳ - خوشبو کی مہک = السیرۃ الحلبیہ میں ہے ۔ کہ حضرت حلیمہ سے مروی ہے ۔ کہ جب میں آپ کو اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں سے کستوری کی خوشبو ہم نے پائی ۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔ ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں ۔

۴ - حضور علیہ السلام کے قدموں کی برکت - حضرت حلیمہ فرماتی ہیں ۔ کہ جب میں نے حضور کو لیا تھا ۔ تو اس وقت میری چھاتیوں میں بہت کم مقدار میں دودھ تھا ۔ لیکن اس کے بعد دودھ کی اتنی فراوانی ہو گئی کہ دوسری عورتیں اپنی بچوں کو لے کر میرے پاس آئیں ۔ میں ان کو بھی دودھ پلا دیتی تھی ۔ ہمارے پاس کچھ بکریاں تھیں مگر ان میں اتنا دودھ نہ تھا جسے ہم پی سکیں ۔ لیکن خدا کی قسم میں نے جس دن حضور اکرم کا دست مبارک ان کے تھنوں کو چھوا دیا ۔ اس رات سے ان میں اتنا دودھ میں دوہنے لگی کہ چالیس گھروں کیلئے کفایت کرتا تھا ۔ اور جب میں حضور اکرم کو دودھ پلاتی تھی ۔ تو گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی ۔ چنانچہ ام خولہ سعدیہ نے کہا ۔ کیا تم اپنے گھر میں رات بھر آگ روشن رکھتی ہو ۔ میں نے کہا بخدا میں آگ روشن نہیں رکھتی ۔ لیکن یہ نور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں ۔ کہ میرے پاس صرف سات بکریاں تھیں جو آپ کی برکت سے بڑھ کر سو تک ہو گئیں اور مجھے اتنی خیر و برکت حاصل ہوئی کہ مزید لوگ میرے یہاں زندگی گزارنے لگے ۔ جب میری تمام بکریاں گابھن ہو گئیں ۔ تو میرا قبیلے کی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں

کہ حلیمہ کی عجیب شان ہے۔ ان کے یہاں خیر و برکت کی اتنی فراوانی ہے کہ ان کی تمام بکریاں گابھن ہو گئیں۔ اور ہماری ایک بکری بھی گابھن نہ ہوئی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ قبیلہ کے لوگ اپنی بکریوں کو میرے پاس لائے اور کہنے لگے۔ حضور اکرم ؐ کی برکت کا کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے حضور کے قدم ہائے مبارک کو پانی کے ایک حوض میں دھو دیا۔ اور وہ پانی ان بکریوں کو پلا دیا۔ چنانچہ ان سب کو شفا مل گئی۔ جن کے تلوؤں کا دھوون ہے۔

(واقعات میلاد النبی ص ۲۸ علامہ ابن جوزی)

۵۔ **آپ کا دافع البلاء ہونا:** حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈالی گئی، لوگ آپ کے معتقد ہوئے۔ جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر مقام درد پر رکھتے۔ باذن اللہ بہت جلد شفا ہو جاتی۔ اونٹ بکری بیمار ہو جاتی تو پھر بھی یہی علاج کرتے۔ ملاحظہ

(نور الحبیب ص ۱۷۔ اپریل ۲۰۰۵ء ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بحوالہ السیرۃ الحلبیہ ص ۱۱ جلد ۱)

۶۔ **جبرائیل علیہ السلام جھولاتے ہیں:** حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ جب میں محمد ؐ کو اپنے گھر لے گئی تو میں نے ایک رات دیکھا۔ کہ ایک شخص سبز لباس میں ملبوس ہے۔ اور اس کی پیشانی سے نور چمک رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھ کر آپ کو بوسے دے رہا ہے (۲) اللہ تعالیٰ کے نورانی فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھولے کو جھولایا کرتے تھے۔

جبریل آئے جھولا جھلانے لوری دے کے ذیشان ۔۔۔ سو جا سو جا رحمت عالم دو جگ کے سلطان

(نبی جی اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ھو) شواہد النبوۃ ص ۶۲ کنز الخلیب ص ۳۴

۷۔ **بکری کا سجدہ:** حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ روزانہ آفتاب کی مانند ان پر ایک نور اترتا جو انہیں ڈھانپ لیتا۔ اور پھر کھل جاتا۔ ایک روز میری گود میں تھے۔ کہ وہاں سے ایک بکریوں کا ریوڑ گزرا ان میں سے ایک بکری آئی۔ میرے محمد ؐ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر سراپا عقیدت بن کر کھڑی ہو گئی۔ جانے وہ کتنی دیر اسی عقیدت کے شہر میں ڈوبی رہتی۔ کہ چرواہا ادھر آ نکلا۔ اس نے پچکارا اور وہ بھاگ کر ریوڑ میں شامل ہو گئی۔ واہ ری بکری تیری پہچان کے صدقے کہ تو نے بھی پہچان لیا۔ (معارج النبوۃ ص ۱۲۲ جلد ۲)

(نور الحبیب ص ۲۳۔ اپریل ۲۰۰۵ ربیع الاول ۱۴۲۶)

۸۔ کھلونا نور کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں جب پنگھوڑے میں لیٹے ہوتے۔ تو چاند کے ساتھ باتیں کرتے۔ اور اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ جس طرف اشارہ فرماتے چاند اُسی طرف کو جھک جایا کرتا تھا۔ ۔ کنز الخطیب صفحہ ۲۴۰ جلد ۲ + شواہد النبوۃ صفحہ ۶۸ خصائص کبریٰ صفحہ ۱۰۵۔ ۔ چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں۔ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا ۔۔۔ پتا نہیں یہ کھیل کب سے جاری تھا۔ پہلے تو پتا ہی نہ چلا۔ ایک دن رات کا وقت تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار۔ ہم باہر صحن میں سو رہے تھے۔ کہ محسوس ہوا۔ جیسے ہمارے گھر کے صحن کے درخت کا سایہ جھول رہا ہے۔ کبھی ادھر۔ کبھی ادھر میں تو ڈر گئی۔ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اچانک میری نظر اپنے بیٹے محمد پر پڑی۔ پتا نہیں وہ کب سے انگلی ہلا رہے تھے۔ اور چودھویں کا چاند ایک کھلونا بن کر ان کی انگلی کے اشارے پر کھیل کا سامان بنا ہوا تھا۔ پھر یہ تو معمول بن گیا۔ پہلے تو دن کو آپ سے حیرت افروز واقعات سامنے آتے رہتے تھے۔ ہم نے رات کو کبھی غور ہی نہ کیا تھا۔ اس انکشاف نے ہماری راتیں بھی حسین تر بنا دیں۔ ہم جب بھی ان کی طرف دیکھتے ان کا چہرہ خوشی و مسرت کی کتاب کا سرورق بنا ہوا نظر آتا تھا۔ نور الحبیب صفحہ ۷۵ اپریل ۲۰۰۵ ربیع الاول ۱۴۲۶

سرکار چاند سے باتیں کرتے۔ اور اشارہ فرماتے چاند آپ کے اشارہ سے متقلب ہوتا۔ جیسا کہ بچہ کو رونے سے مشغول رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت گریہ میں بہلایا کرتا تھا۔ حافظ ابو القاسم تمیمی رح نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک روز آنحضرت ص کے چہرہ اقدس کو تیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت ص نے ارشاد فرمایا۔ چچا جان کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ کہ مجھے یوں دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا میرا ایک سوال ہے۔ وہ یہ کہ ایک روز حلیمہ نے آپ کو اٹھایا ہوا تھا۔ اور آپ اس زمانے میں چالیس دن کے تھے۔ کہ میں نے دیکھا کہ آپ چاند سے مخاطب ہیں۔ اور چاند آپ سے باتیں کرتا تھا۔ لیکن ایسی زبان میں کہ میں اسے نہیں سمجھتا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا میری والدہ نے میرا ہاتھ مضبوطی سے باندھ رکھا تھا۔ میں اس کی تکلیف سے رونا چاہتا تھا۔ چاند نے کہا۔ مت روئیے۔ اگر آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر ٹپکا۔ تمام سبزہ خشک ہو جائیگا۔ عباس نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ فرمایا اے چچا۔ میں اس سے بھی زیادہ حیران کن بات کہتا ہوں۔ عرض کی

یا نبی اللہ فرمائیے۔ میں اپنی امت پر شفیق ہونے کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔ عباس نے پھر تعجب سے ہاتھ مارا۔ عرض کیا بیٹے آپ انہیں کیسے جانتے تھے۔ حالانکہ آپ چالیس دن کے تھے۔ فرمایا اے چچا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں قلم کی آواز کو لوح محفوظ پر چلتے ہوئے سنتا تھا۔ حالانکہ میں ابھی رحم کی تاریکی میں تھا۔ اے چچا اور اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں۔ عرض کیا فرمائیے۔ فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب آفتاب و ماہتاب خداتعالیٰ کو سجدہ کرتے تھے۔ تو ان کی آواز کو سنتا تھا۔ اے چچا اور اس سے بھی زیادہ کہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا فرمائیے۔ فرمایا قسم ہے ——— خداتعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا فرمائے۔ چالیس سال کی عمر سے پہلے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ پیغمبر ہے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اور تیسرا آپ کا بھتیجا۔ فرمایا اے چچا میں اس سے بھی زیادہ کہوں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ دوشنبہ کی رات میں متولد ہوا۔ اسی رات حق تعالیٰ نے سات پہاڑ سات آسمانوں میں پیدا فرمائے۔ اور ان پہاڑوں کو اس قدر فرشتوں سے بھر دیا۔ کہ ان کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہر فرشتہ اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور قیامت تک مشغول رہیں گے۔ ان کی تسبیح و تقدیس کا تمام ثواب اس بندے کو عنایت فرماتے ہیں جس کے سامنے میرا نام لیا جائے۔ اور وہ مجھ پر ذوق و شوق سے سلام پڑھے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد فی الاولین والآخرین و فی الملاء الاعلیٰ الی یوم الدین۔

معارج النبوۃ صـ ۱۲۲ جلد ۲

۳۱-۳-۲۰۰۸
۲۲-۳-۱۴۲۸
بروز پیر PM ۳:۵۵

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami · Distt. Teh. Pakpattan · Sig.

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami · Distt. Teh. Pakpattan

۴ سیدہ حلیمہ رض کا مہمان سیدِ دو عالم ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار بار درود شریف پڑھا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی۔ جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا ۔ القول البدیع ص ۱۲۶ ۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ ابراہیم ۴ پ۱۳ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ۔ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ کھول کر بیان کرے ان کے لئے احکام الٰہی تو پس گمراہ کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ۔ اور ہدایت بخشتا ہے جسے چاہتا ہے ۔ اور وہی سب پر غالب بہت دانا ہے * جب بھی کوئی رسول کسی قوم کی طرف مبعوث ہوا تو اسی قوم کی زبان میں اس پر وحی نازل کی گئی ۔ تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی رہے ۔ حضور نبی الکریم ﷺ سے پیشتر جو انبیاء مبعوث ہوئے وہ کسی مخصوص قوم یا کسی مخصوص علاقہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن حضور کو سارے عالم کا ہادی اور مرشد بنا کر بھیجا گیا ۔ وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ۔ جنہوں نے اس دعوت میں غور و فکر کیا اور اس کے دلائل صداقت کو عقل سلیم کی کسوٹی پر پرکھا ۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی راہ کشادہ کر دی ۔ لیکن جن بدبختوں نے تعصب اور ہٹ دھرمی کے باعث اس دعوت میں غور و فکر کرنا ہی مناسب نہ سمجھا ۔ انہوں نے حق کی تابانیوں کو دیکھنے سے ہی اپنی آنکھیں بند کر لیں ان سے ہدایت پذیری کی صلاحیت چھین لی گئیں ۔ اور انہیں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیا گیا ۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۵۰۲ (پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(۱) شیر خوارگی میں تسبیح ؛ حضرت حلیمہ سعدیہ رض فرماتی ہیں ۔ کہ جب میرے مدنی سرکار ﷺ باتیں کرنے کی عمر کو پہنچے تو میں اکثر سنتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تسبیح فرمایا کرتے تھے ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اور اللہ کو صبح کی اور شام میں پاکی ہے ۔ اور فرماتی ہیں ۔ کہ رات کے وقت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور سے اکثر یہ آواز سنتی ۔ لا الٰه الا اللّٰه قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۝ آنکھیں سو گئیں ہیں لیکن اس رحمٰن کو نہ نیند آتی ہے۔

خصائص کبریٰ ص ۱۰۶

۲۴۱ اور نہ ہی اونگھ اس پر غلبہ کرتی ہے۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۸ معارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۲۱ کنز الخطبۃ
شواہد النبوۃ ص ۶۳ (۲) خوش نصیب حلیمہ: حضرت حلیمہ رضی فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سرکار
نے اپنے کپڑوں میں بول و براز کیا ہو۔ بلکہ آپ کے بول و براز کا ایک وقت مقرر تھا۔ لہٰذا میں اس وقت
آپ کو رفع حاجت کروا دیا کرتی تھی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے دہن مبارک پر دودھ
و شیرہ کے نشانات رہ جاتے۔ میں ان نشانات کو صاف کرنے کے لئے جب بھی آگے بڑھتی تو عالمِ غیب
سے کوئی مجھ پر سبقت لے جاتا۔ اور مجھ سے صاف کرنے سے پہلے ہی وہ حضور علیہ السلام کے دہن مبارک کو
صاف کر دیتا۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۸ شواہد النبوۃ ص ۶۳ کنز الخطبہ ص ۲۴۱ جلد ۳

(۳) خوش نصیب حلیمہ: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی خوب لوریاں دے دے کر اس لال دُرِ یتیم کو سلایا اور جگایا
کرتی تھیں۔ انھیں کے پیار بھرے گیت سرکار دو عالم علیہ السلام کو نیند کی میٹھی وادیوں میں لے جاتے اور پیاری
پیاری لوریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابوں کی دنیا سے واپس کھینچ لاتیں۔ حضرت حلیمہ رضی نے حضور پر نور ﷺ
کو سلانے اور مدھر نغمے سنانے کا منظر حفیظ جالندھری نے اس طرح پیش کیا ہے۔

گلے سے خوب چمٹا کر سلاتی لوریاں دیتی — یہ کہتی سو مرے بالے مرے نورِ نظر سو جا۔
اُجالا میرے گھر کا ہے مرا بھولا مرا بالا۔ — مرے اس گھر کا گھر والا مرے لختِ جگر سو جا۔

پھر جب حلیمہ رضی حضور علیہ السلام کو بیدار کرتیں تو آپ کو میٹھی میٹھی لوریاں سناتیں اور پیار اور محبت
کے ساتھ بیدار کرتیں =۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا مُحَمَّدْ — قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامْ
مَالِکُ الْمُلْکِ لَا یَنَامْ

مَالِکُ الْجَنَّۃِ لَا یَنَامْ — اَللَّوْحُ وَالْقَلَمُ لَا یَنَامْ

آپ کی رضاعی بہن شیما کی مسرت کی تو کوئی حد نہ تھی۔ کبھی کھلاتی کبھی پلاتی کبھی گیت گا کر دل بہلاتی
کبھی محبت بھری لوریاں دیتی وہ معصوم بچی جن پاکیزہ کلمات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوریاں
دیتی، مورخین نے اپنی کتب میں انھیں ثبت کر دیا ہے۔

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا — حَتّٰی اَرَاہُ یَافِعًا وَّاَمْرَدًا — اے میرے رب ہمارے محمد کو ہمارے لئے سلامت

رکھ یہاں تک کہ میں آپ کو جوان دیکھوں ۔ ثُمَّ أَرَاهُ سَيِّدًا مُسَوَّدًا + وَاكْبِتْ أَعَا
دِيهِ مَعًا وَالْحُسَّدَ ا ۔ یہاں تک کہ میں آپ کو اپنی قوم کا سردار دیکھوں جس کی سب اطاعت
کر رہے ہوں ۔ اے میرے رب اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا کر ۔ خصائص کبریٰ ص ۱۱۵
السیرۃ النبوۃ احمد بن زینی دحلان جلد اول ص ۶۳ (ضیاء النبی ص ۷۰ جلد ۲)
یوں تو سارا گھرانہ کیا سارا خاندان محمدؐ کی حیرت زا کیفیت دیکھ دیکھ کر فرط محبت سے جھوم جھوم جاتا
تھا ۔ لیکن میری بڑی بیٹی جس کا نام حذافہ تھا ہم پیار سے اسے شیما شیما کہتے تھے ۔ دوسری کا نام
انیسہ تھا ۔ وہ چھوٹی تھی لیکن سب سے زیادہ شیما ہی تھی جو انہیں اٹھاتی بہلاتی پیار کرتی ۔ چومتی ۔ سینے سے
لگاتی ۔ اور پہروں اٹھائے رکھتی ۔ اس کا جی ہی نہ بھرتا تھا ۔ چھوٹی سی عمر میں شاعری کہاں کی جاسکتی
ہے لیکن محبت عمر نہیں دیکھتی ۔ اسے جو اپنے بھائی سے محبت تھی ۔ اس محبت نے اس کو شاعر بنا دیا ۔ اور
اس سے لوری کی شکل میں بڑے خوبصورت اشعار کہلوا دیئے ۔ وہ لوریاں دیتی دیتی اشعار پڑھتی
رہتی ۔ میں کبھی کبھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ـــــ میرا دل کہتا ہے ۔ کہ یہ الفاظ چھوٹی سی عمر
میں اس نے نہیں کہے تھے ۔ وہ خالق و مالک ہستی جو انہیں عظیم مراتب عظیم تک خود پہنچانا چاہتی
تھی ۔ اس نے ہی میری بیٹی کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے جو امر ہو گئے ۔ نور الحبیب ص ۲۷ اپریل ۲۰۰۵
(۳) **نشوونما کی کیفیت** | حضرت حلیمہ بیان فرماتی ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام کی نشوونما دوسرے
بچوں سے بہت نرالی تھی ۔ ایک دن میں آپؐ کی نشوونما اتنی ہوتی جتنی کہ عام بچوں کی ایک ماہ میں
ہوتی ہے ۔ اور ایک ماہ میں آپ علیہ السلام اتنے پھلتے پھولتے جتنا کہ ایک عام بچہ ایک سال میں ۔
علامہ کاشفی معارج النبوۃ میں امام مروزیؒ کی کتاب مناظر کے حوالے سے حضورؐ کی
نشوونما کے متعلق لکھتے ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو ماہ کے ہوئے تو بچوں کے ساتھ
ہر طرف لڑھکتے جاتے تھے ۔ جب تین ماہ کے ہوئے تو اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے ۔ چار ماہ کی عمر میں
دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلتے تھے ۔ پھر پانچ ماہ کی عمر میں چلنے پھرنے کی پوری توانائی حاصل
کر لی ۔ جب چھ ماہ کے ہوئے تو تیز تیز چلنا شروع کر دیا ۔ جب ۷ ماہ کے ہوئے تو ہر طرف
بھاگتے پھرتے تھے ۔ آٹھ ماہ کی عمر میں اتنی صاف باتیں کرنا شروع کر دیں کہ انہیں بخوبی سمجھا جا

سکتا تھا۔ اور نو ماہ کی عمر میں فصیح کلام کرنا شروع کر دیا اور جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک دس ۱۰ کو پہنچی تو آپ تیر اندازی میں دوسرے بچوں سے آگے ہوتے تھے ۔
(معارج النبوۃ ص جلد ۲ نشر الطیب ص ۲۴۳ جلد ۳)

(۵) سایہ ابر | حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور سرور عالم ﷺ کو گھر سے زیادہ دور نہیں جانے دیتی تھیں۔ ایک دن اُن سے اس معاملہ میں ذرا غفلت ہو گئی۔ اور حضور اکرم ﷺ دوپہر کے وقت اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر ہوئی۔ تو وہ تلاش میں نکلیں۔ حضرت حلیمہ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بہن شیما کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ میں ہیں۔ ماں نے بیٹی کو اس پر ڈانٹا اور کہا اے شیما تو اتنی تیز دھوپ میں میرے اس لاڈلے کو باہر لے کر کیوں آئی ہے۔ شیما نے عرض کی۔ اماں جان میرے اس ننھے سے پیارے بھائی کو دھوپ کی تیزی کچھ نہیں کہتی۔ اس لیے کہ بادل کا ایک ٹکڑا اس دھوپ میں ان پر سایہ کیے رہتا ہے۔ جہاں آپ ﷺ ٹھہرتے ہیں۔ وہاں بادل بھی ٹھہر جاتا ہے۔ اور جب چلنے لگتے ہیں۔ تو بادل بھی چلنا شروع کر دیتا ہے۔ سیرت رسول عربی ص ۴
مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۹ نشر الطیب ص ۲۲ الخصائص الکبریٰ جلد اول ص ۱۱۵ معارج النبوۃ ص ۱۲۶/۲

ثانی تیرا کونین کے کشور میں نہیں ہے ۔ بس حد ہے کہ سایہ بھی برابر میں نہیں ہے

۶۔ پتھروں اور درختوں کا سلام ۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا خشک وادی میں آپ ﷺ کو لے کر چلتیں تو اسی وقت وہ وادی سرسبز ہو جاتی اور پتھروں کو سنتی کہ آپ ﷺ پر سلام عرض کر رہے ہیں
كَانَتْ تَسْمَعُ الْاَحْجَارَ تَنْطِقُ بِسَلَامِهَا عَلَيْهِ ۔ اور درخت آپ کی طرف اپنی شاخیں جھکا رہے ہیں۔ (تفسیر عزیزی ص ۲۸۶) آپ جب بڑے ہوئے تو اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریوں کو چرانے تشریف لے جاتے آپ کے رضاعی بھائی کا بیان ہے۔ فَمَا مَرَّ بِحَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ وَلَا سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا وَحْشٍ وَلَا طَيْرٍ اِلَّا قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ آپ کسی پتھر ڈھیلے نرم زمین پہاڑ درخت وحشی جانور یا پرندے کے پاس نہیں گزرتے مگر اس نے کہا۔ جب جمادات نباتات اور حیوانات سرکار مدینہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام

عرض کرتے ہیں۔ تو ہم امتی جن پر آپ کی خصوصی رحمت و شفقت ہے۔ اور سلموا تسلیما کا خصوصی حکم بھی ملا۔ کیوں نہ سلام کا نذرانہ عرض کریں۔ — نزہۃ المجالس ص

آپ کے رضاعی بھائی نے یہ بھی بیان کیا۔ آپ جب کوئیں کے پاس آتے۔ حالانکہ ہم بکریوں کو پانی پلا رہے ہوتے پانی کوئیں کے منہ کی طرف چڑھ آتا اور جب دھوپ میں کھڑے ہوتے تو بادل سایہ کرتے اور آپ کی طرف وحشی آتے۔ حالانکہ آپ کھڑے ہوتے تو وہ آپ کو چومتے — وَھُوَ قَائِمٌ فَتَقَبَّلَہٗ — تفسیر مظہری ص ۵۲۵ جلد ۶ بحوالہ سورۃ قریش ۷۷

واقعات میلاد النبی ـ علامہ ابن جوزی ص ۲۸ نزہۃ المجالس ص ۲۰۰ جلد ۲ ۔ نور الحبیب ص ۱۴ اپریل ۲۰۰۵

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ ایک دن میرے نور نظر جنگل میں بکریوں کو چرانے کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ گئے۔ جب شام ہو گئی تو ہم چراگاہ کے راستہ پر آپ سے ملنے کے لئے نکل کر گئے۔ اتنے میں دیکھا۔ کہ آپ سامنے سے چلے آتے ہیں۔ اور انوار آپ کے آگے ہیں۔ اور بکریاں آپ سے لپٹی جاتی ہیں۔ گویا آپ سے پناہ مانگ رہی ہیں۔ ایک بکری کو آپ کے بھائی ضمرہ نے مارا تھا۔ جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ وہ آپ سے پناہ مانگتی تھی۔ گویا آپ سے شکایت کرتی تھی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ تو اس کا درد جاتا رہا —— ۲ ایک بار ہم ایک وادی میں داخل ہوئے جس میں وحشی جانور بکثرت تھے۔ اتنے میں دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھاری شیر چلا آرہا ہے۔ اور ہم پر اچھل کر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جوں ہی اس نے ہمارے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آگے بڑھا۔ آپ کے سامنے پست ہو گیا۔ اور زمین پر گر پڑا۔ اور خوش بیانی سے کہنے لگا۔ السلام علیک یا محمد۔ پھر آپ نے آگے بڑھ کر کچھ اس کے کان میں کہہ دیا۔ پھر شیر دوڑتا ہوا چلا گیا — نزہۃ المجالس ص ۲۰۰ ج ۲

Moulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Sig
Distt. Teh. Pakpattan

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Distt. Teh. Pakpattan

برائے تصدیقات

۵ سیدہ حلیمہ کا مہمان سیدِ دو عالم ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

یٰسٓ ۝ والقرآن الحکیم ۝ انک لمن المرسلین ۝ علیٰ صراط مستقیم ۝ تنزیل العزیز الرحیم ۝

(۱) اے سید عرب و عجم۔ قسم ہے قرآن حکیم کی بالتحقیق آپ رسولوں میں سے ہیں۔ یقیناً آپ راہ راست پر ہیں۔ نازل فرمایا ہے۔ قرآن حکیم کو عزیز اور رحیم نے = اس کے متعلق علمائے تفسیر کے متعدد اقوال ہیں۔ (۱) یہ سورت کا نام ہے۔ (۲) قرآن کے اسماء سے ہے۔ (۳) یہ اللہ پاک کا اسم پاک ہے۔ (۴) یاسین کا معنی لغت طے میں یا انسان ہے۔ اور اس سے مراد انسان کامل یعنی حضور علیہ السلام ہیں۔ (۵) رحمت عالمیاں ﷺ کے اسماء مبارکہ سے ہے۔ ابوبکر وراق فرماتے ہیں۔ یہ مخفف ہے۔ یا سید البشر کا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کہ حدیث پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ المعطی وانا القاسم فمنزلتہ ﷺ من العالم باسرہ بمنزلۃ القلب من البدن فما الطف افتتاح قلب القرآن بقلب الاکوان = حضور علیہ السلام نے فرمایا دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں۔ اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں۔ اور سورۃ یاسین قرآن کریم کا دل ہے۔ تو کتنا لطیف اور پیارا آغاز ہے اس صورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔ (۲) کفار مکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ اور طرح طرح کے الزامات اور اعتراضات پیش کرتے تھے۔

یہاں خداوند عالم قسم اٹھا کر اپنے رسول کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔ فرمایا اے انسان کامل یا اے عرب و عجم کے سردار مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے۔ کہ آپ ان برگزیدہ انسانوں میں سے ہیں۔ جن کو میں نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ﷺ راستے پر گامزن ہیں۔ اے حبیب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے۔ اور وہ بھی قرآن کریم کی قسم اٹھا کر۔ اس کے بعد اگر کوئی بدبخت تیری رسالت کو ماننے سے انکار کرے تو آپ کو رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے۔ قسم اٹھاتے ہوئے صرف والقرآن نہیں فرمایا۔ بلکہ والقرآن الحکیم فرمایا۔ یعنی قرآن جس کی قسم اٹھائی جا رہی ہے۔ یہ کوئی عام قسم کی کتاب نہیں۔ بلکہ یہ کتاب حکیم ہے۔ یعنی پر از حکمت ہے۔ یا یہ ایسی محکم کتاب ہے۔ کہ باطل کسی گوشہ سے اس پر

حلیمہ ہنس کر کہتی (مظہری قرطبی - ابن کثیر) ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۱۶۷ ___

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں - کہ میرے خاندان کی بڑی بوڑھیاں مجھے متوجہ کرتیں کہ حلیمہ شریف زادوں میں یہ بات شامل ہے - کہ بچے کو گاؤں کی صاف ستھری نکھری آب و ہوا سے متعارف کرائے بچہ باہر گلی میں کھیلے کودے گا - تو اس کی جسمانی قوتیں بھی پروان چڑھیں گی اس لئے قریشی بچے پر اتنی پابندیاں عائد نہ کر بلکہ اسے ذرا کھلا ماحول بھی فراہم کر ___ ان کے مشورے اپنی جگہ لیکن میرے دل کو، شیما کے دل کو، حارث کے دل کو محمد ؐ نے اپنی محبت کی مٹھیوں میں ایسا بھینچ رکھا تھا - کہ ایک لمحہ آنکھوں سے اوجھل نہ کر سکتے تھے - ؎

میرا دل ان کے در پہ قتیل ہو جاتا ہے . بہت قید کرتا ہوں بمع زنجیر جاتا ہے .

میری آنکھوں کی ٹھنڈک کہ میرے آقا علیہ السلام سرخ و سفید چہرہ کہ کوئی آنکھ بھر دیکھ نہ سکے. چوڑا اور فراخ سینہ بازو مضبوط گرفت سخت گفتگو میں ٹھہراؤ. میٹھی میٹھی باتیں - خود اعتمادی ابھرتی پیشانی لب نازک پھول - چہرے پر وقار - اس مجموعی صورت حال سے بڑی بوڑھیوں کی نصیحتوں سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ دل پر پتھر رکھ کر باہر بھیجنے لگی - لیکن دل اور نگاہیں باہر ہی لگے رہتے ___ یوں لگتا کہ ان کے انتظار میں آنکھیں ہی باہر چوکھٹ پر رکھ آئی ہوں -

(۱) ہر طرف سے سلام (۲) درختوں کا جھک جانا ایک دن بکریاں چرانے والے ہمارے خاندان کے لڑکے بالے جو میرے محمد ؐ کو ساتھ لے جایا کرتے تھے - گھبرائے ہوئے دوڑتے ہانپتے کانپتے آ پہنچے زور سے دروازہ کھٹکھٹانے پر میرا دل تو دھک سے رہ گیا اماں اماں محمد قریشی بھائی کہیں گم ہو گئے اور تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملے ___ میری تو جان ہی نکل گئی - باہر نکلی اور روتی - آہیں بھرتی - بچے بوڑھے لڑکے بالے میرے ساتھ شامل ہو گئے - کبھی اس گلی میں کبھی اس گلی میں - راستے میں معبد آتا تھا - عبادت گاہ کا بڑا پادری بیٹھا ہے - سب نے اس سے درخواست کی - دعا کرو - ہمارا بچہ مل جائے - وہ ہمیں بت خانہ میں لے گیا - گھٹنے ٹیک دیئے - شاید ہماری آہ و زاری سے وہ متاثر ہو گیا تھا - وہ بڑی لجاجت کے ساتھ بڑے بت سے حضور النبی ؐ کی کرنے لگا

زمیں زسنے فرزند طفلے گم شدہ است نام آں کودکا محمد مصطفےٰ است م

اے میرے بیٹو! اس عورت کا ایک بچہ گم ہو گیا ہے۔ اس کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

چوں محمد گفت آں جملہ بتاں — سرنگوں گشتند ساجد آں زماں۔

اس کے منہ سے ابھی اسم محمد نکلا ہی تھا۔ کہ اسی وقت سارے بت سرنگوں ہو کر سجدہ ریز ہو گئے ان میں سے ایک بت بڑی فصاحت کے ساتھ بولنے لگا۔ اس نے کہا حلیمہ غم نہ کر وہ تم سے کبھی گم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ ساری دنیا اس میں گم ہو جائیگی۔

ہم سب حیرت زدہ باہر نکلے لیکن صبر نام کی کوئی چیز میری جھولی میں نہ تھی ——— انتہائی کرب میں چلا رہی تھی بکریاں چر رہی تھیں ادھر نکل گئے۔ ادھر دیکھو۔ ادھر دیکھو اس پہاڑ کی اوٹ میں کہیں اس پہاڑ کی اوٹ میں کہ اچانک جیسے مجھے آواز آئی حلیمہ ذرا آسمان کی طرف تو دیکھو میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ ساری فضا گرد و غبار سے اٹی ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا ہجوم ہے۔ ایسے لگتا ہے۔ کہ یہ ہجوم راستے کی تلاش میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور اسے راستہ نہیں ملتا۔ ایک بچہ ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے۔ ادھر میری طرف آؤ میں راستہ ہی تو دکھانے آیا ہوں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ میرے محمد قریشی حضور تھے۔ میں نے بے ساختہ پکار کر کہا۔ اے میرے بیٹے محمد میرے پاس آؤ ——— اتنے میں ننھے حضور اچانک میری انگلی تھامتے ہوئے مجھ سے کہہ رہے ہیں امی حضور میں تو یہاں ہوں۔ میں نے اٹھایا سینے لگایا۔ پیشانی چومی گال سہلائے۔ دونوں بازوؤں میں لے لیا۔ اور دھڑکتے دل کے ساتھ شکر خدا ادا کرتی ہوئی گھر آ گئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ شاید اللہ ~~تعالیٰ نے~~ مجھے ننھے حضور کا قدرت نے یہ رنگ دکھانا تھا۔ اس واقعہ سے ساری بستی میں کہرام مچ گیا۔ بت خانے کے بتوں کا واقعہ تو جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا ——— مجھے احساس ہوا۔ کہ کہیں کوئی حاسد میرے بچے کو اپنے حسد کی آگ میں جلا نہ دے۔ ہر وقت دعا مانگتی رہتی۔ وَاکْبِتْ اَعَادِیَہٗ کَفًّا وَالْحُسَّدَ اے یا اللہ اس کے دشمنوں کو اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ ——— وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى ——— ہر گھر میں خاندان میں یا بستی میں کسی کو درد ہوتا یا تکلیف آپ کا ہاتھ اس کو لگاتے تو آرام آ جاتا۔ پوری بستی کے ہر فرد کی نگاہیں

فرطِ عقیدت و محبت سے جھک جاتی تھیں ۔ جبکہ ابھی کچھ لوگ نہ کر جیسا کوئی حضور کا نام لیتا ہے ۔ تو
فرشتوں کے سر بھی جھک جاتے ہیں ۔ اب ہمارے یہاں بھی ننھے حضور ہی تھے ۔ جہاں ہاشمی
عورتوں میں مَردوں میں چوپالوں میں لڑکوں کی محفلوں میں ۔ کوئی بات اگر ہمارے خاندان کے
حوالے سے ہوتی ۔ تو لوگ کہتے بھئی وہی حارث جن کے گھر میں وہ بڑا خوبصورت سا ۔ انوکھا نرالا قریشی
بچہ ہے ۔ لہٰذا ہمارا یہ پہچان بالکل فخر تھی ۔ (جس چیز کا حضور سے تعلق ہے) وہ اعلیٰ ہے
بیگانی چیز تو بعد بیگانی ہی ہوتی ہے ۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں ۔ حضور سرکار دو عالم ؐ
کی پیشانی ماتھا گلاب جیسے ہونٹ رخسار چوم چوم جیتی رہی ۔ اور خوب زیارت سے اپنے
دل کو تسکین دیتی رہی ۔ ایک دن ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ان ساری محبتوں الفتوں
جگر کا خون دیا سا کر پالے بچے کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو گھر بھر کی رونق کو ۔ بسیما کی لوریوں
سے مسکرتے کو ۔ میرے اندھیرے گھر کے چراغ کو ۔ دل کے چین کو ننھے حضور کو ۔ ٹوٹے دل سے سعد
شہر مکہ چھوڑنے جا رہے تھے ۔ بات کچھ بھی نہ تھی ۔ پھر بھی حارث مجھ سے الجھا ہوا ۔ میں اس میں
بگڑی ہوئی ۔ ایک اداسی تھی ۔ جو ہم سب پر طاری تھی ۔ لہٰذا ہم شہر مکہ کی طرف جا رہے تھے ۔
آہستہ آہستہ بالکل ایسے جیسے پہلے دن ہم محمد ؐ کو جھولی میں لینے جا رہے تھے ۔ اس قافلے میں
صرف ایک محمد ؐ تھے جو بہت خوش تھے ۔ لعاں حضور کے حضور حاضر ہونے کی خوشی میں ۔ انتہائی
شفیق دادا جان کے حضور حاضری دینے کی خوشی میں ۔ (عبدالمطلب کا شہر سے باہر آنا ۔
جوں ہی ہمارے قافلے میں سے ایک سواریوں کے قدموں سے اٹھنے والی دھول اور گرد و غبار
فضا میں بکھرتا نظر آیا ۔ تو استقبال کرنے والوں کے جذبات امڈ آئے ۔ ہمارا بڑا خوبصورت
استقبال کیا گیا ۔ آپ نے کبھی دیکھا ہوگا ۔ ماں باپ جب بیٹیوں کی شادی کرتے
ہیں ۔ تو بیٹیوں کی رخصتی کا عالم عجیب ہوتا ہے ۔ ماں باپ خوش بھی ہوتے ہیں ۔ اور غمگین بھی
ہوتے ہیں ۔ فرض سے سبکدوش ہونے پر خوش اور جگر کا ٹکڑا جدا ہونے پر غم زدہ ۔ ہماری
غم زدگی کا عالم تو اس سے ہزاروں درجہ زیادہ تھا ۔ کون جانے کہ محمد ؐ سا بیٹا جدا ہونے
پر ہمارا کیا حال ہوا ہوگا ۔ چند دن تو اسی طرح خوشی و مسرت کی بہاروں میں گزر گئے ۔ ایک

دن میں نے موقع تلاش کر کے بہانہ بنا کر بات بنائی میں نے آمنہ بی بی سے عرض کیا ۔
بہن سچ پوچھو تو میرا جی نہیں کرتا ۔ کہ محمد ؐ کو چھوڑ کر جاؤں ۔ مکے کی آب و ہوا
کچھ بہتر نہیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ننھے حضور ؐ بیمار ہو جائیں ۔ اگر اجازت ہو تو ان کو واپس
لے جاؤں ۔ ـــ بڑے لوگوں کے دل بھی بڑے ہوتے ہیں ۔ شاید وہ میرے جذبات پڑھ گئی تھیں
ورنہ ایسا بیٹا کون دوبارہ کسی کو دیتا ہے ۔ ارشاد ہوا ۔ حلیمہ میں بھی سوچ رہی تھی کہ
مکے کی فضا درست نہیں تم ابھی کچھ عرصہ کے لیئے محمد ؐ کو ساتھ واپس لے جاؤ ۔ میرے دل کی چوری
پر پردہ ڈالنے کیلئے انہوں نے ایسا کہ دیا ۔ ورنہ اتنے پیارے اللہ کے گھر کی فضا کو کیا ہو گیا تھا ۔ میں نے
بھی موقع غنیمت جانا ۔ مجھے جیسے چین سا آگیا ۔ جیسے میرے زخم پر آپ نے مرہم رکھ دیا ۔ فرط
جذبات میں آپ کو اٹھا سینے سے چمٹا لیا ۔ اور خوب پیار کیا ۔ بہن آمنہ دیکھ رہی تھیں ۔ مسکرا
کے رہ گئیں ۔ واپسی کی تیاری ہو گئی ۔ میری دوسری ہم قبیلہ عورتوں نے پھر نئے بچے اپنی گود لے لیئے ۔
اے میری ہمدرد ! پھر سچ سچ ہو میری گود خالی تھی ۔ میری گود ہی نہیں ۔ میرا دل ۔ میری آنکھیں
میرا جی ۔ میرا گھر ۔ میرا صحن ۔ میرے خاوند حارث کا دل ۔ میری شیما کی آنکھیں ۔ اور میری بچی کی لوریاں جن
سے آپ سرکار کو بہلایا کرتی تھی ۔ میرے بیٹے کی زندگی کے تمام لمحے ۔ سب کچھ تو بھر گیا تھا ۔
حارث کی اونٹنی ۔ میری سبز گدھی ۔ شاید پھر بیمار ہو جاتے ۔ لاغر ہو جاتے ۔ کمزور ہو جاتے ۔
ان کا دودھ خشک ہو جاتا ۔ ان کو تیزی سے بھاگنا دوڑنا ۔ سب سے آگے نکل جانا سب کچھ بھول جاتا ۔ ہم
پھر سب سے پیچھے رہ جاتے ۔ ہم مفلس اور غریب ہو جاتے ۔ ہمارے پلے کچھ نہ رہتا ۔ خدا کا شکر ہماری پھر
سے قسمت جاگ گئی ۔ ہمارے گھر کی رونقیں لوٹ آئیں ۔ میرے گھر کا سارا ماحول پھر سے روشن ہو گیا ۔ میری
بکریاں پھر سے شاد ہو گئیں ۔ میرے گھر کی زندگی پھر معمول پر آگئی ۔ چاند میرے گھر میں اترنے لگے ،
مسرتوں کے دن ۔ بہاروں کا موسم کتنے بھی طویل ہوں ایک پل میں گزر جاتے ہیں ۔ دو سال ایسے
گزر گئے ۔ جیسے جھونکا ہوا کا ادھر سے ادھر چلا گیا ہو ۔ میری سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی ۔ کہ اس بچے کیلئے ہم
کیوں دل دیئے بیٹھے ہیں ۔ اس کو ستارے کیوں جھک جھک کر سلام کرتے ہیں ۔ بکریاں اسے کیوں سجدہ کرتی ہیں ۔
چاند کیوں اس کی انگلیوں کے اشارے پر ناچتا ہے ۔ بغیر دیا جلائے ہمارا گھر کیوں روشن رہتا ہے ۔ ایک دن ایسا

نور الحبیب ص ۲۶ اپریل ۲۰۰۵ = جب حسین علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل میں تشریف لے جاتے۔ دو تین ماہ گزر گئے۔ تو ایک روز آپ ؑ کے ساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت حلیمہ کا فرزند ضمرہ روتا ہوا بھاگتا ہوا۔ پسینہ سے شرابور ہانپتا اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ امی جان۔ میرا قریشی بھائی اس وقت بہت مشکل میں ہے۔ اتنی مصیبت میں ہے کہ مجھے اس کے زندہ بچنے کی بھی توقع نہیں ہے۔ حلیمہ سعدیہ گھبرا گئیں اور حیران ہو گئیں۔ اور بیٹے سے دریافت کرنے لگیں کہ اس دُر لال کو کیا ہوا۔ بیٹے نے جواب دیا کہ ہم سب کھیل اور بکریاں چرا رہے تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ دو سبز پوش آسمان سے اترے۔ انہوں نے بھائی کو اٹھایا اور پہاڑ پر لے گئے۔ پہاڑ پر لٹا کر انہیں لٹا دیا۔ اور چھری سے پیٹ چاک کر دیا۔ وہ لوگ ابھی تک اسی جگہ موجود ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس حال میں ہے۔ زندہ ہے بھی یا نہیں ——— گھبرائے ہوئے جاتا پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔ اور ٹکٹکی باندھ کر آسمان کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ہونٹوں پر تبسم بھی کھل رہا ہے۔ اور حضور انور کا چہرہ روشن ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ جب پہاڑ پر پہنچیں۔ تو انہوں نے حضور علیہ السلام کو اٹھا لیا۔ اور سینے سے لگا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک اور آپ کی پیشانی مبارک کے بوسے لیے۔ اور فرمانے لگیں۔ اے میری جان تمہیں کس نے تکلیف پہنچائی ہے۔ یہاں حضور کا فرمانا ——— دو سبز پوش کا آنا ——— ایک کے ہاتھوں میں چاندی کا لوٹا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سنہری سبز رنگ کا طشت تھا۔ اور سبز طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ (تمام بیان) امت کے ساتھ شفقت کرنا ——— اور حضور علیہ السلام کو شیخوں نے بوسہ دیا۔ اور عرض کیا اللہ کے حبیب آپ ہرگز نہ ڈریں۔ اور آسمان کی بلندیوں میں گم ہو گئے + حقیقت یہ ہے کہ حضور کے سینہ مبارک سے ناف تک اس شق الصدر کا نشان موجود تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صحابہ کرام اس نشان کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔ اور اس واقعہ کی کیفیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اور اس سے سنا کرتے تھے = کنز العمال ص ۲۶۲ جلد ۳ مدارج النبوۃ ص ۲۶ جلد ۲

شواہد النبوۃ ص ۶۵ = شرح مسلم ص ۲۳۶ جلد ۱ = حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۸۱ جلد ۱۳ = جبرائیل امین نے قلب کو دھویا تو کہا۔ دو آنکھیں۔ دو کان ہیں شفا دل ہے

مدارج النبوۃ ص ۲۹ جلد ۲ = دلائل النبوۃ ص ۱۴۳ خصائص کبریٰ ص ۱۰۸ جلد ۱

۶۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مہمان سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؟ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (الانبیاء: ۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کمالات صورت و معنوی، خلقی وہبی و کسبی سے مشرف فرمایا وہ بلا شک و شبہ بے مثال اور بے نظیر ہیں۔ اور ان کمالات کو قرآن کریم کی آیات طیبہ میں جس انداز سے بیان فرمایا اس کا جواب نہیں۔ ان آیات کو پڑھ کر اگر ایک طرف عبد محبوب کے مرتبہ کمال کا پتہ چلتا ہے۔ تو دوسری طرف ان کمالات کے بخشنے والے کی شان کریمی اور ادائے بندہ نوازی دیکھ کر بے ساختہ دل و جان و زبان سے سبحان اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں جو جامعیت ہے۔ اس نے اس کو دیگر آیات سے ممتاز کر دیا ہے۔ جو کمالات اور صفات عالیہ متفرق اور منتشر تھیں ان سب کو یہاں یکجا کر دیا ہے۔ اس آئینہ میں حسن محمدی اور اور جمال احمدی کی ساری رعنائیاں اور دلربائیاں بکمال لطافت جلوہ نما ہیں۔ ارشاد ہے اے محبوب جو کتاب مجید۔ دین حنیف بشر لطیف بصفائے خلق عظیم، دلائل قاہرہ آیات بینات اور معجزات سے طاقات غرضیکہ جن ظاہری اور باطنی جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر کے ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ آپ سارے جہانوں کیلئے سارے جہان والوں کیلئے۔ اپنوں اور بیگانوں کے لئے دوستوں اور دشمنوں کے لئے سراپا رحمت بن کر ظہور فرما دیں ——— اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو رحمت جامعہ یعنی رحمت کے دونوں مضمونوں سے نوازا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔ وہ چیز میرے محبوب کو بڑی شاق گزرتی ہے۔ اس میں رقت کا اظہار ہے۔ اور بالمومنین رؤف رحیم میں شان تلطف و احسان کا یعنی ہر دردمند کے درد کا احساس بھی ہے۔ اور ہر درد کا درمان بھی ہے۔ کسی غم زدہ اور دکھ درد کے مارے کو دیکھ کر بغایت رأفت سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اور چشمان رحمت سے آنسوؤں کے موتی سراپا التجا بن کر بارگاہ رب العالمین میں گرتے ہیں تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ غم و اندوہ کی کال کشائش کا منور ہو جاتی ہیں ——— آپ غور فرمائیں کہ جن افراد یا جن قوموں نے حضور کے دامن رحمت کو تھاما۔ حضور کے لائے ہوئے دین کو صدق دل سے قبول کیا۔

اور حضور کے پیش کردہ نظامِ حیات کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا۔ وہ لوگ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ گمراہ تھے۔ لیکن اس نورِ مبین سے اکتسابِ نور کرنے کے بعد ظلمت کدہ عالم میں ہدایت کے چراغ روشن کر گئے۔ جاہل تھے لیکن اس چشمۂ علم و نور اور عرفان سے سیراب ہونے کے بعد دنیا کے جس جس گوشہ میں گئے علم و حکمت کے چمن کھلاتے گئے ـــــ غرضیکہ یہ وہ آفتاب ہے جس کی تابانیوں سے صرف عالمِ رنگ و بو ہی روشن نہیں بلکہ وہ جہانِ لطیف بھی درخشاں ہے۔ جو رنگ و بو کم و کیف بالا و پست کے تعینات سے ماوراء ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہاں اس آفتاب کی نور افشانی کا رنگ ہی نرالا ہے۔ جو نہ زبان پر لایا جا سکے۔ اور نہ قلم سے لکھا جا سکے۔ اس رحمتِ عامہ کی برکتوں سے عقل بھی بہرہ ور ہے۔ اور دل کی دنیا بھی شاد کام ہے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اپنی شانِ رحمت سے نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا۔ انما انا رحمۃ مھداۃ یعنی میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تحفہ عطا فرمائی ـــ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطۃ الفیض الالٰہی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات ـ یعنی حضور علیہ السلام کا تمام کائنات کیلئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالمِ امکان کی ہر چیز کو حسبِ استعداد جو فیضِ الٰہی ملتا ہے وہ حضور علیہ السلام کے واسطہ سے ہی ملتا ہے۔ اسی لئے حضور علیہ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ ــ نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ = (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۱۹۰ جلد ۳) (پیر محمد کرم شاہ الازہری)

(۷) دشمن کاہن: حضرت حلیمہ سعدیہ رض بیان فرماتی ہیں۔ کہ جب میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے یہ احوال دیکھے۔ اور واقعہ شق الصدر کی تفصیلات سنیں تو میں بہت پریشان ہوئی۔ میں اس کا ذکر قبیلہ کے ایک آدمی سے کیا۔ اس نے مشورہ دیا۔ کہ کسی کاہن کے پاس لے جاؤ اس لئے کہ اس بچے پر کسی جن بھوت کا سایہ ہو گیا ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ میں آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔ اور اسے ساری صورتِ حال کہہ سنائی۔ میری باتیں سن کر وہ کاہن

اپنی جگہ سے اٹھا۔ آگے بڑھا۔ اور حضور اکرم ﷺ کو اپنے سینے سے چمٹا کر چلانے لگا۔ اے آل
عرب آؤ۔ اور اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کو ٹال دو۔ اس بچے کو قتل کر دو۔ اگر تم
نے ایسا نہ کیا۔ اور اس بچے کو زندہ چھوڑ دیا۔ تو کل یہ جوان ہو کر یہ تمہارے اندر فتنہ
پیدا کر دے گا۔ ایک نیا دین پیش کرے گا۔ ایسا دین جو نہ تمہارے دیکھنے میں آیا ہوگا۔
نہ سننے میں۔ اور یہ بچہ تمہارے دین کو مٹا ڈالے گا۔ اس لیے اس بچے کو ہرگز زندہ نہ چھوڑو۔
حضرت حلیمہ سعدیہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ جب میں نے اس ملعون کاہن کی حرکتیں دیکھیں۔ اور
اس طرح کی باتیں سنیں۔ تو میں نے آگے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کو اس سے چھین لیا۔ اور اس سے کہا۔
مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے تم پاگل ہو گئے ہو۔ جو اس طرح کی بے ہودہ باتیں کرتے ہو۔ اور احمقوں
اور پاگلوں جیسی حرکتیں کرتے ہو۔ چاہیے۔ تو یہ کہ تجھ کو کسی کاہن کے پاس لے جایا جائے۔ اور
تمہارا علاج کروایا جائے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تو اس طرح کی بکواس کرے گا۔ تو میں کبھی تیرے پاس
نہ آتی۔ میں ہرگز کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کہ وہ میرے لال کو قتل کر ڈالے۔ اللہ
تعالیٰ کرے کہ کوئی تیرا بیٹا ہو۔ اور وہ تجھے قتل کر ڈالے۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضہ حضور نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس گھر تشریف لے آئیں۔ شواہد النبوۃ ص ۶۶ حوالہ 2 ص

(۲) امانت سیدہ آمنہ کے سپرد۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ اس عجیب و غریب
واقعہ کے بعد میرے خاوند اور میرے رشتہ داروں نے مجھ سے کہا۔ کہ اس سے پہلے کہ محمد ﷺ کو کوئی تکلیف
پہنچے تم اسے اس کے دادا جان حضرت عبد المطلب کے پاس واپس چھوڑ آؤ۔ میں نے اس بات پر
بہت غور کیا۔ اور یہی نتیجہ نکالا۔ کہ اس بچے کا مزید میرے پاس رہنا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ حضور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑ آنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

(۳) در یتیم کھو گیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن ہم نے ننھے منے بچے
محمد ﷺ کو اپنے ساتھ لیا۔ اور انہیں ان کی والدہ محترمہ کے پاس واپس پہنچانے کی غرض سے مکہ مکرمہ
کی طرف سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب ہم مکہ معظمہ کے قریب پہنچے۔ تو ایک مقام پر کچھ دیر قیام
کیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا کر قضائے حاجت کیلئے کچھ دور چلی گئی۔ واپس آئی تو کیا دیکھا

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا۔ مجھے کہیں دکھائی نہ دیئے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آوازیں دیں۔ لیکن ان کا کوئی جواب نہ ملا۔ میں بہت پریشان ہوئی۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلی۔ میرے منہ سے بار بار نکلتا وا محمدا وا محمدا۔ ہائے محمد ہائے محمد۔ میں نے قرب جوار میں ہر جگہ تلاش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے۔ جب میں آپ علیہ السلام کے ملنے سے مایوس ہو گئی۔ تو میں نے اونچی آواز میں آہ و بکا کرنا شروع کر دی ۔۔۔ اتنے میں ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا۔ اے سعدیہ تجھ پر کون سی مصیبت آ پڑی۔ جو تو یوں آہ و بکا کر رہی ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میں نے محمد بن عبداللہ کو ایک مدت تک دودھ پلایا ہے۔ اب میں اسے لے کر اس کے دادا عبدالمطلب اور اس کی والدہ کے پاس واپس کرنے آئی تھی۔ مگر وہ اس مقام پر مجھ سے کھو گیا ہے۔ اور تلاش بسیار کے باوجود مجھے نہیں مل رہا۔ میں اسی وجہ سے رو پیٹ رہی ہوں۔ اس بوڑھے نے جواب دیا۔ اے خاتون تو مت رو اور نہ ہی غمگین ہو۔ میں تجھے تیرے کھوئے ہوئے بچے کا معلوم کرنے کے لئے ایک ہستی کے پاس لے جاتا ہوں۔ جو تیرے بچے کا پتہ دے گی۔ میں نے پوچھا وہ ہستی کون ہے۔ اس نے کہا۔ وہ صنم اعظم یعنی ہبل ہے۔ یعنی وہ بہت بڑے مرتبے والا ہے۔ اسے پتہ چل جائیگا۔ کہ تیرا بچہ کدھر ہے۔ میں نے اس بوڑھے سے کہا۔ تیرا ستیاناس ہو۔ تجھے پتہ نہیں۔ کہ وہ بچہ ہے کہ جس کی ولادت پر سارے بت تھر تھرا کر گر گئے تھے۔ اور ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔ تیرا بت ہبل کیسے اس کا سامنا کر سکتا ہے اور اس کا پتہ بتا سکتا ہے۔ بوڑھا زبردستی مجھے ہبل کے پاس لے گیا۔ اس نے میری مصیبت کا تذکرہ اس کے سامنے کیا۔ کہنے لگا اے میرے آقا۔ تمہارا لطف و کرم اور فضل و عنایت ہمیشہ سے قریش پر آ رہا ہے۔ اور کوئی حادثہ مند تمہاری بارگاہ سے بے نیل و مرام نہیں لوٹا۔ اس عورت کا بچہ محمد کہیں گم ہو گیا ہے اور مل نہیں رہا۔ جس کی وجہ سے اس نے رو رو کر اپنے آپ کو بے حال کر لیا ہے۔ اگر آپ اسے اس کے بچے کی طرف راہنمائی کر دیں تو تمہارا بہت مہربانی ہو گی۔ ہبل اور اس کے قریب کے کئی سارے بتوں نے جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد سنا۔ تو وہ سب کے سب منہ کے بل زمین پر آ گرے۔ اور ان کے اندر سے یہ آواز سنائی دی۔ اے بے وقوف بوڑھے۔ ہمارے سامنے

مدد ہوتی تھی۔ اور اس فرزند عظیم کا نام ہمارے سامنے نہ لے مجھے پتہ نہیں کہ وہ ذات ہے کہ جس کے
ہاتھوں ہماری سطوت و شوکت کا شیرازہ بکھرنے والا ہے۔ اس کی بدولت ہم بھی تباہ و برباد ہو جائیں۔
اس بچہ کا پالنہار ہرگز ہرگز اسے گم نہیں ہونے دے گا۔ وہ ہر حال میں اس کا محافظ و نگہبان ہے۔
اس بوڑھے نے جب یہ باتیں سنیں تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور اس نے مجھ سے کہا۔ اے سعدیہ
تیرے بیٹے کا پروردگار اسے ہرگز ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔ لہذا تو اس کے لئے پریشان نہ ہو۔
اور خاموشی کے ساتھ اسے تلاش کر ـــــ (۴) دریتیم کی تلاش / حضرت سعدیہ فرماتی ہیں
کہ یہ حالات دیکھ کر میں بہت زیادہ خوفزدہ ہوئی۔ میں سیدھی حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچی۔ ان
کو پہلے ہی اس سانحہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ میں نے اس واقعہ کی مزید تفصیلات سے آگاہ کیا۔
میں نے کہا۔ اے ابو حارث میں محمد ﷺ کو بڑے دھیان اور دیکھ بھال کے ساتھ آپ کے پاس لا رہی تھی۔ جب
مکہ مکرمہ کے قریب پہنچی تو اسے ایک جگہ بٹھا کر میں قضائے حاجت کیلئے کچھ دور چلی گئی۔ جب واپس
آئی۔ تو اسے وہاں موجود نہ پایا۔ جب حضرت عبدالمطلب نے مجھ سے یہ واقعات سنے تو آپ اٹھے
اور کوہ صفا پر تشریف لے گئے۔ اور پکار کر کہنے لگے۔ اے آل غالب سب میرے پاس جمع ہو جاؤ؟
آپ کی پکار پر سب لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے۔ اے ہمارے سردار کیا بات ہے۔ خیر تو ہے۔ جو ہمیں
پکار رہا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میرا بیٹا محمد ﷺ گم ہو گیا ہے۔ اس کو تلاش کرنا ہے۔ یہ سن کر سب قریش
حضرت عبدالمطلب کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ـــــ حضرت عبدالمطلب
اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ ہر طرف جنگلوں پہاڑوں اور ریگستانوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
تلاش کر رہے تھے۔ لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب جب حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہے تھے ـــــ جب حضور کا کچھ پتہ نہ چلا۔ تو حضرت عبدالمطلب
نے اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑا اور خود بیت اللہ کی طرف آ گئے۔ اور بارگاہ رب العزت میں حضور
اکرم ﷺ کو پانے کی التجائیں کیں ان الفاظ میں کرنے لگے۔ یَا رَبِّ رُدَّ رَاکِبِی مُحَمَّدًا
اَنْتَ الَّذِی سَمَّیْتَہٗ مُحَمَّدًا ۔ اے میرے پروردگار میرے سوار محمد ﷺ کو لوٹا دے۔ اور تو نے ہی
اس کا نام رکھا ہے۔ ~~اس کے بعد~~ حضرت عبدالمطلب اپنی مناجات میں تھے۔ کہ اچانک غیب

سے آواز آئی ۔ کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ۔ محمدؐ کا پروردگار اُس کا محافظ ہے وہ اُسے ہرگز ضائع
نہیں ہونے دے گا ۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا ۔ اے ہاتف غیبی ۔ یہ بتا ۔ کہ وہ اس وقت
کہاں ہے ۔ جواب دیا کہ وہ اس وقت وادی تہامہ میں یمنی درخت کے پاس ہے ۔
جب آپ وہاں پہنچے ۔ راستے میں ورقہ بن نوفل جس نے بعد میں نبی اکرمؐ کی نبوت کی خبر دی تھی ۔
وہ بھی مل گیا جب وہاں پہنچے ۔ تو دیکھا حضور علیہ السلام ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں
اور اس کے پتوں سے کھیل رہے ہیں ۔ حضرت عبدالمطلب نے جب نبی اکرمؐ کو دیکھا ۔ تو بہت
خوش ہوئے ۔ حضور اکرمؐ چونکہ بچپن میں اکثر قبیلہ بنو سعد میں رہے تھے ۔ اور وہیں اپنا وقت گزارا تھا ۔
سرورِ عالم سے عبدالمطلب نے پوچھا من انت یا غلام ۔ آپ نے فرمایا انا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ۔
آپ نے کہا اے میرے بیٹے میں تم پر فدا ہوں ۔ آپ کو سواری پر آگے بٹھایا ۔ بعد خوشی خوشی مکہ مکرمہ واپس
آ گئے ۔ (آپ کی والدہ سے سوال و جواب) اس خوشی میں بہت سا سونا اور اونٹ بے شمار
آپ نے صدقہ میں تقسیم کیے ۔ بعد حلیمہؓ کو انواع و اقسام انعامات دیئے ۔ بعد اس پر بہت سے احسانات
فرمائے ۔ پھر وہ حضور نبی اکرمؐ کی جدائی کا صدمہ لے کر اپنے قبیلہ میں چلی گئیں ۔ (نکتہ) حضرات محترم خدا ہی
بہتر جانتا کہ اس گمشدگی میں کیا راز تھا ۔ بہر حال اکثر مفسرین نے اس آیت مبارکہ (ووجدک ضالاً فهدیٰ)
کی تفسیر یہی کی ہے ۔ کہ حضور علیہ السلام اپنے بچپن میں گم ہو گئے تھے ۔ (۱) (بنو سعد میں پرورش ہوئی علیحدہ)
(۲) مورخین کی ایک جماعت کا نظریہ و مسلک یہ ہے ۔ کہ دوسری بار آنحضرتؐ حلیمہ کے پاس ایک سال ایک ماہ
رہے ۔ جب آنحضرتؐ کی عمر مبارک پانچ سال ایک ماہ ہوئی شق صدر کا واقعہ ظہور پذیر ہوا ۔ نقل ہے ۔ کہ خاتم الانبیاء
کے ظہورِ نبوت سے پہلے حلیمہ مکہ آئیں ۔ اور آپ سے فقر و فاقہ اور خشک سالی کی شکایت کی آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہ کے
ساتھ عقد نکاح فرمایا ہوا تھا ۔ آپ کے فرمانے سے حضرت خدیجہ نے اسے ایک اونٹ اور چالیس بکریاں عطا فرمائیں ۔
آپ کے اسلام لانے کا ذکر ۔ بہن کا اسلام لانا ۔ قبیلہ بنی ہوازن ۔ معارج النبوۃ ۱۳۳/۲
برکتیں ۔ خدمت رضاعت کی برکت سے حضرت حلیمہ اور ان کے خاندان کو جو سعادتیں نصیب ہوئیں ۔ ان کا
احاطہ ممکن نہیں ان کی تنگ دستی خوشحالی میں بدل گئی —— مزید برآں اس خدمت کے عوض جو شہرت
دوام ان کو میسر آئی ۔ وہ ہفت اقلیم کے کسی فرمانروا کو بھی نصیب نہ ہوئی ۔ ان جملہ نعمتوں کے علاوہ سب

سے بڑی نعمت جو انہیں بخشی گئی تھی وہ ایمان کی نعمت تھی۔ جس نے ان کے دونوں جہاں سنوار دیئے۔
حضرت حلیمہ کا سارا خاندان مشرف باسلام ہو گیا۔ (اعلان نبوت کے بعد حاضر ہونا) چادر پر
بٹھانا — اور قاضی عیاض نے لکھا ہے حلیمہ سعدیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور نے
اس کے لیے اپنی چادر بچھائی۔ اور اس کی حاجت کو پورا کیا۔ حضور کے وصال کے بعد وہ حضرت ابوبکر
کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔ ان کے بیٹھنے کیلئے اپنی چادر
بچھائی۔ اور جو انہوں نے مطالبہ کیا اس کو پورا کیا۔ (۴) حضور علیہ السلام پر نزول قرآن کے بعد حارث
مکہ مکرمہ حضور کی ملاقات کے لیے آئے۔ قریش نے انہیں دیکھا۔ اور کہا۔ اے حارث تم نے سنا کہ تیرا بیٹا
کیا کہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں۔ کفار نے بتایا وہ کہتا ہے کہ موت کے بعد ہمیں پھر اٹھایا
جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ بنائے ہیں۔ نیکوکاروں کو جنت میں بدکاروں کو دوزخ
میں بھیجا جائیگا۔ اس نے قوم کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ حارث حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور عرض کیا۔ میرے بیٹے آپ کی قوم آپ کا شکوہ کرتی ہے۔ پھر قریش نے حضور کے بارے میں
جو کچھ اسے کہا تھا۔ اس نے اسے دہرایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بے شک میں ایسا کہتا ہوں جب
وہ دن آئیگا میں تیرا ہاتھ پکڑ کر آج کی گفتگو تمہیں یاد دلاؤں گا۔ حضور کے ارشاد نے حارث کی
آنکھیں کھول دیں۔ اور وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد احکام الہی کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔ انہوں
لانے کے بعد وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ لَوْ قَدْ اَخَذَ ابْنِیْ بِیَدِیْ فَعَرَّفَنِیْ مَا قَالَ لَمْ یُرْسِلْنِیْ
اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی یُدْخِلَنِی الْجَنَّۃَ۔ الروض الانف میں جلد ا ص ۱۸۵ ابن اسحاق نے
یعنی اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے یہ گفتگو یاد دلائی تو پھر ان شاء اللہ میرا ہاتھ اس وقت تک نہ
چھوڑے گا۔ جب تک وہ مجھے جنت میں داخل نہ کر دے۔ — ضیاء النبی ص ۹۲ جلد ۲

(حضور کا گھر سعادت کا شاہکار(?) مدارج النبوۃ ص ۳۱ جلد ۲) (کنز الطالب(?) ص ۲۴۶ جلد ۳)
شواہد النبوۃ ص ۴۶

Abbas

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami Distt. Teh. Pakpattan

۲۲-۴-۲۰۰۸
۱۶-۴-۱۴۲۹
بروز بدھ
AM ۱۱:۴۴:۵۵

اللہ کی رسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ١٠٣ آل عمران

اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی ۔ سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا ۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر فرمائی ۔ جب کہ تم تھے آپس میں دشمن ۔ پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم کھڑے تھے ۔ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچا لیا ۔ تمہیں اس میں گرنے سے یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم ہدایت پر ثابت رہو ۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ؕ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ١٠٥ آل عمران ۔

ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا ۔ اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں ۔ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے ۔ اور اختلاف کرنے لگے تھے ۔ اس کے بعد بھی جب آ چکی تھیں ۔ ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب ہے بہت بڑا ۔ حبل کا معنی رسی بھی ہے ۔ اور عہد بھی ۔ حضرات سیدنا علی و ابن مسعود و ابو سعید الخدری نے رسول کریم علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے ۔ حبل اللہ القرآن اللہ کی رسی سے مراد قرآن ہے ۔ اسلاف سے حبل اللہ کی تفسیر میں جو متعدد اقوال منقول ہیں ۔ ان میں تضاد نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کے مؤید اور موافق ہیں ۔

زندگی کی اس رزم گاہ میں جہاں شکست و ریخت ۔ تعمیر و تخریب اور فنا و بقا کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر چل رہا ہے ۔ کوئی قوم عزت و وقار سے زندہ و سلامت نہیں رہ سکتی ۔ جب تک اس کے افراد میں اتفاق و اتحاد نہ ہو ۔ اور کوئی اتحاد پائندہ و پائیدار نہیں ہو سکتا جب تک محکم اور حقیقی بنیادوں پر اس کی تعمیر نہ کی گئی ہو ۔ امت مسلمہ جو کہ دولت رشد و ہدایت کی امین اور رحمت خداوندی کی قاسم بنا کر بھیجی گئی ہے ۔ جسے ہر باطل سے ٹکرانا ہے ۔ اور ٹکرا کر

اسے پاش پاش کرتا ہے۔ جسے ہر دل کو بیشک اللہ اور ہر نگاہ کو اس کا شناسا بناتا ہے۔ اس
قوم کیلئے ضروری ہے کہ اپنے لئے نہ سہی اپنے بلند اور پاکیزہ مقاصد کیلئے زندہ ہے اور عزت
ووقار سے زندہ رہے۔ تاکہ اس کی آواز سنی جائے۔ اور مانی جائے۔ اور یہ اس کے بغیر
ممکن نہیں۔ کہ اس افراد میں اتحاد واتفاق ہو۔ اس لئے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے
مسلمانوں کو متحد ہونے کا بالی حکم دیا۔ اور ان کے لئے وہ مستحکم بنیاد مقرر فرمائی جس
سے محکم تر کوئی اور بنیاد نہیں ہوسکتی۔ وہ قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم پر عمل کرنے کے لئے اس
کا صحیح سمجھنا ضروری ہے۔ اور اس کی صحیح سمجھ اس ذات اقدس واطہر کے بیان اور تفسیر
کے بغیر ناممکن ہے۔ جسے قرآن نازل کرنے والے خدا نے بھیجا ہی قرآن کو صحیح صحیح سمجھانے
کے لئے تھا۔ علامہ قرطبی نے فرمایا۔ اور خوب فرمایا۔ امرنا اللہ تعالیٰ بالاجتماع علی الاعتصام
بالکتاب والسنۃ اعتقادا وعملا وذلک سبب اتفاق الکلمۃ وانتظام۔ یعنی
اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم اعتقادا اور عملا کتاب وسنت کی رسی مضبوطی سے پکڑ لیں
ہمارے اتحاد کا ہونا یہی سبب ہے۔ اور صرف اسی طرح اتفاق واتحاد کی نعمت میسر آسکتی ہے
جس سے ہمارے دین ودنیا کے حالات سنور سکتے ہیں۔ ———— رحمت دو عالم ﷺ کی
تشریف آوری سے قبل عرب کے جزیرہ نما کی کیا حالت تھی۔ وہ اس میں انس ومحبت اور شفقت
ورحمت کرنے والے انسانوں کا ملک نہیں تھا۔ بلکہ ایک کوہ آتش فشاں تھا۔ جس سے ہر لحظہ
اور ہر لمحہ بغض وعناد کی آگ برستی رہتی تھی۔ اور دور دور تک آبادیاں جل کر خاک ہو جایا کرتی تھیں
ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسرپیکار تھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقہ سے جنگ آزما تھا۔ جذبات اتنے
مشتعل اور بے قابو تھے۔ کہ ذرا ذرا سی بات پر خون کی ندیاں بہہ جایا کرتی تھیں۔ ایک بار اگر
جنگ کی آگ سلگ پڑتی تھی۔ تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ اوس وخزرج میں
لڑائی کا سلسلہ ایک سو ۲۰ سال تک جاری رہا۔ کسی کی جان کسی کا مال محفوظ نہ تھا۔ یہاں تک کہ
اسلام کا بادل آیا۔ اور رحمت خداوندی بن کر برسا۔ حضور ﷺ کے نور رسالت کا ظہور ہوا
تو عرب کے اجڑے دیار میں بہار آگئی۔ عداوت کی جگہ محبت نے وحشت کی جگہ انس نے۔ انتقام کی
جگہ عفو نے۔ خود غرضی کی جگہ اخلاص وایثار نے اور غرور وتکبر کی جگہ تواضع وانکسار نے لی۔

پھر وہ انقلاب تھا۔ جس نے مغرب کی کایا پلٹ دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسی احسانِ عظیم کی یاد تازہ کرا رہا ہے۔ کہ کس طرح اُس نے اپنے محبوب کریم ؐ کی برکت سے اور فیض نگاہ سے تمہارے ٹوٹے ہوئے دل جوڑ دیئے۔ اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اور ذلت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر ترقی و عزت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ بس آنکھ بند ہونے کی دیر تھی۔ اور تم اس گڑھے میں گر پڑتے۔ لیکن رحمتِ الٰہی نے تمہاری دستگیری کی۔ اور تمہیں آتشِ دوزخ میں گرنے سے بچا لیا۔ ان احسانات کو یاد کرو۔ اور یاد رکھو۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اور اپنی صفوں میں انتشار کو جگہ نہ دو۔

یہ دینِ قیم جس نے عالم بشریت کی تقدیر بدل دی۔ اس کی تبلیغ اس ملت کا ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر اس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں۔ جو اس پیغامِ رحمت کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اگر ملت اپنے اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کے لئے جواب دہ ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے۔ گلشنِ اسلام میں فصلِ بہار رہی۔ جب تک مدارس اسلامیہ غزالی۔ رازی۔ سعدی اور بیضاوی۔ اور خانقاہیں۔ رومی۔ ہجویری۔ اجمیری۔ زکریا ملتانی۔ شیخ سرہندی۔ جیسی ایسی فخرِ روزگار ہستیاں تیار کرتی رہیں۔ کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے ـــــ مسلمانوں کو گروہ بندی اور اختلاف سے منع کیا جا رہا ہے لیکن اب ان کے سامنے گروہ بندی۔ اور اختلاف کی لعنت میں گرفتار قوموں کی داستان اور عبرت ناک کہانی بیان کی جا رہی ہے۔ تاکہ مسلمان اسے سنیں اور نصیحت پکڑیں۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے دین کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اور فروعی اور جزوی مسائل کو انہوں نے اتنی اہمیت دے رکھی تھی۔ کہ انہیں کی وجہ سے کفر کے فتوے لگائے جاتے۔ اور ملت کی وحدت کو اس طرح انتشار بے دردی سے پارہ پارہ کر دیا جاتا۔ آج ہم بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک کتاب اور ایک کعبہ رکھنے والی قوم نے اپنے آپ کو بے شمار فرقوں میں میں بانٹ رکھا ہے۔ اور علماء سُو نے ان کے درمیان نفرت و عداوت کی اتنی بلند دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ کہ اب ان کے آپس میں مل بیٹھنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی

ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات پر جب بحث ہونے لگی۔ اور مناظروں کی
گرد رشا محسوس ہونے لگی۔ تو اب وہ کون سی چیز رہ گئی ہے۔ جو ہمیں اکٹھا کر سکتی ہے۔ لیکن
اللہ تعالیٰ بڑا قادر و قوی ہے۔ وہ چاہے تو چشم زدن میں ہماری آنکھوں سے پردے ہٹا دے۔

وَاُولٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔ اس عذاب عظیم کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں
الحاد و دہریت کے طوفانوں نے ہمارے بنیادی عقائد کے قلعوں میں شگاف ڈال دیئے ہیں۔
اخلاقی انحطاط نے ہمارے معاشرہ کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ ہم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں
ان اسلام دشمنوں تحریکوں کے مہلک اثرات کا بھی ہمیں بخوبی علم ہے۔ لیکن ہم کچھ
نہیں کر سکتے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ بخارا سمرقند وغیرہا اسلامی مراکز کا روسی
کمیونزم نے کیا حشر کیا۔ عظیم مساجد اسلامی جامعات اور خانقاہیں۔ ویران کر دی گئیں
وہاں مسجدیں سجدوں کے لئے خشک بوس مینارے صدائے اذان کے لئے۔ مدارس قرآن و سنت کے
لئے۔ اور خانقاہوں کے در و دیوار ذکر الٰہی کے لئے ترس رہے ہیں۔ سارے چراغ گل ہو گئے۔ لیکن ہمیں
اپنے گروہی نظریات اور مفادات اتنے عزیز ہیں۔ کہ ہم اسلام کے بنیادی عقائد اور اصول
نظریات کا چمن اجڑتا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔ یہی عذاب عظیم ہے۔ کسی قوم کیلئے بے حسی اور بے بسی
سے بڑا عذاب کوئی نہیں ہو سکتا۔ کاش ہم نے ذات پاک ﷺ کو ہدفِ تنقید نہ بنایا ہوتا۔ کاش
یار لوگوں کی زبانیں بارگاہ رسالت میں گستاخی سے تو تو باز رہتیں۔ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا۔ — تفسیر ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۲۶۲
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا۔

(۱) فروعی مسائل کے بارے میں گفتگو۔ میلاد۔ انگوٹھے چومنے۔ ([illegible])
کے بارے میں خطاب ہوا۔ اور امت کو اتحاد کا درس۔

برد مہر

۱۲-۰۱-۲۰۰۸
۵-۵-۱۴۲۹ AM ! ۲ ۱:۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی - مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی - وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی - اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جب وہ سکون سے ڈھانپ لے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا۔ اور نہ ہی ناراض ہوا۔ اور آپ کے لئے ہر آنے والی گھڑی پہلی سے یقیناً بہتر ہے۔ پ ۳۰ یہ تھا ان آیات بینات کا ترجمہ مفسرین کرام نے اس سورۃ کے تحت نقل فرمایا ہے۔ کہ حضور نبی اکرم ؐ کی مکی زندگی میں بعثت کے ابتدائی ایام میں چند روز وحی کے نزول کا سلسلہ رک گیا۔ حضور نبی اکرم ؐ ہر وقت کا نہ آنا گراں گزرا۔ اس لئے کہ آپ تو وہ کان جو وحی الٰہی سے لطف حاصل کرنے کے عادی تھے۔ ان کے لئے یہ رکاوٹ ناقابل برداشت تھی۔ نیز کفار و مشرکین نے بھی شور و غوغا کیا۔ کہ معاذاللہ محمد ؐ کے خدا نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ ان کا رب ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر اس سورۃ کا نزول ہوا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ؐ کی طرف وحی کو نازل فرمایا۔ اور قسم اٹھا کر آپ کی تسلی و تشفی فرماتے ہوئے فرمایا۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی۔ اے محبوب روز روشن کی قسم اور رات کی تاریکی کی قسم تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے۔ اور نہ ہی تجھ سے ناراض ہوا ہے۔ اے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اپنے اندر حکمتیں رکھتا ہے۔ اسی طرح وحی کا آتے آتے رک جانا۔ اس میں بھی حکمتیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار پوشیدہ رکھی ہیں۔ (۱) اقوالِ مفسرین: وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کے معنی و مطالب میں علماء مفسرین نے کئی اقوال پیش کئے ہیں۔ کہ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ سے کیا مراد ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ کہ وَالضُّحٰی سے مراد حضور نبی اکرم ؐ کے علم مبارک کا نور ہے جس کے ذریعے سے عالم غیب کے پوشیدہ اسرار بے نقاب و منکشف ہوئے۔ اور وَالَّیْل سے مراد آپ کی عفو و درگزر جس نے امت کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائی۔ حضرت حسن رضا خاں آپ کی اس عظمت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ے آج جو عیب ہر کسی پر نہیں کھلنے دیتے۔ کب وہ چاہیں گے میرا حشر میں رسوائی ہو۔ حضور رحمت دو عالم ؐ نے کسی انسان کے عیبوں اور خطاؤں کی تشہیر پسند نہیں فرمائی۔ اس لئے آپ کی ذات اقدس پردہ پوش ہے۔ اور آپ پردہ

پوشی کو پسند فرماتے ہیں۔ (۲) پردہ پوشی) روایت ہے کہ حضور تاجدارِ انبیاء ﷺ کو معراج
کی رات اپنے پروردگار کی بارگاہ سے ایک خرقہ عطا ہوا۔ تو جب آپ واپس تشریف لائے
تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خرقہ بارگاہِ خداوندی سے عطا ہوا ہے
اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کو یہ دے دیا جائے۔ تو اب اس خرقہ کو عنایت
کرنے سے پہلے میں تم سے کچھ سوال کروں گا۔ جو تسلی بخش جواب دے گا۔ یہ جبہ اُسے دے دیا جائے
گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ جناب صدیقؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اگر یہ خرقہ میں آپ کو دے دوں۔ تو تم
کیا کرو گے۔ تو جناب سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میں اس کو پہن کر صدق و صفا اور اطاعتِ خداوندی
اختیار کروں گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جناب سیدنا عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمر ابن خطاب
اگر یہ خرقہ تمہیں مل جائے۔ تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اسے پہن کر عدل و
انصاف اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عثمانؓ سے فرمایا۔ کہ اگر یہ خرقہ آپ
کو حاصل ہو جائے تو آپ کیا کریں گے۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ میں ہر کام دوستوں کے
مشورہ سے کیا کروں گا۔ اور حیا و عفت اور سخاوت کو اختیار کروں گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علیؓ
سے فرمایا۔ اگر یہ خرقہ تمہیں مل جائے تو آپ کیا کریں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بندگانِ خدا
کی پردہ پوشی کیا کروں گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ حکم ہے کہ میں یہ جبہ اُسے عنایت
کروں۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا۔ چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ خرقہ حضرت علیؓ
کو عطا فرمایا۔ (درۃ الناج ص ۲۱۷) بزرگ فرماتے ہیں۔ فقیری درویشی پردہ پوشی
کا ہی نام ہے۔ پردہ پوشی اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ قرآن حکیم میں ہے
لا یحب اللہ الجھر بالسوء۔ ہماری یہ عادت ہے کہ اگر ہمیں اپنے مسلمان
بھائی کے کسی عیب کی خبر ہو جائے تو ہم اس کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بندے
بندے کو خبر دیتے ہیں۔ کہ اس میں یہ عیب ہے۔ تو یاد رکھو جب کسی مسلمان بھائی کے عیب کا پتہ چل
جائے۔ تو بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر دیکھے۔ اگر اس کے اندر
اس سے بڑا عیب موجود ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ دوسرے مومن ساتھی کے عیب کو لوگوں میں پھیلانا ترک کر
دے۔ اپنی اصلاح کرے۔ حقیقت یہ ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ بڑا ہی جو اپنے عیبوں پر نظر رکھے

مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ والضحیٰ سے مراد وہ دن ہے۔ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اور لیل سے مراد وہ رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی رات جس رات اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو دیدار سے مشرف فرمایا۔ بعض فرماتے ہیں۔ کہ ضحیٰ سے مراد حضور رحمۃ للعالمین کی ولادت باسعادت کا دن ہے۔ اور لیل سے مراد معراج شریف کی رات ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری احوال جن سے مخلوق خدا آگاہ ہے۔ اور والیل سے مراد آپ کے باطنی احوال جن کو علام الغیوب ذات اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مفسرین نے ضحیٰ کا معنیٰ یہ فرمایا ہے۔ کہ اس سے مراد چاشت کا وقت ہے۔ جب سورج پوری طرح طلوع ہو جاتا ہے۔ اور والیل سے مراد رات کا وہ حصہ جب وہ مکمل چھا جاتی ہے۔ (قرطبی - مظہری)

سامعین محترم! مفسرین کے ان تمام اقوال کی روشنی میں والضحیٰ والیل اذا سجیٰ کا مطلب یہ نکلا اے محبوب کریم وہ تیرے نور علم کی قسم۔ تیری پردہ پوشی کی قسم۔ اے محبوب جس دن ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام کیا اس دن کی قسم اور جس رات لامکان پر آپ کو اپنا دیدار عطا کیا۔ اس شب معراج کی قسم۔ اے محبوب تیرے یوم ولادت کی قسم تیرے دنیا پر تشریف لانے والے دن کی قسم۔ تیرے عرش پر آنے والی رات کی قسم۔

~ مکھ چندر بدر شعشانی اے۔ متھے چمکے لاٹ نورانی اے۔ کالی زلف تے اکھ مستانی اے۔ مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں ~ اس صورت نوں میں جان آکھاں۔ جانان کہ جان جہان آکھاں۔

یہ بھی وہ معنیٰ جو علماء تفسیر نے بیان فرمائے۔ ایک معنیٰ اہل عشق و محبت نے بیان فرمایا ہے۔ کہ والضحیٰ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور ہے۔ اور والیل سے مراد آپ کی زلف عنبرین ہیں۔ تو اب معنیٰ یہ ہو گئے۔ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رخ انور کی قسم اور تیری زلف عنبریں کی قسم۔

امام اہل سنت فرماتے ہیں ~ ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم ~

ہمارے آقا علیہ السلام کا چہرہ انور سورج سے زیادہ منور اور زیادہ روشن اور حسین ہے۔ سورج کے آگے اگر بادل آ جائے۔ تو وہ چھپ جاتا ہے۔ اسے کبھی گرہن لگ جاتا ہے۔ جب وہ ڈھلتا ہے۔ تو اس کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ کبھی اس پر کمال اور کبھی زوال آتا ہے۔ کبھی طلوع ہوتا ہے۔ اور کبھی غروب ہو جاتا ہے۔

~ میرے حضور کا کوئی بھی جواب نہیں۔ غروب ہوتا نہیں یہ وہ آفتاب نہیں۔

۳۔ **پیکر حسن و جمال** :۔ قربان جاؤں آپ کے حسن و جمال پر۔ آپ کے انوار و تجلیات پر۔ آپ کا

رخِ منور کی تابانی پر۔ دیکھنے والوں نے حسین دیکھے ہوں گے۔ جمیل دیکھے ہوں گے۔ آؤ حسنِ رسول ﷺ کا عالم تصورات میں نظارا کرو۔ عشق و مستی سرور و کیف میں گم ہو کر دیکھو۔ تو تمہیں پیکرِ حسن و جمال صاحبِ عظمت و کمال حضرت عبداللہ کے نورِ نظر آمنہ کے لال۔ پروردگارِ عالم کے محبوب کے جمالِ جہاں آرا کا نظارا ہوگا۔ لالہ رخسارے — نورِ مجسم۔ نور جبین۔ حسن نیکوں کی تجلی اولین۔ نورِ خدا کا مظہر۔ چمکتی پیشانی۔ گھنے سیاہ خمدار ابرو۔ لمبی لمبی خمدار پلکیں۔ سرمگیں آنکھیں جس میں سرخ ڈورے۔ دانت موتیوں کی طرح چمک دار جن کے درمیان معمولی سا خلاء۔ جس سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ مہکتے مہکتے متبسم ہونٹ۔ داڑھی مبارک گھنی اور سیاہ۔ والضحیٰ کا چہرہ۔ واللیل زلفیں۔ پیٹ ہموار۔ لمبی لمبی نرم و نازک انگلیاں —

(۴) آ ابوجہل اور صدیق اکبر کا دیکھنا —

گفت من آئینہ ام مصقول دست
ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست

حضور علیہ السلام کی ذاتِ انور آئینہ حق نما ہے۔ اور شیشے میں ہمیشہ اپنی ہی صورت نظر آتی ہے —

(۵) آئینہ جیسے کہ حکایت ہے۔ ایک شخص جس نے کبھی شیشہ نہ دیکھا تھا۔ چلتے چلتے سرِ راہ اس کو ایک شیشہ مل گیا۔ اب جو اس نے اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ کہ اس میں اس کو اپنے باپ کی تصویر نظر آئی۔ چونکہ اس کی شکل اپنے باپ پر تھی۔ (صورت کا جھگڑا۔ جان کا سوال) (اسماعیل گرامی)

آئینے میں ہمیشہ اپنی شکل ہی نظر آتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس آئینہ ہے۔ اگر ایمان والا دیکھے گا۔ تو اسے حسنِ رسول علیہ السلام کے جلوے نظر آئیں گے۔ اور وہ پکار اٹھے گا۔ میرے حضور کا کوئی نہیں جواب نہیں — قرآن کی عظمت پوچھنا ہو تو قاری سے پوچھو۔ تفسیر۔ حدیث کی عظمت۔ محدث کی بیاد۔ روزہ کا لطف۔ زکوٰۃ نماز حج کا فیضان نبی کا حسن و جمال کے انوار کا معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ان کے صحابہ کرام سے پوچھو — سیدنا ابوہریرہ۔ کان الشمس تجری فی وجہہ —

(۶) اونٹ کی خریداری جامع بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص جس کا نام طارق تھا۔ اس نے ہمیں بتایا۔ کہ میں نے مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا جب میں انہیں جانتا نہیں تھا۔ میں مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھا۔ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ جسے تم بیچنا چاہتے ہو۔ تو ہم نے عرض کیا۔ ہاں ایک اونٹ ہے جسے ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اس کی قیمت دریافت فرمائی۔ ہم نے ایک مقدار کھجوروں کی بتائی۔ تو آپ نے

۲۶۷ لعبارت کا جاتے رہنا - عبدالرحمن زید بن عبداللہ السعدی = الخطیب صد ۲۸ جلد ۶

بنور مبرہ

فرمایا - مجھے منظور ہے - اور آپ اس اونٹ کی مہار پکڑ لی - اور فرمایا - کھجوریں تمہیں پہنچا دی جائیں گی - آپ تشریف لے کر چلے گئے - بعد ہم نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا - کہ ہم نے اپنا اونٹ اس شخص کو دے دیا - جسے ہم جانتے تک نہیں - ہماری یہ گفتگو ہمارے ساتھ جو ایک بڑھیا خاتون تھیں - اس نے سنی تو کہنے لگی - تم افسوس کی فکر نہ کرو

أَنَا ضَامِنَةٌ لِثَمَنِ الْبَعِيرِ رَأَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (مواہب لدنیہ، شفا)

میں اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں - میں نے اس کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا دیکھا ہے - ایسے حسین چہرے والا تم سے کئے گئے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا - چنانچہ اگلی صبح ہوئی - تو ایک شخص کھجوریں لے کر آیا - اور کہنے لگا - مجھے رسول اللہ نے بھیجا ہے - ان میں سے کھا بھی لو - اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کر لو -

۱ - عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا - ۲ - چاند کا ٹکڑا (براء بن عازب) (بخاری شریف) جابر بن سمرہ - نوری مکھڑا کالے زلفاں کالیاں - صدقے واری جاواں تکیاں والیاں - فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ - مشکوٰۃ - چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں کا انصاف ہے - اس کے منہ پہ داغ ہے اس کا چہرہ صاف ہے - بلکہ حقیقت تو یہ ہے - چاند میں جو چمک ہے محبوب کے نور کی چمک ہے - سو نور اسی نور کی برکت سے روشن ہے - بلکہ کائنات عالم اسی نورانی مکھڑے والے کے نور ہی سے منور ہے -

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ جملہ محدثین مفسرین اور اہل ایمان کا متفقہ فیصلہ ہے - سب کا عقیدہ اور ایمان ہے - پوری کائنات میں ذات خداوندی کے بعد سب سے حسین ذات جو ہے - وہ ذات مصطفیٰ ہے - آپ حسن سارے مخلوق میں برتر و اکمل افضل اور انوار ہیں - آپ کی ذات مظہر نور کبریا ہیں - تجلیات الٰہیہ کا مرکز سب حسینوں سے حسین آپ کا حسن چاند ہے حسن یوسف اس کی ایک کرن ہے - حسن مصطفیٰ سورج ہے - اور حسن یوسف ایک شعاع ہے - روایت ہے - وَحُسْنُ يُوسُفَ وَغَيْرِهِ جُزْءٌ مِنْ حُسْنِهِ (مطالع المسرات) اور حسن یوسف اور دیگر حسن کے جلوے یہ ان کے حسن کا ایک جز ہے - دیکھنے والا کہا کرتے ہیں اللہ اللہ یاد آتا ہے - خدا میکدے کے صورت سے ہی - (۲) حسن یوسف - ۳۰ ماہ تک کھانے کو نہ ملتے تو پیٹ (جن خلقت دیکھو یوسف کنعان - جناں محمد عربی دیکھا اوہ رج حسن دین جانی (نزہۃ المجالس) (۳) شاہ عبدالرحیم کلمہ فرمان - (الدر الثمین فی المبشرات النبی الامین) (۴) مستورات نے دیکھے - حسن یوسف کٹیں مصر میں انگشت زناں - سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب) جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا - ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا - سیدہ عائشہ کا فرمان - (۱) آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا - کہ اگر آپ پیار سے باتیں تو بیار ذہنی وجد میں آ جائیں - ہرنی کا واقعہ - بکری کا حال - صدیق کا پسینہ (المنتظم الہیجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن سورۃ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیڈا سوہنا نام محمد دا اس نام دیاں ریساں کون کرسا۔
دو جگ تے سایہ رحمت دا اس جہاں دیاں ریساں کون کرسا
واہ بھاگ حلیمہ دائی دا جہنوں ملیاں محبوب خدائی دا۔ جینہڑی گود وچ
دال کوثر دا اس ماں دیاں ریساں کرنہ کرسا۔ ہر ذرہ نور خزینہ اے۔ تاں شیراں
وچوں شہر مدینہ اسا۔ جیتھے روضہ کملی والے دا اس تھاں دیاں ریساں کون کرسا۔
وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ یوسف ۹۴ پ ۱۳
جب قافلہ مصر سے جدا ہوا۔ یہاں ان کے باپ نے فرمایا۔ بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔
اگر مجھے یہ نہ کہو کہ میں بہک گیا ہوں۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنی قمیص بھائیوں کو دی تو یہودا نے عرض کی
اے محترم یوسف ؑ یہ قمیص مجھ کو دیجیئے کیونکہ میں وہ ہوں۔ جو آپ کی پہلی قمیص بھی خون آلود کر کے
لے گیا تھا۔ اور میں نے ہی جھوٹی باتیں بنا کر وہ بھی کی قمیص والد محترم کو دی تھی میں ہی وہ ہوں جس نے والد کو
رلایا بھائی کو ستایا تھا۔ میں ہی فراق ڈالنے والا تھا۔ اس لیئے میں ہی خوشی کی قمیص لے کر جاؤں گا
کیسی حیرت ہے۔ کہ آج مجرم خود اپنے جرم کو عدالت میں بیان کر رہا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ عدالت
کریم ہے۔ اس لیئے سب کی باچھیں کھلی ہوئی مسکراہٹیں۔ پھولی پڑ رہی ہیں۔ خوشیاں مچل رہی
ہیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر خوشی اُس وقت ہوگی۔ جب میدان محشر میں عدالت الٰہیہ سے بخشش و
کرم کا اعلان ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ جب گناہگار سیاہ کار کو بخشش کا مژدہ سنایا
جائے گا۔ تو خوشی سے مست ہو کر مچل مچل کر عرض کرے گا۔ کہ یا اللہ میرا کریم میرے رحیم میں نے بڑا
گناہ کیا تھا۔ یہ بھی کیا تھا۔ —— حضرت یوسف نے ان کے چہرے پہ مسکراہٹ کو دیکھا۔ تو
آپ بھی شکر الٰہی سے مسرور ہوئے۔ اور وہ قمیص یہودا کو ہی دی۔ ایک قول ہے۔ کہ وہ شاہی جبہ
تھا۔ اور ساتھ ہی تازہ دم دیئے۔ کہ ان خوبصورت اونٹوں پر جاؤ۔ اس خوشی میں نہ کسی کو کھانے
کا ہوش تھا نہ پینے کا فوراً چل پڑے۔ یہ بھائیوں کا تیسرا چکر تھا۔ اس دفعہ بھی دو دن ۲ رات
ٹھہرے تھے۔ اور آج ہی قمیص دی گئی پھر ایک منٹ نہیں ٹھہرے۔ ادھر بھی وہ سب یہاں بستی
مصر یا دربار مصر سے ذرا ہٹے ہی ہیں۔ اور اونٹوں کا یہ قافلہ چلا ہی تھا۔ ذرا سے فاصلہ ہوا ہی ہے
کہ ادھر اسی فرلانگ دور یعنی دوسرا چالیس میل دور پہلا آٹھ راتوں کا سفر اونٹوں پر

تین دن تین رات کا سفر تھا۔ کہ فرمایا اُن کے والدِ محترم نے کہ اے گھر والو۔ اے بیٹو پوتے پوتیو اگر
تم مجھ کو بوڑھا بے وقوف نہ سمجھو تو یا مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا۔ پریشان خیالوں والا یا نفسیاتی بیمار
نہ کہو۔ تو میں تم سے کہوں۔ کہ میں آج اپنے یوسف کی دل آویز خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ مفسرین اس کے
بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ یہ خوشبو کس کی تھی۔ کیسی تھی۔ کیونکر آئی۔ حسن نے کہا۔ کہ ہوا نے بارگاہ
الٰہی میں عرض کیا یا اللہ میں چاہتی ہوں۔ کہ اس قافلے سے پہلے میں یوسف کی خوشبو غمزدہ والد کو
پہنچا دوں اور یہ سعادت مجھ کو نصیب ہو۔ رب تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی۔ ہوا کشاں بار جسم یوسف
سے مس ہو کر کنعان پہنچی اور سیدھا حضرت یعقوب کے بیت گریہ حجرہ صبر میں پہنچی اور اس میں
رچ بس گئی۔ اور یعقوب علیہ السلام نے وہ سونگھی تو آپ اپنے دوسرے مکان کے حصہ میں تشریف لائے
اور یہ فرمایا ــــ ایک قول ہے۔ کہ یہ کرتہ چونکہ جنت کا تھا۔ اس میں جنت کی خوشبو تھی۔
اور کوئی چیز جنت کی دنیا میں نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے جنت کی خوشبو پائی تو آپ کو کرتہ
یاد آیا۔ اور ساتھ ہی یوسف بھی یاد آ گئے۔ کہ یوسف ابھی قریب ہی زندہ موجود ہیں۔ مگر
صحیح بات یہ ہے۔ کہ نبی کی قوتِ شامہ کی یہ طاقت ہے۔ کہ وہ انسانی خوشبو بھی سونگھ سکتے ہیں
اور یہ آپ کا معجزہ ہے۔ (فائدہ) جس طرح رب تعالیٰ نے پھولوں اور نباتات میں خوشبو رکھی ہے
اسی طرح قدرتِ الٰہی نے انبیاء کرام اولیاء کرام اور نیک بزرگوں کے جسم میں بھی خوشبو رکھی ہے۔ سب
سے اعلیٰ خوشبو نبوت کی خوشبو ہے۔ یہی وہ خوشبو تھی۔ جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے سونگھا تھا
آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کی خوشبو تو اپنی کثرت کی بنا پر گلی محلے کو معطر کر دیتی تھی۔
اور کافی دیر تک ہر شخص سونگھ سکتا تھا۔ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ کہ کثرتِ درود شریف سے منہ میں ایک
خاص بھینی مہک پیدا ہو جاتی ہے۔ (دوسرا فائدہ) نبی کی ہر چیز بے مثل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ قوت
شامہ اور سامعہ بھی بے مثل ہے۔ جو کسی کو میسر نہیں۔ دیکھو حضرت یعقوب نے ۸۰ کوس سے
جسم یوسف کی خوشبو سونگھ لی۔ جب کہ اور کوئی دوسرا نہ سونگھ سکا۔ اسی طرح حضرت سلیمان
علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سن لی۔ کوئی دوسرا وہاں موجود نہ سن سکا۔ (فائدہ)
بعض معجزے اختیاری ہوتے ہیں۔ بعض غیر اختیاری۔ اختیاری معجزہ نبی کے قبضے میں ہوتا ہے جب چاہے
ظاہر کر کے دکھا دے۔ غیر اختیاری خود بخود ظاہر ہوتا ہے۔ جب رب تعالیٰ کو منظور ہو تو ظاہر ہوتا ہے ورنہ
نہیں۔ یہ خوشبو سونگھنا غیر اختیاری معجزہ تھا جو پہلے ظاہر نہ ہوا۔ اب ہو گیا۔ تفسیر نعیمی صفحہ ۱۵۵ جلد ۱۳

(۱) جسم معطر :۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر جملہ اعجازات میں سے ایک اعجاز یہ بھی ہے۔ کہ وہ خوشبودار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ لیکن خوشبو کی محتاجی نہ تھی۔ آپ علیہ السلام کے جسم اقدس کی خوشبو اتنی نفیس و دلربا تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ (۲) بوقت ولادت خوشبو۔ آپ کے جسم اطہر کا یہ اعجاز تھا کہ بوقت ولادت ہی خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔ چنانچہ امام ابونعیم اور خطیب نے حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ کہ جب نبی اکرم ؐ کا اس کائنات میں ظہور ہوا۔ نَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا ھُوَ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ میں نے زیارت کی تو میں نے آپ کے جسم اطہر کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا جس سے تروتازہ کستوری کی خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے (زرقانی علی المواہب ص ۲۲۳ جلد ۱) (۳) حلیمہ کے گھر میں خوشبو :۔ حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ حضرت سیدہ حلیمہ بیان کرتی ہیں۔ جب میں آپ کو لے کر اپنے دیہات میں داخل ہوئی تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اس قدر پیدا ہوگئی ان میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ کے دست اقدس کو پکڑ کر اپنے جسم پر لگاتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فی الفور صحت مند ہو جاتا سبل الہدیٰ ص ۴۷۲ جلد ۱

(۴) ابوطالب کا بیان :۔ امام فخر الدین رازی ابوطالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنے بھائی حضرت عباس کو کہا۔ کہ میں آپ کو وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔ حضرت عباس نے کہا۔ ہاں ہاں مجھے ضرور بتائیں۔ اس پر ابوطالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا۔ جب سے حضور علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں۔ مجھے آپ سے اتنی محبت ہوگئی ہے۔ کہ میں رات اور دن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتی کہ رات کو بھی میں آپ کو اپنے پاس سلاتا ہوں آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے۔ کپڑے اتار کر سونا آپ کو پسند نہ تھا۔ ایک رات میں نے کہا۔ کہ قمیض اتار دیں اور پھر سو جائیں۔ میں نے آپ کے چہرہ اقدس سے محسوس کیا۔ کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات کو آپ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے چچا میں قمیض اتارتا ہوں مگر اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لیں تاکہ میرے ننگے جسم کو تو نہ دیکھ پائے۔ کیونکہ میرے جسم کو اس حال میں دیکھنا کسی کے لئے جائز نہیں۔ ابوطالب کہتے ہیں۔ کہ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ تاکہ یہ کپڑے اتار لیں۔ جب آپ کپڑے اتار کر بستر پر بیٹھے۔ میں بھی بستر پر بیٹھا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا۔ جس کی وجہ میں آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مختصر یہ بات میں نے یہ دیکھی۔ کہ آپ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک۔

اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبو دیا ہے میں نے آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی
مگر میں نہ دیکھ سکا۔ میں بہت دفعہ آپ کو بستر سے گم پاتا تو بستر سے اٹھ کر تلاش کرنے نکلتا اور آواز دیتا۔
اے محمد تو کہاں ہے۔ آپ فرماتے اے چچا میں یہاں ہوں پھر واپس آ جاؤ۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۱۴ جلد ۲-۳-۲-

(۵) انس کی گواہی = حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو سے بڑھ کر
کستوری اور عنبر کو نہیں پایا (بخاری کتاب المناقب صفحہ ۲۷۴ جلد ۲) حضرت انس فرماتے ہیں میں
نے تمام عطروں کو سونگھا ہے۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی نکہت سے بڑھ کر کسی کو نفیس
نہیں پایا میں نے اس دنیا میں مختلف خوشبوؤں کو استعمال کر کے دیکھا مگر جو مہک اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس میں رکھی تھی۔ اس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔
ابن عساکر صفحہ ۳۳۸ جلد ۱ (۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم ایک سفر میں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے مجھے اپنے قریب ہونے کا حکم دیا۔ میں جب قریب ہوا تو میں
نے آپ کے جسم اقدس میں ایسی خوشبو محسوس کی جو کسی بھی کستوری اور عنبر میں نہیں (خصائص کبریٰ)

(۷) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ = آپ بیان کرتے ہیں۔ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کا شرف پاتا
یا میرا جسم آپ کے جسم اطہر سے مس ہوتا تو جدا ہونے کے بعد اپنے ہاتھ میں ایسی خوشبو پاتا جو کسی بھی
کستوری میں نہیں ہو سکتی (سبل الہدیٰ صفحہ ۱۰۱ جلد ۲) (۸) جابر بن سمرہ : آپ فرماتے
ہیں۔ کہ میں ایک دن حضور علیہ السلام کی معیت میں ظہر کی نماز ادا کر کے مسجد نبوی سے باہر نکلا
تو میں نے دیکھا۔ کہ باہر اہل مدینہ کے بچے آپ کے استقبال کیلئے کھڑے ہیں۔ آپ نے ان کے سروں اور چہروں
پر دست شفقت پھیرا۔ نبی اکرم نے اپنا دست شفقت میرے رخسار پر رکھا۔ میں نے آپ کے دست
اقدس کو نہایت ہی ٹھنڈا اور ایسا خوشبودار پایا۔ جیسے آپ نے اسے عطار کے خوشبودانی سے
نکالا ہے۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۵۶ جلد ۲) حضور علیہ السلام کے متعلق حضرت انس
بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم خوشبو سے محسوس کر لیتے تھے۔ کہ اب آقا علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں جسم اقدس کی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جا سکتے تھے۔
احادیث مبارکہ میں ہے۔ کہ جب کوئی صحابی آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا اور آپ گھر پر نہ ہوتے۔
تو راستے کی مہک بتا دیتی کہ آپ فلاں مقام پر تشریف لے گئے ہیں۔ لہٰذا اس صحابی کو کسی سے
پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی بلکہ جس راستے پر مہک ہوتی وہ اس پر چل کر اپنے محبوب کریم کو پالیتے

عبدالحق محدث دہلوی۔ انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں۔ مدارج النبوۃ ص ۲۴ جلد ۱۔ جب بھی کوئی شخص مدینہ کی کسی گلی گزرتا اور آپ علیہ السلام کی مہک کو پالیتا۔ تو جان لیتا کہ ادھر سے حضور علیہ السلام کا گزر ہوا ہے۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۲۴ (۹) دائمی خوشبو: حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں اعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان طیب الریح دائما (جمع الوسائل ص ۲ جلد ۲) اے مسلمان اس بات پر یقین رکھو کہ آپ کا جسم اطہر ہمیشہ سے خوشبودار تھا۔ (خوشبو بعد وصال)

یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ کہ انسانی جسم سے جب روح پرواز کر جاتی ہے۔ تو اس کے بعد وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جسم کی تروتازگی بحال نہیں رہتی۔ جسم مصطفیٰ کا بھی یہ امتیاز ہے۔ کہ وصال کے بعد وہ نہ صرف تروتازہ رہا۔ بلکہ اس کی وہ مہک بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح قبل از وصال تھی۔ شفا شریف میں حضرت علی سے مروی ہے۔ میں نے سرکار کو غسل دیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا۔ تو آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو کے حلے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ (قاضی عیاض) ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے۔ میں نے وصال کے بعد آپ کا سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا اس کے بعد مدت گزر گئی کھانا بھی کھاتی ہوں۔ وضو بھی کرتی ہوں۔ یعنی کام کاج کرتی ہوں۔ لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔ خصائص کبریٰ ص ۲۷۴

علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں۔ مدینہ پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اس کی آب و ہوا خوشبودار ہے۔ عبدالحق تحریر فرماتے ہیں۔ اب بھی مدینہ کے در و دیوار خوشبوؤں سے رچے بسے ہوتے ہیں اور اہل محبت اپنے شامہ محبت کے ذریعے ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (مدارج) شیخ صاحب کہتے ہیں۔ شہر مدینہ کے لوگ اس کی مٹی اور دیوار سے ایسی خوشبوئیں پاتے ہیں جن کا مقابلہ کوئی اور خوشبو نہیں کر سکتی۔ (جذب القلوب) حضرت عائشہ صدیقہ کا فرمان پسینے کے قطرے آپ کے چہرہ انور پر موتیوں کی طرح دکھائی دیتے جو کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوتے الوفا۔ خصائص کبریٰ ص ۶۸ جلد ۱: سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی۔ آپ جیسا نہ پہلے گزرا ہے۔ اور نہ بعد میں آئے گا ابن عساکر ص ۳۱۷ جلد ۱: آپ کا مبارک پسینہ بطور خوشبو استعمال کیا جاتا تھا چنانچہ بہت سے صحابہ اور صحابیات کے بارے میں منقول ہے۔ کہ وہ حضور کے مبارک پسینے کو شیشیوں میں محفوظ کر لیتے۔ اور اسے بطور عطر استعمال کرتے۔ مسلم شریف میں ہے۔ حضرت انس بن مالک سے

مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے ایک دن میری والدہ
حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر سے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ بعد میں آپ تشریف لائے۔ اور قیلولہ فرمایا۔ اتنے میں اطلاع
ملی کہ آپ کے ہاں تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں۔ وہ جلدی سے گھر لوٹیں دیکھا تو آپ
واقعتہً قیلولہ فرما رہے ہیں۔ اور آپ کے جسم اطہر سے پسینے کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں۔ میری والدہ
نے ایک شیشی لے کر اس میں آپ کے مبارک پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس
پر بیدار ہو گئے۔ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تو یہ کیا کر رہی ہے۔ انہوں نے عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ کا مبارک [پسینہ] تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا ہے اس لیے
میں جمع کر رہی ہوں۔ تاکہ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں۔ دوسری روایت میں جواب کے الفاظ یہ
ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو برکت کے لیے لگایا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تو نے درست کیا۔
بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ حضرت انس نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد
جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے محبوب کے مبارک پسینہ کو اس میں ضرور شامل کرنا۔
اس سے صحابہ کا عقیدہ بھی ذہن میں رکھیے کہ وہ اپنی بات اپنے نبی علیہ السلام کے وسیلہ سے سمجھتے تھے۔

(۱۵) **عطریوں کا گھر** وہ اس لیے عطری نہیں کہلاتے کہ عطر بیچتے تھے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے پسینے کی
خوشبو ان کے گھر میں مہکتی رہتی۔ طبرانی ابو یعلی اور ابن عدی نے سیدنا ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک
آدمی حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ میری بیٹی کی شادی ہونے
والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لیے کوئی خوشبو نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں میری امداد فرمائیے
آپ نے فرمایا ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لاؤ۔ وہ شخص حسب ارشاد شیشی اور لکڑی لے کر
آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس لکڑی کی مدد سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ اس شیشی
میں جمع فرمایا۔ حتی کہ وہ بھر گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے لے جا۔ اور بیٹی سے کہہ کہ اسے بطور خوشبو استعمال
کرے۔ جب وہ شخص آپ کا مبارک پسینہ گھر لے گیا۔ اور اس کے گھر والوں نے اسے بطور خوشبو استعمال کیا۔ تو
ان کا گھر خوشبوؤں سے مہک اٹھا۔ اس کی خوشبو صرف اسی گھر تک محدود نہ رہی بلکہ دیگر اہل مدینہ بھی اس
خوشبو کو محسوس کرتے اسی وجہ سے اہل مدینہ اس گھر کو بیت المطیبین کے نام سے یاد کرتے رہے۔

[illegible]
۲۰۰۸
۲۳-۵-۱۴۲۸

۲- خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت جبیبؓ سے مروی ہے
کہ مجھے قبیلہ بنی قریش کے ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کو رجم فرمایا۔ تو میں بھی اپنے والد گرامی کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے پتھر اٹھا کر مارا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا۔ آپ کی مبارک بغل سے خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکے جن کی مہک کستوری سے بڑھ کر تھی۔ الوفا صفحہ ۴۰۸ باحوال المصطفٰے علامہ عبدالرحمن ابن جوزی (۵۹۷ھ) حضرت علیؓ مبارک پسینہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آپ کے چہرہ اقدس پر پسینہ کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی (سبل الہدیٰ صفحہ ۱۱۸ جلد ۲)

دیلمی نے دو سندوں سے امام محمد بن اسماعیل بخاری صاحب بخاری شریف سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں سوت کات رہی تھی۔ اور حضور علیہ السلام جوتا مبارک سی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا اور اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور علیہ السلام نے میری حیرانی دیکھ کر فرمایا کیوں حیران ہو رہی ہو۔ میں نے عرض کی کہ آپ کے پسینہ اور نور کی کیفیت ابو کبیر ہذلی کے مندرجہ ذیل پر صادق آتی ہے۔

وإذا نظرت إلى أسرة وجهه   برقت كبرق العارض المتهلل

اور جب تم ان کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی۔ جیسے برسنے والا بادل کی بجلی چمکتی ہے
بی بی صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے جوتا رکھ کر کھڑے ہو گئے اور میرے پاس تشریف لا کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے۔
بی بی نے کہا۔ مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشبو ہوئی ہو۔ جیسے اس وقت ہوئی۔

(۱) پسینہ کی خوشبو نسل در نسل۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک دن نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما رہے تھے۔ آپ کی جبین مبارک پر خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے موجود تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ قطرے ایک شیشی میں جمع کر کے محفوظ کر لیے۔
اتفاقاً انہی دنوں ایک ملنے والی عورت کی بیٹی کی شادی ہو گئی۔ میں نے اس شیشی میں سے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خاتون کو بطور تحفہ دیئے۔ اس خاتون نے اسے بطور خوشبو استعمال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو لگایا۔ اس پسینہ معطر کی برکت لڑکی کے اس عضو سے ہمیشہ خوشبو آتی

آتی تھی۔ جس پر پسینہ مبارک لگا یا گیا۔ لیکن یہ خوشبو ساری عمر باقی رہی۔ اس کے بعد اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس سے بھی وہی خوشبو آیا کرتی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس سے وہی مہک اور خوشبو آتی۔ اس مبارک خاندان اور گھر کو اہل مدینہ بیت العطارین خوشبو والوں کا گھر کہہ کر پکارتے تھے۔) (نسل در نسل خوشبو کی وجہ) (بلبل۔ گرگٹ) حیوٰۃ الحیوان (علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ)

(۲) خون اقدس میں خوشبو = حضور علیہ السلام کا جسم اطہر نور علی نور ہونے کی وجہ سے خوشبوؤں کا منبع و مرکز تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی حتیٰ کہ آپ کے خون پاک میں بھی عجیب قسم کی مہک تھی امام حاکم بزار۔ طبرانی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک موقع پر آپ نے پچھنے لگوائے ان کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپ نے عبداللہ بن زبیر کو حکم دیا کہ اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر جب یہ خون مبارک لے کر باہر آئے تو سوچا کہ اسے کہاں دفن کروں۔ اچانک خیال آیا۔ کہ آج تو اسے بطور برکت کیوں نہ پی لینا چاہیے۔ کیونکہ ایسا موقع شاید دوبارہ نہ آسکے آپ نے یہ سوچ کر خون پی لیا۔ رسالت مآب ﷺ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبیر کے جسم کو جہنم کی آگ ہرگز نہیں جلا سکتی (شرح شفا) مشہور تابعی امام شعبی بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر سے لوگوں نے پوچھا بتائیے آپ کے خون کا ذائقہ کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ذائقہ شہد کی طرح لیکن اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی۔

امام قسطلانی کتاب الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ جب سے عبداللہ نے آپ کا خون مبارک نوش کیا تھا۔ اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ خوشبو ان کے منہ میں اس دن تک رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔

(۳) عطری بنا دیا۔ حضور علیہ السلام کا یہ کمال تھا کہ آپ کا جسم اطہر اس طرح خوشبودار تھا۔ کہ اگر کسی بھی شخص کا جسم آپ کے جسم سے مس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی۔ مثلاً اگر کسی نے آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہوتی۔ اگر آپ نے کسی کے جسم پر دست شفقت پھیر دیا۔ تو اس کے جسم سے خوشبو آتی رہتی۔ جس بچے کے سر پر آپ اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتے وہ

اس کی برکت سے آنے والی خوشبو کی وجہ سے اس طرح دوسروں سے ممتاز ہو جاتا۔ اور کوئی کہتا کہ اس کے سر پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا ہے۔ (۴) (عتبہ بن فرقد)

طبرانی میں حضرت عتبہ بن فرقد سلمیؓ نے فاروق اعظم کے عہد مبارک میں موصل کو فتح کیا۔ ان کے بارے میں ان کی اہلیہ ام عاصم سے مروی ہے۔ کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی خاطر ایک دوسرے سے زیادہ اور اچھی خوشبو استعمال کرتیں۔ لیکن اس کے باوجود عتبہ کے جسم کی خوشبو ہماری خوشبو سے غالب رہتی۔ اسی طرح جب عتبہ کسی محفل یا اجتماع میں جاتے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ آپ یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہیں۔ ایسی خوشبو تو یہاں میسر نہیں ایک دن ہم تمام خواتین نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ سے کام لیتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے جسم کی خوشبو بغیر خوشبو کے استعمال کے اس پر غالب آجاتی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے۔ اس پر حضرت عتبہ نے فرمایا —

میرے جسم پر نبی اکرم کے ظاہری حیات میں پھنسیاں نکل آئیں۔ میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر ان کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے کپڑے اتار کر ستر ڈھانپ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک پر دم فرما کر میری پشت اور پیٹ پر پھیرا۔ جس دن سے میرے آقا نے دست مبارک پھیرا ہے۔ اسی دن سے میرا جسم اس عمدہ خوشبو سے لبریز رہتا ہے۔ (فائدہ) یہاں مقصود ان کی پھنسیوں کا علاج تھا۔ مگر آپ کے لعاب اطہر نے ان کے جسم پر ایسا اثر کیا۔ نہ صرف ان کو پھنسیوں اور بیماریوں سے نجات ملی۔ بلکہ جسم کو ہمیشہ کے لئے خوشبودار بنا دیا۔ حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبو بھی استعمال کرنے سے اس کا اثر دو چار روز تک نہیں رہتا۔ اس کے بعد اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ مگر لعاب دہن مصطفیٰ ؐ کی تاثیر دیکھیے۔ کہ اس نے جسم کو ہمیشہ کے لئے معطر کر دیا۔ (۵) کنویں کا خوشبو سے مہک اٹھنا

حضرت ابونعیم دلائل النبوۃ میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ کہ مسند احمد میں حضرت وائل بن حجرؓ سے کہ مجھے میرے والد گرامی نے بیان فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول ؐ کی بارگاہ میں پانی کا ڈول پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس ڈول سے پانی نوش فرمایا۔ اور اس پانی کے ساتھ کلی فرما کر پانی کنویں میں ڈال دیا۔ بس کلی والے پانی کے کنویں میں پھینکنے کی دیر تھی۔ کہ تمام کنواں خوشبو سے مہک اٹھا۔ (۶) فضلات مبارکہ

اہلسنت کے نزدیک جملہ حضور علیہ السلام کے جملہ فضلات مبارکہ طیب و طاہر اور بیماریوں کی شفا اور

موجبِ نجات ہیں۔ حضرت امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں۔ بہر حال آپ کی خوشبو اور پسینہ وفضلات مبارک خوشبو والے تھے۔ اور خوشبو مہکتی ہوئی آپ کی جنت سے تھی (مواہب لدنیہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کسی نے حضور علیہ السلام کے فضلہ پاک کا نشان زمین پر نہ دیکھا۔ بلکہ زمین نگل جاتی تھی۔ اس سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے (تفسیر عزیزی)

(۷) استنجے کے ڈھیلے کی خوشبو = حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے ایک ایک مرد سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت رفع فرمانے کے لئے بہت دور تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے اس جگہ نظر کی کچھ نہ پایا البتہ ڈھیلے پڑے تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا فرمایا تھا۔ میں نے انہیں اٹھا لیا ان ڈھیلوں سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی جمعہ کے دن جب میں مسجد آتا تو وہ ڈھیلے آستین میں ڈال کر لاتا ان کی خوشبو ایسی مہکتی کہ تمام عطر اور خوشبو لگانے والوں کی خوشبو پر غالب ہو جاتی تھی۔ شرح شفا شریف لملا علی القاری جلد اول ۱۶۲ ومواہب لدنیہ)

یہ تمام واقعات رسالہ خوشبوئے رسول علیہ السلام حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور میں مل سکتے ہیں

(موضوع کیلئے آپ سابقہ مضمون کی

سورۃ یوسف ۹۷ - پارہ ۱۳)

فیضانِ سنت ص ۴۱۳ علامہ محمد الیاس قادری

۸-۲-۶-۵
۱۴۲۹-۵-۳۰
بروز جمعرات PM3:35
۵

عطرِ جنت میں کہاں ایسی خوشبو ہے
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئیے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دئیے ہیں (حدائق بخشش)

زلفِ عنبریں صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ۔ چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب پردہ ڈالے ۔ آئمہ تفسیر فرماتے ہیں ضحیٰ سے مراد حضور علیہ السلام کے چہرہ اقدس کی روشنی اور واللیل سے زلف عنبریں کی سیاہی ہے ۔ اس آیت پاک میں حضور علیہ السلام کے ہی مقدس زلفوں کی قسم اٹھائی ۔ گویا یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کی تعریف کا عظیم گلدستہ ہے ۔ تفسیر روح البیان ۵۔ میرے آقا علیہ السلام کی ہر ادا لاجواب اور ہر عضو بے مثال اور حسن و جمال بے مثال ہے ۔ گیسوئے عنبریں کا کیا کہنا چہرہ روشن کی تو بات ہی کیا ہے ۔ جو ایک بار دیکھ لے بار بار دیکھنے کی آرزو کرے ۔ اور اس نور کے حسین پیکر کے موئے مبارک بھی خدا کی قسم جس مقدر والے کو حاصل ہو جائیں ۔ وہ برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہو جائے میرے آقا علیہ السلام کے بال باکمال تو زندہ معجزہ ہیں ۔ مصطفےٰ کے دیوانو جس طرح میرے آقا اور آپ کا نور کل کائنات کے وال حیات ہیں ۔ اسی طرح یقین مانو ۔ آپ کے نورانی بال جسم المہر سے جدا ہونے کے باوجود حیات ہیں ۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ جن خوش نصیب کے پاس ایک بال مبارک ہوتا تھا ۔ اب اُس موئے مبارک سے مزید شاخیں نکل کر گچھے بن چکے ہیں ۔

جن کا گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

(۱) دشمن پر فتح پانے کا راز = حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ اللہ کی تلوار کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں ۔ کبھی آپ کو دشمن کے مقابلے میں شکست نہ ہوتی تھی ۔ اور یہ سب کچھ میرے آقا علیہ السلام کے موئے مبارک کی برکت تھی ۔ چنانچہ خود خالد بن ولید فرماتے ہیں ۔ خوش قسمتی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک میرے پاس تھے میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا ۔ ان مقدس بالوں کی برکت تھی کہ مجھے ہر بار جہاد میں مجھے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی ۔ شفا شریف قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ۔ (۲) بال مبارک کی برکت سے دشمن سے نجات ملی ۔ جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جان پر بن چکی تھی ۔ مگر پیارے آقا کے پیارے پیارے بال کام آگئے چنانچہ منقول ہے ۔ کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید للکارتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے ۔ اُدھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا ۔ دونوں میں دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا ۔ کہ حضرت خالد بن ولید کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا ۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ زمین پر تشریف لے گئے

اور آپ کی ٹوپی مبارک زمین پر جا پڑی۔ فسطور موقع پا کر آپ کی پیٹھ مبارک پر آ گیا۔ اس وقت حضرت سیدنا خالد بن ولید پکار پکار کر اپنے رفقا سے فرما رہے تھے۔ کہ میری ٹوپی مجھے دو۔ خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کے قبیلہ ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ دوڑ کر آیا۔ اور ٹوپی مبارک اٹھا کر آپ کو پیش کر دی۔ آپ نے اسے پہن لیا۔ اور فسطور کا مقابلہ کیا۔ اور یہاں تک اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے عرض کیا۔ کہ کیا وجہ تھی۔ جبکہ دشمن آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گیا۔ مگر آپ اپنی ٹوپی کی فکر میں لگ گئے۔ جو شاید دو چار آنے کی ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ اس ٹوپی مبارک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں۔ جو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے میں فتحیاب ہوتا ہوں۔ اسی لیے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا۔ کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے۔ اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے (واقدی شفا شریف)

(۴) بال مبارک کی توہین کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ پیارے اسلامی بھائیو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر تکریم عین ایمان ہے۔ آپ کی شان عظمت میں معمولی سی بے ادبی و گستاخی بھی کفر ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ تاجدار مدینہ ﷺ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں۔ جس نے میرے ایک بال مبارک کو بھی ایذا دی تو اس پر جنت حرام ہے۔ (کنز العمال)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے حضرت امام فخر الدین رازی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ جو سرکار مدینہ ﷺ کے ایک موئے مبارک کی بھی توہین کرے گا۔ تو میں اسے کافر کہوں گا۔ (جواہر البحار) دوستو! سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جس کسی شئے کو نسبت ہو جائے اس کے ساتھ نہایت ہی تعظیم و توقیر سے پیش آنا چاہیے۔ ہرگز ہرگز تبرکات مقدسہ کے بارے میں کوئی ایسی بات زبان تو زبان دل میں بھی نہیں لانی چاہیے۔ جس سے بے ادبی کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ قربان جائیں عشق صحابہ کرام پر جو حقیقت شناس ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے بغیر تامل کے یقین کر لیا۔ کہ بے شک موئے مبارک کو بعض امور سے اذیت ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے وہ سرکار مدینہ تاجدار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ موئے مبارک کی نسبت کسی بھی قسم کی گستاخی کی جائے تو ان کو اس سے اذیت ہوتی ہے۔ یہ حضرات قدسیہ کائنات کی ہر شئے سے موئے مبارک کو قیمتی تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک موئے مبارک مصطفیٰ علیہ السلام کائنات کی ہر شئے سے عزیز تر ہوتا تھا۔

(۴) موئے مبارک کائنات کی ہر شئے سے مقدس ہے۔ حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رض فرماتے ہیں۔ میں نے سیدنا عبیدہ سے عرض کیا کہ میرے پاس تاجدار مدینہ ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو سیدنا انس سے مجھ کو ملے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ میرے نزدیک حضور علیہ السلام کا ایک موئے مبارک بھی ہونا دنیا اور اس کے ساز و سامان سے زیادہ محبوب ہے۔ (مواہب لدنیہ)

(۵) بال مبارک کیلئے دیوانوں کا ہجوم: جب کبھی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس کے بال مبارک ترشواتے یا ریش مبارک کے طول و عرض سے موئے مبارک ترشواتے تو صحابہ کرام کسی موئے مبارک کو زمین پر نہ گرنے دیتے۔ بلکہ تبرکاً اپنے پاس بحفاظت رکھ لیتے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام مسلم رح حضرت انس رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت انس فرماتے ہیں۔ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ خادم آپ کا موئے مبارک تراش رہا تھا۔ اور صحابہ کرام آپ علیہ السلام کے ارد گرد پروانہ وار پھر رہے ہیں۔ بس وہ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ موئے مبارک ان کے ہاتھوں میں تشریف لائیں۔ (مسلم شریف)

(۶) بال مبارک کے دھوون میں شفا: صحابہ کرام رض کو سرکار ذی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے بے حد عقیدت ہوا کرتی تھی۔ اور وہ ان تبرکات سے خوب برکتیں حاصل کیا کرتے تھے۔ تبرکات کی برکت سے انہیں شفا بھی ملتی تھی چنانچہ۔ حضرت سیدنا عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین ام سلمہ رض کے پاس بھیجا۔ کیونکہ میرے گھر والوں کی یہ عادت تھی۔ کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر ام سلمہ رض کے پاس بھجوایا کرتی تھی۔ اس لیے کہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا۔ جس سے اس کو شفا ہو جاتی (بخاری)

پیارے اسلامی بھائیو۔ دیکھا آپ نے صحابہ کرام رض کا عقیدہ کتنا پختہ ہوا کرتا تھا۔ بال مبارک کو تو خاص جسم اطہر سے نسبت ہے۔ آپ کے جبہ مبارک کو جو کہ سیدنا اسماء بنت ابی بکر کے پاس تھا۔ دھو کر مریضوں کو پلایا جاتا تھا۔ صحابہ کرام لعاب دہن دفع مرض کے واسطے چاہتے اور شفا پاتے تھے۔

(۷) قبر میں تبرکات: حضرت سیدنا امیر معاویہ رض کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کے پاس قمیص مبارک چند موئے اور ناخن مبارک تھے۔ انہوں نے وقت رحلت وصیت کی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی قمیص مبارک میرے کفن کے نیچے میں رکھ دینا۔ نیز ناخن شریف اور موئے مبارک میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا۔ اور پھر مجھے ارحم الراحمین

کی رحمت پر چھوڑ دینا۔ (المکلام الاوضح بحوالہ مرقاۃ)

(۱) حضرت انس کی وصیت - عمر بن عبد العزیز کی وصیت (۲) خواب میں بال مبارک ملنا؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم نے سنایا۔ بیمار کو ہو جانا۔ (فیضان سنت) صفحہ ۵۲۳ (چودہ سو سال کے مبارک بال)

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سرکار مدینہ کے پردہ ظاہری کو تو چودہ سو سال گزر گئے ہیں مگر آج تک لوگوں کے پاس بال مبارک موجود ہیں۔ پھر یہ کہ اور پھر دنیا کے کونے کونے میں لوگ دعوی کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس بال مبارک ہیں۔ تو ان سب کے پاس ثبوت کیا ہے۔ کہ یہ واقعی سلطان مدینے کے ہی موئے مبارک ہیں۔ جواباً عرض ہے۔ آپ نے پوچھا ہے۔ کہ صحابہ کرام نبی اکرم کے مبارک اور نورانی بالوں پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے تھے۔ اور جس کسی کو ایک بھی مل جاتا اُسے دنیا کی ہر چیز سے عزیز تر سمجھتا تھا۔ اور بحفاظت تمام سنبھال کر رکھتا۔ پھر رفتہ رفتہ صحابہ کرام نیکی کی دعوت عام کرنے کی غرض سے دنیا کے چپے چپے میں پھیلتے گئے۔ اور اسی طرح دوسرے اشیاء کے ساتھ تو موئے مبارک بھی دنیا کے کونے کونے میں پہنچے۔ اور یہ بات تو کچھ جانتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرات کو زمین نہیں کھا سکتی جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔ ان اللہ حرم علی الارض ... ابن ماجہ (حدیث شریف) ظاہر ہے کہ جسم پاک سلامت ہے۔ تو بال مبارک بھی تو جسم شریف ہی کے ہیں۔ کیسے ختم ہو سکتے ہیں بلکہ مشاہدہ تو یہی ہے۔ کہ ایک بال مبارک سے کئی شاخیں نکلتی ہیں۔ اور نورانی بالوں کا گچھا بن جاتا ہے۔ گویا ہمارے آقا علیہ السلام کا رواں رواں حیات ہے۔ اور جسم اطہر سے ظاہری نسبت قطع ہو جانے کے باوجود بھی زندہ رہتا ہے۔ اور اس کی نشوونما بھی جاری رہتی ہے۔ اور یہ بال مبارک صحابہ کرام سے ہوتے ہوئے ان کی اولاد تک پہنچے پھر اولاد در اولاد ہوتے ہوئے آج دنیا کے کونے کونے میں بے شمار اہل محبت کے پاس موجود ہیں۔ (بال مبارک کی موافقت) (مثال اور نسبت سبز ہونے کی) مسئلہ کا حل۔

(۱) سمیر تُعمر کی شہزادی محبوب کی گود میں (عبد الرحمن صدیق ہانا) (احمد یار خاں نعیمی کا جواب)

Abbas

۱۰-۶-۲۰۰۸
۵-۶-۱۴۲۹

Moulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Distt. Teh. Pakpattan

لُعابِ دہن

بسم اللہ الرحمن الرحیم   حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک
فراخ سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ بلند آواز اتنے تھے۔
کہ جہاں تک آپ کی آواز پہنچتی کسی اور کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں آپ کی آواز گھروں میں
پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی۔ اور ہزاروں کے اجتماع میں جس طرح آپ کی آواز مبارک کو وہ شخص
سنتا جو سب سے آگے ہوتا۔ اسی طرح وہ شخص بھی سنتا جو سب سے پیچھے ہوتا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

جس میں نہریں ہیں شیر و شہد کی رواں — اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کا دہن مبارک وہ دہن ہے جس سے ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر
مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہ اللہ کی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔
وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم پ ۳ -) حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں
کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں وہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔
اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا (در منثور ص ۱۲۲ جلد ۶) انہی سے روایت ہے کہ فرمایا
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا۔ اس پر بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کبھی کبھی
آپ ہم سے خوش طبعی بھی تو فرماتے ہیں فرمایا اس وقت بھی میرے منہ سے حق کے سوا نہیں نکلتا (در منثور ص ۱۲۲)
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی فرماتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ حضور علیہ السلام سے سنتا اسے لکھ لیا کرتا قریش
نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیئے۔ کیونکہ بتقاضائے بشریت ممکن ہے۔ کہ غصہ و غضب کی حالت میں کبھی
کوئی بات ایسی بات بھی نکل جائے جو لکھنے کے قابل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔ پس میں لکھنے سے
رک گیا۔ اور اس بات کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا بے شک لکھو اور انگلی
سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بے شک لکھو۔ خدا کی قسم فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ
مِنْہُ اِلَّا الْحَقُّ (ابوداؤد کتاب العلم ص ۱۲۵ جلد ۱) اس منہ سے ہر حالت میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں
نکلتا ہے۔   وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا۔ چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام۔

(۱) منہ میں خوشبو: حضرت عمیرہ بنت مسعود الغفاریہ رضی فرماتی ہیں۔ کہ میں اور میری پانچ بہنیں
حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت قدید خشک کیا ہوا گوشت کھا رہے

آپ نے ایک پارۂ ثرید کو چبا کر نرم کیا۔ اور ان کو دیا۔ تو انہوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے کھایا۔ آپ کے دہن مبارک کی برکت سے مرتے دم تک ان کے منہوں سے بدبو نہیں پائی گئی ہمیشہ خوشبو آئی۔

(طبرانی خصائص صفحہ ۶۲ جلد ۱ زرقانی علی المواہب صفحہ ۹۷ جلد ۴)

(۲) شہید کی ماں کو خبر = حضرت حارث بن سراقہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے۔ تو جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ ام ربیع کو پہنچی ان کو بہت صدمہ ہوا۔ حضور علیہ السلام بدر سے واپس تشریف لائے تو حارث کی والدہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو خوشی کا مقام ہے۔ رونے کی ضرورت نہیں۔ اگر دوزخ میں ہے تو خدا کی قسم میں چلا چلا کر روؤں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم تمہارا بیٹا حارث جنت میں ہے۔ وہ بولی اب میں اس کو ہرگز نہ روؤں گی۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ پانی کا طلب فرمایا۔ پھر اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی کر کے اس میں ڈال دی۔ اور حارث کی والدہ اور اس کی بہن کو بلایا۔ اور فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا سا پانی اپنے گریبانوں پر چھڑک لو۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے گھر چلی گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ بھر میں کوئی عورت ان سے زیادہ خوش و خرم نہیں تھی۔ شمس التواریخ مشاہد الاسلام صفحہ ۲۵۵ - (عزیزان گرامی) خوشی اور غم آدمی کی اختیاری چیزوں میں نہیں ہیں۔ جب خوشی اور غم کے اسباب قائم ہو جائیں۔ تو خوشی اور غم کا ہونا لازمی امر ہے۔ حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ اس عورت کے دل پر بیٹے کی جدائی کا مستقل صدمہ ہے۔ جس سے ضرر کا اندیشہ ہے۔ تو آپ نے اس کی تسکین کیلئے لعاب دہن استعمال فرمایا۔ جس کی تاثیر یہ ہوئی۔ کہ بجائے غم کے اس کے دل میں ایسی مسرت و شادمانی پیدا ہو گئی۔ کہ مدینہ طیبہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شادمان نہیں تھا۔

جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں   روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں۔

(۳) حیادار عورت) ابوامامہ فرماتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ میں ایک بے شرم اور بدزبان عورت تھی۔ ایک دفعہ وہ حضور علیہ السلام کے پاس سے گزری۔ آپ اس وقت ثرید کھا رہے تھے۔ اس نے بھی اس میں سے مانگا۔ آپ نے اس کو اس میں سے کچھ دے دیا۔ جو آپ کے آگے رکھا تھا۔ وہ بولی میں یہ نہیں چاہتی بلکہ وہ جو آپ کے منہ میں ہے۔ آپ نے دیدی جو آپ کے دہن مبارک میں تھا۔ نکال کر اس کو دے دیا۔ کیونکہ آپ سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے۔ وہ کھا گئی جب وہ لقمہ اس کے پیٹ میں گیا۔ تو اس پر ایسی حیاداری ہوئی

کہ وہ حسن میں تمام عورتوں سے بڑھ گئی ۔ (خصائص کبریٰ ص ۶۲ ج ۱ زرقانی علی المواہب ص ۹۷ ج ۴)

(۵) کنوئیں میں برکت ۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ یوم حدیبیہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہ حدیبیہ پر نزول فرمایا ۔ آپ کے ہمراہ چودہ سو صحابہ کرام تھے ۔ لشکر اسلام نے چاہ حدیبیہ کا تمام پانی نکال لیا ۔ یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ تھا ۔ تو حضور علیہ السلام کو اس کی خبر پہنچی تو آپ اس کنوئیں پر تشریف لائے ۔ اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر پانی کا ایک برتن طلب فرمایا ۔ پھر وضو کیا ۔ اور اس میں سے منہ میں لے کر پانی کی ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی اور دعا فرمائی ۔ اور فرمایا تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دو ۔ پس اس کنوئیں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا ۔ کہ حدیبیہ میں جتنا عرصہ قیام رہا ۔ فوج اسلام اور اونٹ اسی سے سیراب ہوتے رہے ۔

(۶) آسیب زدہ کو شفا ۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ کہ میں نے حضور علیہ السلام کو جمرۃ العقبہ کے پاس رمی فرماتے ہوئے دیکھا ۔ پھر آپ منیٰ میں اپنے مقام پر واپس تشریف لے گئے ۔ وہاں ایک عورت اپنے لڑکے کو جو آسیب زدہ تھا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس لڑکے کو کوئی بلا مسلط ہے ۔ کہ بات نہیں کرتا ۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ پانی لاؤ ۔ تو وہ ایک برتن میں پانی لے آئی ۔ آپ نے اس سے پانی لے کر اسی برتن میں کلی کی ۔ اور دعا فرمائی اور اس کو واپس کر فرمایا ۔ یہ پانی اس لڑکے کو پلاؤ ۔ اور اس میں نہلاؤ ۔ ام جندب کہتی ہیں ۔ کہ جب وہ چلی تو میں بھی اس کے پیچھے ہو گئی ۔ اور اس سے کہا ۔ کہ اس میں سے تھوڑا سا پانی مجھے بھی دے دو ۔ اس نے کہا ۔ لے لو ۔ میں نے وہ لے کر اپنے لڑکے عبداللہ کو پلا دیا تو وہ ما شاء اللہ زندہ رہا ۔ اور بہت نیک بخت ہوا ۔ پھر میں اس عورت سے ملی تو معلوم ہوا ۔ کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا تھا اور اپنے ہم عمر لڑکوں میں ایسا ہو گیا ۔ کہ اس سے بہتر کوئی لڑکا نہ تھا ۔ اور عقل و فراست میں بھی اوروں سے بڑھ گیا تھا ۔ (بیہقی احمد ۔ خصائص کبریٰ ص ۳۸ ج ۲)

(۷) عتبہ بن فرقد کا واقعہ جو ص ۲۷۳ ج ۸ پر گزرا ۔ لعاب دہن کی برکت سے خوشبو کا پیدا ہونا اور شفا کا

(۸) جابر نے غزوہ خندق کے دن دعوت کی اور حضور نے لعاب دہن کا ملانا ۔

(۹) حضرت علی کو شفا حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ فتح خیبر کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھوں پر آشوب تھا ۔ حضور علیہ السلام نے انہیں بلایا ۔ اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈال دیا ۔ اور دعا فرمائی ۔ تو وہ تندرست ہو گئے ۔ گویا کہ کبھی درد چشم ہوا ہی نہ تھا ۔ (بخاری شریف ص ۴۰۶ جلد ۲)

(۱۰) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا ۔ تو وہ پھوٹ گئی ۔ حضور علیہ السلام نے اس میں

اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اور دعا فرمائی۔ پس جیسے اس تیر کے لگنے کی ذرا بھی تکلیف نہ رہی اور آنکھ بالکل درست ہوگئی۔
خصائص کبریٰ صفحہ ۲۰۵ جلد ۱ (۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں۔ کہ محمد بن حاطب جو بچے تھے۔ ان
کے ہاتھ پر پکتی ہوئی ہنڈیا گر پڑی۔ جس سے ان کا ہاتھ جل گیا۔ حضور علیہ السلام نے جلی ہوئی جگہ پر ہاتھ
مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ اور اس پر تھوک دیا۔ تو ہاتھ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ شفا شریف صفحہ ۲۱۲ جلد ۱
بخاری شریف ہیں۔ خصائص کبریٰ زرقانی صفحہ ۱۹۲ جلد (۵) (۱۲) کٹا ہوا ہاتھ درست ہو گیا۔
حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ ایک دن نبی دو عالم اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف لے گئے۔
بیٹی نے شکایت کی۔ جنگل میں مزدوری کے لیے جانا۔ ہر ڈول پر بیس کھجوروں کا مقرر ہونا۔
آٹھ ڈول نکالنا۔ نویں ڈول کنوئیں میں گر پڑنا۔ یہودی نے تھپڑ لگانا۔ اپنا ہاتھ کٹانا۔
راستے میں علی ہ کا ملنا۔ سرکار کی بارگاہ میں آنا۔ ہاتھ کا ٹھیک ہونا۔ بعد میں
مسلمان بننا۔ تذکرہ الانبیاء معارج النبوۃ علامہ ~~یوسف نبہانی~~ معین الدین کاشفی) صفحہ ۴۰۲
اس مضمون میں بابا فرید کی آنکھ کا واقعہ بھی بیان ہوا۔ ابو جہل کا کنوئیں میں گرنا۔ اور حضور علیہ السلام
نے نکالنا بھی بیان ہوا

ضیاء النبی صفحہ ۴۵۳ جلد ۵
ذکر الجمیل صفحہ ۱۴۷

سے

۱۳ - ۶ - ۲۰۰۸
۸ - ۶ - ۱۴۲۹
PM : ۳ : ۱۶ : ۲۳

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Distt. Teh. Pakpattan
محمد عباس

دستِ اقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم إن الذین یبایعونک إنما یبایعون اللہ ید اللہ فوق أیدیہم
پ ۲۶ سورۃ الفتح ۱۰
اے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں۔
در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

حضورِ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں۔ کفارِ مکہ بضد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عثمان دربارِ رسالت کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ السلام اور حضور کے ساتھی جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور یہی ان کا زادِ سفر تھا۔ لیکن یکا یک ایسی صورت حال پیدا ہو گئی۔ کم تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پرواہ کئے بغیر محض قوتِ ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے جنگ لڑنا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت جابر تو راوی ہیں یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے۔ جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے ہم میدانِ جنگ میں ڈٹے رہیں گے۔ اور اہلِ مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرت ناک سزا دیں گے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ غلامانِ حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بے پرواہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں۔ اور اپنے آقا و مولا کے دستِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جانبازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ الغرض چودہ سو صحابہ میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے۔ کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے ان جو جانثار دل کے بارے میں اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمایا۔ انتم خیر اہل الارض الیوم۔ آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر سے حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے حضور نے اس درخت کے نیچے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہو گا۔ ان ذرہ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعتِ رضوان رکھا گیا۔

اور اسی اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ۔ یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر ہو رہی ہے ۔ لیکن در پردہ در حقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی ۔ اگرچہ بظاہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا لیکن در حقیقت یدِ دستِ خدا تھا ۔ جس طرح حضور علیہ السلام کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے ۔ اسی طرح حضور علیہ السلام سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے ۔ تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۵۳۹ جلد ۴ ۔ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کی شرافت کی عظمت کا اظہار ہے ۔ جب وہ اہل ایمان بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر آپ کا مبارک ہاتھ اوپر ہوتا تھا ۔ آپ کے ہاتھ پاک کو یداللہ اللہ کا ہاتھ کہا گیا ہے ۔ جیسا کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بیعتِ رضوان میں اپنا دائیاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے ۔ تو اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرافت اور بزرگی کا اظہار ہے ۔ اور یہ دولت عظمیٰ سوائے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اور کسی صحابی کو نصیب نہ ہوئی ۔ بیعتِ رضوان میں ان کا حاضر نہ ہونا حاضر ہونے سے بہتر ثابت ہوا ۔ اس مضمون سے ثابت ہوا ۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ بعینہ اللہ تعالیٰ سے ہے ۔ ان میں کسی کا فرق نہیں ۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نائب الملکی اور خلیفۂ اعظم ہیں ۔ (تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۳ جلد ۲۶)

(۱) خوشبودار ہاتھ = حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفِ دست اور بازوئے مبارک پر گوشت تھے ۔ ابریشم سے بڑھ کر نرم اور باحد خوشبودار تھے ۔ جس شخص سے آپ مصافحہ کرتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا اور جس بچے کے سر پر آپ اپنا دستِ مبارک رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا ۔ بچے آپ کے سامنے آگئے ۔ تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ مبارک پھیرنے لگے ۔ میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا ۔ تو میں نے آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچہ سے نکالا ہے ۔ مسلم شریف صفحہ ۲۵۶ جلد ۲ ۔ حضرت عقبہ فرماتے ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض (بخاری صفحہ ۵۵۸ و ۹۷۵ مسلم صفحہ ۲۵۰ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اُتیت خزائن الارض فوضعت فی یدی بخاری مسلم صفحہ ۲۴۴ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں ۔ کہ سرکار نے ارشاد فرمایا ۔ میں ساری دنیا کی کنجیاں

دیا گیا ہوں۔ جبرائیل امین ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔ (خصائص۔ زرقانی علی المواہب ص ۲۴۳ جلد ۵) حضرت آمنہ فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔ کہ محمد ﷺ نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرما لیا ہے۔ واہ واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو خصائص کبریٰ ص ۴۸ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے عزت و اکرام اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ (دارمی۔ مشکوۃ ص ۵۱۴ جلد ۳)

(۲) کنکروں نے کلمہ پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرموت کے باشندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جن میں اشعث بن قیس بھی تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے بتائیے۔ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو کاہن کا کام ہے۔ اور کاہن و کہانت کا مقام دوزخ ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں۔ کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ دلائل النبوۃ ص ۱۹۱ خصائص کبریٰ ص ۷۵ ج ۲

اس قسم کی بہت سی روایات ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کنکریوں نے بلند آواز سے تسبیح اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علوم کی کیفیتوں پر مطلع تھے جس کا ثبوت متعدد احادیث میں ملتا ہے۔ مگر اس موقع پر جو فرمایا کہ یہ تو کاہن کا کام ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی مصلحت تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سوچی ہوئی بات بتا دیتے تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یہ کام تو کاہن بھی کیا کرتے ہیں۔ اور ممکن تھا کہ ان کو اس قسم کا کوئی واقعہ شبہے میں ڈال دیتا۔ چونکہ انہوں نے نبوت و رسالت کے پرکھنے کا معیار دل کی بات جان لینے کو قرار دیا جو اتنی بڑی بات نہ تھی۔ اس لیے فرمایا کہ یہ کام تو کاہن بھی کر لیتے ہیں۔ ہاں ہم تمہیں معجزہ دکھاتے ہیں۔ کہ کسی اور سے ممکن ہی نہ ہو۔ چنانچہ کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔

(۳) آگ بے اثر ہو گئی۔ حضرت عمر بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈال دینا چاہا۔ تو تیار ہوئے کہ آگ میں

پھونک دیتے۔ کہ حضور علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اور اپنا دستِ کرم حضرت عمار کے سر پر رکھ دیا۔ اور فرمایا: يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلَى إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام اور فرمایا اے آگ عمار پر ٹھنڈی ہو جا جیسے کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہو گئی تھی۔ اے عمار تیرے مرنے کا یہ وقت نہیں بلکہ باغیوں کا ایک گروہ تجھے قتل کریگا۔ طبقات ابن سعد کنز العمال خصائص صفحہ ۸۰ جلد ۲ زرقانی صفحہ ۱۹۳ جلد ۵ = آپ کا فرمان سن کر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اور بعد ازاں حضرت امیر المومنین مولا علیؓ کے عہد خلافت میں حضرت عمار شامی باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی (۴) انس بن مالک کا رومال = حضرت عباد بن عبد الصمدؒ فرماتے ہیں۔ ہم ایک روز حضرت انس بن مالکؓ کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ ہم کھانا کھانے لگے۔ اس نے لا کر بچھا دیا۔ فرمایا کہ رومال بھی لا۔ وہ ایک رومال لے آئی۔ جو کہ میلا تھا۔ فرمایا اس کو تنور میں ڈال دے۔ اس نے تنور میں ڈال دیا جس میں آگ بھڑک رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد جب اسے نکالا گیا۔ تو وہ ایسا سفید تھا۔ جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا۔ یہ کیا راز ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے نبی اکرمؐ اپنے منہ مبارک کو صاف کیا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے۔ تو ہم اس کو اسی طرح آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزرے آگ اسے نہیں جلاتی۔ ابو نعیم خصائص کبریٰ صفحہ ۸۰ جلد ۲

عارف اکمل حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ العلوم مثنوی شریف میں اس واقعہ مبارک کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ اے دل ترسندہ از نار و عذاب — با چناں دست و لبے کن اقتراب

اے وہ دل جس کو نار جہنم اور عذاب دوزخ کا ڈر ہے۔ ان پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں نہیں حاصل کر لیتا۔ جب کہ بے جان چیز دسترخوان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا کی کہ وہ آگ میں نہ جلے۔ تو جو ان کے عاشق و صادق اور بندہ بارگاہ بے کس پناہ ہیں۔ ان پر جہنم کیوں نہ حرام ہو۔ یہاں ایک معرکۃ الآرا فطرت کا مسئلہ پیش ہو جاتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز کا اپنی فطرت کے مطابق کام کرنا ضروری ہے۔ آگ کا کام ہے جلانا۔ اس کی کشش خوشبو ہے۔ وہ اپنا جلانا نہ چھوڑے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن مومن کا یہ ایمان ہے۔ کہ آگ کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور اس میں جلانے کی تاثیر بھی اسی نے رکھی ہے۔ جب خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو اس کی صفت

احراق کو فنا کرنے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گلزار بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ جب چاہیں۔ آگ کی صفت کو بیکار کر دیں۔ غرضیکہ جب اللہ تعالیٰ کی قدرت مان لی جائے تو فلسفہ اور سائنس کا جھگڑا خود بخود مٹ جاتا ہے۔ ؎

فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر ناز ہے ۔ مرد مومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے۔

خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی۔ البتہ لوگ خدا کی قدرت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کو مانتے ہی نہیں ہمیں ان سے کوئی بحث نہیں۔

ایک بات اس میں اور قابل غور یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رومال کی صفائی کا جو طریقہ اختیار کیا تھا۔ کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ اور کیا کسی روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ طریقہ تعلیم فرمایا ہو۔ ہرگز نہیں۔ تو جب کسی روایت سے یہ ثابت نہیں۔ اور نہ ہی حضرت انس نے کوئی ایسی بات فرمائی جس سے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ انہیں بتایا تھا۔ تو ثابت ہوا کہ رومال صاف کرنے کا یہ طریقہ انہوں نے اپنی ذات سے ایجاد کیا تھا۔ کیونکہ ان کا ایمان تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور روئے انور کا مس اس رومال کو حاصل ہے۔ لہٰذا آگ اسے ہرگز نہیں جلا سکے گی۔ ورنہ وہ متبرک رومال جو ان کو جان سے عزیز تھا۔ اگر اس کے جلنے کا خوف یا خیال بھی ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے

(۵) چہرہ روشن ہو گیا۔ ابن عساکر اور طبرانی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن ایاس کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ وہ اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی (ابن عساکر کنز العمال خصائص کبریٰ ص ۸۵ ج ۲) وہ روشنی بظاہر آپ کے دست مبارک میں محسوس نہ تھی جو ان کے چہرہ میں منتقل ہوئی اور نہ ان کے چہرہ میں پوشیدہ تھی۔ جس کو حضور علیہ السلام نے ظاہر فرما دیا تھا۔ بلکہ دست مبارک کے فیض و اثر سے وہ روشنی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ تھی دست مبارک کی تاثیر تھی جس کی دسترس معدومات تک تھی۔ حضرت ابو العلاء رضی فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن ملحان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کے چہرہ میں اتنی چمک پیدا ہو گئی کہ ان کے چہرہ میں اشیاء کا عکس اسی طرح دیکھا جاتا جس طرح آئینے میں دیکھا جاتا تھا۔ شفا شریف

(۶) حضرت علی کو علم = حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ص نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا
تو میں نے عرض کیا۔ حضور میں ناتجربہ کار ہوں۔ مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیسے کروں گا۔ حضرت علی
فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست کرم میرے سینے پر مارا اور دعا کی اے اللہ
اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ۔ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ خدا
کی قسم اس وقت سے تادم حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے
غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۷۳ - (۷) حضرت فاطمہ رض کو بھوک کا) حضرت
عمران بن حصین رض فرماتے ہیں۔ کہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ کہ سیدہ حضرت
فاطمہ رض تشریف لائیں۔ اس وقت ان کا چہرہ زرد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھ کر پہچان گئے
کہ بھوک کے سبب ایسا ہے۔ تو آپ نے اپنا دست مبارک ان کے گلے کے نیچے جہاں ہار ہوتا ہے۔
رکھ کر انگلیوں کو کشادہ کیا۔ اور فرمایا اے اللہ بھوکوں کو سیر کرنے اور پست کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت
محمد کو بلند کر۔ عمران کہتے ہیں۔ کہ میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ ان کے چہرے سے بھوک کے آثار
جاتے رہے۔ اور اس کے کئی روز بعد میں سیدہ کو ملا۔ اور اس بارہ میں پوچھا تو فرمایا کہ اے عمران اس
کے بعد مجھے بھوک سے کبھی اذیت نہیں ہوئی۔ بیہقی دلائل النبوۃ ص ۳۹۷ خصائص کبریٰ ص ۱۸ جلد ۲
حضرت مولوکہ فزاری فرماتے ہیں۔ کہ میرا آقا مجھے نبی اکرم ص کی خدمت اقدس میں لے گیا۔
میں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو نبی اکرم ص نے میرے لیے دعائے برکت فرمائی۔ اور میرے سر پر اپنا دست
مبارک پھیرا میرے سر کا وہ حصہ جسے نبی اکرم ص کے دست مبارک نے مس کیا۔ تھا سیاہ رہا۔ باقی تمام
سفید ہو گیا (اصابہ) ذکر الجمیل ص

۲۳۷ تا ۲۵۱ حلیۃ الحبیب الجلیل

Muhammad Abbas ... Qari ... Distt. Teh. Pakpattan

محمد علم ... [signature]

PM : ۵ : ۲۲

۲۵-۶-۲۰۰۸

بروز بدھ

۲۶ جمادی ۲۰-۶

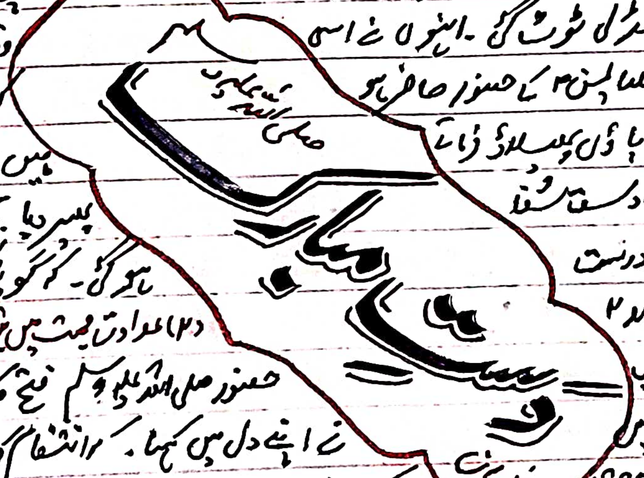
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ مشہور واقعہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے ۔ کہ جب مکہ فتح ہوا ۔ تو حضور علیہ السلام بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے ۔ وہاں کافروں نے ۳۶۰ سو ساٹھ پتھر کے بت اس طرح مضبوط نصب کیئے ہوئے تھے ۔ کہ کلہاڑیوں اور کدالوں سے اُن کا اکھڑنا مشکل تھا ۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی وہ چھڑی جس بت سے لگا دیتے اور فرماتے جاء الحق و زھق الباطل ۔ وہ بت اوندھے منہ زمین پر آ جاتا تھا جس سے سب لوگ تعجب کرتے سیرت ابن ہشام صفحہ ۹۰ جلد ۴

مقام غور ہے کہ صرف لکڑی کی چھڑی لگا دینے سے ان پتھروں کا گر جانا جو نہایت مضبوط طریقے سے زمین میں جمائے ہوئے تھے کس قدر حیرت انگیز ہے ۔ لیکن جب یہ دیکھا جائے کہ وہ چھڑی کس کے ہاتھ میں تھی تو کوئی حیرت نہیں رہتی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک دستِ قدرتِ الٰہی ہے

ہے دستِ احمد میں دستِ ذوالجلال آمدہ در بیعت داللہ مثال ۔ (اعلیٰ حضرت)

اس چھڑی میں حضور علیہ السلام کے دست مبارک کی قوت و تاثیر تھا جس کے صرف لگنے سے زمین اور دیوار میں گڑے ہوئے مستحکم بت اوندھے منہ گر جاتے تھے دیکھنے میں تو وہ دست مبارک ایسی تھا مگر اس دست مبارک کی حقیقتوں کا ادراک بغیر عرفان الٰہی ممکن نہیں

(۱) پنڈلی کا ٹھیک ہو جانا = حضرت براء بن عازب رض فرماتے ہیں ۔ کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا ۔ کو قتل کر کے اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے ۔ اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی ۔ انہوں نے اسی وقت گرم گرم پنڈلی اپنے عمامہ سے باندھی اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور حاضر ہو کر اپنا حال عرض کر دیا ۔ حضور علیہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ فرماتے ہیں میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا ۔ حضور نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیر دیا ۔ آپ کے دست کرم کے پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسی درست ہو گئی ۔ کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی بخاری شریف صفحہ ۵۷۷ جلد ۲



(۲) عداوت محبت میں تبدیل

حضرت شیبہ بن عثمان رض فرماتے ہیں ۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد ہوازن سے جنگ کے ارادہ سے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا ۔ کہ انتقام کا بہتر موقع ہے ۔ شاید کہ لڑائی میں آپ کو قتل کر سکوں اپنے باپ و چچا اور بنی اعمام کے جنگ

احد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس وقت میرے خیالات ایسے تھے۔ کہ اگر تمام عرب
وعجم کے لوگ آپ کے تابع ہو جائیں تو بھی میں ہرگز آپ کے تابع نہ ہوں گا۔ بلکہ آپ سے میری عداوت اور بھی بڑھتی
ہی جائے گی۔ چنانچہ جب میدان جنگ میں خوب زور شور سے گڑبڑ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہو گئے۔
اور اس وقت بالکل آپ کے قریب تھا۔ میں نے وار کرنے کے ارادہ سے تلوار اٹھائی تو یکایک مثل برق ایک شعلہ
آگ میری طرف آیا۔ جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ اور مجھے کچھ نہ سوجھا۔ میں نے بے اختیار آنکھوں پر ہاتھ
رکھ لیا۔ حضرت نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا شیبہ میرے قریب آؤ۔ میں قریب ہوا تو آپ نے تین بار میرے
سینے پر دست مبارک پھیرا۔ جس سے میرے دل میں آپ کی اتنی محبت پیدا ہو گئی۔ کہ اس سے زیادہ متصور
نہیں ہو سکتی۔ حضور نے مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر تلوار چلانا شروع کر دی۔ خدا
تعالیٰ کی قسم اس وقت میری حالت یہ تھی۔ کہ اگر کوئی وار حضرت پر آئے۔ تو میں اسے اپنے اوپر لے لوں۔ اگر
اس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا۔ اور سامنے آتا تو میں اس پر بھی تلوار چلاتا۔ غرض میں کہ اختتام جنگ
تک حضرت کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا رہا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی وہاں
حاضر ہو گیا۔ دیکھا کہ حضور کے چہرہ انور پر آثار مسرت نمایاں تھے۔ فرمایا اے شیبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو ارادہ
فرمایا وہ بہتر ہے اس سے جو تم نے ارادہ کیا تھا۔ پھر حضرت نے میرے ان تمام خیالات کو بیان فرما دیا۔ جو
میں کسی سے نہ کہے تھے۔ میں نے توحید و رسالت کی گواہی دے کر عرض کی حضور میرے لئے بخشش کی دعا فرما دیں۔
ارشاد ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ سیرۃ النبویہ مع الاسلام ص ۹۵،
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیبہ کے سینے پر تین مرتبہ جو دست مبارک سے ضرب لگائی اس کی وجہ
یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ پہلی ضرب سے ان کے دل سے کفر نکال دیا۔ دوسری ضرب سے ایمان داخل کر دیا۔
تیسری ضرب سے محبت بھر دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کافر کے دل میں کبھی
جاگزین نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ایسا برگزیدہ سینہ و دل درکار ہے۔ جو کہ نور ایمان سے معمور ہو۔

(۳) قرآن کی یاد دہانی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت
کی۔ کہ مجھے قرآن شریف یاد نہیں۔ فرمایا اس کا سبب ایک شیطان ہے جس کو خنزب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا
میرے قریب آؤ۔ میں قریب ہوا۔ تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک کی صورت
میں اپنے شانوں کے درمیان پایا۔ پھر آپ نے فرمایا اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ فرماتے ہیں اس کے بعد

میری حالت یہ ہوگئی۔ کہ جو کچھ بھی میں سنتا تھا۔ وہ مجھے یاد رہتا۔ بیہقی۔ ابونعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۱۵ ج ۲
یہاں اطباء کو حیرانی ہوگی۔ کیونکہ ان کے نزدیک نسیان کی وجہ بات کم لاد ہیں۔ اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شیطان بھی بھلا دیا کرتا ہے۔ اور اس کی تائید قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ فرمایا۔ (فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ) یہ حیرانی اس وقت تک دفع نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا تعالیٰ کی قدرت پر پوری طرح ایمان نہ لایا جائے۔

ابوہریرہ کا نسیان ٹھیک ہو جا۔ بخاری مسلم ص ۲۲ جلد ۱

اس حدیث کی شرح ذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الجلیل ص ۲۵۵ قوت حافظہ کے متعلق ۔

(۳) حضرت ملکہ اس۔ حلیمہ کے گھر میں انگلی کے اشارے میں چاند کو کھلونا بنتے دیکھا ——

چاند کا دو ٹکڑے ہونا

سائنس بڑا فخر کرتی ہے۔ کہ ہم چاند پر پہنچ گئے۔ لیکن سرکار کی بارگاہ

(۴) مجاہدین اسلام کو پانی پلا دیا۔ حضرت ابو عمر الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک غزوہ میں ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک روز بہت پیاسے ہوئے۔ آپ نے ایک ڈولچی منگوا کر اس کو اپنے روبرو رکھا۔ اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈال کر اس میں کلی کی۔ اور جو کچھ اللہ نے چاہا کلام پڑھا۔ پھر آپ نے اپنی چھوٹی انگلی اس میں رکھ دی۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آپ کی تمام انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا۔ تو حسب ارشاد لوگوں نے خود پیا۔ اور اپنے جانوروں کو پلایا اور مشکیں ڈولچیاں بھر لیں۔ یہ دیکھ کر آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آگئے۔ پھر فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہیں۔ جو شخص ان دونوں باتوں کے ساتھ قیامت کے دن اللہ کو ملے گا۔ وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (ابونعیم خصائص کبریٰ ص ۴۳ جلد ۲)

عرب کے جنگل میں جہاں پانی منزلوں تک نہیں ملتا۔ جب تمام لشکر اسلام پیاسا ہوگا۔ تو کس قدر پریشانی کا نقشہ ہوگا۔ ایسی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک سے خوشگوار پانی کے چشموں کا جاری ہو جانا کس قدر مسرت و شادمانی کا باعث ہوا ہوگا۔ بعد میں پھر ان کے نزدیک اس دست کرم کی کس قدر وقعت ہوگئی۔ وہ کس قدر عقیدت و محبت سے دست اقدس کو دیکھتے ہوں گے۔ اس وقت کا تبسم فرمانا تھا اس طرح تھا۔ جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

(۵) سات کھجوریں ۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوہ تبوک میں ایک رات حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ حضرت

بلال رضہ نے عرض کی حضور آپ کا رب کی قسم ہم تو اپنے توشہ دان خالی کئے بیٹھے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا اچھی طرح دیکھو۔ لہذا اپنے توشہ دان جھاڑو۔ شاید کچھ نکل آئے۔ سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے تو کل سات کھجوریں برآمد ہو گئیں۔ آپ نے ان کو ایک بڑا پیالہ پر رکھا۔ پھر ان پر اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ اور فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ہم تینوں نے حضور علیہ السلام کے دست مبارک کے نیچے سے ایک ایک اٹھا کر کھائیں۔ حضرت بلال کہتے ہیں کہ میں گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا رہا۔ جب میں نے سیر ہو کر ان کو شمار کیا۔ تو وہ چون تھیں۔ اسی طرح ان دو شخصوں نے بھی سیر ہو کے کھائیں۔ جب ہم نے سیر ہو کر ہاتھ اٹھالیا تو حضور علیہ السلام نے بھی اپنا دست مبارک اٹھالیا۔ وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ حضور نے فرمایا۔ اے بلال ان کو سنبھال کر رکھو۔ اور ان میں سے کوئی نہ کھائے پھر کام آئیں گی۔ حضرت بلال فرماتے ہیں۔ ہم نے ان کو نہ کھایا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ اور کھانے کا وقت ہوا۔ تو آپ نے وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا۔ آپ نے پھر اسی طرح ان پر دست مبارک رکھا۔ اور فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ اب ہم دس آدمی تھے۔ سب سیر ہو گئے۔ حضور نے اپنا دست مبارک اٹھایا۔ تو کھجوریں بدستور سات موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے بلال اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم و حیا نہ ہوتی۔ تو واپس مدینہ پہنچنے تک ان ہی سات کھجوروں سے کھاتے پھر وہ آپ نے ایک لڑکے کو عطا فرما دیں۔ وہ انہیں کھا کر جاتا رہا۔ ابو نعیم وابن عساکر خصائص کبریٰ ص ۲۷۴ جلد ۱۔ (اس حدیث کی شرح) (حضور کی عطا با کمال)

(۶) ابوہریرہ رضہ کی کھجوریں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک غزوہ میں لشکر اسلام کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس کچھ ہے میں نے عرض کیا کہ توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں فرمایا لے آؤ۔ میں نے حاضر کر دیں جو کل ۲۱ تھیں۔ آپ نے ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا ۱۰ + ۱۰ آدمیوں کو بلاؤ۔ ابوہریرہ کو عطا۔ عثمان غنی کے دور خلافت تک ۔

۵۰ وسق کو فی سبیل اللہ اور دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔ (عثمان کی شہادت کے وقت چھن گئی) وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے۔ اور صاع چار سیر سات چھٹانک (تقریباً ساڑھے چار سیر) ۱۵۰۰۰ ہزار من یہ علی کے رسول کا کمال ہے۔ (۷) جابر بن عبداللہ نے دعوت اور بکری کا زندہ ہونا۔ تکلمات تتشخص اور شہادت (امر رسول کی گواہی) بیہقی۔ دلائل النبوۃ، ابونعیم۔ خصائص کبریٰ۔ زرقانی علی المواہب ص $\frac{184}{5}$

(۸) ام معبد کی بکری حدیث ہجرت = یہ تمام بیان ذکر جمیل ص $\frac{252}{}$ سے $\frac{279}{}$ تک ہے۔

بروز سوموار PM: 2: 17 ۲۰۰۸-۶-۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس نہایت پاکیزہ
علم وادب، فصاحت وبلاغت حسن وعمدگی اور لطف وخوبی کا
منبع ومظہر تھی۔ آپ کا کلام شیریں حق وباطل میں فرق کرنے والا۔
واضح اور بین اور ہر قسم کے عیوب یعنی افراط وتفریط جھوٹ غیبت بدگوئی
اور فحش کلامی وغیرہ سے منزہ اور پاک تھا۔ گویا آپ کا کلام لڑی کے موتی ہیں
جو گر رہے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب ص ۹۹ جلد ۴) اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے
نور علوم عطا فرمائے تھے۔ کہ آپ ہر زبان میں بامحاورہ کلام فرماتے تھے۔ جب آپ دوسری زبان میں
گفتگو فرماتے۔ تو اس زبان کے قواعد فصاحت وبلاغت کے مطابق فرماتے۔ کہ زبان دان بھی حیران رہ جاتے
محدثین نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہوتا۔ آپ کے حضور حاضر ہو کر اپنی
بولی میں کچھ بولتا تو آپ اسی بولی میں اس سے کلام کرتے۔ یہ آپ کی زبان میں خداداد قدرت وقوت تھی۔
شفا شریف (ص ۴۳ جلد ۱) —— آپ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ آپ تمام مخلوق کی طرف
بھیجے گئے تھے۔ لہٰذا ضروری تھا۔ کہ آپ کو تمام مخلوق کا علم دیا جاتا۔ اور آپ تمام مخلوق کی زبانوں کے عالم ہوں
علامہ شہاب الدین خفاجی مصری یہ نقل فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ایک وفد کی صورت میں چند
لوگ کسی ملک سے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے
جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو آپ کو پہچان نہ سکے۔ کیونکہ آپ بادشاہوں کی طرح ممتاز شان سے نہیں
بلکہ صحابہ میں مل جل کر بیٹھا کرتے تھے۔ تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں کہا۔ من الوان اسران۔
یعنی تم میں سے رسول اللہ کون ہیں۔ حاضرین میں سے کوئی نہ سمجھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اشکدادر یعنی آگے آؤ۔ یہ سن کر وہ آگے آئے اور اپنی بولی میں جو جو پوچھتے رہے۔ آپ اس کا جواب
ان کی بولی ہی میں دیتے رہے جس کو سوائے ان کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے آپ کو اللہ کا
رسول برحق تسلیم کر لیا اور بعد از قبول اسلام اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ نسیم الریاض ص ۔۔۔
محمد بن عبد الرحمن زہری اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن کسی شخص نے حضور سے بایں الفاظ
یارسول اللہ ایدالک الرجل امراتہ سوال کیا حضور نے جواب میں فرمایا۔ نعم اذا کان مفلجا۔ حضرت
ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے آپ سے کیا کہا۔ اور آپ نے اس سے کیا فرمایا۔ فرمایا اس کا

مجھ سے پوچھا۔ کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر ادائے قرض میں دیر لگا دے تو جائز ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں جب کہ
وہ مفلس اور نادار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بولے کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں۔ میں نے عرب کے بڑے
بڑے فصحاء کو سنا ہے۔ لیکن میں نے آپ سے زیادہ کوئی فصیح نہیں سنا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۶۳ جلد ۱ زرقانی علی المواہب ص ۱۰۱ جلد ۴)

(۱) حضرت سلمان فارسی کی زبان عربی ۔ امام حلبی رح نے شواہد النبوۃ سے نقل کیا ہے۔ کہ جب حضرت
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچے اور اپنا کلام سنانا شروع کیا۔ تو حضور علیہ السلام
نے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب کیا۔ جو تاجر اور فارسی زبان کا عالم تھا۔ اس نے حضرت سلمان کا کلام
سنا۔ حضرت سلمان نے اپنے کلام میں حضور علیہ السلام کی تعریف اور ان لوگوں کی برائی کی تھی۔ جو لوگوں
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ مگر ترجمان یہودی نے یہ سمجھ کر کہ حضور علیہ السلام تو فارسی
جانتے نہیں۔ کہا۔ اے محمد یہ سلمان تو آپ کو برا کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو ہماری تعریف اور ان لوگوں
کی برائی کر رہا ہے۔ جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ یہ سن کر اس یہودی نے کہا۔ اے محمد بے شک
اس سے پہلے تو میں آپ کو برا جانتا تھا مگر اب میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ بلا شبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سیرۃ الحلبیہ ص ۱۸۱
اس کے بعد حضور علیہ السلام نے جبرائیل امین سے فرمایا کہ سلمان کو عربی سکھا دو۔ تو جبرائیل نے
فرمایا آپ سلمان سے کہئے کہ وہ آنکھیں بند کریں اور منہ کھول دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو جبرائیل
نے ان کے منہ میں تھوکا پس حضرت سلمان نے فصیح عربی بولنی شروع کر دی۔ سیرۃ الحلبیہ ص ۱۸۲

(۲) ہرنی کو آزاد کرنا ۔ حضرت زید بن ارقم اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضور علیہ السلام
کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ایک راستے سے گزرے تو وہاں ایک اعرابی کا خیمہ نصب تھا۔ خیمہ کے باہر ایک ہرنی
بندھی ہوئی ہے۔ اور قریب ہی وہ اعرابی زمین پر دھوپ میں سویا ہوا تھا۔ اس ہرنی نے تین مرتبہ حضور
علیہ السلام کو پکارا۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے کیا مشکل پیش آگئی ہے۔ ہرنی نے کہا کہ اس اعرابی نے مجھے پکڑ کر
باندھ دیا ہے۔ اور میرے بہت چھوٹے دو بچے اس جنگل کے فلاں پہاڑ میں ہیں۔ آپ مجھے آزاد کرا دیں۔ تاکہ میں
ان کو دودھ پلا کے آجاؤں۔ فرمایا کیا واقعی واپس آجائے گی۔ اس نے کہا۔ اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ
مجھے دردناک عذاب دے۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ گئی۔ اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ آپ نے
پھر اس کو باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی جاگ پڑا۔ تو اس نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ کیا

آپ نے فرمایا اس ہرن کو چھوڑ دے۔ اُس نے اسی وقت چھوڑ دیا۔ تو وہ آزاد ہوتے ہی فرطِ مسرت میں بڑی
تیزی کے ساتھ دوڑتی، اچھلتی اور کودتی ہوئی یہ کہتی تھی۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ
(زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۵ جلد ۵ دلائل النبوۃ ابو نعیم صفحہ ۳۲۰) اور اونٹ نے آپ کے حضور
فریاد کی۔ کہ میرا مالک کھانا کم دیتا ہے۔ اور کام زیادہ لیتا ہے۔ (ابوداؤد) حضور نے فرمایا ہم اس پتھر کو
پہچانتے ہیں۔ جو قبل از اعلانِ نبوت ہم کو سلام کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ) ستون حنانہ نے آپ کے فراق
میں گریہ فرمایا تو آپ نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ اور فرمایا۔ اگر ہم اس کو سینے سے نہ لگاتے تو وہ قیامت
تک روتا ہی رہتا (شفا شریف) اور بھیڑیے نے آپ کے پاس آ کر آپ کی تصدیق کی۔ اور ہرن
نے بحالتِ قید آپ کی پناہ مانگی اور اظہارِ رسالت کرتی تھی۔ اور وحشی جانوروں نے آ کر آپ کو سلام
کیا۔ اور درختوں نے تعمیلِ ارشاد کرتے ہوئے آپ کے حضور دوڑ کر حاضر ہو گئے۔ اور آپ کی صداقت
کی گواہی دی۔ اور بادلوں نے آپ پر سایہ کر دیا۔ + امام سیوطی اور امام قاضی عیاض سے روایت
نقل فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ ایک ہی دن مختلف ملکوں کے بادشاہوں کی
طرف روانہ فرمائے۔ تو ان میں سے ہر ایک بغیر سیکھے پڑھے اسی ملک کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس
ملک کی طرف اس کو روانہ فرمایا تھا (شفا شریف صفحہ ۲۰۸ جلد ۱ خصائص کبریٰ صفحہ ۲ جلد ۲) جب غلاموں کو
تصرف سے مختلف زبانوں کا عالم بنا دیا۔ تو کیا خود مختلف زبانوں کے عالم نہیں ہیں۔ اور مزید یہیں
معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام جانوروں پتھروں لکڑیوں اور دیگر سب مخلوق کی بولیاں جانتے ہیں۔

(۳) ابوذر غفاری کا اسلام: فرماتے ہیں۔ کہ بھائی انیس نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ کو مکہ مکرمہ میں
ایک کام ہے۔ تم بکریوں کی حفاظت رکھنا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دیر کے بعد واپس آیا۔ تو بولا کہ میں مکہ میں ایک
شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اس
نے کہا۔ کہ لوگ کہتے ہیں شاعر ہے۔ کاہن ہے۔ جادوگر ہے۔ پھر خود کہنے لگا۔ خدا کی قسم۔ میں نے کاہنوں
کا کلام سنا ہے۔ اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں
کے ساتھ ملا کر دیکھا ہے۔ میرے بعد بھی کوئی ہرگز نہ کہے گا۔ کہ اس کا کلام شعر ہے۔ خدا کی قسم وہ سچا ہے۔ اور
لوگ وہ جو اسے شاعر وغیرہ کہتے ہیں۔ جھوٹے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوذر غفاری مکے میں حضور
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ اور جب اپنے بھائی انیس کے پاس واپس آئے تو ان کا اسلام
کو سن کر حضرت انیس اور ان کی والدہ بھی ایمان لے آئیں۔ پھر تینوں اپنی قوم غفار میں آ کر ان کو دیکھو

ان کی آدھی قوم ایمان لے آئی۔ جب حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو باقی قوم بھی
ایمان لے آئی۔ اسی طرح قبیلہ اسلم بھی مسلمان ہو گیا۔ اس پر نبی دو عالم ؐ نے فرمایا تھا۔ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰہُ
لَھَا وَ اَسْلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ یعنی اللہ تعالیٰ قبیلہ غفار کو بخش دے اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے (بخاری ؍ ۱۳۷)
(۴) یمن کا منتر پڑھنے والا مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص ضماد نامی
یمن کے قبیلہ ازد شنوءہ سے مکہ میں آیا۔ تو اس نے بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد کو جن ہے یا جنون
تو اس نے کہا۔ کہ میں ایسے بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں۔ میرے ہاتھ سے بہت لوگ شفا پا چکے
ہیں۔ مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہے۔ لوگ اس کو حضور علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ جب وہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آکر بیٹھا آپ نے اس کے سامنے یہ پڑھا۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ... واشھد
ان محمدا رسول اللّٰہ۔ ضماد نے عرض کیا پھر پڑھیے۔ نبی اکرم ؐ نے دوبارہ پڑھا۔ ضماد نے کہا۔ خدا کی
قسم میں بہت سے کاہنوں ساحروں اور شاعروں کا کلام سن چکا ہوں۔ لیکن ان کلمات کی
مثل میں نے نہیں سنا۔ یہ تو معنی ایک بحر زخار اور دریائے بے کنار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں دینِ
اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اور جو اس کو لائے تھے حیران
و نادم ہو کر پھر گئے۔ مسلم احمد بیہقی۔ خصائص کبریٰ ؍ ۱۳۴
(۵) منہ ٹیڑھا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ابی بکر فرماتے ہیں۔ کہ حکم بن عاص حضور علیہ السلام کی مجلس میں
آ جاتا۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کی نقل لگایا کرتا
تھا۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے اس کو فرما دیا ایسا ہی ہو جا۔ بس آپ کی زبان مبارک سے کا یہ نکلنا تھا۔
کہ وہ ایسا ہی ہو گیا اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔ طبرانی مستدرک خصائص بیہقی (دیکھیے نبی اکرم ؐ
نے جس کام کے لیے معاف لفظوں میں فرما دیا فوراً اس کا وجود ہو گیا ہے۔ وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی۔
(۶) قبر نے قبول نہ کیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور مشرکوں سے مل
گیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بے شک اس کو زمین قبول نہیں کرے گی (یعنی اپنے اندر نہ رکھے گی)
بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۵۳۵۔ لہٰذا جب وہ مر گیا۔ اور مشرکوں نے اسے دفن کیا۔ تو زمین نے باہر پھینک
دیا۔ کئی مرتبہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا۔ مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے۔ قبر باہر پھینک دیتی۔ ابوطلحہ فرماتے
ہیں۔ وہ شخص قبر سے باہر ہی پڑا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا جسم نیست و نابود ہو گیا۔ (۷) امام حسن و حسین کے منہ
حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سفر میں ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ چلتے ہوئے آپ نے حضرت

حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بچے کیوں روتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا پیاس کی وجہ سے۔ آپ نے سب کو آواز دے کر فرمایا کسی کے پاس پانی ہے۔ مگر پانی کسی کے پاس نہ تھا۔ آپ نے سیدہ سے فرمایا کہ ایک کو مجھے دو۔ انہوں نے دیا۔ آپ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے لگایا۔ وہ اس وقت بہت رو رہے تھے۔ تو آپ نے ان کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کو تسکین ہو گئی۔ اس کے بعد وہ نہیں روئے۔ اور دوسرے بدستور رو رہے تھے۔ اس کو بھی مجھے دو۔ انہوں نے دے دیا۔ تو آپ نے ان کو ساتھ ویسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ دونوں تسکین پا کر چپ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے رونے کی آواز نہیں سنی (طبرانی ابن عساکر خصائص صفحہ ۶۶ جلد ۱)

(۷) فوائد۔ (۱) یہ کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق کی بولیاں جانتے ہیں۔ اور تمام مخلوق سے زیادہ فصیح و بلیغ ہیں۔ (۲) یہ کہ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے جو نکلتا تھا۔ وہی ہو جاتا تھا (۳) یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے جو نکل جاتا ہے قانونِ الٰہی بن جاتا ہے۔ (شرح آگے یوں ہے)

حضور علیہ السلام کے لب مبارک نہایت خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ روشن و تاباں تھے۔ جب آپ متکلم فرماتے تھے۔ تو دندان پاک میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ اور جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ

دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۸ کہ حضور علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دندان سے نور نکلتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندہ فرماتے تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں جن سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۶۴ جلد ۱) ذکر الجمیل صفحہ ۱۲ ذکر الجمیل صفحہ ۱۷۵ سے نقل کیا گیا ہے

۷ – ۷ – ۲۰۰۸
۳ – ۷ – ۱۴۲۹
(PM: 12 : 46 : 28)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حضور علیہ وسلم کے ہر دو گوش مبارک کامل و تام تھے۔ قوت بصر کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوتِ سمع بھی بطریق خرقِ عادت عنایت درجہ کی عطا فرمائی تھی۔ کہ آپ قریب و بعید کو یکساں سنتے تھے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔ ترمذی - ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۷ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کو میں دیکھتا ہوں۔ جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں۔ جو تم نہیں سنتے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت نکلے تو آپ نے ایک آواز سنی۔ تو فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا۔ اے بلال کیا تو سنتا ہے۔ جو میں سنتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ میں نہیں سنتا فرمایا کیا تو نہیں سنتا ان قبر والوں یہودیوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور وہ واویلا کر رہے ہیں۔ المستدرک للحاکم ص ۴۰ / ۱

(۱) سلام کا جواب۔ حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضور کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ کہ ناگہاں حضور علیہ السلام نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے۔ فرمایا جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوپر سے گزرے ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا جس کا میں نے جواب دیا ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۶۱ / ۱ المستدرک ص ۲۱۰ / ۳) (۲) نبی نے دور سے جواب دیا

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں قیام فرما تھے آپ حسب معمول نمازِ تہجد کیلئے اٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے۔ تو میں نے سنا۔ کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا ہے لبیک + نصرت۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر کے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے سنا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ لبیک فرمایا ہے۔ اسی طرح ان سے کوئی آپ کے پاس کوئی تھا

گوش مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

اور تین مرتبہ نصرت گویا کہ آپ کسی سے باتیں کر رہے ہیں کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا جو ... فریاد کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ مکہ میں تھا۔ اور حضور مدینہ میں مگر حضور نے اس کی

فرمایا کہ جو سنا اور دستہ تیار کر رہا ہوں۔ واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کی طرف سے ذمہ دار تھے۔ اور خزاعہ حضور علیہ السلام کی طرف سے ذمہ دار تھے۔ اور یہ ذمہ داری اس عہد پر تھی۔ کہ آئندہ دس سال میں باہمی جنگ نہ ہوگی مگر قریش نے عہد اور شرائط کو توڑ دیا اور بنو بکر و عکرمہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا (اصابہ ص ۵۳۶ ج ۲ طبرانی صغیر) اس وقت حضرت عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے فریاد کی۔ اور حضور علیہ السلام سے مدد مانگی جس کے جواب میں آپ نے تین مرتبہ لبیک لبیک تین مرتبہ نصرت فرما کر اس کی مدد فرمائی۔ چنانچہ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہوگیا۔ گویا ظاہری اور باطنی امداد کا ظہور ہوا۔ (۳۳) سلام کا سننا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو مجھ پر درود پڑھے۔ مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ یعنی میں اس کی آواز کو سنتا ہوں۔ چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وفات کے بعد بھی آپ سنیں گے۔ فرمایا اور وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا۔ جلاء الافہام ابن قیم ص ۶۳ ابو داؤد ص ۱۵۷ جلد ۱ نسائی فی المجتبیٰ ص ۲۰۳ ابن ماجہ ص ۷۶ کتاب فی فضل الجمعہ ۱۹ ابن ابی شیبہ ص ۵۱۶ جلد ۲ مسند امام احمد ص ۸ جلد ۴ مستدرک امام حاکم ص ۵۴ جلد صحیح ابن خزیمہ ص ۱۱۸ جلد ۳ - صحیح ابن حبان ۷۸ جلد ۳ - سنن دارمی ص ۳۰۷ جلد ۱ دلائل النبوۃ ۵۶۷ جلد ۲ - امام حاکم - امام عبد الغنی - علامہ منذری نے السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ص ۱۴۱ جلد ۲ - امام نووی کتاب الاذکار ص ۱۰۶ حضرت ملا علی قاری مرقات ص ۲۴۸ ج ۳ علامہ شہاب الدین احمد خفاجی نسیم الریاض ص ۵۰۲ جلد ۳ ابن تیمیہ کے شاگرد خاص علامہ ابن القیم جلاء الافہام - امام سخاوی - القول البدیع ص ۱۵۸ اس کے بعد یہ حدیث بھی امام ابن کثیر نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی تھی۔ کہ انہیں امت محمدیہ دفن کرے۔ جب ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا۔ تو انہیں تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی رگیں برابر چل رہی تھیں۔ البدایہ والنہایہ اور دیگر محدثین نے اس واقعہ کو مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ المصنف لابن ابی شیبہ دلائل النبوۃ للامام بیہقی۔ کتاب الاموال لابی عبید قاسم تاریخ طبری حافظ ابن جریر - فوائد تمام

تمام الرازی ص ۲۶۲ ج ۲ کتاب الانبیاء۔ ان دونوں روایتوں سے یہ بات بلا تردد واضح ہے کہ دانیال علیہ السلام کا جسم مبارک سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد نہ صرف صحیح و سالم تھا بلکہ ان کے جسم کی رگیں اور نبض بھی چل رہی تھی۔ (کتاب آپ زندہ ہیں واللہ ص ۲۴۲ محمد عباس رضوی)

دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے۔ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کے نزدیک آپ کے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درود کا کیا حال ہے۔ تو فرمایا۔ فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم (دلائل الخیرات ص ۳۵) (۴) ولی اللہ کی شان۔ حضور اکرم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو جنگ کا چیلنج کر دیا۔ اور جن چیزوں کا ذریعہ بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو میں اس کی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی بصر ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ خدا بندے میں حلول کر جاتا ہے۔ یا بندہ خدا ہو جاتا ہے۔ یا اس کے اعضاء کان آنکھیں ہاتھ اور پاؤں وغیرہ خدا ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ بعض نے اس کا مطلب یہ کیا ہے۔ بعض کم فہم لوگ تو اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بندہ نیک ہو جاتا ہے۔ پھر آنکھوں سے کوئی بری و ناجائز چیز دیکھتا نہیں۔ کانوں سے کوئی برا کلام سنتا نہیں ہاتھوں سے کوئی برا کام کرتا نہیں۔ اور پاؤں سے کسی برے کام کیلئے چل کر جاتا نہیں۔ وہ ہر کام شرع کے مطابق کرتا ہے ـــــ حدیث کا یہ مطلب بیان کرنا بالکل غلط اور کم فہمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ۔ جب میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو میں اس کا سمع ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوا۔ کہ یہ مرتبہ محبوب ہونے کے بعد ملتا ہے۔ (ف) اس کا پورا بیان ذکر جلی میں ص ۱۱۹ پر ہے۔

(۲) اس کا بیان البرہان میں ص ۳۴۳ پر ہے۔

مرزا انوار

۲۰۰۸ — ۱۴۲۹ — ۲۱ — ۷ — ۱۲

حکمتِ معراج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ ـــــ البصیر۔ بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۱ ۔ حضرات گرامی جو آیت پاک میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں ربِ کائنات نے تاجدارِ دو جہاں سرورِ ہر دو سرا تاجدارِ کون و مکان امام الانبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراجِ پاک کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کہ پاک ہے وہ ذات وہ اللہ جو لے گیا اپنے خاص بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف۔ پیاری مسجد جس کے گرداگرد آس پاس برکت ہے۔ اور سیر کرائی یعنی اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خاص نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ پاک نے سفرِ معراج کا تذکرہ کرنے سے پہلے اپنی عظمت و شان اور کبریائی بیان فرمائی۔ پھر معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ گویا منشاء خداوندی یہ ہے۔ کہ اے محبوب جہاں تیرا ذکر ہو وہاں میرا ذکر ہو۔ جہاں میرا ذکر ہو۔ وہاں تیرا ذکر ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس خالقِ دو جہاں کو علم تھا۔ کہ میری مخلوق میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جو معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے پہلے اپنی کبریائی بیان فرما کر بتا دیا۔ کہ سیر کرانے والا رب قدیر ہے۔ جس کے کن کہنے سے نیست کو ہست اور عدم کو وجود ملا۔ ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ اس کی شان ہے۔ جاہے تو رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو مکان والا مکان کی سیر کرا سکتا ہے

سی معراج اک راز محبتاں جانیں سی ہر اک دی سمجھ وچ آن والا۔

سید یار طالب نے اتے مطلوب گیا اتھے جبریل سی سڑ کے جان والا۔

بعضے کہندے نیں بند دروازہ ہو گیا کس طرح عرش تے جان والا۔

اے پیر عقل نوں ایس کی دخل اوتھے جانے جان والا یا لے جان والا

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کیوں کرائی۔ اس کی پوشیدہ حکمتیں یا تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یا اس کے پیارے محبوب جانتے ہیں۔ مگر ہمارے کرم نے اس معجزہ معراج کے جو اسرار بیان کئے ہیں۔ ان کا کچھ حصہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ (۱) وکیلِ امت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ اللہ تعالیٰ خریدنے والا اور مومنین بیچنے والے۔ جان اور مال مبیع یعنی جو کچھ بیچا جا رہا ہے۔ اس کی قیمت جنت ہے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ اس سودا کے وکیل اعظم ہیں۔ وکیل کا ہونا لازم

ہر کام ہوتا ہے کہ یہ جمال کو بھی دیکھے۔ اور جنت کو بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب ﷺ آپ اپنے امتیوں کی جالیوں
اور سوال کا منتظر ہوں تو فرما رہے ہیں۔ آ لیجئے تشریف لا کر ذرا ان کی جو جنت ہم نے مقرر فرمائی ہے۔
یعنی جنت کو بھی دیکھ لیں۔ بلکہ اس جنت کے خالق کو بھی دیکھ لیں۔ (۲) زمین و آسمان کا نظارہ۔
(۳) نامہ اعمال امت کی خاطر سے رات بھر رکھا تھا رہتا۔ یا ایہا المزمل قم اللیل
اج بخش میاں گنہ گاراں نوں اتے معافی تو گنہگاراں نوں امت کے گناہ ۔ ترے دفتر تے دستخط کروا چھیتی کر کے
(۴) عجائبات دکھانا۔ بہر حال خداوند عالم نے ازل ہی سے اپنے محبوب کو بعد محشر میں سارا مخلوقات کا شفیع
بنانے کے لئے منتخب کیا ہوا ہے۔ قیامت کا دن بڑا خوفناک ہوگا ہر ایک پر خوف طاری ہوگا یعنی کسی کو کسی
کا حال دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔ ہر ایک کوئی اپنے حال میں مستغرق ہوگا۔ خداوند عالم نے اپنے حبیب کو
معراج کی رات اپنے پاس بلا کر درجات بہشت اور برکات جنت اور تمام عجائبات قدرت دکھا دیئے تاکہ کل
قیامت کے دن آپ پر خوف و دہشت کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہو سکے آپ بلا خوف و قلق گنہ گاروں کی شفاعت
فرما سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ روز قیامت سب لوگ حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔ مگر حبیب خدا
کی مبارک زبان پر صرف امتی امتی کے الفاظ ہوں گے۔ (۵) انی اعلم مالا تعلمون کا ظہور۔ جب رب
کائنات نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ فرشتوں نے عرض کیا۔ اتجعل فیہا ——
انی اعلم مالا تعلمون۔ یعنی ان میں انبیاء و پیارا حبیب مبعوث فرماؤں گا جس کی خاطر کائنات عالم معرض وجود
میں آئی ہے۔ اور جس کی خاطر چودہ طبق بنائے گئے۔ اے فرشتو۔ تمہاری نظر صرف دکھوں کی طرف ہے۔ مگر میری
نظر اپنے محبوب محمد رسول اللہ کی طرف ہے۔ جب فرشتوں نے حضور کا نام نامی اسم گرامی سنا۔ تو دیکھنے کی تمنا کرنے
لگے۔ فرشتوں نے عرض کی مولا۔ ایک دفعہ اپنے محبوب کو عرش پر بلا تاکہ ہم بھی شرف حبیب اقدس کی زیارت
سے مشرف ہو سکیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب۔ ؎

فرشتاں عرشاں وچ آسماناں خلق خدا جو وسدی اسا۔
پاک جمال تساڈے کارن پردہ جاہن ترسدی اسا۔

فرمایا اے محبوب ﷺ اب
آسمانوں پر تشریف لا کر آسمان عرش والوں کو بھی اپنے جمال دل فریب کی زیارت کروا دیجئے۔ فرمایا آج
کی رات شب معراج ہے جس میں تمام انبیاء و رسل اور آسمان والوں کو سرکار کی زیارت سے مشرف
کیا جائے گا۔

حضرات بیٹھ کے کھولنا ... راہ مل کے بیٹھنا ولیاں ہیں۔
محبوب دا سہرا ... فرشتیاں کو دیدار کرایا جانا ایں

۳:۲

۵ - چار وزراء - حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہمارے چار وزیر ہیں۔ دو تو آسمانوں میں ہیں۔ جبرائیل و میکائیل یہ دو وزیر ہیں۔ اور دو وزیر زمین پر ہیں۔ ابوبکر و عمر۔ گویا حضور اکرم کی سلطنت کے دو صوبے ہوئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب آ جائیے۔ عرش کے صوبے کا بھی دورہ فرما لیجئے۔

۶ - مقام دید - حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے۔ سب نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان فرمایا لیکن اس خالق وحدہ لاشریک کو دیکھا کسی نے بھی نہیں۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ اے محبوب اگر آپ بھی ان کی طرح میری توحید کا اعلان کریں۔ تو آپ کے اور ان کے درمیان خصوصیت کیا ہوگی۔ آپ تو امام الانبیاء ہیں بعد میں محبوب بھی ہیں محبوب سے پردہ کون کرے۔ آئیے مجھے دیکھ کر میری توحید کا اعلان فرمائیے۔

(۷) افضل الانبیاء۔ تلک الرسل فضلنا ــــــ آدم صفی اللہ نوح نبی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ــ سب سے بالا و والا ہمارا نبی۔ اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی ــ دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی۔ خلق سے اولیا ــ کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ــ

(۸) کلیم و حبیب

(۹) رضائے حبیب قد نری تقلب وجہک فی السماء۔ محبوب کی مرضی سے قبلہ بنا

(۱۰) - شب معراج کا نکتہ ... محبوب کو دکھانا آیات کا بہانا۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ فرمانے کا مطلب ــ عیسیٰ ... عزیر کو خدا کا بیٹا ــ محبوب کے معجزات ــ

ــ الخطیب جلد ۱ ص ۲۶۳

Muqu'ana Qadi Muhammad Abdul ... Dist. Toh. Pakpattan

۲۹-۴-۲۰۰۸ بروز منگل

۲۵-۴-۱۴۲۹

AM ۱۰-۵۴-۳۳

معراج الانبیاء علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً ۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو مجموعی طور پر جس قدر عظمتیں رفعتیں عطا فرمائی ہیں ان سب سے کہیں زیادہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو عطا فرما دیں ۔ پھر ان سب سے بڑھ کر یہ کیا کہ اپنے محبوب علیہ السلام کو مکان ولامکان کی سیر کرا دی ۔ جہاں تک کسی پیغمبر ورسول کسی نبی کو رسائی حاصل نہ ہوئی ۔ شعر
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ۔
یوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی معراج کرا دی مگر یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے ۔ (۱) معراج سیدنا آدم علیہ السلام ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے ۔ واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ پ ۱ ع ۴ ۔ اے محبوب یاد کریں جب کہا تمہارے رب نے فرشتوں سے تحقیق میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔ حضرات گرامی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ عظمت ورفعت عطا فرمائی کہ ان کی پیدائش سے قبل ان کی خلافت وحکومت کے چرچے کئے پھر ان کو پیدا کرنے کے بعد انہیں فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی ۔ انہیں تمام اشیاء کے نام سکھائے ۔ مسجود ملائکہ بنا کر تاجِ خلافت پہنایا ۔ مکینِ جنت ہونے کا شرف بخشا ۔ ابو البشر کا اعزاز عطا فرمایا ۔ (۲) سیدنا ابراہیم علیہ السلام
ارشاد: وکذالک نری ابراہیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین پ ۷ ۔ حضرات گرامی ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی معراج بخشی گئی ۔ آپ کو ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا ۔ اور پھر ان کے لئے آسمان زمین کے تمام پردے اٹھا دیئے گئے حتیٰ کہ عرش بریں سے اسفل السافلین تک ہر چیز کا مشاہدہ کرا دیا گیا ۔ یہاں تک کہ آپ نے بہشت بریں کے اندر اپنے قصرِ معلیٰ کو بھی دیکھ لیا ۔ (آدمی کو گناہ کرتے دیکھنا)
اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل علیہ السلام کو ملکوت السمٰوٰت والارض کا مشاہدہ کروایا ان پر نارِ نمرود کو گلزار کیا ۔ انہیں کعبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کرنے کا شرف بخشا ۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام
قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معراج کا واقعہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے ۔ ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحٰنک تبت الیک وانا اول المؤمنین پ ۹ ع ۷ ۔ بزرگو دوستو ! اللہ تبارک وتعالیٰ کے اولو العزم نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس معراج کے حصول کے لئے چالیس روزے رکھے ۔ پاکیزہ لباس پہنا وضو کیا ۔ اور کوہِ طور

پر حاضر ہو گئے۔ تو پہاڑ کو ایک بادل کے ٹکڑے نے گھیرے میں لے لیا۔ جس سے موسیٰ علیہ السلام ہر طرف سے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر ہر قسم کے جانور حتیٰ کہ چیونٹیاں بلکہ فرشتے بھی وہاں سے الگ میل دور کر دیئے گئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی پر کوئی دوسرا ذی روح بھی مطلع نہ ہو سکے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زمین و آسمان کے حجابات دور ہو گئے۔ حتیٰ کہ ملائکہ کو دیکھا۔ عرش بریں کو دیکھا۔ الواح پر چلنے والی قلموں کی آواز سنی۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ سبحان اللہ کیسی عنایات ہو رہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی کی لذت نے دیدارِ خداوندی کا آرزو مند بنا دیا۔ عرض کی مولا۔ مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرما۔ تعالیٰ نے فرمایا میں تم کو دکھانے پر قادر ہوں۔ مگر تجھ میں دیکھنے کی تاب نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا اصرار بڑھا۔ تو فرمایا کلیم اللہ میں پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالتا ہوں۔ اگر تو نے اسے دیکھ لیا۔ تو مجھے بھی دیکھ سکتا ہے۔ جب تجلی پہاڑ پر پڑی تو موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے الخ۔ فرق طالب و مطلوب میں دیکھے کوئی۔ قصہ طور و معراج سمجھے کوئی۔ کوئی بے ہوش جلوہ گل میں گم ہے کوئی۔ کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی۔ آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(۴) معراج سیدنا ادریس علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعنہ مکانا علیا۔ ۱۶۔ سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ اور جلیل القدر پیغمبر تھے۔ آپ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے۔ زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا۔ کہ ملائکہ کرام میں بھی آپ کی دھوم تھی۔

(۵) معراج نبی۔ اس کا مفصل بیان الخطیب جلد ۱ ص ۲۷۹ تا ص ۳۰۳ پر موجود ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کریں۔

[signature]

بقلم خود

۲۰۰۸-۸
۳-۸-۱۴۲۹
۱-۸-۱۴
AM: ۷:۰۸:۵۴

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami
Distt. Teh. Pakpattan
محمد عباس

(۱) فلک کیوں سجایا جا رہا ہے۔ کوئی مہمان بلایا جا رہا ہے۔

(۲) صفاں بچھ گئے کھلونا نبیاں نے راہ مل کے بنا ولیاں نیں۔
محبوب دا اسراء عرشیاں نوں دیدار کرایا جانا ایں۔

(۳) وہ خدا ہے ہمیشہ سے جو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا۔
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم۔
تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں۔
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم۔

(۴) شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام۔

(۵) بانٹنے عالم میں جا دے بہاراں چلی — سرور انبیاء کی سواری چلی۔
یہ سواری سوئے ذات باری چلی — ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے

(۶) شاہ نے کی عرض امت گنہگار ہے۔ — بخش دے میرے مولا تو غفار ہے
حیدر حق نے کہا ماہ پارے نبی — تو میرا چاہتا ہے اور سارے بتا
ایسا گھبرا نہ میرے پیارے نبی — ایسی جلدی ہی کیا آج کی رات ہے
لطف جب سے دکھیں گے سارے نبی — ہوگی تیری شفاعت پہ رحمت میرا
بخش دوں گا شفاعت کو امت تیری — تجھ سے وعدہ میرا آج کی رات ہے

الخطیب ص ۲۹۹ جلد ۱

۴-۸-۲۰۰۸
۱-۸-۱۴۲۹
AM: 11: 2

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami Distt. Teh. Pakpattan
محمد عباس

الدعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ واذا سألک عبادی
عنی فانی قریب ـــــ پ ۲ ع ۷ ۔ اے محبوب جب تم سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں
تو میں نزدیک ہوں ۔ دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں ۔ جب وہ پکارتے ہیں ۔ تو انہیں چاہیے کہ میرا
حکم مانیں ۔ مجھ پر ایمان لائیں ۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں ۔ شان نزول ۔ صحابہ کا سوال
اللہ کا جواب ۔ دوسرے مقام پر ۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (پ ۲۶ ع ۱۶) اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں کے قریب ہے ۔ نزدیک ہے ۔ وہ تجلی تیری ذات کا سو بسو ہے ۔ جدھر دیکھتا ہوں
چاند اس کی قدرت کا مظہر ہے ۔ سورج اس کی تجلی کا اعلان کر رہا ہے ۔ آسمان کی بلندیاں اس
کی کبریائی کا نشان ہے ۔ زمین اس کی بادشاہی اس کے اسرار کی امین ہے ۔ عرش کے کنگروں پر اس
کی ہیبت و جلالت کے نقوش ہیں ۔ قلم اس کے دیوان قدرت کا ترجمان ہے ۔ لوح محفوظ اس کی قدرت
کے اسرار کا مخزن ہے ۔ آسمان اس کی عزت و جبروت کا آئینہ دار ہے ۔ غرض کہ کائنات کا ذرہ ذرہ
ذرہ اس کے ہونے کا اعلان کر رہا ہے (۱) وہ دیکھ رہا ہے ۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ
ایک اللہ والے کے حضور ارادت مند تھے ۔ ایک پیر کے کئی مرید ہوتے ہیں ۔ ایک استاد کے کئی شاگرد ہوتے
ہیں ۔ تو ہر ایک فطرتی عمل ہے ۔ نہ سب مرید ایک جیسے ہوتے ہیں ۔ نہ سب شاگرد ایک جیسے ہوتے
ہیں ۔ ایک کامل استاد اور ایک نگاہ بصیرت رکھنے والے پیر کی نگاہ میں تمام شاگرد اور مرید
برابر ہوتے ہیں ۔ جیسے باپ اپنی ساری اولاد کے لئے مشفق و مہربان اور رحم دل ہوتا ہے ۔ اسی طرح
استاد اور پیر اپنے شاگردوں اور مریدوں کے لئے یکساں فیض رساں ہوتا ہے ۔ وہ سب کو فیض دیتا ہے
مگر لینے والے کا اپنا اپنا ظرف ہوتا ہے ۔ جس کی صلاحیت و قوت جس قدر ہوتی ہے ۔ وہ اتنا ہی
فیض حاصل کر سکتا ہے ۔ (مرضی خرچ کرنا) قرآن پاک میں ہے ۔ وللہ المشرق
والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پ ۱ ۔ وفی انفسکم افلا تبصرون ۲۶ ۔ وھو معکم
این ما کنتم پ ۲۷ (موضوع والی آیت واذا سألک عبادی) ادعونی استجب لکم
مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرتا ہوں ۔ تیرے کرم سے اے بے نیاز کون سی شے ملی نہیں ۔ جھولی ہی
میری تنگ ہے ۔ تیرے یہاں کمی نہیں ۔ مانگنے والے کا دامن طلب ہی چھوٹا ہے ـــــ سوالی کا کشکول ہی کم
ظرف ہے ۔ دینے والے کی دین بہت بڑی ہے ۔ عطا کرنے والے کی عطا بحر بیکراں ہے ۔ سیدنا ابوہریرہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے

دعا

پاس ہوتا ہوں۔ وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے۔ میں ویسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ؟
(بخاری شریف) اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ سامعین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ہر شئے کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ مگر خاص نزدیکی و قربت اس سعادت مند کو حاصل ہوتی
ہے۔ جو دعا مانگتا ہے۔ مالک سے مانگنے والے کی جھولی یقیناً بھردی جاتی ہے۔ مگر یہ سب سے بڑا انعام ہے جو
سوالی کو اللہ تعالیٰ کے دربار سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ اس خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی قربت اور خوشنودی حاصل ہو جاتی
ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں
ہے۔ سیدنا جابر سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ضرور
اس کی منہ مانگی مراد دیتا ہے۔ ترمذی و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۵ حضرت سیدنا سلمان فارسی سے روایت ہے
کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمہارا رب حیا والا ہے اس بات سے حیا فرماتا ہے۔ کہ بندہ اس کی بارگاہ
میں ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے۔ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۵۔ دعا کے بارے میں معروف کی
کی عظمت ابن عمر سے روایت ہے۔ (۱) (دعا اویس قرنی) تذکرۃ الاولیاء میں فریدالدین عطار لکھتے ہیں۔ سرکار
کا فرمان۔ یمن سے خوشبو آتی ہے۔ قیامت میں سترہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں۔ امت کی بخشش
(۲) شان ستاری۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قحط۔ بعد بارش کے لیے دعا۔ سے
سے وہ بار میرا ان والیاں سائیاں رب من پیا نوازا۔ اپنے فضل کرم عشق کھو میں رحمت دا دروازہ۔
یہ سارا بیان مفصل الخطیب جلد ۵ صفحہ ۲۶۴ پر موجود ہے وہاں سے دیکھ لیں۔
(۳) مسلم سے دعا۔ صفحہ ۴۲۴ تا صفحہ ۴۳۲ جلد ۷ شرح مسلم غلام رسول سعیدی سے
(۱) منتخب احادیث از علامہ یوسف کاندھلوی صفحہ ۴۲۴ تا صفحہ ۴۲۷ (۲) نماز جنازہ کے بعد دعا جاء الحق
صفحہ ۲۷۴ جلد ۱ (۳) انوار لڑیچر صفحہ ۲۰۱ جلد ۱ (۴) مقیاس حنفیت صفحہ ۵۲۹۔
۵۔ موت کا منظر صفحہ ۱۶۶۔ عبدالرزاق بھترالوی ۔ مرآۃ المناجیح صفحہ ۴۶۶ جلد ۲۔

علم اور علمائے کرام کی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پ۲۸ ع ۔
وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔ المجادلۃ ۔ حضور سید دو عالم ﷺ کی جلوہ گری سے قبل جب بھی کفر و شرک ظلم و
ستم کی ظلمت چھائی اور رب العزت نے ظلمت کدہ کو نورانیت بخشنا چاہی تو اپنے معظم و مکرم انبیاء علیہم السلام کو اس
بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری و رہنمائی اور امامت و پیشوائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس کائنات عالم میں کبھی صفی اللہ کبھی
نجی اللہ ۔ خلیل اللہ ۔ ذبیح اللہ ۔ عیسیٰ روح اللہ ۔ سب سے آخر میں خدا تعالیٰ کی خدائی کے نبی اللہ تعالیٰ کا
آخری پیغام لے کر جلوہ گر ہوئے ۔ آپ کی تشریف آوری اور جلوہ گری ہوئی تو اللہ رب العزت نے آپ کے
سرور انور پر نبوت کا تاج رکھ کر نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند
فرما دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ ما کان محمد ابا ـــــ النبیین پ۲۲ سرکار
نے یوں ارشاد فرمایا۔ انا خاتم النبیین دنیا میں پہلے جب بھی ظلمت و
ضلالت آتی تھی۔ تو اس کی اصلاح کے لئے نبوت کی جلوہ
گری ہوا کرتی تھی۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ کی آمد سے
نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ تو کیا اس کے بعد اب قیامت تک
ظلمت کا دور دورہ نہ ہوگا۔ کیا اب مخلوق اپنے خالق و مالک
روگردانی نہیں کرے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے خود قیامت کی نشانیوں کو بیان
فرمایا ـــــ مگر نبوت کا دروازہ بند ہے۔ تو اب اس بھٹکی ہوئی قوم کی
رہبری کون کرے گا۔ ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی تعلیم کون دے گا۔ ان گناہ گاروں کو خدا تعالیٰ کے خوف
سے کون ڈرائے گا۔ تو سنو۔ سرکار نے ارشاد فرمایا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ العلماء ورثۃ
الانبیاء ۔ پہلے جب جہالت آتی تھی۔ تو انبیاء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب جب بھی جہالت عام ہوگی
تو علماء آیا کریں گے، یعنی جو فریضہ تبلیغ و تکمیل اسلام کا نبیوں نے ادا کیا تھا۔ وہ اب نبی پاک ﷺ کی امت
کے علماء سر انجام دیں گے۔ تاریخ گواہ ہے۔ ~~اللہ تعالیٰ~~ کہ اسلام پر جب بھی کوئی کٹھن مرحلہ آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق
نے جب بھی اپنے مالک و خالق سے روگردانی کی تو علمائے حق نے اسی وقت مخلوق خدا کی رہنمائی اور پیشوائی کر کے انہیں
صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ خود بھی اپنے خالق سے ڈرے اور لوگوں کو بھی تقویٰ و پرہیزگاری کا سبق دیا۔ اللہ
تعالیٰ کا ارشاد فرمایا۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ پ۲۲ ع۱۶ ۔ (۱) اسلام کا علم ـــ

(۲) علم کی برکات ۔ حضرت خضر علیہ السلام کا علم ۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا پ۱۵ ۔ یوسف علیہ السلام کا علم ۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۔ داؤد ۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ۔ پ۱۷ ۔ سلیمان ۔ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ پ۱۹
انبیاء کو علم ۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ پ۵ ۔ معراج کی رات رأیت ربی فی احسن صورۃ ۔ دونوں کندھوں
کے درمیان دست قدرت ۔ ــ یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر ۔ (۳) انسانی دولت ۔ سیدنا علی نے
۱۔ علم انبیاء کی میراث ہے ۔ اور مال فرعون و ہامان شداد کی میراث ہے ۔ (۲) علم خرچ کریں تو اس میں اضافہ ہوتا ہے
(۳) علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے ۔ جبکہ مالدار کو اپنے مال کی حفاظت کرنا پڑتا ہے ۔ (۴) مال بے وفا ہے ۔ جو موت
کے بعد دنیا میں رہ جاتا ہے ۔ علم قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے ۔ (۵) مالداروں کے سب لوگ حاسد نہیں ہوتے جبکہ صاحب علم
کا ہر شخص حاسد ہوتا ہے ۔ (۶) علم پل صراط پر سے گزرتے وقت سہارا دے گا (تفسیر عزیزی)

(۴) **سخی کون** ۔ انس بن مالک فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بڑا
سخی کون ہے ۔ قال اللہ تعالٰی اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ اٰدَمَ وَ
اَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ ۔ مشکوٰۃ

(۵) ۔ **عابدوں سے افضل** ۔ حدیث شریف میں ہے ۔ کہ حضور
سید المرسلین مسجد میں تشریف لائے ۔ اور دو جماعتوں کو دیکھا ایک
گروہ تو اللہ تعالٰی کی یاد اور ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں تھا ۔ اور ایک جماعت
علم دین پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھی ۔ آپ نے جب ان دونوں مجلسوں کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں
مجلسوں والے بھلائی والے ہیں ۔ مگر جو لوگ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں ۔ وہ عابدوں اور زاہدوں
سے بہتر و افضل ہیں ۔ اور پھر فرمایا ۔ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِیْهِمْ مشکوٰۃ

(۶) ۔ **فرشتے پر بچھاتے ہیں** ۔ علم دین حاصل کرنے والوں کی عظمت مخبر صادق نے فرمایا کہ جو شخص
علم دین حاصل کرنے کے لئے چلتا ہے ۔ اللہ تعالٰی اس کو جنت کے راستے پر چلاتا ہے ۔ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ
لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ مشکوٰۃ ۔ اور بے شک طالب علم کی رضا کے لئے فرشتے پر
بچھاتے ہیں ۔ سنا ہے ایک مقام مشہور ہے کہ طالب علم نے علم دین حاصل کرنے کی نیت سے ابھی گھر سے باہر
قدم ہی رکھا تھا ۔ تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں ۔ تو جب وہ عالم بن جائے گا تو پھر اس کی کیا
شان ہوگی (۷) **ریاض الجنۃ** ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عالم کی زیارت کی ۔ گویا اس نے میری زیارت کی

جس نے عالم کے ساتھ مصافحہ کیا، اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ جو کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا گویا وہ میری مجلس میں بیٹھا۔ جو میری مجلس میں بیٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جنت میں بٹھائے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۴۷)

حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو۔ تو کچھ کھا لیا کرو۔ عرض کیا جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا علم کی مجالس (کشف الغمہ ص ۱۸) حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ جب کوئی عالم دین یا طالب علم کسی بستی سے گزرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کیلئے عذاب اٹھا لیتا ہے (نزہۃ المجالس ص ۴۶)

(۸) دعا: سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور عرش و فرش والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلی دعائے خیر کرتے ہیں۔ نیکیوں کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتے ہیں إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ مشکوٰۃ ص ۳۴ معلم کائنات کا ارشاد پاک ہے۔ جو شخص کو علم حاصل کرتے موت آ جائے اور وہ شخص علم کی طلب اس لئے رکھتا ہو کہ وہ اسلام کو زندہ کرے۔ اور وہ یہ طلب رکھتا ہوا فوت ہو جائے۔ پس اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہو گا مشکوٰۃ ص ۳۶

(۹) حاصل کلام — سارے مضمون کا نچوڑ — اور بابے شاہ کی زبان۔ اکو الف تیرے درکار علم وسیں کریں او یار — سلطان العارفین ص علموں باجھ جو فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو — والدین کی تمنا۔ دینا و دینی تعلیم کے بارے میں۔ نماز کے بارے میں مسائل۔ اسلام سے دوری — علامہ اقبال کو

جن کا تو چاہتا تھا افسوس وہ بابے نہ رہے — آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے۔

یہاں تک کا مضمون آپ کو علامہ محمد دین نقشبندی فیصل آبادی کی کتاب الخطیب جلد ۴ ص ۲۲۶ — ۲۳۹ لکھا ہے — علم منطق کا علم کا واقعہ۔ عزت پاک کا واقعہ۔ تفسیر روح البیان۔ شیطان نے کہا میں ہزار برس ہوا۔

مواعظ نعیمیہ ص ۳۳۹

[signature]

۱۹-۸-۲۰۰۸
۱۹-۸-۱۴۲۹
۱۶-۸-
PM : ۲ : ۴ :

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami Distt. Teh. Pakpattan
محمد عباس

روح الصلوٰۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون + وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ ۔ یہ سارا بیان خطبات نظامیہ ص ۱۰۱ تا ۱۱۳ پر ہے ۔ جو وہاں دیکھا جا سکتا ہے

(۱) نماز کی طرح اور کوئی نماز نہیں ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز جامع جمیع عبادات ہے ۔ یعنی عبادت کو علیحدہ اسلام میں ہے وہ سب اس کے اندر زیادتی کے ساتھ موجود ہے ۔ مثلاً روزہ جو ایک مستقل عبادت ہے وہ امساک ثلاثہ سے مخصوص ہے ۔ اور نماز کے اندر علاوہ اس کے اور بھی امساک ہے نہ کسی سے بات کر سکتا ہے نہ کسی طرف دیکھ سکتا ہے اور نہ کسی آگے کی طرف چل سکتا ہے ۔ نہ خرید بیع ہو سکتی وغیرہ اسی طرح زکوٰۃ ایک عبادت ہے ۔ جس سے صرف چند زندہ فقیروں کو آسودگی پہنچتی ہے اور نماز کے اندر تمام ہی امت کو یعنی جب نمازی آخر نماز میں کہتا ہے اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات اے تمام مومن مرد اور مومنات کو بخش فرما تو جمیع امت مرحومہ کے مردے زندے اس سے آسودگی پاتے ہیں ۔ حج کے اندر اگر احرام و احلال ہے ۔ تو نماز کے اندر تحریم و تحلیل ہے زیادتی یہ ہے ۔ کہ وہاں مقصود خانہ کعبہ ہے ۔ اور یہاں مقصود صاحب خانہ کما جاء فی الحدیث الشریف ان العبد اذا قام الی الصلوٰۃ رفع اللہ الحجاب بینہ و بین وجہہ الکریم ۔ تحقیق بندہ جب نماز کی طرف کھڑا ہوتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اپنے درمیان کے پردے اٹھا دیتا ہے ۔ جہاد جو ایک عبادت ہے ۔ وہ بھی نماز کے اندر شیطان اور نفس کے ساتھ موجود ہے ۔ جو قوت لڑنے کی اندر ہیں سب سے زیادہ ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ جو حضور علیہ السلام نے اس جہاد کو جہاد اکبر فرمایا ہے ۔ اگر جہاد اصغر سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو فساد سے بچانا اور دین متین پھیلانا مقصود ہے تو جہاد اکبر سے زمین قلب کو جو خاص مطلع انوار جناب باری تعالیٰ ہے

نماز کے بارے میں تمام بیان رکن الدین ص ۷۷ تا ص ۸۲ ملاحظہ فرمایئے ۔

یہاں امام صاحب نے رسالہ رکن الدین میں نماز کی کیفیت کو پیارے انداز سے بیان فرمایا ہے

۸ – ۲ –
۲۸ – ۸ – ۱۴۲۹
۲۵ – ۸ –
بروز بدھ

PM : ۶ : ۲۷ ۱ ۵۰

شان بلال ؓ = کو بیان کیا گیا ۔ محمد الیاس عادل
پروفیسر محمد طفیل چوہدری سیدنا بلال ؓ
وہاں دیکھا جا سکتا ہے ۔

حضرت مخدومۂ کونینؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) لونِ فاطمہؑ ۔ ایک عظیم ہستی مقدسہ و ذاتِ مطہرہ کہ جو حضرت امام الانبیاء سید المرسلین کی شہزادی پاک ہیں
حضرت امام الاولیاء کی زوجہ مطہرہ ہیں ۔ حضرات سید الشہداء کی والدہ محترمہ ہیں ۔ جو کائنات کی تمام عورتوں
سے افضل اور جنت میں ان سب کی سیدہ و سردار ہوں گی ۔ جن کے کوچہ مقدس اور بابِ اطہر پر ملائکہ معصومین
جبرائیل امین بھی آنکھیں بند کر کے حاضر ہوں ۔ جن کے مقدس آستانہ عالیہ پر عزرائیل بھی بلا اجازت حاضر نہ ہو سکے
اور اندر داخل نہ ہو ۔ جو ساری رات سجدہ ریزی سے بسر فرماتے ہوئے گزار دے ۔ جن کا نکاح عرش پر بعد چالیس ہزار
ملائکہ نوری کے روبرو جن میں فردوس بریں منعقد ہوا ہو ۔ جو بروز محشر میدان قیامت میں پل صراط سے گزریں تو ایک ندا
حشر برپا ہو جائے ۔ اور آواز آئے اے اہل محشر آنکھیں بند کر لو ۔ اور سر کو جھکا لو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمدؐ پل
صراط سے گزر جائے ۔ جن کو نبی اکرمؐ نے اپنا ٹکڑا قرار دیا ہو ۔ جن کی آمد ہو تو امام الانبیاء و سید المرسلین ان کے
استقبال کیلئے قیام فرما ہو جائیں ۔ جن کی والدہ کو بذریعہ جبرائیل بزبانِ مصطفویؐ اللہ کریم سلام بھیجتا ہو ۔
جن کے شہزادوں کیلئے سرورِ عالم کے سجدے طویل ہو جائیں ۔ جن کی تمام اولاد امجاد پر جہنم کی آگ حرام ہو جن
کی گود مبارک گنجینۂ شہادت ہو ۔ جن کا سر تاج سعادت مخزنِ ولایت ہو ۔ جن کی قدر و منزلت پر ملائکہ حیران
ہو جائیں ۔ جن کی عبا دستورِ ریاضت ہو عابدین و زاہدین دنیا مشعلِ راہ کیلئے ۔ جن کی پیشانی انوارِ
گاہِ نبوت ہو ۔ جو عکس آئینہ جمالِ مصطفیٰ ہوں ۔ اس ذاتِ والا صفات کو مخدومۂ کائنات کہتے ہیں

ہر ایک کو میسر کہاں اس در کی غلامی   اس در کا تو دربان ہی جبرئیل امین ہے

بلکہ ان کے شہزادگان کیلئے بھی جبرئیل امین درزی بن کر جنت سے جوڑے لائے ۔ اور بارگاہِ رسالت میں پیش کرے
(۲) رضائے فاطمہ ۔ جس کو ربِ کریم اپنے محبوب خدا فرمائے ۔ یَا بُنَیَّۃُ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ
الْعَالَمِیْنَ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو جاؤ ۔ کیا شان ہے فاطمہ کی ۔ اور کیا انداز
بیان مصطفیٰ ہے ۔ فرمایا اَلَا تَرْضَیْنَ استفہام انکاری بالکل اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے فرماتا ہے
یَا مُحَمَّدُ اَلَا تَرْضٰی اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ اَحَدٌ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا اے محبوب کیا آپ اس پر راضی
نہیں کہ آپ کی امت ایک بار آپ پر درود بھیجے ۔ تو میں دس بار اس پر رحمت بھیجوں ۔ یا یہ استفہام انکاری
کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انکار کو ایجاب سے بدلا جائے ۔ مطلب یہ کہ اے محبوب آپ اس بات پر راضی ہو جائیں ۔ جو ایک بار
درود پڑھے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں ۔ کیا آپ راضی نہیں یعنی راضی ہیں ۔ اسی طرح حضورِ عالی نے حکم
فرمایا بیٹی کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہوں ۔ مطلب یہ کہ بیٹی راضی ہو جاؤ کہ تم جنت

کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ عجیب انداز بیان رسالت ہے۔ یہ ساری کائنات کی چاہت ہے کہ میں راضی ہو۔ تمام انبیاء کی یہ خواہش ہے۔ کُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔ حضور کے معجزات کا ذکر کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بعد اس کی شان جس کو مصطفیٰ اعلیٰ اسم خود فرماتے ہے سب

ہر کوئی محو ستائش و تکریم حسن نے زاہر دانگ پاک سے ان جلی ہو کے

جن کے پسر حسین جیسے لال ہوں تو سر تاج جن داماد مولا علی ہو کے

(۲) فاطمہ و عائشہ کا مکالمہ۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی میں سیدہ عائشہ و فاطمۃ الزہرا کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ گفتگوئے رفت در خانۂ رسول درمیان صدیقہ و زہرا بتول۔

حضور علیہ السلام کے کاشانۂ رحمت میں ایک دن حضرت سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت سیدہ عائشہ کے درمیان ایک مکالمہ ہوا۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا۔ اے اماں جان میں آپ سے افضل ہوں۔ اس پر دلیل یہ دی کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہوں اے اماں۔ میں نبی کی بیٹی ہے۔ تو صدیق کی بیٹی ہے۔ میں آقا کی بیٹی۔ تو غلام کی بیٹی۔ میں نبی کی بیٹی تو صدیق کی بیٹی۔ میں رسول کی بیٹی تو امتی کی بیٹی۔ میں محمد کی بیٹی تو ابوبکر کی بیٹی۔ اس لیے میں تجھ سے افضل ہوں۔ حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا اے بیٹی تو نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست ہے البتہ کیا لیکن تم نے وہ حدیث نہیں سنی۔ جو ایک دن تمہارے والد محترم سرور نے بیان فرمائی تھی۔ البتہ بیان تھا کہ نیک بیبیاں اپنے نیک شوہروں کے ساتھ جنت میں جائیں گی۔ اے بیٹی جنت میں میں بھی جاؤں گی۔ اور تو بھی جائے گی۔ مگر میرے اور تیرے جنت کی طرف جانے میں فرق ہوگا۔ اور وہ یہ کہ میں جنت میں جاؤں گی تو ہاتھ میرا انگلی مصطفیٰ کی ہوگی۔ تو جنت میں جائے گی تو ہاتھ تیرا انگلی مرتضیٰ کی ہوگی۔ جب فاطمہ نے یہ سنا۔ فرمایا کہ اماں جان حضور نے فرمایا کہ میں علی فاطمہ اور حسنین جنت میں ایک مقام پر ہوں گے۔ اور جب یہ دلیل حضرت عائشہ نے سنی۔ تو رو کر کہا۔ اے فاطمہ کاش میں تیرے سر کا ایک بال ہوتی۔

سیدہ۔ طیبہ طاہرہ۔ زاہدہ عابدہ۔ راکعہ ساجدہ عادلہ۔ صالحہ قانتہ قاری عالمہ فاضلہ عاملہ۔ عظیمہ کریمہ۔ سعیدہ۔ عزیزہ۔ شفیقہ۔ عشقیہ۔ صدیقہ۔ فاطمہ۔ جو ساری کائنات کی مخدومہ ہے۔ اور کائنات جس کی لونڈی ہے۔ امام فاطمہ کی امامت فاطمہ۔ خطیب فصیح۔ بلیغ فاطمہ کے نقیب نجیب۔ شرافت دلیل۔ سعید۔ امین۔ سخی۔ خلیل۔ ذہین لطیف۔ امیر۔ وزیر۔ صدور خلفاء و دل غوث۔ قطب ابدال۔ اوتاد تابعی۔ صحابی۔ صدیق۔ فاروق۔ عثمان۔ علی۔ حسن فاطمہ کے روحانی فاطمہ کا۔ حسین فاطمہ کی شہادت فاطمہ کا رسول۔ نبی۔ مصطفیٰ۔ خدا۔ جن کی عظمت عظمت مصطفیٰ اور جن کا ذکر ذکر رسول

جن کا خمیر خونِ خیر الرسل سے بنا ۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں ۔

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر — ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرا طیبہ طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام ۔ اعلیٰ حضرت

سے کہڑی عورت اے دسو کوئی جیہنے زہرا دا رنگ پایا شان جلی ہووے ۔

جس دے پتر حسنین جہے لال ہوون تے سرتاج حیدرا مولا علی ہووے ۔

جس دے در اتے خدمت کرن خاطر ہر اک حور بہشت دی کھلی ہووے ۔

خاک پیراں دی نماز اسجد کے تے حوراں ملکاں نے اکھاں تے ملی ہووے ۔

صائم کون پہنچے اہدی شان تائیں ۔ جو محمد دی گود وچ پلی ہووے ۔

(۲) جو ذاتِ مصطفیٰ علیہ السلام سے وہ رشتہ رکھتی ہو کہ جو کسی کو نصیب نہیں ۔ حضور نے ارشاد فرمایا اَلْوَلَدُ نِعْمَۃٌ وَالْبِنْتُ رَحْمَۃٌ بیٹا اللہ کی نعمت ہے اور بیٹی اللہ کی رحمت ہے ۔ اور لِلنِّعْمَۃِ حِسَابٌ وَالرَّحْمَۃُ لَیْسَ لَہٗ حِسَابٌ نعمت کا حساب ہوگا اور رحمت بے حساب اور رحمت بے حساب یعنی عام بیٹی عام باپ کے لئے رحمت بے حساب ہے ۔ مگر صنفِ وجہِ کائنات کا وجود باوجود اس ذات کریمہ کے لئے رحمت بے حساب ہے ۔ جو خود رحمۃ اللعالمین ہے

(۳) جو ذاتِ حسنین سے وہ نسبت کا شرف رکھتی ہے ۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ بے شک تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہیں ۔ عام اولاد کی جنت عام ماں کے پاؤں تلے ہے ۔ مگر صنفِ وجہِ کائنات کے قدموں تلے ان کی جنت ہے ۔ جو خود اہلِ جنت کے سردار ہیں ۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ۔ [illegible] گولڑہ ۔

(۴) طہارتِ فاطمہؓ ۔ سیدہ فاطمہؓ کا لقب بتول اس لئے ہے کہ آپ میں یہ خصوصیت موجود تھی لَا یَنْقَطِعُ عَنْھَا نِسَاءُ زَمَانِھَا فَضْلًا وَّدِیْنًا وَّحَسَبًا ۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۷۵)

آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے فضائل و دین اور حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز و منفرد تھیں ۔

آپ کا لقب بتول اس لئے ہے کہ آپ کا کوئی مثیل نہ تھا ۔ بتول اسے کہتے ہیں کہ جو عورتوں کی تمام آلائشوں سے پاک ہو اور جسے حیض و نفاس نے نہ چھوا ہو ۔ اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ان جملہ اقسام حیض و نفاس سے پاک تھیں ۔ کیونکہ یہ حضور علیہ السلام کا جگر گوشہ تھیں ۔ اور حضور کا تو بول و براز مبارک بھی پاک ہے ۔ اور شفا ہے ۔ اسی نسبت سے آپ بھی ہر قسم کی پلیدی سے پاک تھیں ۔ بلکہ تمام اہلِ بیت کے متعلق

قرآن پاک فرماتا ہے ۔ "انما یرید اللہ لیذھب ـــــ تطھیرا" ۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں ۔
سیدہ فاطمہ کے ہاں ان کے فرزند ارجمند حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی
خون وغیرہ نہ دیکھا ۔ تو میں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خون وغیرہ نہ دیکھا ۔ تو میں نے اس کا ذکر حضور علیہ السلام
سے کیا ۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا اے اسماء کیا تو نہیں جانتی میری بیٹی طاہر و مطہرہ ہے ۔ اسعاف الراغبین
ص ۱۴۲
حضور علیہ السلام کی بیٹی کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ۔

(۳) حضور علیہ السلام کی کامل شبیہ ۔ ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں ۔ میں نے کسی کو نبی اکرم ﷺ سے
مشابہ نہ دیکھا ۔ بیٹھنے چلنے پھرنے حسن اخلاق اور گفتگو میں فاطمہ بنت محمد سے زیادہ کامل مشابہت حضرت
سیدہ فاطمہ میں دیکھی ۔ المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۴۰ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۷

(۱) حضور علیہ السلام کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی ۔ تو سیدہ کی ولادت بھی مکہ میں ہوئی ۔ (۲) ولادت صبح
کے وقت ہوئی ۔ تو سیدہ کی ولادت بھی صبح کے وقت (۳) جنت سے حوریں آئیں ۔ (۴) نور کا دیکھنا ۔
(۵) ولادت کے بعد غسل کسی دنیاوی دایہ نے نہ دیا ۔ (۶) ملائکہ نے لباس پہنایا ۔ (۷) زیارت سے
۸ ۔ حضور کا عرش پر نکاح سیدہ عائشہ کا ۔ (۹) حضور کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے ۔
(۵) اہل محشر کو حکم کہ آنکھیں نیچی کرلو ۔ (۶) کفار کی سازش اور کرامت ۔
(۷) بے مثل عبادت ۔ (۸) امت کی بخشش کا وعدہ ۔ حضور کا نماز میں تین دن تک رونا ۔
(۹) فرشتے چکی چلاتے ہیں ۔ ابوذر غفاری کا بیان ۔ سیدہ کا بیان اسرار فلاحت ص ۱۵/۶ تا ۱۲۶/۶

۱۱ - ۹ - ۲۰۰۸
۱۰ - ۹ - ۱۴۲۹
بروز جمعرات

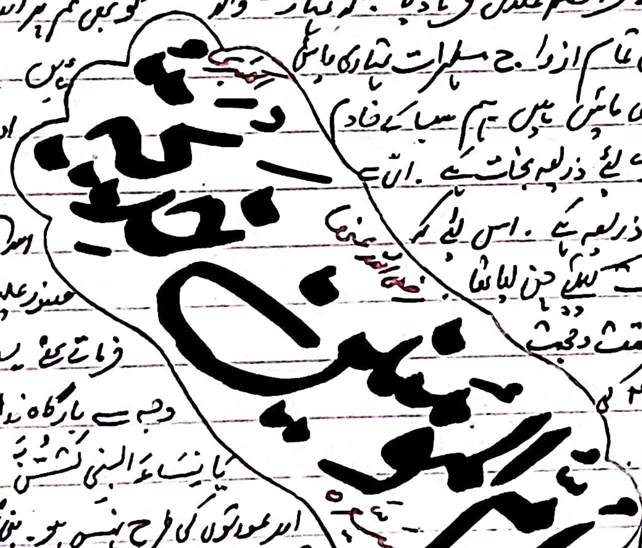
Moulana Qari Muhammad Abbas
محمد عباس
Distt. Teh. Pakpattan

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم پ ۲۱ ع ۱۷ آیت ۶

نبی کا مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔ شانِ نزول
صاحب تفسیر روح البیان اس آیت پاک کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ جب حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوہ تبوک کیلئے جانے کا حکم فرمایا۔ تو کچھ لوگوں نے عرض کیا۔ ہم اپنے والدین سے مشورہ
کرلیں۔ جب انہوں نے جنگ پر جانے کیلئے والدین سے مشورہ کرنے کیلئے عرض کیا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ
نے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ جس میں انہیں بتا دیا گیا۔ کہ تمہاری جانوں پر تمہارے والدین
بلکہ تمہارا اپنا حق نہیں۔ جتنا نبی کو تمہاری جانوں پر اختیار ہے۔ تو جب نبی کائنات ﷺ کا حکم ہو جائے
تو پھر مومن کو یہ اختیار نہیں کہ وہ حکم نبی کی تعمیل کرنے کے لئے کسی دوسرے سے مشورہ کرے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے نبی کے غلام اگر تو جائیداد خریدنا چاہے تو عقل سے مشورہ کرلے
اگر مکان خریدے تو عقل سے پوچھ لے۔ اگر زمین خریدنا ہو تو عقل سے مشورہ کرلے۔ اگر کوئی مال خریدنا ہو تو
عقل سے پوچھ لے۔ مگر جب کملی والے آقا علیہ السلام کے فرمان کی باری آجائے تو عقل سے مشورہ نہ کر۔

یاد رکھو تو پیر رومی کا کہنا ۔ عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ ﷺ



اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس حقیقت کا واضح اعلان فرما دیا۔ کہ تمہارے والد کو بھی تم پر اتنا
حق نہیں۔ جتنا تم پر تمہارے نبی کا ہے۔ لہذا نبی کی تمام ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں
حضور علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں ہم سب کے خادم اور
غلام ہیں۔ ان کے قدموں کی خاک کا احترام ہمارے لئے ذریعہ نجات ہے۔ ان سے
عقیدت رکھنا خداوند قدوس کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کیلئے چن لیا تھا اور حضور علیہ
السلام بھی تمام ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت ومحبت فرماتے تھے۔ بیبی
کے حقوق کی پاسداری کرتے تھے۔ رفاقت رسول ﷺ کی وجہ سے بارگاہ خدا
میں انہیں عظیم مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا نساء النبی لستن کـ
کاحد من النساء پ ۲۲ ع ۱۔ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نے انہیں جہان بھر کی عورتوں میں باعظمت وباکمال بنا دیا۔ الخلف فتب ۱۶۹
سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ہر ہر گوشہ اور ہر ہر پہلو خواہ اس کا تعلق ذیل

قبل از بعثت زندگی مبارکہ سے ہو یا اعلان نبوت کے بعد کی حیات طیبہ سے ابد الآباد تک تمام عالم انسانیت کیلئے ایک خوشنما تابندہ مثال مکمل واکمل نمونہ عمل ہے۔ یہی سبب ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یہاں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے اس انتہائی پاکیزہ گوشے سے اپنے قارئین کو روشناس کرا رہے ہیں۔ جس کا تعلق آپ کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کی مبارک ازدواجی زندگی سے ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب

وہ سیدہ پہلی ماں کہف امن واماں   حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

(۱) شرف اولاد - حضور علیہ السلام کی تمام اولاد (سوائے ابراہیم کے) آپ ہی کے بطن اقدس سے پیدا ہوئی۔ آپ کی موجودگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح ثانی نہ فرمایا۔ سرکار نے ان کی فضیلت میں بہت کچھ فرمایا۔ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے مریم بنت عمران افضل اور اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں۔ مسلم شریف جلد ثانی کتاب الفضائل ص ۲۸۴ بخاری شریف جلد ۲ ص ۴۵۲

(۲) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ دیگر حضرات سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت سیدنا جبریل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک برتن جس میں سالن ہے یا کھانا ہے۔ لے کر حاضر ہو رہی ہیں۔ پس جب یہ آپ کے پاس حاضر ہوں تو انہیں ان کے رب کا سلام فرمائیے گا۔ اور ان کو میری طرف سے خوشخبری دیجئے گا۔ جنت میں ان کے لئے محل کی جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے۔ نہ اس میں شور و غل ہے۔ نہ کوئی تکلیف   مسلم شریف جلد

(۳) حضرت عائشہ کا رشک فرمانا - حضرت عائشہ صدیقہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی بہن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور علیہ السلام کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آگیا۔ آپ خوش ہو گئے۔ اور فرمایا۔ اللھم ھالۃ بنت خویلد۔ اے اللہ خویلد کی بیٹی ہالہ ہے۔ تو مجھے رشک پیدا ہو گیا (متفق علیہ حدیث)

خصوصی فضائل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ کو شمار کیا ہے حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ۔ وہ مجھ پر ایمان لائی۔ جب اوروں نے کفر اختیار کیا۔ اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا۔ جب اوروں نے مجھے محروم رکھا۔ خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کسی دوسری بیوی کا سے نہیں ہوئی۔

رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ۱۴۳

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک بار حسانہ مزنیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئی۔ نبی اکرم نے نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے ہوئے کہا۔ کہ تمہارے بعد تمہارا کیا حال رہا۔ وہ چلی گئی۔ تو میں نے پوچھا۔ کہ یہ بڑھیا کون تھی۔ جس سے ایسی عنایت سے حضور باتیں فرما رہے تھے۔ فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہے۔ اسے خدیجہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ الاستیعاب جلد ۲ بحوالہ رحمۃ للعالمین جلد ۲ صفحہ ۱۴۲

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جب حضور علیہ السلام بکری ذبح فرماتے۔ تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس اس گوشت کا ہدیہ فرماتے (بخاری و مسلم)

(۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے رشک آتا جبکہ حضور علیہ السلام حضرت خدیجہ کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے حتیٰ کہ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس بوڑھی عورت کو اتنا یاد فرماتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بہتر بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ تو حضور علیہ السلام اس سے ناخوش ہوئے اور فرمایا۔ نہیں خدا کی قسم ان سے بہتر بیوی مجھے نہیں ملی (سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ البتول صفحہ ۳۴)

(۳) وصال باکمال :- کتاب ملکیات میں امام وقار رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے۔ کہ جب خدیجہ خاتون کی رحلت کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دیر تک سامنے تشریف رکھیں۔ تاکہ میں آپ کا آخری دیدار کر لوں۔ بعد آپ کے دیدار کے ذوق سے توشۂ آخرت تیار کر لوں۔ حضور علیہ السلام ان کے سامنے بیٹھے تو جناب خدیجہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے اپنی زندگی آپ کی خدمت اقدس میں بسر کی ہے۔ اور اب تو میعاد اجل آنے والی ہے۔ اور میں جانے والی ہوں۔ میں التماس کرتی ہوں۔ کہ قیامت میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں میری بات کرتے ہوئے میری بخشش کی درخواست کرنا۔ اور اس مشکل وقت میں میری سفارش کرنا۔ اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف کرنا۔ ——— میری فاطمہ چھوٹی ہے۔ اور بعد میرے حال کے رہ جائے گی۔ اس پر دست شفقت رکھنا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خدیجہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے ایک بڑی بات کہنا چاہتی ہوں لیکن آپ کے سامنے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ میں وہ بات فاطمہ کو بتا دیتی ہوں وہ آپ کی خدمت میں عرض کر دے گی حضور علیہ السلام آنسو بہاتے ہوئے ان کے سرہانے سے اٹھ کر باہر آئے۔ اور سیدہ فاطمہ اندر آ کر اپنی والدہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ حضرت خدیجہ طاہرہ نے اپنی بیٹی سے فرمایا۔ اے میری جان اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض

کر دو۔ یہ میری ماں کی خواہش تھی۔ کہ اپنی چادر مبارک جو نزول وحی کے وقت زیب تن فرمایا کرتے ہیں مگر
کفن کے لئے عطا فرما دیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر رحمت فرمائے۔ حضرت فاطمہ نے سرور
انبیاء کی خدمت حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں اپنی والدہ کا پیغام پہنچایا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت
فاطمہ کو چادر مبارک عطا فرما دی۔ اور فرمایا بیٹی یہ چادر اپنی ماں کو دکھا دو تاکہ وہ خوش ہو جائے۔
اسی اثنا میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا محمدؐ!
اللہ تعالیٰ آپ کو سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ آپ اپنی چادر مبارک سنبھال لیں۔ خدیجہ نے اپنا
سب کچھ ہمارے راستے پر فدا کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں
گے۔ لہذا اس کے لئے جنت سے پاکیزہ تر کفن بھیجتے ہیں۔ اگر یہ روایت صحت کو پہنچی ہے تو جنت
کا کفن حضرت سیدہ کے حقائق میں سے ہوگا۔ روضۃ الشہداء صفحہ ۷۸ بحوالہ آل رسول صفحہ ۱۳۵
جناب سیدہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے اپنی موت کا کوئی غم نہیں فکر ہے تو یہ غم کہ آپ کے سایہ
عاطفت سے محروم ہو جاؤں گی۔ (البتول صفحہ ۳۹) ۱۰ رمضان المبارک تھی۔ بعثت
کا دسواں سال تھا۔ سرکار کے آستانہ عالیہ پر یہ پُر رونق شمع بجھ گئی۔ اور یک لخت اندھیرا چھا گیا
اور سیدہ فاطمہ کا سایہ سرکار کا سایہ سے۔ آپ حضور علیہ السلام کی ہمسر ہیں یا ۲۵ سال تک رفیقہ حیات رہ کر
زندگی رہیں سرکار کو آپ کے وصال پر بہت دکھ ہوا۔ آپ اکثر حضرت خدیجہ کا ذکر فرماتے۔ اور آنسوؤں کی
جھڑی چشمان مقدسہ سے جاری ہو جایا کرتی۔ آپ پر نماز نہ پڑھی گئی۔ کیونکہ ابھی تک نماز جنازہ
مشروع نہ ہوئی تھی۔ مقام حجون میں دفن کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں داخل ہوئے۔
اور دعائے خیر فرمائی۔ ــــــ اس عنوان کے تحت دوسرے سرکار علیہ السلام کا سفر
تجارت ملک شام بیان ہوا۔ جس میں راہب نے کلمہ پڑھا ــــــ
اسرار خطابت صفحہ ۵۳ تا ۵۶ ۔ 4

[signature]

16-9-2008
15-9-1429

Muoulana Qari Muhammad Abbas Nizami
محمد عباس
Distt. Teh. Pakpattan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ

پ ٦ ع ١٢ سورۃ مائدہ ٥ ع ٥ آیت ٥٥ ۔ تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پاک ہے۔ اور ایمان والے ہیں۔ جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ اور ہر حال میں وہ بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔ شان نزول۔ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ یہ آیت حضرت سیدنا علی رضہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ہوا یوں کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ آپ اس وقت حالتِ رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ٤٨٤

حضرت ابوذر غفاری نے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے جناب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک روز ظہر کی نماز پڑھی۔ تو مسجد میں ایک شخص نے سوال کیا۔ اس کو کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا۔ کہ اے اللہ میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا ہے۔ مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ حضرت علی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ انہوں نے دائیں چھنگلی سے اشارہ کیا۔ جس میں انگوٹھی تھی۔ سائل آیا اور انگلی سے انگوٹھی اتار لی۔ تنویر الابصار ترجمہ نور الابصار از علامہ غلام رسول رضوی صفحہ ٣٤٨ ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اسے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا تھا۔ رب اشرح لی صدری ۔ واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری ۔ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر کر دے۔ ان کے ساتھ میری پشت کو مضبوط کر دے۔ اور ان کو میرے مشن میں شریک کر دے۔ اور اللہ کی طرف سے جواب۔ موسیٰ علیہ السلام کو۔ اے اللہ میں تیرا نبی محمد ہوں۔ تیرا ہی انتخاب کیا ہوا ہوں۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے۔ میرا مقصد آسان کر دے۔ میرے قبیلہ میں سے بھائی علی کو میرا وزیر کر دے۔ اور ان کے ساتھ میری پیٹھ مضبوط کر۔ حضرت ابوذر نے فرمایا ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل نازل ہوئے۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ولیکم اللہ ۔ (تنویر الابصار ٤)

تفسیر مدارک صفحہ ٤٨٣ جلد ١ ۔ تفسیر خازن صفحہ ٥٥ ۔ تفسیر معالم التنزیل علی الخازن جلد ٢ صفحہ ٥٥ روح المعانی جلد ٤ صفحہ ١٤٢ تفسیر ابو السعود جلد اول صفحہ ٦٠٤ تفسیر مظہری صفحہ ١٣٨ تفسیر ابن جریر صفحہ ٢٨٨ تفسیر در منثور صفحہ ٢٩٣ تفسیر کبیر ثانی صفحہ ٦١٨ مندرجہ بالا تمام کتب میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی۔

(۱) والدین ۔ حضرت ابوطالب مکہ کے نہایت ذی اثر بزرگ تھے۔ نبی اکرم ؐ نے ان کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی ۔ اور بعثت کے بعد ان ہی کی زیر حمایت مکہ کے کفرستان میں دعوت حق کا اعلان کیا تھا حضرت ابوطالب ہر موقع پر آپ کے لیے سینہ سپر رہے ۔ لہٰذا سرور کائنات کو کفار کے پنجہ ظلم و ستم سے محفوظ رکھا۔ مشرکین قریش نے رسول اکرم ؐ کی حیثیت پناہی لہٰذا حمایت کے بالمقابل حضرت ابوطالب اور ان کے خاندان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں ۔ ایک گھاٹی میں ان کو محصور کر دیا بلکہ ان پر لین دین بند کر دیا۔ شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کر دیئے اور کھانا پینا تک بند کر دیا۔ غرض کہ ہر طرح پریشان کیا۔ مگر اس نیک طینت بزرگ نے آخری لمحہ حیات تک اپنے عزیز بھتیجے کے سر سے دست شفقت نہ اٹھایا۔ (ایمان کے متعلق اختلافات) سیرۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۳

حضرت فاطمہ بنت اسد ۔ نے بھی حضرت آمنہ کے اس یتیم معصوم کی ماں کی طرح شفقت و محبت کا ساتھ پرورش کی ۔ مستند روایات کے مطابق حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے وہ ایمان لائیں بعد ہجرت کر کے مدینہ گئیں ۔ ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ؐ نے کفن میں اپنا قمیص پہنایا۔ لہٰذا ان کی قبر میں لیٹ کر اس کو متبرک فرمایا۔ لوگوں نے اس عنایت کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اپنے چچا ابوطالب کے بعد سب سے زیادہ اسی نیک سرشت خاتون کا ممنون ہوں ترجمہ اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۱۷ سیرۃ الصحابہ جلد اول ص ۲۳۳

(۲) ولادت باسعادت ۔ امام الانبیاء و امام الاولیاء کی خلقت ایک ہے ۔ عن جابر ابن عبداللہ قال قال رسول اللہ اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰی وَاَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَّاحِدَۃٍ ۔ تاریخ الخلفاء ۔ حضرت جابر سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ لوگ مختلف شجروں سے ہیں ۔ اور میں اور علی ایک ہی شجرے سے المستدرک للحاکم جلد ۲ ص ۲۴۱ = (شجرہ) ۱۔ وہ شجرہ جو پیران عظام اپنے مریدین کو بیعت کیلئے دیتے ہیں جس میں ان کا سلسلہ کامل سے لے کر آقائے دو عالم ؐ تک تمام مشائخ کا شجرہ موجود ہوتا ہے ۔ (۲) وہ شجرہ جو نسبی ہوتا ہے ۔ جس میں اپنے باپ سے لے کر تا جد اعلیٰ و اقفیت آباؤ اجداد کا شجرہ ہوتا ہے ۔ نبی اکرم ؐ نے اپنا اور حضرت علی کا شجرہ ایک فرمایا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ظاہری طور پر علی کے تمام آباؤ اجداد وہی ہیں جو میرے ہیں ۔ (۲) باطنی طور پر علی کی اور میری تخلیق ایک ہی ہے جہاں تک میرا نوری شجرہ پہنچتا ہے ۔ وہاں تک علی کا پہنچتا ہے ۔ تو معلوم ہوا جہاں جہاں میں سیر فرماتا رہا وہاں وہاں نور علی بھی سیر فرماتا رہا ۔ کیونکہ شجرہ ایک ہی ہے ۔ کُنْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ ۔ میں اور علی آدم

کہ تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ تو اس نور کے دو حصے کیے پس ایک حصہ سے میں ہوں اور ایک حصہ علی۔ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ جُزْئَيْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ (الریاض النضرۃ صفحہ ۱۲۰ جلد ۲)

(۳) مولود کعبہ — یہ نور پاک اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا ہوا۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کے شکم اطہر میں پہنچا۔ عام الفیل کو ۳۰ سال گزر چکے ہیں۔ ۱۳ رجب المرجب ہے۔ جمعۃ المومنین کا دن ہے۔ بیت اللہ شریف کا دامن ہے۔ اس میں ہاشمیہ سیدہ فاطمہ بنت اسد جلوہ افروز ہیں۔ کہ ان کی گود میں شیر خدا کا ظہور ہوا۔ ؎ کسے را میسر نہ شد ایں سعادت بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ پ۴ آل عمران ص ۹۶ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ۔ اور ہم نے تاکید کردی ابراہیم اور اسماعیل کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر۔ پ۱ بقرہ ۱۲۵ طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔ یہ کعبہ اللہ جس میں ایک نماز پڑھی جائے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب۔ قرآن۔ یہ کعبہ اللہ جس کا معمار خلیل اللہ اور مزدور ذبیح اللہ ہے۔ یہ کعبہ جو ہدایت کا سرچشمہ اور پہلا عبادت خانہ ہے۔ وہ کعبہ اللہ جو پاک تھا۔ پاک ہے۔ پاک رہے گا۔ یہ کعبہ شریف جسے پہلی نظر دیکھنے والا۔ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے ماں کے جنا ہوا۔ لیکن اس میں پیدا ہونے سے علی کو اعجاز و شرف نہیں ملا۔ بلکہ علی کے پیدا ہونے سے کعبہ کو شرف و عزت ملی ہے۔ کیونکہ کعبہ بیت ہے۔ اور علی اہل بیت۔ گھر میں گھر والا آجائے تو گھر کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کعبہ بیت اللہ ہے۔ علی حجۃ اللہ۔ ہدایت اللہ۔ عنایت۔ صبغت۔ ولایت اللہ۔ آیت اللہ۔ کرم اللہ۔ اذن اللہ۔ وجہ اللہ۔ اسد اللہ۔ ید اللہ۔ ذکر اللہ۔ سمع اللہ۔ من اللہ۔ امر اللہ۔ علی اللہ۔ ایمان اللہ ہے۔ کعبہ کو اعزاز ملا کہ علی اس میں پیدا ہوئے۔ (عظمت مومن) نبی اکرم نے کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ اسے مخاطب فرمایا۔ اور کہا۔ اے کعبۃ اللہ اس کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ۔ (ابن ماجہ) اگر ایک مومن کی یہ شان ہے۔ تو علی تو امیر المومنین ہے۔ امام المتقین ہے۔ سید الاولیاء ہے۔ — اہل تقویٰ کی آنکھ کا تارا علی علی۔ اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی۔ رحمت نے لیا جب آغوش میں نور میں۔ میں نے کہا جو دوست کے پکارا علی علی۔

انعام و مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس۔ ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی۔

(۳) طہارتِ کعبہ ـ فتح مکہ کے بعد جب کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا مرحلہ آیا ـ تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کو یاد فرمایا
کیونکہ بیت علی اہلِ بیت تو بیت کی صفائی بھی اہلِ بیت ہی کیا کرتے ہیں ـ نبی نے علی کو کندھوں پر چڑھانے
کیلئے فرمایا علی آؤ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ اور بت توڑ دو ـ آقا یہ حد کہ سارے نیچے نیچے والے کس نے توڑے
ہیں ـ فرمایا ہم نے توڑے ہیں ـ آقا اوپر والے کیوں نہیں توڑے ـ فرمایا ہمارا ہاتھ وہاں پہنچتا؟ عرض کی آقا
آپ کی بات سمجھ نہیں آئی ـ کبھی تو آپ کا قدم عرشِ بریں پر پہنچ جاتا ہے ـ لیکن ان بتوں تک نہیں پہنچتا ـ
فرمایا میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ ـ علی سوار ہو گئے ـ اور اوپر والے بتوں کو توڑ کر اپنا گھر صاف کیا ـ فرمایا
علی کتنے بلند ہو گئے ہو ـ عرض کی آقا ـ اگر حکم ہو تو عرش کا پایا پکڑ کر نیچے لے آؤں ـ علی نیچے اترے تو مسکرا رہے
فرمایا کیوں مسکراتے ہو ـ عرض کیا ـ اتنی بلندی سے اتر کر کوئی چوٹ نہیں آئی ـ اس لئے مسکرا رہا ہوں ـ
فرمایا چوٹ بھلا کیسے آتی ـ چڑھانے والے مصطفیٰ ہیں ـ اور اتارنے والے جبرائیل ـ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۳۸۵

(۴) علی کا معنیٰ ہے بلند ـ اور دیکھئے ـ علی کتنا بلند ہے ـ آج مصطفیٰ کے کندھوں پر سوار ہو کر
علی کتنا بلند ہو گیا ـ اس کا اندازہ یوں لگائیے ـ کہ شبِ معراج مصطفیٰ علیہ السلام کتنے بلند ہوئے ـ اتنے
بلند ہوئے ـ رہ گئے ـ جبرائیل امین راہ میں ـ عرشِ اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی ـــ سدرۃ کے
مکین کو نیچے چھوڑ کر چودہ طبق کا رسول آج اتنا بلند ہے ـ کہ دنیٰ فتدلّیٰ کی سیج اس کے قدموں کے نیچے
ہے ـ اور آج اس سیج پر قدم سجانے والے محبوب کے کندھوں پر علی سوار ہو گئے ـ تو اندازہ لگائیے ـ علی
کتنے بلند ہوئے ہوں گے ـ کیا شان ہے علی کے بلند ہونے کا ـــ (آغوشِ رسول میں)
غسل دینا ـ لعابِ مبین کا جس کی شان یہ ہے ـــ
جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنیں ـ اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام ـ

(۵) ـ کون علی ـ بخاری شریف میں آتا ہے ـ قال النبی ﷺ لعلی اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ ـــ
(۱) پہلے مسلم) نمازی اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی عَلِیٌّ ـ (۲) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ـ نماز شروع و ابتدائیت شریفہ
سے مقرر ہو شروع ہو ـ حضور علیہ السلام پر اول بار جس وقت وحی اتری ـ اور نبوت کا چاند ظاہر ہوا ـ اس
وقت حضور علیہ السلام نے بہ تعلیم جبرائیل نماز پڑھی ـ اور اسی دن ام المومنین نے پڑھی ـ دوسرے دن امیر المومنین حضرت
علی نے حضور علیہ السلام کے ساتھ پڑھی ـ فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۸۰ (۲) خاتم جبر ـــ
سہل بن سعد ـــ مومن و منافق ـ لَا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ـ

مشکل کشا علی علی ۔ حاجت روا علی علی

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں ۔ اِنْ کُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِہِمْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴ ۔ یہی وجہ ہے کہ فضائل علی کو حضور نے بکثرت بیان فرمایا ۔ اور جتنے فضائل حضرت علی کو عطا کیے گئے اتنے بعد کسی کو نہ دئیے گئے ۔ ؎

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں ۔ وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں ۔
بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی ۔ یہ سعی پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں ۔

(۶) علی کرم اللہ امیر المومنین ہیں ۔ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ ۔ ترمذی شریف ، تفسیر کبیر ۔ تفسیر درمنثور ۔ روح المعانی ۔ ابن ماجہ ۔ امام احمد بن حنبل ۔ المستدرک للحاکم ۔ تاریخ بغداد ۔ حلیۃ الاولیاء ۔ مشکوٰۃ ۔ کنز العمال ۔ الریاض النضرۃ ۔ تاریخ الخلفاء ۔ نور الابصار ۔ اس حدیث پاک کا صحیح ترجمہ اگر مقصود ہو تو لفظ کُنْتُ پر غور فرمائیے ۔ بعد میں دوسری حدیث میں لفظ کنت کا ترجمہ دیکھیں ۔ ارشاد نبوی ہے ۔ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ۔ میں اس وقت بھی نبی تھا ۔ من کنت مولاہ ۔ جس کا میں مولا تھا ۔ اب اس کا علی مولا ہے ۔ اَلْفَاءُ لِلتَّعْقِیْبِ ۔ فاء تعقیب کیلئے ہے ۔ بعد پیچھے آنا ۔ اس کو بھی ظاہر کرتا ہے ۔ مگر اس کا یہ مطلب ہے ۔ (۲) علی کے لئے آئی ۔ تاریخ الخلفاء ۔ امام سیوطی ۔

(۳) سب سے زیادہ محبوب ۔ حضرت انس فرمایا ۔ آپ کے پاس ایک پرندہ تھا ۔ آپ نے دعا کی یا اللہ میرے پاس اس کو کھانے کے لیے ۔ اس آدمی کو بھیج دے ۔ جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو ۔ بعد میں اس پرندے کو کھائے ۔ پس حضرت علی آئے ۔ اور آپ کے ساتھ کھایا ۔ (۴) جب بھی سوال کیا سرکار نے عطا فرمایا ۔ جب بھی خاموش ہوا سرکار نے کلام میں ابتداء فرمائی ۔ (ترمذی)

اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا ۔ ترمذی ۔ (۷) حضور پاک کا ارشاد پاک ۔ حضرت علی بن ابی طالب روایت کرتے ہیں ۔ کہ نبی اکرم ؐ نے ایک دن حضرت علی کو بلا کر فرمایا ۔ علی اللہ نے تمہیں تین چیزیں ایسی دی ہیں ۔ کہ دنیا میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں ۔ تمہارا سسر امام الانبیاء ہے تمہاری بیوی نور چشم مصطفیٰ ہے ۔ تمہارے بیٹے حسن و حسین ہیں ۔ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ۔

کیا چاہتے وہ تھا ۔ اس چمنستان نکو کو ۔ ہر ایک گل جب میں حسین اور حسن پھول ؎

حضرت علی سے بات خدا نے کی ہے ۔ حضرت جابر ؓ ۔ (ترمذی شریف) سرکار کی دعا حضرت

حضرت ام عطیہ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم نے ایک لشکر بھیجا جن میں علی بھی تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جبکہ آپ نے دونوں ہاتھوں اٹھائے ہوئے تھے۔ یا اللہ اس وقت تک مجھے موت نہ دینا۔ جب تک علی کو مجھے نہ دکھا دے۔ جب تک میں علی کو واپس آتے نہ دیکھوں۔ کیا محبت ہے۔ کیا دعا ہے ساری دنیا تڑپ تڑپ کر کہتی ہے۔ یا اللہ ہمیں مرنے سے پہلے حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب فرما۔ بعد حضور دعا فرما رہے ہیں۔ (ترمذی شریف) جلد دوم صفحہ ۶۱۵ (۲) النظر الی علی عبادۃ۔

رندوں کے لیے میخانے کی ہر رسم عبادت ہوتی ہے۔ دلبر کو بٹھا کر پیش نظر جی بھر کے عبادت ہوتی ہے

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی

علی کا قرآن ختم کرنا۔ (۳) بغض علی سے حضرت علی فرماتے ہیں۔ نبی اکرم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرے۔ جتنی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کرتا۔ اور اس شخص کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو وہ فی سبیل اللہ خرچ کردے۔ اس کی عمر اتنی طویل ہو۔ کہ ایک ہزار مرتبہ پیدل جا کر بیت اللہ کا حج کرے۔ پھر وہ صفا مروہ کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے۔ لیکن اے علی تجھ سے محبت نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ اور نہ اس میں داخل ہو گا۔

کوکب دری صفحہ ۲۰۵ ابو بکر صدیق علی کا مکالمہ (علامہ محب طبری)

قیس بن حازم التقی ابو بکر و علی فتبسم ابو بکر فی وجہ علی

النظر الی وجہ علی عبادۃ۔ الریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۳۲

۸۔ علی میری نظیر ہے۔ وعن انس ابن مالک قال رسول اللہ ما من نبی الا ولہ نظیر فی امتہ و علی نظیری۔ (الریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۴۰ جواہر البحار) (۲) شبیہ انبیاء

الی حمرا سے روایت نبی اکرم نے فرمایا۔ جو شخص آدم علیہ کا علم۔ نوح کا فہم۔ ابراہیم کا حلم یحییٰ کا زہد موسیٰ کا بطش [illegible] (۳) علی جنت کا استارہ۔ جنت میں یوں چمکے گا جیسے دنیا کے لیے صبح کا ستارہ

(۴) علی حجۃ اللہ ہے۔ انا وھذا حجۃ اللہ علی خلقہ یوم القیمۃ۔ (۹) شرح [illegible] الس [illegible]

زمین پر عرش اعظم کے شمل معلوم ہوتے ہیں۔ علی کی گود میں دونوں جہان معلوم ہوتے ہیں

اے شاہ میرا جسم ہو یا نہ ہو میں مرشد نہ دیکھ رہا ہوں۔ (۱۰) فیصلہ کی باتیں

دربار وارضہ جل ہے۔ جدھر بھی دیکھو علی علی ہے۔ گویا مدینے کا شہر گلی گلی ہے

ریشِ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول - النساء ۵۹ ۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین ـــــ رفیقا ۝ نساء ۔
ترجمہ اور تشریح ۔ شانِ نزول اور ثوبان کا واقعہ ۔ داڑھی رکھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت قدیمہ متواترہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد خلفاء راشدین، جمیع صحابہ کرام، علماء کرام اور اولیائے کرام کا اس پر دائمی واستمراری عمل رہا ہے۔ اور کسی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام وگناہ ہے۔ بلاشبہ تمام انبیاء ومرسلین حضور علیہ وسلم جمیع صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین محدثین ۔ ومفسرین اولیائے کرام اور تمام مومنین صالحین سلف سے خلف تک سب کا داڑھی پر قولی وفعلی اتفاق ہے۔ سب نے داڑھی رکھی اور رکھنے کا حکم دیا۔ لہٰذا جو شخص ایسی عظیم الشان سنت کی مخالفت کرے۔ وہ لائق جہنم اور سزا اور غضب الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمام مسلمانوں کو اپنے محبوب کی محبت اور اسی روایات واحکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ـــــ سنت نبوی پر چلنا دشوار اور شرم وعار کا باعث ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق ہدایت پر چلنے اور سنت پر عمل کرنے سے بے شمار اجر وثواب ملتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ جبکہ میری امت میں فتنہ وفساد پھیل جائے۔ تو اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر وثواب ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں۔ کہ ایک یہودی نے حضور علیہ وسلم کی ریش مبارک کی اصلاح کی۔ اور زائد بالوں کو درست کیا۔ تو آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی کہ۔ اے اللہ اس کو زینت دے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ اس یہودی کی داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے۔ مگر اس دعا کی برکت سے پھر سیاہ ہو گئے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو حسن وجمال عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ اس کی داڑھی کے بال نہایت درجہ کے سیاہ ہو گئے۔ اور وہ نوے سال تک زندہ رہا۔ مگر اس کی داڑھی سفید نہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ ص ۸۴ جلد ۲) بال سفید ہو جانے کے بعد عادۃً سیاہ نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ ممکن ہے۔ کہ کسی دوائی وغیرہ کے استعمال سے بغیر خضاب کے سیاہ ہو جائیں مگر اب تک ایسا بوڑھا شخص دیکھا نہیں گیا۔ جس کی داڑھی سفید ہونے کے بعد پھر سیاہ ہو گئی ہو۔ اور حلال [illegible]

حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ بعض کسی دوا و مشیرہ کے ظرف حضور علیہ السلام کی دعا سے ان دعاؤں میں موجود بال
کی داڑھی سفید ہونے کے بعد سیاہ ہو گئی۔ (۱) شاہ عبدالرحیم کا بیمار ہونا۔ اور حضور علیہ السلام
کے بال مبارک کا ملنا۔ انفاس العارفین صفحہ ۳۱ بیان سے شاہ عبدالرحیم کی بزرگی اور حضور
علیہ السلام کا عشق اور آپ کے موئے مبارک سے عقیدت و محبت کا بخوبی پتا چلتا ہے۔ اور اس کے علاوہ
ایک بہت بڑا مسئلہ بھی سمجھ میں آ گیا۔ کہ حضرت شاہ عبدالرحیم نے فقط خیالی صورت نہیں دیکھی تھی۔ بلکہ
حضور علیہ السلام جسم اقدس کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تھے۔ کیونکہ بال مبارک جو عطا فرمائے جزو جسم
تھے۔ اور شاہ صاحب نے بچشم خود دیکھا۔ کہ آپ نے اپنی جسم ریش مبارک سے الگ کر کے عطا کیا
اور ریش مبارک کا جسمی تعلق حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے تھا جس سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام
جسم اقدس کے ساتھ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔ گو دوسروں نے نہیں دیکھا۔ جیسے جبرائیل مجلس اقدس میں بار بار
خود تشریف لاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ان کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ حضور نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا
کتاب ذکر جمیل صفحہ ۱۹۱ (۲) ابوبکر کے پاس بال۔ اور کثرت کے اندر بالادست قرآن کا ہونا۔
ان الملائکۃ یجمعون علی مشورۃ و تبرکون للقرآن (معجزات سید المرسلین بحوالہ ابو داؤد باب ۳۶۶/۲)

Dabbas

۲۳-۱۰-۲۰۰۷
۲۲-۱۰-۱۴۲۹
PM : ۳ : ۵۰ بروز جمعرات

بیوی کے حقوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ نساء پ ۵ آیت (۳۴) مرد افسر ہیں عورتوں
پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ۔ تو عورتوں کو ان کی اطاعت
لازم ہے ۔ اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں ۔ اور ان کے
مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت کا سر انجام دیا کریں ۔ (شان نزول) حضرت سعد
بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا ۔ ان کے والد انہیں سید دو عالم ﷺ کی
خدمت میں لے گئے ۔ اور ان کے شوہر کی شکایت کی اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی ۔ (۲) یعنی
مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد اور نبوت و خلافت و امامت و اذان و خطبہ و جماعت و جمعہ و تکبیر و تشریق
اور حدود و قصاص کی شہادت کے اور ورثہ میں دونے حصے اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے ان
کی طرف نسبت کئے جانے اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ ان کے لئے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے
کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھیوں اور عماموں کے ساتھ فضیلت دی ۔ بیوی پر شوہر کی اطاعت
شرعی واجب ہے ۔ مثلاً ۔ شوہر بیوی کے گھر سے باہر کے کام کرے ۔ اور بیوی گھر کے اندر کے کام کرے
جس طرح حضور نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے لئے کام تقسیم کر رکھے تھے ۔ حضرت سیدہ فاطمہ
کے گھر سے باہر کے اعمال حضرت علی کیا کرتے تھے ۔ اور حضرت سیدنا علی کے گھر کے اندر کے اعمال سیدہ فاطمہ کے ذمہ
مقرر فرمائے تھے ۔ نکاح ہو جانے کے بعد شوہر کے گھر منتقل ہونے کے بعد بیوی کے لئے شوہر پر تین چیزیں
شرعاً واجب ہو جاتی ہیں ۔ (۱) طعام ۔ کپڑا ۔ (رہائش دینا) قرآن مجید بیان فرمایا ۔
سورۃ طلاق = حدیث پاک میں ہے ۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا ۔ عورت کا
شوہر پر کیا حق ہے ۔ رسول اللہ نے فرمایا ۔ جب شوہر کھانا کھائے ۔ بیوی کو بھی کھانا کھلائے ۔ اور جب
کپڑے پہنے تو اس کو بھی کپڑے پہنائے ۔ (تفصیل) ۔ (۲) حدیث شریف میں ہے ۔ کہ شوہر جو
لقمہ بیوی کو دیتا ہے ۔ وہ بھی صدقہ ہے ۔ لہذا بیوی کے جملہ اخراجات اور مطالبات کا پورا کرنا
بیوی کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی ہے ۔ اور اس کے دو اجر ملیں گے ۔ ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا
اگر یہی احسانات کسی اجنبی کے ساتھ کئے جائیں تو صرف ایک اجر ملے گا ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی حضرت
زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت نے فرمایا تھا ۔ اگر بیوی اپنے حقوق ساقط کر دیا تو اس کو بھی دوگنا اجر ملے گا

بیوی کیلئے صاف اور ستھرا رہنا اور جسم کو معطر رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شوہر کیلئے کشش کا باعث ہو۔ اور شوہر بیوی میں رغبت کرے۔ نفرت نہ کرے۔ اسلئے بیوی کے سات ستھرا۔ اور معطر رہنے کے لئے صابن معطر کریم۔ زیور کا شوہر کے لئے انتظام کرنا واجب ہے۔ (۲) اگر بیوی اشراف سے ہے۔ والدین کے گھر میں سالن اور کھانا نہیں بناتی تھی۔ یا بیماری کی وجہ سے روٹی اور سالن نہیں پکا سکتی۔ تو شوہر پر واجب ہے۔ کہ بیوی کو روٹی اور سالن بنانے والے خادم فراہم کرے۔ اگر بیوی اپنا سالن اور روٹی پکا سکتی ہے۔ مریضہ نہیں اور بنات اشراف سے نہیں ہے۔ تو شوہر پر تیار سالن اور روٹی فراہم کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ خورد و نوش کی اشیاء فراہم کرنا واجب ہے۔ (رسالہ نور الحبیب ص ۷۷ تا ص ۸۸ مارچ ۲۰۰۶ء صفر المظفر ۱۴۲۷ھ)

(۲) قیامت میں سوال۔ حضرت ابن عمر نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ تم سب محافظ ہو۔ اور سب اپنی رعیت کے بارے میں اپنے حال سے پوچھے جاؤ گے کہ لوگوں پر حاکم محافظ ہے۔ اور اپنی رعیت پر سوال کیا گیا اور غلام اپنے آقا پر محافظ ہے۔ اور اس سے سوال کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں پر محافظ ہے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا۔ (۳) خاوند پر حقوق۔ اعمش روایت کرتے ہیں۔ مرد کو چاہیئے کہ عورت کے چند حق ادا کرے۔ ہوا خرچ کی احکام بتائے۔ اس کو اللہ رسول کے احکامات دنیا کی طرف متوجہ ہونے دے۔ آخرت کی ہدایت کرا اور ماتحتی احکامات۔ جس عورت نے یہ عادتیں اپنے خاوند سے سیکھیں تو اس کا حق اللہ پر ہو گیا ہے۔ کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ اور اپنا دیدار عطا کرے۔ (۴) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ پانچ خرچوں کا حساب قیامت کے دن نہیں کیا جائے گا۔ ماں باپ پر خرچ۔ بیوہ۔ محتاج عورتوں پر خرچ۔ اور سسرال والوں پر خرچ اور اپنے اہل عیال پر خرچ کرنا۔ (۳) حضرت ابن عمر بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ کونسا مسلمان پورے ایمان والا ہے۔ فرمایا جس کا خلق اہل و اولاد کیلئے اچھا ہو۔ وہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ (۴) تمیم داری سے روایت ہے۔ کہ عورت کے حق مرد پر یہ ہیں۔ کہ اگر زبان درازی کرے تو برداشت کرے۔ اس کی نصیحت کے لئے ہاتھ کر منہ کا کلام کرے۔ تذکرۃ الواعظین ص ۳۷۹

(۴) عمر بن الخطاب) مذکور ہے۔ کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی خدمت میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا۔ جب دروازے پر پہنچا تو اس نے آپ کی زوجہ حضرت ام کلثوم کی آواز سنی جو قدرے تلخ تھی۔ اس شخص نے کہا۔ کہ میرا تو خیال تھا کہ امیر المومنین کے حضور اپنی بیوی کی شکایت کروں گا۔ لیکن آپ کے ساتھ

ہمیں وہیں معاملہ درپیش ہے۔ جو میرے ساتھ ہے۔ لہٰذا وہ اپنی شکایت اپنے ساتھ واپس لئے پلٹ گیا۔ حضرت علی نے اسے بلایا اور اس سے آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا۔ میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا تھا۔ جب میں نے آپ کی زوجہ کی کچھ تلخ گفتگو سنی تو واپس چلا آیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں اس کے ان حقوق کی وجہ سے درگزر کر دیتا ہوں۔ جو مجھ پر ہیں۔ (۱) وہ میرے اور جہنم کے درمیان حجاب ہے۔ میرا دل اس کے ذریعہ حرام سے بچتا ہے۔ (۲) وہ میرا خزانچی ہے۔ دھوبن ہے۔ بچوں کی پرورش کرتی ہے کھانا پکاتی ہے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ میری بیوی بھی میرے لئے یہی اہتمام کرتی ہے۔ آپ اس سے درگزر فرما دیتے ہیں۔ تو میں بھی درگزر کر دیتا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ ۲۹۲ جلد ۲)

(۵) عورت کو زندہ کرنا ۔ ایک بار عیسیٰ کا ایک اسحٰق نامی شخص پر گزر ہوا۔ جو ایک قبر کے پاس بیٹھا رو رہا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا تو کہنے لگا کہ یہ میری بیوی کی قبر ہے۔ میرے چچا کی لڑکی تھی۔ مجھے اس سے سخت محبت تھی۔ اب مجھے اس کی قبر سے جدا ہونے کی تاب نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ میں حکم خدا سے اسے زندہ کر دوں۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے قبر والے حکم خدا سے اٹھ۔ تو ایک حبشی غلام آگ کی طرح شعلہ مارتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ۔ کہتا تھا۔ اس نے کہا۔ یہ اس کی قبر نہیں ہے۔ اور عورت کی قبر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے جو اسے پکارا تو حکم خدا سے وہ نکل پڑی۔ اس شخص نے اسے لے لیا۔ اور بڑا خوش ہوا۔ بہت جاگنے کے باعث اسے نیند آگئی۔ اتنے میں بادشاہ کا بیٹا ادھر سے گزرا۔ تو وہ اُسے پسند آگئی۔ اور عورت نے بھی اُسے پسند کیا۔ پھر اس نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور لے کر چلا گیا۔ وہ شخص جب بیدار ہوا۔ تو عورت کو نہ پایا۔ اور اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا آخر کار۔ بادشاہ کے بیٹے کے پاس اسے پایا۔ اور کہا یہ میری بیوی ہے۔ وہ بولی تو جھوٹا ہے۔ میں تو بادشاہ کے بیٹے کی لونڈی ہوں۔ اس کے بعد عیسیٰ کا ان پر گزر ہوا۔ تو وہ شخص نے کہا۔ یا روح اللہ یہ میری وہی بیوی ہے۔ جس کو خدا نے آپ کے ہاتھ پر زندہ کیا تھا۔ بادشاہ کا بیٹا بولا۔ نہیں بلکہ یہ میری لونڈی ہے عیسیٰ نے اس سے پوچھا۔ کیا میں نے تجھے خدا کے حکم سے زندہ نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو کچھ ہم نے تجھے دیا تھا ہمیں واپس کر دے۔ یہ کہنا تھا کہ وہ مر کر گر پڑی۔ پھر عیسیٰ نے فرمایا۔ جو یہ چاہتا ہو۔ کہ ایسے شخص کو دیکھے۔ جو کافر مرا ہو۔ پھر اسے خدا نے زندہ کر دیا ہو۔ اور دوبارہ مومن ہو کر مرا ہو۔ وہ اس حبشی غلام کو دیکھے۔ اور جو چاہتا ہو کہ ایسی عورت کو دیکھے جو ایمان دار

مری ہو۔ ہم خدا نے اُسے زندہ کیا ہو۔ بعد کافر ہو کر مرا ہو تو اس عورت کو دیکھے۔ نزہۃ المجالس ص ۲۷/۲

(۶) عورت کو بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان ہے۔ وہ جب کسی چیز کو دیکھے۔ تو اچھی بات کہے۔ ورنہ خاموش رہے۔ عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دو گے۔ اور اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ عورتوں سے خیر خواہی کرو۔ (مسلم) (۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کبھی کوئی کھانا اور گوشت خراب نہ ہوتا۔ اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کبھی کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی (مسلم) (۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا قال الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ (مسلم)

(حدیثوں کی وضاحت) (شرح مسلم ص ۹۹۹ تا ۱۰۰۲ جلد ۳)

(۷) عابدہ کا انکارِ نکاح۔

Muqwane Qari Muhammad Abbas Nizami Distt. Teh. Pakpattan

محمد عباس

31-10-2008
1-11-1429
بروز جمعۃ المبارک
11 AM

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ابتداء ص ۳۲۹ کتاب ھذا ہے شرادِ گلشن گلشن سبحان اللہ
معرفت شنا میں سرود و سخن ہے ۔ کیا دیکھے کوئی وسعت بڑی ۔ ہو کیسے بیان عظمت بڑی ۔ عاجز ہے تو
قاصر ہے ذہن ہے ۔ مطلوب بھی تو ۔ مقصود بھی تو ۔ مسجود بھی تو معبود بھی تو ۔ تو روحِ صبا تو جانِ چمن ہے
گلزارِ نعت ص ۱۵۹ ۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا ۔ چار چیزیں ایسی ہیں جس شخص کو اللہ نے عطا فرمائیں ۔ اس کو دین اور دنیا کی خیر عطا فرما دی ۔
(۱) قلب شاکر ۔ (۲) زبان ذاکر ۔ (۳) بدن صابر ۔ (۴) ایسی بیوی جو شوہر کے لیے اپنی عزت میں
اور اس کے مال میں خیانت نہیں کرتی ۔ مشکوٰۃ ۔ حضور نے فرمایا میں نے جہنم میں دیکھا اہل نار لوگوں میں
سے اکثر عورتیں ہیں ۔ عورتوں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ کیوں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ عورتیں لعنت کی کرتی ہیں
اور شوہر کی ناشکری کرتی ہیں ۔ بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی ہے ۔ بیوی حسب طاقت شوہر کے
گھر کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے ۔ گھر کی صفائی اور کھانا اور شوہر کے کپڑے وغیرہ صاف کرنے کا کام کرتی رہے
اور شوہر کے لیے مناسب ہے کہ بیوی کو گھر سے باہر کے کام کرتا رہے ۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی سے حضور
نے فرمایا ۔ علی تمہارے باہر کے کام کرے گا ۔ اور تم علی کے گھر کے کام کرو گی ۔ (۴) حضرت اسماء بنت صدیق
فرماتی ہیں ۔ کہ میرے ساتھ حضرت زبیر بن عوام نے نکاح کیا ۔ تو ان کے پاس سوائے ایک اونٹنی اور گھوڑے
کے کچھ نہ تھا ۔ میں ان کے گھوڑے کی خدمت کرتی تھی ۔ اور اس پر پانی بھر کے لاتی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک
لونڈی عطا فرمائی ۔ تو گھوڑے کی خدمت سے میں آزاد ہو گئی ۔ بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی
ہے ۔ کہ شوہر کو کسی حال میں اپنے قول اور عمل سے ایذا نہ پہنچائے ۔ اور جب شوہر گھر آئے
مسکراہٹ سے اس کا استقبال کرے ۔ اور مسرت بات اور ماکولات سے اس کی تواضع
کرے ۔ اور خوشی کا اظہار کرے ۔ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا ۔ کوئی بیوی دنیا میں اپنے مسلمان شوہر کو ایذا دیتی ہے مگر جنت میں
موجود سفید بڑی آنکھوں والی حوریں اس شوہر کی اخروی بیوی کہتی ہیں
اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے ۔ شوہر کو تکلیف نہ دو ۔ وہ تیرے پاس
مہمان ہے ۔ عنقریب میرے پاس پہنچنے والا ہے ۔ (۵) حدیث شریف میں ہے کہ
عورت جس پر موت کے وقت شوہر راضی ہو ۔ وہ جنت میں داخل ہو گی ۔ حدیث شریف میں ہے ۔

کہ جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھتی ہے۔ اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور شوہر کی اطاعت کرتی ہے۔ وہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جائے۔

(۶) اونٹ کا سجدہ۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ نے حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا۔ آپ کے صحابہ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ (یعنی سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں) آپ نے فرمایا۔ اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ اگر میں کسی آدمی کو کسی غیر اللہ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو اپنے شوہر کیلئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ مشکوٰۃ۔

(۷) صفوان کی شکایت۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ جب کہ آپ کے پاس بڑے بڑے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ اس عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ میرا شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں۔ مجھے مارتا ہے۔ اور جب روزہ رکھتی ہوں تو روزہ افطار کرا دیتا ہے۔ اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا۔ حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ حضرت صفوان بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے اس سے ماجرا پوچھا۔ جو اس کی بیوی نے بطور شکایت ذکر کیں تھی۔ حضرت صفوان نے عرض کی ۔۔ یا رسول اللہ میری بیوی کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں۔ مجھے صفوان مارتا ہے۔ وہ اس لئے کہ یہ نماز میں دو طویل سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس سے اس کو منع کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کو رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر ایک سورۃ ہو تو لوگوں کو کافی ہے۔ پھر صفوان نے عرض کی۔ میری بیوی کا یہ قول کہ جب میں روزے رکھتی ہوں تو یہ افطار کرا دیتا ہے وہ اس لئے کہ یہ روزے رکھنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور میں جوان آدمی ہوں۔ میرا بھی کوئی حق ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا عورت نفلی روزے نہ رکھے۔ مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ پھر صفوان نے عرض کی۔ اس کا قول یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ بس بے شک ہم محنت و مشقت کے گھر والے ہیں۔ یہ ہمارے لئے معروف اور عادت ہو گئی ہے۔ ہم نہیں جاگ پاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا اے صفوان جب بھی جاگ جائے تو نماز پڑھ لیا کر۔ مشکوٰۃ شریف۔ (سبق اور اشارات)

(۸) عورت کیا ترہیب؟ میں نے جنت میں دیکھا۔ تو اہل جنت میں عورتیں بہت کم ہیں۔ تو میں نے پوچھا۔ عورتیں کہاں ہیں؟ جواب ملا۔ ان کو احمران نے مشغول کر رکھا ہے۔ یعنی دو سرخ چیزوں سونا اور زعفرانی

خوشبو نے ان کو جنت سے محروم کر دیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ سونا زیورات۔ اور خوشبودار اشیاء۔ پرفیومز۔ پوڈر۔ کریمیں عورت کی کمزوری ہے۔ اور اس میں منہمک ہونے کی وجہ سے نہ انہیں نماز کا خیال ہوتا ہے نہ شوہر کا۔ نہ زکوٰۃ کا۔ اور نہ کسی دوسرے کی عبادت کا۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لئے ان اشیاء کی وجہ سے جنت سے دور کر دی گئیں۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جبکہ شوہر کے بیوی پر حقوق کثیرہ سے دو اہم حق ہیں۔ (۱) اپنی عزت کی حفاظت۔ اور ستر یعنی غیر محرم لوگوں سے مستور رہنا۔

(۲) شوہر سے ضرورت سے زیادہ اخراجات کا مطالبہ نہ کرنا۔ موجودہ دور کی خواتین میں نہ حفاظت ہے۔ اور نہ ستر۔ اور نہ ہی اخراجات کے مطالبہ میں قناعت ہے۔ بلکہ عریانی ہے۔ بے حیائی ہے۔ فحاشی ہے۔ اور اخراجات کی حالت یہ ہے کہ ہمارے ایک دوست فرمایا کرتے ہیں۔ آج کل بیوی کو پالنا ہاتھی کو پالنا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت ایک ہاتھی نہیں۔ دس ہاتھی فرمائیں۔ کیونکہ روزانہ دستر خوان پر 2 + 2 ڈشیں صبح ناشتہ۔ دوپہر۔ اور شام کھانا۔ اور سارا سارا دن منہ کو حرکت میں رکھنے کے لئے کم از کم ۵۰ مالٹے۔ اور متعدد دفعہ مشروبات۔ اور چائے۔ (اور سویٹ ڈشز ہ رسمیں) تربیت والوں

(۹) شوہر کی رضا۔ روایت ہے۔ معروف صرف و نحو کے عالم حضرت اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں گیا۔ تو دیکھا ایک چاند صورت حسینہ اور جمیلہ عورت نہایت بدصورت شوہر کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزار رہی ہے۔ میں نے اس خاتون سے کہا۔ کیا تو اپنے لئے راضی ہے کہ ایسے شوہر کے پاس رہے۔ اس خاتون نے جواب دیا۔ اے فلاں چپ ہو جا۔ تو نے یہ بات کر کے اچھا نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے کہ میرے شوہر نے کوئی ایسی نیکی کی ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ اور اس نیکی کی جزا میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بیوی بنا دیا ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجھے اس بدصورت شوہر کی صورت دی ہو۔ پس میں کیوں راضی نہ ہوں۔ اس شوہر پر جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پسند فرمایا ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے۔

(۱۰) عبادت حضور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ ایسے شوہر پر جو رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے۔ اور تہجد کے نوافل پڑھے۔ اور بیوی کو اٹھائے۔ اور نماز تہجد ادا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی بیوی پر کہ تہجد کے نوافل پڑھے۔ اور شوہر کو جگائے۔ نماز پنجگانہ تو فرض ہیں۔ اور تہجد کی نماز مستحب ہے۔ صالحات خواتین نماز کے علاوہ تلاوت وظائف تہجد۔ اشراق بھی ادا کرتی ہیں۔ اور بعض خواتین اس کے علاوہ گھر کے حصہ میں بھی نماز کے علاوہ دس دس پارے تلاوت کرتی ہیں۔ اور نوافل بھی ادا کرتی ہیں

(۱۱) باپ کی مغفرۃ ۔ حضرت امام غزالی نے ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک آدمی سفر پر چلا گیا۔ اور بیوی سے عہد
لیا کہ میرے واپس آنے تک تو گھر کے بالا خانہ سے نیچے نہیں اترے گی۔ تحتانی منزل میں اس خاتون کا والد
رہتا تھا۔ اس کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے حضور کی خدمت میں آدمی بھیجا اور شوہر کے ساتھ عہد کا ذکر
کرنے کے بعد دریافت کیا کہ مجھے والد کی عیادت کیلئے نیچے اترنے کی اجازت ہے۔ حضور نے فرمایا شوہر کی
اطاعت کر۔ یعنی آپ نے نیچے اترنے کی اجازت نہ دی۔ اتفاق سے اس عورت کا والد اسی مرض میں فوت
ہو گیا۔ پھر اس عورت نے حضور سے نیچے اترنے اور والد کے جنازہ میں شرکت کے لئے اجازت طلب کی۔ تو آپ
نے فرمایا۔ اپنے شوہر کی اطاعت کر۔ چنانچہ اس عورت کے والد کو دفن کر دیا گیا اور شوہر کی اطاعت کی وجہ
سے وہ عورت نیچے نہ اتری۔ حضور نے اس عورت کی طرف آدمی بھیجا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی
مغفرت اس لئے فرما دی ہے۔ کہ تو نے شوہر کی پوری اطاعت کی ہے۔ ـــ + ـــ حکم شریعت اور سبق۔
(یہ تمام واقعات رسالہ نور الحبیب فریدی ۶.۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ صفحہ ۸۷ تا صفحہ ۹۵ جلد ۱۸ شمارہ ۲)
(۱۲) خاوندوں کیلئے دعا ۔ حضرت قتادہؓ بیان کرتے ہیں ۔ کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ
روز قیامت عورت سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائیگا ۔ پھر خاوند کے حقوق کے بارے میں سوال
ہوگا ۔ اسی طرح عورت جب نماز پڑھ کر اپنے شوہر کیلئے دعا نہیں مانگتی تو اس کی نماز اس وقت
تک قبول نہیں کی جاتی ۔ جب تک نماز کے بعد شوہر کیلئے دعا نہ مانگے ـــ (۲) درخت نے سجدہ کیا
حضرت بریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ۔ معجزہ طلب کیا
(تنبیہ الغافلین صفحہ ۲۸۸ جلد ۲ ۔ نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رح) (۱۳) خاوند کو پانی پلانا ۔ رسول اللہؐ سے
روایت ہے ۔ کہ جو بھی عورت اپنے خاوند کو پانی کا ایک گھونٹ پلا دے ۔ تو یہ اس کے لئے ایک سال کی عبادت
دن بھر روزہ رکھنے اور رات کو کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے ۔ کیونکہ قیامت کے دن اول عورت سے اس کے
خاوند کے حق سے سوال کیا جائے گا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ کہ چار آدمیوں کو جنت کی
بو پانچ سو برس کی راہ سے پالے گی جس کا کنبہ بہت ہے ۔ اور وہ رات دن کوشش کر کے ان پر خرچ کرتا ہے ۔
جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر کے اسی حال میں مر جاتا ہے ۔ اور جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے ۔ اور جو عورت اپنا
مہر خاوند کو بخش دیتی ہے ۔ تذکرۃ الواعظین ص ۳۱ ۔ محمد صبغۃ حسنی القادری (۱۴) کپڑے دھونا ۔ حضرت عبداللہ بن
مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جب عورت اپنے خاوند کے کپڑے دھوتی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اس

کے لیئے۔ ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے، اور معاف کرتا ہے اس کے ۲ ہزار گناہ۔ اور استغفار کرتی ہے تمام مخلوق۔ اور بلند کرتا ہے۔ اس عورت کیلئے ہزار درجات ہے اخاوند کی رضا) روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور آپ نے دیکھا بیٹی کی آنکھوں سے آنسو ہیں۔ اور رنگ بدلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اے میری بیٹی کیا ہے، آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کل رات گذشتہ میرے اور علی کے درمیان کچھ باتیں خوش طبعی کی ہو رہی تھیں۔ ناگاہ نکل میرے منہ سے کچھ ایسی بات حضرت علی ناخوش ہو گئے۔ اور میں شرمندہ ہوئی۔ اور معلوم اور کراہتی تھی میں خدا سے پس میں نے حضرت کو کہا۔ اے میرے حبیب راضی ہو جا۔ اور میں نے اس کے گرد سات بار طواف کیا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے۔ اور ہنسے خوشی کے ساتھ۔ فرمایا نبی اکرم ﷺ اے بیٹی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تو علی کو راضی کرنے سے بغیر مر جاتی تو میں تیرا جنازہ نہ پڑھتا۔ اے میری بیٹی کیا تو نہیں جانتی کہ شوہر کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے اور اس کا غضب اللہ کا غضب ہے۔ (درۃ الناصحین ص ۱۲۶)

بروز جمعرات ۳۳ : ۱ : ۹ AM

۶-۱۱-۲۰۰۸
۵-۱۱-۱۴۲۹

گستاخانہ کیلئے کیا۔ خدا نے ہدایت سے محروم کر دیا۔ بلال و اویس و حبیب و سلمان نے عظمت رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ خدا نے ہدایت سے بھی نوازا۔ اور عظمت کی بلندی پر بھی پہنچا دیا۔ کیونکہ من تواضع اللہ فقد رفعہ اللہ اسی طرح یمامہ کے سردار نے در مصطفیٰ ﷺ پہ جھکنا جھک کر سرداری بھی قائم رکھی۔ اور ہدایت سے بھی نواز دیا گیا

مقالات و خطبات الباقیات الصالحات ص ۳۸۴

از مفتی غلام حسن قادری حزب الاحناف لاہور

بروز ہفتہ

۲۲-۱۱-۲۰۰۸
۲۳-۱۱-۱۴۲۹

PM : ۶ : ۴۵ - ۵۱

فلسفۂ صبر و شکر

۸۹ے

لئن شکرتم لازیدنکم ۔

اگر تم شکر کروگے تو میں مزید ضرور تمہیں زیادہ دوں گا ۔ نعمت ملنے پر شکر کیا جاتا ہے۔ اور مصیبت و تکلیف پر صبر کرنے کا حکم ہے۔ شکر کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور صبر کی جزا کو کئی طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ان اللہ مع الصبرین۔ (القرآن) انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ حدیث پاک میں ہے۔ صبر کی جزا جنت ہے۔ بعض اہل اللہ مصائب و آلام پر بھی شکر کرتے ہیں۔ گویا تکلیف ان کے لئے نعمت ہے۔ کیونکہ امتحان و آزمائش پر صبر کرنا اگر گناہگاروں کے گناہ معاف کرتا ہے۔ تو نیکوکاروں کے درجات بلند کرتا ہے۔ اس لئے وہ ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔

۱۔ حکایت۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اپنی مشہور زمانہ کتاب گلستان میں اس طرح کے ایک درویش کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اس کو دریا کے کنارے پر دیکھا۔ کہ تیندوے (پانی کے ایک خوفناک جانور) کا زخم خوردہ تھا۔ اور کوئی علاج معالجہ کارگر ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ عرصہ دراز تک اس حالت میں وہ پیچ و تاب کھاتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں۔ میں نے حیران ہو کر ایک دن اس سے سوال کیا۔ شکر کرنے کا یہ مقام ہے نہ کوئی وجہ نظر آ رہی ہے۔ اپنی مصیبت کے موقع پر صبر کرنا تو سمجھ میں آتا ہے۔ شکر کرنے کا کیا مطلب۔ تو درویش نے جواب دیا۔ شکر اس بات پر کر رہا ہوں۔ کہ مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں معصیت گناہ میں مبتلا نہیں ہوا۔

اگر میرا مالک میرے قتل کا حکم دے تو یقین کرلے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا غم نہ ہوگا۔ اس وقت بھی غم ہوگا تو اس بات کا کہ میری کس خطا کی وجہ سے میرا مالک مجھ سے ناراض ہوا ہوگا۔ تو میں یہ عرض کروں گا۔ کہ مجھ سے کون سی غلطی ہوگئی ہے۔ کہ آپ کا دل مجھ سے آزردہ ہوا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ اپنے اس عمل پر اس مرد خدا نے قرآن پاک سے استدلال کیا اور فرمایا۔ مردانِ خدا مصیبت را معصیت اختیار کنند۔ اللہ تعالیٰ کے بندے مصیبت کو معصیت پر ترجیح دیتے ہیں۔ یعنی گناہ سے بچنے کے لئے بڑی سے بڑی مصیبت کو سینے سے لگا لیتے ہیں۔ جس طرح کہ یوسف علیہ السلام نے ایک طرف عورتوں کا مکر و فریب دیکھا۔ اور دوسری طرف قید خانہ دیکھ کر اپنے رب سے عرض کیا۔ قال رب السجن ـــــ الیہ۔ اے اللہ مجھے قیدخانہ زیادہ پسند ہے۔ اس بات سے جس کی طرف وہ مجھے بلا رہی ہیں۔ ـــــ اسی طرح کی ایک حکایت مخزن التوحید میں لکھی گئی ہے۔ کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ اس کے سارے بدن پر

(زنبور) (بھڑ۔ ڈبھوں) بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس کو خوب کاٹ رہے ہیں۔ لیکن اتنی تکلیف کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ چار سو سال سے جاری ہے۔ آپ نے پوچھا شکر کرنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا اس بات پہ شکر کر رہا ہوں۔ کہ نہ نیند آتی ہے۔ نہ غفلت طاری ہوتی ہے اور نہ یادِ الٰہی میں فتور آتا ہے۔ (۲) ایمان افروز واقعہ۔ بصرہ میں ایک بزرگ مشکی کے نام سے مشہور تھے۔ مسک عربی میں مشک کو کہتے ہیں لہٰذا مسکی کے معنیٰ ہوئے مشکبار۔ یعنی مشک کی خوشبو میں بسا ہوا۔ اس بزرگ کی خاصیت یہ تھی۔ کہ یہ ہر وقت معطر رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس راستے سے گزر جاتے وہ راستہ بھی مہک اٹھتا۔ جب داخلِ مسجد ہوتے ان کی خوشبو سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مشکی تشریف لے آئے ہیں۔ کسی نے باصرار دریافت کیا۔ کہ آخر آپ کونسا عطر استعمال فرماتے ہیں۔ جو آپ سے اس قدر خوشبو آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ میں کوئی خوشبو نہیں لگاتا۔ میرا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ میں بغداد معلیٰ کا رہنے والا ہوں ______ جبرائیل کے ہاتھ لگا۔ (روض الریاحین)

بعض کتب میں اس سے آگے یوں بھی بیان ہوا۔ کہ جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو ان کی قبر سے بھی کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ گناہوں سے باز رہنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وامامن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی۔ فان الجنۃ ھی الماوی (النازعات)

(۲) سلطان محمود غزنوی اور ایاز کی محبت۔ شاہد ہیں۔ اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرنے والوں کو نور کے ممبروں پر بٹھایا جائے گا۔ (شاکر اور صابر دونوں جنت میں۔ ایک روایت)

(۳) ابراہیم بن ادھم کے خواب میں فرشتے آئے۔ جو نام کی لسٹ لے کر آئے تھے اور اللہ کا [illegible]

(۴) صبر کا پھل۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص (صحابی رسول) اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ اور جب ان کی محتاجی دیکھی۔ تو تنگدستی کی وجہ سے جنگل کا رخ کر لیا۔ تاکہ لکڑیاں وغیرہ کاٹ کے لائے۔ اور جو مزدوری ملے اس سے بچوں کا پیٹ پالے۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا۔ تو وہ چکی کی طرف گئی۔ پاٹ پہ ہاتھ رکھا۔ اور پھر تنور کی طرف گئی۔ اس میں آگ جلائی۔ تاکہ پڑوسی یہ نہ سمجھیں کہ ہم بھوکے ہیں۔ اور ہمارے فقر و فاقہ پر کوئی مطلع نہ ہو جائیں۔ اور ہمارے ثواب میں کمی ہو۔ پھر اس نے دعا کی۔ اے اللہ ہمیں رزق عطا فرما۔ دعا کرنے کی دیر تھی۔ کہ چکی آٹے سے بھر گئی۔ اور تنور روٹیوں سے بھر گیا۔ خاوند واپس آ گیا۔ اور اس نے پوچھا۔ میرے بعد تم نے کچھ پایا۔ بیوی نے کہا۔ ہاں اپنے رب کی طرف سے سب کچھ پا لیا۔ خاوند

ماجرا سن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ حضور نے فرمایا۔ اگر کسی کو یہ شخص بنو نہ کرتا۔
اور نہ بتاتا۔ تو قیامت تک چلتی رہتی۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۴ (۳) صبر کا شکر)
اور اگر کوئی تکلیف آئے یا محرومی تک آئے تو استقلال کے ساتھ محنت کرتا رہے۔ اور صبر سے کام لے۔
اور واویلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم
تفلحون۔ آل عمران ص ۲۰۰۔ اے ایمان والو صبر کرو۔ اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو۔ اور آپس میں
رابطہ رکھو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ مقالات و خطبات ص ۱۶۲ تا مفتی غلام حسن

(۴)۔ صحابہ کرام کے اخلاص کی ایک جھلک ۔ حضرت حنظلہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں
اور عرض کرتے ہیں۔ حضور حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ فرمایا کیسے عرض کی جب آپ کی بارگاہ میں بیٹھا ہوں
تو جنت دوزخ سامنے ہوتی ہے۔ اور جب گھروں کے دھندوں میں مصروف ہو جاتا ہوں تو آپ کی بارگاہ
والی کیفیت نہیں رہتی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ بات سنی تو سوچا۔ حالت تو میری بھی ایسی ہے۔ مسئلہ
حضور کی بارگاہ میں عرض کر دیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ منافقت نہیں بلکہ اگر تمہاری
گھر میں بھی یہی حالت ہو جو یہاں ہوتی ہے۔ تو قسم بخدا تم اپنے بستروں پر آرام کرو۔ گلیوں
میں چلو۔ تو فرشتے قطار اندر قطار کھڑے ہو کر تم سے مصافحہ کریں۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم
ہوا۔ کہ صحابہ کرام کا اخلاص یہ تھا۔ کہ تبدیلی حالت کو بھی منافقت شمار کرتے۔ اور حضور کے فرمان
سے پتہ چلا۔ کہ مومن کی یہ حالت ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے پاس تو فرشتے مصافحہ کریں۔ اور اس کی
کی زیارت کیلئے آئیں۔ ورنہ حضور فرما دیتے کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ تمہاری ایک ہی حالت
رہے۔ بلکہ فرمایا اگر ہو جائے تو فرشتے زیارت کو آئیں۔ (ملخصاً) ایضاً ص ۱۶۳

؎ کتنے رنگین تیری محفل کے نظارے ہوں گے۔
جب تیرے پاس تیرے پیارے ہوں گے۔

مقالات و خطبات
مفتی غلام حسن قادری۔

رابعہ بصری کے ایک ہاتھ میں آگ۔ اور پانی کی حکایت

(۵) مجنوں اور لیلیٰ کا واقعہ کسی نے پوچھا۔ خلافت امام حسین کا
حق ہے یا امیر معاویہ کا۔ تو کہا۔ یہ تو انصاف ہی ختم ہو گیا۔
یہ تو میری لیلیٰ کا حق ہے۔ ایضاً ص ۱۶۱ تا ص ۱۶۲

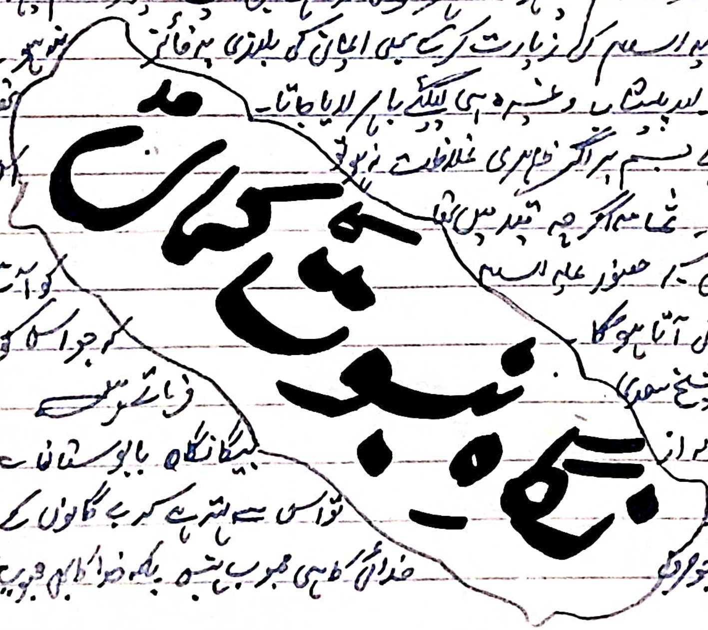
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؎ آج یہ جلوہ دکھایا یار نے ۔ مست و دیوانہ بنایا یار نے

(۱) نگاہِ نبوت سے ایک سردار کا قبولِ اسلام ، دل کا رشتہ عرش سے بھی بڑھ گیا ۔ جب سے دل میں گھر بنایا یار نے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا ۔ یاد رہے کہ نجد کا لغوی معنیٰ تو اونچی زمین ہے ۔ لیکن نجد کا علاقہ مراد ہو تو وہ عرب کے پانچ صوبوں (حجاز ۔ عراق ۔ یمن ۔ بحرین اور نجد) میں سے ایک صوبہ ہے ۔ موجودہ دور کے نجدی عقائد رکھنے والوں نے بڑا زور لگایا کہ جس نجد کے لئے حضور علیہ السلام نے دعا نہ فرمائی اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہاں سے فتنے زلزلے اور شیطان کے سینگ نکلیں گے وہ نجد عراق ثابت ہو جائے تاکہ شیخ نجدی اور اس کے پیروکاروں کو حضور صلعم کی دعا سے محرومی نصیب نہ ہو ۔ حالانکہ شیخ نجدی والا نجد وہ ازلی بدبخت خطہ ہے جو حضور علیہ السلام کی دعا سے محروم ہے ۔ الغرض اس دور میں نجد عرب کے پانچ صوبوں میں سے ایک صوبہ تھا اور ان پانچ صوبوں کے علاوہ سارے جہان کو عجم کہا جاتا ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ۔ حضور علیہ السلام نے لشکر بھیجا وہ لشکر بنی حنیفہ قبیلے کے ایک شخص جو یمامہ والوں کا سردار تھا اور اس کا نام ثمامہ بن اُثال تھا ۔ کو پکڑ کر لے آیا یہ شخص کافر تھا ۔ صحابہ کرام نے ثمامہ کو مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا ۔ شاید اس لئے تاکہ حضور علیہ السلام کو آتے جاتے دیکھے اور ایمان کا نور دیدارِ حضور سے اس کے سینے میں اتر جائے ۔

عجیب حسن تھا ان کا جلوہ نما دیدار کا عالم کیا ہوگا ۔ ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

کوئی بدنصیب ہی ہوگا جو حضور علیہ السلام کی زیارت کرے بھی ایمان کی بلندی پر فائز نہ ہو ۔



ثمامہ کو مسجد نبوی میں باندھ رکھا اور پیشاب و غسل وغیرہ کے لیے باہر لایا جاتا ۔ ... تھا

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ کافر کے جسم پر اگر ظاہری غلاظت نہ ہو تو ... اسے

کو مسجد میں لانا باندھ رکھنا جائز ہے ۔ ثمامہ اگرچہ قید میں تھا

لیکن اس کے بعد والے حالات بتاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ... کو آتے

جاتے دیکھ کر اس کو اس قید میں وہ سکون آتا ہوگا ... کہ جو اسکو

سرداری میں بھی حاصل نہ ہوا ہوگا ۔ شیخ سعدی ... فرماتے ہیں

سے پائے در زنجیر پیش دوستاں ۔ بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

محبوبوں کے سامنے بندہ زنجیر ڈال میں جکڑا ہو تو ... تو اس سے بہتر ہے کہ بیگانوں کے

ساتھ باغ میں ہو ۔ اور یہاں محبوب بھی وہ کہ جو ... خدا کا بھی محبوب ہے بلکہ خدا کا بھی محبوب ہے

جس کا دیدار تو پھر دیدار ہے ۔ اس کے مدینے کی زیارت کا شوق تمام عمر کھلا دیتا ہے ۔
جو زائر ہیں وہ زندہ لوٹتے ہیں حاضری دے کر ۔ جو عاشق ہیں وہ ان کے شہر سے مر کر نکلتے ہیں
نصیر اپنی امیدیں بھی ہیں اس کوچے سے وابستہ ۔ کہ جس کوچے کے ذرّوں میں بوذر نکلتے ہیں ۔

حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے کے مریدین کا قافلہ جب مدینہ رواں تھا ۔ کہ ڈاکوؤں نے راستے میں لوٹ لیا مارا اور آگے بھیج دیا ۔ جب حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپس مرشد کے پاس آئے ۔ تو شکایت کے انداز میں ڈاکوؤں کا واقعہ بیان کیا ۔ آپ نے فرمایا محبوب کے دیس والوں کی شکایت نہیں کرتے ۔ جب اگلا سال آیا ۔ تو خواجہ صاحب خود حج پر تشریف لے گئے ۔ اور بعینہٖ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا ۔ جس طرح کا پچھلے سال مریدین کے ساتھ پیش آیا تھا ۔ یعنی ڈاکوؤں نے مال بھی لوٹ لیا اور مارا بھی ۔ اور لوٹ مار کے مدینے بھیج دیا ۔ اور جب واپس تشریف لائے تو مریدین کو خبر ہو گئی تھی ۔ کہ آپ کے ساتھ بھی ویسا ہی واقعہ پیش آیا ہے ۔ اور پچھلے سال والی بات بھی یاد تھی ۔ سوچ رہے تھے ۔ کہ اب حضرت کس طرح بیان کریں گے ۔ جب مریدین نے ماجرا پوچھا ۔ تو فرمایا ۔

مرندے ہیں ۔ لگیندے سا ہیں مدینے والے کھیندے سا ہیں ۔ اساں دی جان تے سو واری اساں دے پیار توں صدقے ۔

بات کہاں سے کہاں چلی گئی ۔ جس ستون کے ساتھ ثمامہ کو باندھا گیا ۔ اور وہ حضور علیہ السلام کی آتے جاتے زیارت کرتا ۔ وہ ستون اتنا بابرکت ہو گیا کہ آج تک اس کی زیارت کی جاتی ہے کیونکہ ثمامہ پر حضور علیہ السلام کی نظر پڑتی تھی ۔ اور اس نگاہ ناز سے ستون بھی مستفیض ہوتا رہا ۔ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ۔ فقال ماذا عندك یا ثمامہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے ۔ یا ہمارے بارے میں تو کیا خیال رکھتا ہے ہم تیرے ساتھ کیسا سلوک کریں ۔ قیدیوں کے ساتھ بھی ہمارے آقا کیسی محبت کا معاملہ فرما رہے ہیں

اس قید پہ ہزاروں آزادیاں قربان کہ جس قیدی کا محبوب خدا حال پوچھ رہے ہیں ۔
دیکھا انہیں جس نے تو رحمت نے پکارا ۔ آزاد ہے جو آپ کے دامن میں چھپا ہے ۔

ثمامہ نے اس سوال پر حضور علیہ السلام کو عجیب جواب دیا ۔ اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا ۔ تو قتل کے حقدار کو قتل کیا ۔ کیونکہ آپ کے کئی ساتھیوں کو میں نے قتل کیا ۔ یا مطلب یہ ہے ۔ کہ میں کوئی معمولی آدمی نہیں ہوں بلکہ سردار ہوں ۔ اور میرے خون کی کوئی قدر ہے ۔ یہ اپنے ہاں بھی ہے ۔ جس طرح کہا جاتا ہے ۔ کہ فلاں قد کاٹھ والا ہے ۔ فلاں منہ سر والا ہے ۔ فلاں کھاتا پیتا ہے ۔ حالانکہ ہر کسی کا منہ سر ۔ قد ہوتا ہے ۔ ہر کوئی کھاتا پیتا بھی ہے

ورنہ زندہ کیسے رہ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آپ ایک ذمہ دار کو قتل کر دیں گے۔ اور اگر احسان کر کے مجھے
چھوڑ دو گے۔ تو میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ ساری عمر آپ کا احسان مند رہوں گا۔ اگر آپ کو فدیہ
کے طور پر مال چاہئے۔ تو جتنا چاہتے ہو۔ میں دینے کو تیار ہوں۔ کافر ہو کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور
جو چاہیں ہو سکتا ہے۔ اور آج کل کے مسلمانوں کا عقیدہ اتنا خراب ہو گیا۔ کہ وہ کہہ رہے ہیں۔
کہ حضور علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔
اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ لو شئت لسارت معی جبال الذھب۔
اور آپ فرماتی ہیں۔ حضور آپ کا رب تو آپ کی چاہت پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔ اور
پھر جس کے چاہنے سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے چاہنے سے اور کیا نہیں ہو سکتا۔ ے
ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں۔ جس کے دو چار ملازم ہوں
اس کے بارے میں آپ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جس کی چاہتیں
خدا پوری کرتا ہو۔ اس کے چاہنے پر کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی ۔
فلنولینک قبلۃ ترضٰھا ۔ کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد ص ۔
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ ۔
بہر حال ۔ اتنی بات ہوئی حضور علیہ السلام نے ثمامہ کو اسی حالت میں چھوڑا اور آگے تشریف
لے گئے۔ یعنی نہ اس کو قتل کیا۔ نہ آزاد فرمایا۔ اور نہ ہی فدیہ طلب کیا۔ حضرت شیخ محقق فرماتے
ہیں۔ کہ ہر تین دن حضور علیہ السلام اس کے پاس تشریف لا کر اس کے دل کی طرف توجہ فرماتے رہے
اور تیسرا دن آنے پر اس کا دل نور ایمان سے منور ہو چکا تھا۔ ے
چھیڑے ذکر لا الٰہ دھوم مچا گئے حضور ۔ سارا جہاں تھا محو خواب آکر جگا گئے حضور ۔
اگلا دن ہوا۔ تو پھر حضور تشریف لائے۔ اور وہی پہلے دن والا سوال فرمایا۔ اور اس نے بھی وہی جواب
دیا۔ جو پہلے دن دیا تھا۔ پھر آپ اس کو چھوڑ کر آگے گزر گئے۔ اس سے اگلا دن ہوا۔ تو حضور
علیہ السلام نے وہی سوال فرمایا۔ اس نے انہی لفظوں سے جواب دیا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ حضور
علیہ السلام سوالیہ الفاظ کی ترتیب وہی رہی۔ جبکہ اس کے جوابی الفاظ تو وہی تھے۔ لیکن ترتیب بدلتی
رہی۔ یعنی پہلے دن قتل کا ذکر پہلے کیا۔ اور احسان و مال کا ذکر بعد میں کیا۔ اور بعد والے دونوں دن

احسان و رحمت کا ذکر پہلے کر رہا تھا۔ لیکن قتل کا ذکر بعد میں۔ اس کی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی کہ پہلے دن اس کی نظر اپنے جرم پر پڑی۔ اور اس جرم کی سنگینیت پر پڑی۔ لیکن جب سارا دن حضور علیہ السلام کا کرم دیکھتا رہا۔ تو سوچا کہ میرے جیسے تو ہزار مجرم ان کے دامنِ کرم میں پناہ لیے بیٹھے ہیں۔ صوفیاء نے فرمایا کہ مجرم کو چاہیئے کہ پہلے اپنے گناہوں کا اقرار و ذکر کرے۔ پھر استغفار کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معافی کی امید رکھے۔ تاکہ ایمان بین الخوف والرجاء کے تقاضے پورے ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ثمامہ پہلے دن تو اجنبی تھا۔ جانتا نہ تھا۔ کہ کتنے بڑے کریم کے دربار میں آیا ہے۔ لیکن اس کے بعد آشنا ہو گیا۔ اور آپ کے کرم کا امیدوار ہو گیا۔ اور زبانِ حال سے پکار اٹھا ؎

تیرے حضور آیا ہوں رحمت کی بھیک مانگنے
دونوں جہاں کا آسرا تیرے سوا کوئی نہیں۔

چنانچہ تیسرا دن آیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ أَطْلِقُوا ثُمَامَة۔ ثمامہ کو کھول دو۔ یعنی قید سے رہا کر دو۔ صحابہ نے تعمیل ارشاد کی۔ لیکن سوچا کہ شاید یہ دوبارہ ہمارے ہاتھ نہ آئے۔ یہ تو معلوم تھا کہ چڑیا کو آزاد کر دیا جائے۔ تو وہ اڑ جاتی ہے۔ پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتی۔ لیکن اگر چڑیا کے پر ہی کاٹ دیئے جائیں۔ تو اڑ کر کہاں جائے۔ اگرچہ سردار تھا۔ مگر ادھر بھی مصطفیٰ کا دیدار تھا۔ ثمامہ مسجد نبوی سے نکلا پانی کے پاس گیا لیکن واپس آ کر۔ گر کر قدموں پر زبان ہو گیا ؎

میں کیا تھا تم نے کیا بنا دیا۔ اب مسلمان ہو جانے کے بعد ثمامہ اپنی پہلی کیفیات اور اسلام لانے کے بعد کی دلی کیفیات کو اس طرح الفاظ کا جامہ پہناتا ہے۔ اے میرے آقا آپ کی ملاقات سے پہلے مجھے آپ سب سے زیادہ مبغوض تھے۔ اور اب اسلام لانے کے بعد حالت یہ ہو گئی ہے کہ علی الاعلان کہتا ہوں۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں ؎ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی۔ جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں اب آپ مجھے سارے جہان سے بڑھ کر محبوب ہو گئے ہیں۔ یہی تقاضا ایمان ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ اور یہی ایمان کی جان ہے۔ کہ جب ایمان دل میں آتا ہے۔ تو ایمان کے بعد سب سے پہلے دل میں محبتِ مصطفیٰ آتی ہے۔ اور باقی ہر شئے اسی محبت کی برکت سے بعد میں آتی ہے ؎

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی۔
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی۔
میرا یہ عقیدہ ہے کہ گو ذکرِ خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی۔

ھذا بالذھن۔ محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے ؎ اسی میں اگر ہو کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

اور قرآن و سنت کا مطالعہ کرنے سے یہی کچھ ثابت ہوتا ہے۔ کہ لامکان سے بھی رُوکھی سوکھی عبادت کرنے والوں کو یہی پیغام آرہا ہے کہ ۔ یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نا منظور ہے۔ دور ہے جو مرا احمد سے وہ مجھ سے دور ہے۔ حضور علیہ السلام کی معرفت ہی ایمان و قرآن تک اور رب رحمن تک پہنچاتی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے حضور علیہ السلام کو کاہن اور جادوگر کہا۔ انہوں نے پھر قرآن کو کتاب اللہ ماننے کی بجائے اساطیر الاولین کہا معلوم ہوا کہ ہر شئے کا ماننا حضور ہی کو ماننے پر موقوف ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی توحید کا اعلان لفظ قل کہہ کر نہ فرماتا اے محبوب تم کہو کہ مان کر جو مجھے ایک مانے گا اسی کی توحید بھی مقبول ہو گی۔

ثمامہ نے عرض کیا۔ اسلام لانے سے پہلے آپ کا دین مجھے سب سے برا لگتا تھا۔ اور اب آپ کا دین مجھے تمام ادیان سے محبوب تر ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کی محبت آگئی تو دین کی ضروریات پر بھی ایمان نصیب ہو گیا۔ کیونکہ گھر میں گھر والا بمعہ سامان آتا ہے۔ اور خانۂ دل میں مکین گنبد خضرا کی محبت بمعہ ایمان آرہی ہے۔ اور ضروریات دین کی محبت لے کر آتی ہے۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است   آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰ است۔

پھر ثمامہ نے عرض کیا۔ پہلے آپ کا شہر مدینہ مجھے تمام شہروں سے زیادہ مبغوض تھا۔ اور اب میری حالت یہ ہے۔ کہ ۔ خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است   معلوم ہوا۔ کہ مدینہ شریف کی محبت بھی علامت ایمان ہے۔ وہاں کے ذرے مدکو جان سے پیارے ہیں۔ کیوں کہ وہ اللہ کے پیارے کے پیارے کے ذرے ہیں۔ اور مدینہ نور والے آقا کا نورانی شہر ہے۔ اسی لئے تو اہل محبت کا دل اس نور سے معمور شہر کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ اور از فرش تا عرش یہ صدائیں گونج رہی ہیں۔

اہلِ نور و بہشت نور و بلد نور   جائیکہ آمد محمد گرد نور

ثمامہ نے عرض کی حضور میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا۔ کہ آپ کے صحابہ نے مجھے پکڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔ اب آپ فرمائیں۔ کہ میں عمرہ کے لئے جاؤں یا نہ جاؤں۔ اب عمرہ (جو عبادت ہے) بھی آپ کی اجازت سے ہو گا کیونکہ۔ عبادت بنتی ہے حضور کی رضا و اجازت سے ہے۔ کیونکہ جس کی عبادت کرنی ہے۔ جب وہ آپ کی رضا چاہتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ آپ کی رضا چاہیں۔ قدرت نے بھی کہا ہو گا کہ میرے محبوب کی غلامی میں آنے سے پہلے تو کعبہ کی زیارت کرتا تھا۔ تو تجھے حرف کعبہ نظر آتا تھا۔ اب میرے حبیب کو راضی کر کے کعبے جائے گا تو کعبے کی رب کی رضا بھی ملے گی۔ اور اس کے انوار بھی نصیب ہوں گے۔ کیونکہ

رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفےٰ   ہے رضائے مصطفےٰ میں رب کعبہ کی رضا۔

مبشرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور علیہ السلام نے اس کو خوشخبری سنائی۔ اور عمرہ کی اجازت عطا فرمائی
خوشی خبری کس بات کی ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ اسلام قبول کرنے پر جو اس کو
عظیم عبادت حاصل ہوئی۔ اور جس سے اس کے کفر سمیت پہلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔
اس دور میں کوئی واقعہ ہو جاتا تو عرصے بعد دوسری جگہ خبر پہنچتی لیکن مشہور سردار ہونے کی وجہ سے اس کا
ایمان لانے کی خبر اس کے مکہ پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ گئی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ اہل مکہ کو یہی ثمامہ
سالہا سال گندم سپلائی کرتا تھا۔ چنانچہ جب یہ مکہ حاضر ہوا۔ تو اہل مکہ نے سب سے پہلے اس سے یہی
سوال کیا أصبوت۔ کیا تو نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے (کافر لوگ اسلام قبول کرنے کو بے دینی
کہا کرتے تھے) ثمامہ نے کہا۔ میں بے دین نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے دین کو محمد رسول اللہ کے دین پر قربان کر دیا
ہے۔ اور میں تمہیں بھی یہی کہوں گا۔

دو جہاں عالم میں نہیں معشوق گر آرام ہے۔ ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

یہ بات سن کر کافروں کے ہوش اڑ گئے۔ اور حیرت زدہ ہو کر انگشت بدندان رہ گئے۔ جب انہوں نے
ثمامہ کی زبان سے یہ الفاظ سنے۔ اللہ کی قسم اب ہر کام حضور علیہ السلام کی مرضی سے ہی ہو گا۔
کیونکہ میں نے اپنی مرضی حضور علیہ السلام کی مرضی میں فنا کر دی ہے۔ اب یہ نہیں ہو سکے گا۔ کہ تم میرے
آقا سے دشمنی کرتے رہو۔ اور میں تمہیں غلہ بھیجتا رہوں۔ اب ان کا حکم ہو تو تمہیں غلہ ملے گا۔ ورنہ
ایک دانہ بھی نہ بھیجوں گا۔ اور بھوکے مر جاؤ گے۔ چنانچہ عمرہ کر کے واپس اپنے گھر گیا۔ تو اس نے
واقعی غلہ روک لیا۔ تب اہل مکہ حضور کی بارگاہ میں وفد لے کر حاضر ہوئے۔ اور منت سماجت کی کہ ہمارا
غلہ بحال کرایا جائے۔ چنانچہ حضور کے حکم سے ثمامہ نے اہل مکہ کیلئے غلہ بحال کر دیا۔
اس حدیث کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے۔ اور امام بخاری نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ
شریف کے صفحہ ۳۴۴ و ص۳۴۵ پر تفصیل کے ساتھ ہے۔ اور مرآۃ شرح مشکوٰۃ کی جلد ۵ صفحہ
۵۳۳ تا ۵۳۶ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ میں نے اس کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ (سبق)
اس ایمان افروز واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ ہدایت و ایمان اس کو نصیب ہوتا ہے۔ جو در مصطفیٰ
پر جھک جاتا ہے۔ عظمت نبوت کے سامنے ابلیس اکڑ گیا۔ شیطان و ملعون ہو گیا۔ نمرود فرعون شداد
نے ابراہیم و موسیٰ کے سامنے تکبر کیا۔ ابوجہل و ابولہب نے اپنی بڑائی کا اظہار محبوب خدا کے مرتبہ و مقام کو

(بقیہ ص۳۴۷ کتاب ھذا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون پہلا نگاہ لطف و کرم کو نوید کہتے ہیں
تیسرا حضور مسعود گنج کو علیہ کہتے ہیں۔ حضور آپ کے در سے نہ جائیں گے خالی۔ یہ بابا آپ کی سارے ہم رید کہتے
ہیں۔ اسی کے دم سے منور ہے بزم جنت بھی۔ وہ ماہتاب ہے جسے ہم فرید کہتے ہیں۔ جمال صابر و محبوب اسی کا
فیض۔ وہ ذات ہم جسے بابا فرید کہتے ہیں۔ حضرات گرامی قدر۔ میں نے جو آیت کریم تلاوت کرنے کا شرف
حاصل کیا ہے۔ اس میں اولیاء کرام کی شان بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا ان اللہ ———
اللہ تعالیٰ کا دوست ہونا یہ اس وحدہٗ لاشریک ذات کا رب بندے کے لیے کتنا بڑا اعزاز ہے۔ کہ جسے اللہ تعالیٰ
اپنا دوست کہتا ہے۔ آج دنیا میں ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کسی سے اچھا دوست مل جائے۔ جو میرے دکھ
سکھ کا ساتھی ہو۔ جو رازدار بھی ہو۔ اور وفادار بھی ہو۔ مگر بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو ایسا دوست
میسر آئے۔ آج کل تو زیادہ تر مفاد
پرست نظر آتے ہیں۔ جو مطلب نکل جانے کا
دیں کھوں کی تلخی دکھاتے ہوئے بے وفائی
کرتے ہیں۔ اکثر مشاہدے میں یہ بات بھی
آئی ہے کسی مالدار جاگیردار۔ زمیندار
شخص کو پسند کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں
رعب و دبدبہ پیدا ہو جائے۔ کوئی میری

تاجدارِ پاکپتن رح

ہر کسی کا لحاظ اور طلبی دوست
بعد تو لوگوں اور
کی سرکار کم ادا
آئی ہے۔ کہ جو کسی
یا کسی اپروچ والے
کی تلاش میں ہر
طرف بڑی کاوش ہوتی

کو نہیں دیکھے گا۔ کوئی میرے بارے میں بات چیت نہیں کرے گا۔ اور مجھے کسی کا ڈر خوف نہیں ہوگا۔ حالانکہ
یہ رویہ اور سوچ غلط ہے۔ وہ اس طرح کہ ہر کسی کو خوف ہوگا ——— تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ان
دنیا داروں میں سے کسی کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والا۔ بے خوف اور بے فکر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں
سے ہر ایک کو اپنے سے بڑے کا خوف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو طاقت نہیں۔ اس سے
بڑھ کر کوئی بڑا نہیں۔ لہٰذا جو اس مالک حقیقی سے دوستی لگائے گا۔ وہ ہر قسم کے ڈر اور خوف سے
بے فکر ہو جائے گا۔ اسے کوئی خوف اور ڈر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان اللہ مع المتقین
بے شک اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو۔ اسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے
اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور۔ کیونکہ ان کی سیرت زبان خواجگی کا عمل نمونہ ہوتی ہے
ان کے اعمال و احوال زبان رسول کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان کی نشست و برخاست سنت مصطفیٰ کی آئینہ دار ہوتی ہے

ان مقبولان بارگاہ الہی میں شیخ الشیوخ عالم سید السالکین۔ زبدۃ الانبیاء حضرت خواجہ فریدالدین
مسعود گنج شکر رح بھی ہیں۔ جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ (۱) اسم گرامی۔ آپ کی والدہ کی خواہش بھی کھانے
کی۔ (۲) گنج شکر کی وجہ سوداگر شکر لے جا رہے تھے۔ شکر کی بوریاں (۳) جوگی قدموں میں۔
خواجہ صاحب لاہور سے اجودھن پہنچے۔ جو اس وقت ایک غیر معروف قصبہ تھا۔ یہاں ایک زبردست لمبا
صاحب استدراج جادوگر رہتا تھا۔ قصبہ والے اسے کامل فقیر سمجھتے تھے۔ آٹھ روز تک وہ بغیر کھائے پیئے
بیٹھا۔ بعد آٹھویں روز صرف گائے کا دودھ پیتا تھا۔ جو اہل قصبہ اس کے لیے لے جاتے۔ [illegible]
(۴) بیت المقدس نظر آگیا۔ ایک دفعہ ایک گروہ درویشوں کا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور
وہ آپ کو بغور دیکھنے لگے۔ اس وقت آپ مراقبے میں تھے۔ جب فارغ ہوئے تو ان درویشوں نے عرض کیا۔ کہ ہم نے
آپ کو ہر روز بیت المقدس میں جھاڑو دیتے دیکھا ہے۔ اور آپ نے ہمیں اپنا نام فریدالدین گنج شکر بتایا ہے۔
آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ کیا ہمارا تم سے یہ عہد نہیں تھا۔ کہ اس کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ تم نے وہ عہد توڑ دیا
یاد رکھو۔ کہ مردان خدا جہاں بیٹھ جاتے ہیں وہیں کعبہ ہے۔ اور وہیں بیت المقدس وہیں عرش ہے۔ وہیں کرسی خدا تعالی کی
تمام پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں جو ہندوستان سے روپوش ہیں۔ مگر اتنا کہو یہ صرف خدا ہی کی طرف سے ہے۔ یقین نہ ہو تو
تو آنکھیں بند کرو۔ بعد دیکھو تو انہوں نے آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر بعد کھول دیں۔ واللہ قسم ہم نے
بیت المقدس کو بچشم خود یہاں دیکھ لیا۔ اس کے بعد وہ سب آپ کے مرید ہو گئے۔
(۵) زمین بول اٹھی۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب کی خریدی ہوئی زمین پر ایک شخص نے ملکیت کا دعویٰ کیا۔ حاکم
دیپالپور نے طلب کیا۔ اور کہا کہ قصبہ والوں سے تحقیق کر لو۔ آپ نے فرمایا کہ اس گردن شکستہ سے کہو کہ
ہمارے پاس نہ سند ہے اور نہ کوئی گواہ اگر اعتبار نہیں تو زمین سے خود پوچھ لے۔ ہزاروں لوگوں کے سامنے زمین نے
گواہی دی کہ میں فریدالدین کی ملکیت ہوں۔ پہلے تو حاکم متعجب ہو کر بیہوش گرا۔ اور گردن ٹوٹ گئی۔ جس سے اس کی موت
واقع ہو گئی۔ (۶) بہشتی دروازہ۔ خواجہ صاحب کا مزار ۶۸۸ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء
اور حضرت امیر خسرو نے تعمیر کروایا تھا۔ وہ اپنے ساتھ دہلی سے ۲۰۰ حفاظ قرآن لے گئے تھے۔ ہر اینٹ پر ایک
بار قرآن شریف پڑھ کر دم کیا گیا۔ اس کے بعد ان ہی دم شدہ اینٹوں سے مزار کی تعمیر کی گئی۔ فوائد الفواد
میں لکھا ہے۔ کہ تعمیر کے آخری ایام میں خواجہ نظام الدین اولیاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ملے۔ اور فرمایا
نظام تو نے بہت اچھا کیا۔ جو اپنے پیر کا مزار اتنے شوق سے بنوایا اور ایک ایک اینٹ پر ختم قرآن مجید کرا
دیا۔ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں۔ جنوبی دروازے کا نام بہشتی دروازہ رکھنا اور اعلان کر دو کہ جو شخص

اس دروازے سے اللھم انی اتوب الیک من کل ذنب ۔ پڑھ کر گزرے گا۔ حق تعالیٰ اسے جنت سے سرفراز فرمائے گا
بشرطیکہ آئندہ گناہوں سے توبہ کرے۔ اور پابند صوم وصلوٰۃ رہے
— الابرار خطابات ص ۲۸۹/۳ -

(۷) اسلام کا چوتھا رکن (۸) مٹی سونا بن گئی -

Mulana Qari Muhammad Abbas Nizami Distt. Teh. Pakpattan

۱-۲-۲۰۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وعباد الرحمن الذین یمشون ۔۔۔ قالوا سلاما ۔ اللہ تعالیٰ رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا ۔ اور رحمن کے بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں ۔ اور جب جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں ۔ تو وہ کہتے ہیں ۔ بس سلام ہے ۔ ۱۹ رکوع ۳ اللہ تعالیٰ کے بندے یعنی ولی اللہ وہ ہے جو زمین پر آہستہ آہستہ عاجزی وانکساری سے چلتے ہیں نظریں جھکا کر چلتے ہیں نظریں تو ان کی جھکی ہوئی ہوتی ہیں ۔ ان کی ہر ادا ہر قول ہر فعل حکم خدا اور سنت مصطفیٰ کے مطابق ہوتا ہے ۔ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ۔ ان کے شب وروز لیل ونہار ماہ وسال ذکر خدا اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتے ہیں ۔ ان کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے والذین یبیتون لربھم سجدا ۔ ان کی جبینیں بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہونے کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ ان کے چہرے عشق الٰہی اور محبت مصطفیٰ کے سمندر میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ وہ دنیا و مافیہا سے منقطع تعلق معلوم ہوتے ہیں ۔ وہ ہر نیکی کا حکم کرنے والے اور ہر برائی سے روکتے رہتے نظر آتے ہیں ۔ وہ شریعت مصطفیٰ پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت کے منبع نظر آتے ہیں ۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا کھانا پینا لوگوں کے ساتھ ان کے معاملات حضور علیہ السلام کے طریقے کے مطابق نظر آتے ہیں ۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی صدائیں سنی جاتی ہیں ۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول الی اللہ کا مقام رکھتے ہیں ۔ ہر نمازی اپنی نماز میں ان کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتا ہے ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ ان کی صحبت وسنت کا قرآن مجید میں حکم ملا ۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

تمام اولیاء میں غوث صمدانی شہنشاہ زمان پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی سید الاولیاء کا مقام رکھتے ہیں ۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں ۔ ستر مردوں کے گھر بسانا ۔ بیمار کا صحت یاب ہونا ۔ چور کو قطب بنا دیا ۔ قم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو زندہ کرنا ۔ مردے کی بخشش کرنا ۔

(سابقہ ورق کا حوالہ ابرار خطابت ص ۲۶۳ جلد ۳) صد بیشا۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے بڑے سے محبت
فرماتے ہیں۔ (بخاری شریف) آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ والد کی طرف سے حضرت امام حسن ؓ کی اولاد
سے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسین کی اولاد سے ہیں۔ والد کا نام ابو صالح موسیٰ۔ والدہ
کا نام ام الخیر فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی۔ (۱) شادی کا مبارک سبب کا واقعہ۔ لڑکی کنگ لیجنی۔
محتاج ہے (۲) خاندانی بزرگی۔ آپ کی پھوپھی حضرت عائشہ کی کرامت مشہور ہے۔ کہ گیلان شہر میں
ایک مرتبہ قحط پڑا لوگوں نے جمع ہو کر بارش کیلئے دعا کی۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ بزرگوں کی ایک جماعت نے
حضرت عائشہ ؒ کے گھر حاضر ہو کر آپ سے دعا کی التجاء کی۔ آپ اٹھیں اور صحن میں جھاڑو دے کر کہا۔ یا اللہ
جھاڑو میں نے دیا ہے، چھڑکاؤ تو فرما دے۔ چنانچہ فوراً مینہ برسنا شروع ہو گیا۔ (۳) روزہ رکھنا بچپن
میں۔ (ii) حضرت غوث اعظم نے فرمایا۔ میں چھوٹا تھا۔ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو کسی کہنے
والے کو کہتا سنتا کہ کہہ رہا ہے۔ الی یا مبارک۔ اے مبارک میری طرف آ۔ میں ڈر کر دوڑتا ہوا
اپنی ماں کی گود میں داخل ہو جاتا۔ (iii) ایک مرتبہ حضور کو عرض کیا گیا۔ آپ نے اپنا ولی اللہ ہونا کب جانا۔
آپ نے فرمایا۔ جبکہ میں دس برس کا تھا۔ اپنے گھر سے مکتب جاتا تو فرشتوں کو اپنے گرد چلتے ہوئے دیکھتا اور
جب مکتب پہنچتا تو میں فرشتوں سے سنتا کہ وہ کہہ رہے ہیں۔ اللہ کے ولی کے لئے فراخی کرو تا کہ وہ بیٹھے۔
(۴) طالب علم سے۔ وہ مبارک کی برکت سے تمام ڈاکوؤں نے توبہ کی۔ (۵) مریدوں کا رجسٹر۔ حضرت شیخ
عبدالقادر ؒ نے فرمایا کہ مجھے فراخی نظر کے برابر ایک رجسٹر دیا گیا ہے۔ جس میں میرے قیامت تک ہونے والے
مریدوں کے نام تھے اور مجھے کہا گیا۔ کہ یہ تمام تجھے بخشے گئے۔ میں نے جہنم کے خازن سے دریافت کیا کہ
میرے مریدوں میں سے کوئی یہاں ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ (۶) مروی ہے کہ حضور غوث اعظم نے
قبرستان میں ایک قبر سے چیخ سنی آپ نے قبر والے کے متعلق سوال کیا۔ کہ اس نے مجھ سے خرقہ پہنا حاضرین نے
کہا معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا میری مجلس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا
کیا میرے طعام سے اس نے کھایا۔ انہوں نے جواب دیا۔ فرمایا کیا اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے
پہلے ہی جواب دیا۔ فرمایا کوتاہی کرنے والا معافی رسانی کے لائق ہے۔ لہٰذا کچھ دیر سر جھکایا پھر آپ نے فرمایا
مجھے فرشتوں نے بتایا ہے کہ اس نے آپ کی زیارت کی تھی۔ اور آپ سے اچھا گمان کیا تھا۔ اس سبب سے
اللہ تعالیٰ نے اس پر رحمت فرما دی ہے۔ یعنی اس کے گناہ بخش دئے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

(۷) آپ کے مدرسے کی زیارت باعثِ بخشش۔ ایک مرد بغداد کا رہنے والا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔
اور عرض کی اے میرے سردار میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اور آج میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے۔ اور
اس نے مجھے کہا ہے۔ کہ اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ نیز اس نے یہ کہا ہے۔ کہ شیخ عبدالقادر کے
پاس جاؤ۔ اور آپ سے میرے لئے دعا کراؤ۔ حضور نے فرمایا۔ کہ وہ میرے مدرسے کے دروازے سے گزرا
ہے۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن پھر وہ حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ میں نے
آج رات اپنے والد کو ہنستے ہوئے دیکھا اور اس کے اوپر سبز پوشاک دیکھی۔ اس نے یہ کہا کہ
شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت سے مجھ سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ اور تو دیکھ رہا ہے۔ کہ میں پوشاک
پہنایا گیا ہوں۔ اور اے میرے بیٹے تو ان کو لازم پکڑ۔ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَبِّیْ وَعَدَنِیْ
اَنْ یُّخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ کُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰی بَابِ مَدْرَسَتِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ بے شک میرے
رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے جو میرے مدرسہ کے دروازے پر
گزرا ہے۔ اس کے عذاب میں وہ تخفیف فرمائے گا۔ (۸) وصال کے بعد آپ کی طاقت۔ اس
سلسلہ میں مختلف کتب میں مرقوم ہے۔ کہ ایک تاجر بغداد میں حضور کا مرید ہونے کے لئے آیا۔ جب بغداد
پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضور تو وصال فرما گئے ہیں۔ اس نے بہت افسوس کیا۔ حضرت کی قبر پر ادب سے حاضر
ہوا۔ حضرت قبر سے ظاہر ہوئے۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مرید کیا اور اس کو بمع شش صد مریدوں کے
واصل باللہ بنا دیا۔ سترہ تقریریں بحوالہ تفریح الخاطر ص ۲۴ محمد نور اللہ بصیر پوری۔

(۹) چور کا ولی بننا۔ انا بلبل بن ملکان۔ (۱۰) حضور کا خوشخبری دینا۔
یا ابا صالح اعطاک اللہ تعالیٰ ابنا وھو ولی وھو محبوب اللہ تعالیٰ۔

(۱۱) ہر تن میرا چشمہ ہووے۔ میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو۔ لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو۔
اتنیاں ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے۔ میں ہور کتے ول بھجاں ہو۔ مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو۔
پیارے غوث اعظم فرماتے ہیں۔ قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔
جس کی مہر سہاگن کردی اللہ اولیاء اسی قدم کی کرامت پہ لکھو سحر۔ ماں صابرہ۔ مریم۔ آمنہ فاطمہ ام الخیر
علموں باجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو۔

۱۲-۲-۲۰۰۹ء
۱۷-۲-۱۴۳۰

ہے ورد باعث برکت بادشاہت

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

حضور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قد افلح من تزکی ۔ وذکر اسم ربہ فصلی پ ۳۰ ع ۱۲ ۔ تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے خود کو پاک کیا ۔ اور اپنے رب کو یاد کرتا رہا ۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی ۔ نفاست و طہارت کی عظمت بیان فرمائی ۔ کہ کامیاب و کامران وہ شخص ہے ۔ جو ظاہری و باطنی نجاستوں سے خود کو بچاتا رہا ۔ جس نے اپنے دامن کو کفر و شرک کی پلیدی کا فسق و فجور کی گندگی سے محفوظ رکھا ۔ مالک کی نافرمانی اور سرکشی سے پرہیز کرتا رہا ۔ خود کو پاک و صاف کرتا رہا اپنے خالق و مالک برحق کے ذکر و فکر میں مصروف رہا ۔ یہی وہ خوش بخت ہے ۔ جسے کامیابی خیر و فلاح کی خوشخبری سنائی گئی ہے ۔ یہی وہ سعادت مند ہے ۔ جس کے سر پر تاج کامرانی سجایا جائے گا ۔ یہی وہ عزت ہے ۔ جس پر فضل خداوندی کا ہے ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا ۔ یہ مالک کا ہی کرم خاص ہے ۔ کہ وہ کسی کو پاکیزگی کی دولت عطا فرمائے ۔ یہ اسی کی رحمت ہے ۔ کہ وہ کسی کو کفر و شرک کی نجاستوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے ۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم ہے ۔ کہ وہ اپنے بندوں کو پاکیزہ فرماتا ہے ۔ یہ اسی کے رسول کریم کی شان رحمت کا ظہور ہے ۔ کہ ہم گنہگار رب کو پاک و صاف ہو کر پکار رہے ہیں ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔ لقد من اللہ علی المومنین ۔ پ ۴ آل عمران ۔ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا ۔ کہ انہیں اپنا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا ۔ جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات بینات تلاوت کرتے ہیں انہیں ارشادات خداوندی سے مالک کی تربیت کا درس دیتے ہیں ۔ انہیں پاک فرماتے ہیں ۔ انہیں ضلالت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر رشد و ہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں ۔ انہیں دنیا و آخرت میں خیر و فلاح سے مالا مال کر رہے ہیں ۔ انہیں دنیا کی سختیوں اور آخرت کی پریشانیوں سے نجات دلا رہے ہیں ۔ ؎ مجھ کو فکر ندامت ہو کیونکر دوستو ہمیں کا سبب ہے مجھ پر اک طرف رحمت مصطفےٰ ایک طرف لطف رب جلیل ہے ۔ وہ سماں کیسا دلنشیں ہوگا ۔ جب خدا مصطفےٰ سے کہے گا ۔ ــــــ ہمیں ناز ہے کہ ہمیں پاک کرنے والا ہمارا خدا ہے ۔ ہمیں پاک فرمانے والا ہمارا نبی مصطفےٰ ہے ۔ ہمارے خالق و مالک کی یہ رضا ہے ۔ کہ اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کی نگاہ پاکیزہ ہو ۔ زبان ۔ دل ۔ سوچ ۔ خیال ۔ فکر ۔ صورت و سیرت ۔ خصال ۔ کمال ۔ گفتار ۔ نشست و

برخاست۔ پاکیزہ پیر۔ لباس جسم۔ روح۔ مشیرہ۔ ظاہر۔ باطن۔ ان پاکیزہ لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین (البقرہ ۔ ع ۲)

اولیاء کرام کی علامت

(۱) گنج بخش ۔ دنیا میں جسم کے بہت معالج ہیں۔ اگر بندے کو کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو تو۔ وہ تو بیماری کی تشخیص کر کے اس کا علاج کرتے ہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں روحانی معالج اللہ والے بھی ہیں۔ جو روح کے بیماروں پر باطنی توجہ ڈال کر انہیں شفا یابی عطا فرماتے ہیں۔ ان روحانی معالجوں میں ایک ہستی جناب سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں ـــــ وہ بلند پایہ ولی کامل جنہوں نے اپنی سیرت و کردار افعال و اقوال اور روحانی پر نور تعلیمات سے لاکھوں زنگ آلود دلوں کو پر نور بنا دیا۔ وہ مرد حق جس نے عبادت و ریاضت سے نہ صرف اپنے ظاہر و باطن کو منور کیا بلکہ لاکھوں گمگشتگانِ راہ کے قلوب کو منور کر دیا۔ شریعت و طریقت معرفت و حقیقت سے خود آشنا ہو کر اللہ مخلوق خدا کو بھی اس کی معرفت کا درس دیا۔ زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت کر کے فقر و درویشی کے خزانوں کے وارث ہو کر داتا گنج بخش ہو گئے۔ تزکیہ نفس باطنی طہارت سے قرب حق کی منازل طے کر کے لاکھوں طالبان حق کو مالک الملک کے قریب کر دیا۔ ایران کے درویش سے فیضان حاصل کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔ ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ؎ ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما ؎

یہ شعر کسی مولوی یا عام شاعر کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس شہنشاہ ولایت کا نذرانہ عقیدت ہے۔ جن کی نگاہ فیض نے نوے لاکھ ہندوؤں کو دولت اسلام سے مشرف کیا۔ جن کی تبلیغ سعیدت نے لوگوں کے دل کی دنیا بدل دی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے سرکار داتا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قدموں کی طرف بیٹھ کر چالیس دن چلہ کشی فرمائی۔ جب گوہر مراد حاصل ہوا۔ قرب خداوندی کی منزل کو پا لیا۔ تو تن من جگمگا اٹھا۔ پیر ظاہر و باطن روشن ہوا۔ تو اس مرد حق نے آپ کے مزار پر کھڑے ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اے دنیا والو۔ اس مزار میں لیٹنے والے مرد حق کو عام مزار والوں کی طرح نہ جاننا۔ بلکہ یہ تو گنج بخش ہے۔ دین و دنیا کے خزانوں کے عطا کرنے والا ہے۔ یہ عالم کے لیے فیض رساں ہے۔

یہ انوار الہی کا مظہر ہے۔ یہ ناقصوں کا پیر ہے۔ اور کاملوں کا راہنما ہے۔ ؎

کسے کامل دا جبہ لگ جھٹ بیٹھے رنگ لگ جاندے۔ تدبیراں توں۔

جد تک کرم نگاہ پیر جا آب بدل دینا تقدیراں نوں۔ (۱) راجہ راؤ۔ حضرت کالا پیر آیا

وہاں جا کر مخلوقِ خدا کو خدا کی محبت و اطاعت کا سبق دو۔ عشقِ رسول کی شمع لوگوں کے قلوب میں روشن
کرو۔ مرشد کا حکم سن کر عرض کی میرے آقا آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر میں لاہور چلا جاتا ہوں۔ مگر
وہاں میرے بھائی خواجہ حسن زنجانی تشریف رکھتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے۔ وہاں میری کیا ضرورت
ہو سکتی ہے یہ سرکار داتا صاحب کے مرشد نے فرمایا۔ بیٹا علی تم جاؤ۔ اس لئے تو میں دیکھ رہا
ہوں تم نہیں سمجھ سکتے۔ آپ تشریف لائے۔ ابھی شہر میں داخل ہی ہوئے تھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔
سامنے سے ایک جنازہ آ رہا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کس کا جنازہ ہے۔ تو پتہ چلا۔ کہ
یہ حسن زنجانی کا جنازہ ہے۔ آپ سمجھ گئے۔ یہی راز تھا مرشد کے دل کے فرمان میں۔ کہ
حسن کے وصال کے بعد دینِ حق کو فروغ دینے کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی ہے۔
اور آپ کا تبلیغ کرنا۔ اب ہجویری کو بنایا بشارت مزدور نے۔ مفصل واقعہ الخطیب جلد ۲ ص ۲۲۸۔
(۲) راجہ جوگی سے کرامات ص ۲۷۹ جلد ۲ الخطیب (۳) ہندوؤں کا مسلمان ہونا کرامات
ص ۸۳ الخطیب جلد ۱۔ مومن بندے کی عظمت۔ اہد شریک کا منتظر۔ اولیائے کرام کی شان
امام ملا علی قاری کا فرمان الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار

[signature]

بروز جمعۃ المبارک ۲۰-۲-۲۰۰۹
۲۴-۲-۱۴۳۰
۱۲۱ - AM

علیہم رضوان اللہ

شانِ اولیاءِ کرام

مؤلفہ محمد عباس نظامی مغفور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون پ۱۱ ع۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں شان اولیاء بیان فرمائی ہے۔ کہ اے جہان والو۔ خبردار جو میرے برگزیدہ بندے ہیں۔ جن حق پرستوں کو میرا قرب حاصل ہے۔ ان پر نہ کوئی خوف اور نہ کوئی غم ہے۔ سبحان اللہ فرمان خداوندی سے معلوم ہوا کہ اولیاء عظام کی وہ مقدس ومطہر جماعت ہے۔ جو متقی اور پرہیزگاری لوگوں کی جمعیت ہے۔ کہ جن کے دلوں میں خشیت الٰہیہ ایسی رچ بس چکی ہے۔ کہ اب ان پر سوائے اپنے خالق ومالک جل وعلا کسی سے نہ تو کوئی خوف ہے۔ اور نہ ہی کسی شئے کا غم ہے۔ انہیں کس قسم کا خوف وغم ہو ہی کیسے سکتا ہے۔ جبکہ ان کے سے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ فرمارکھا ہے نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ پ۲۴ ع۱۸۔ واعلموا ان اللہ مع المتقین پ۱۱ ع۱۶۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقبول بندوں یعنی متقی اور پرہیزگار لوگوں کا دنیا وآخرت میں حامی وناصر اور مددگار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جن کا مددگار ہو تو پھر ان کو کس کا خوف اور کس شئے کا غم کیسے ہو سکتا ہے۔ اولیاء اللہ قرب حق کی وجہ سے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ہیں وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور مخلوقِ خدا ان سے ڈرتی ہے۔ تاجدار مدینہ سرور سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیہ ہے۔ من عادی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ مشکوٰۃ۔ اس حدیث پاک سے اندازہ فرمایئے کہ اولیاء کرام کیوں نہ بے خوف وخطر ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنا دوست سمجھ کر ان سے تو دشمنی رکھنے والوں سے اعلانِ جنگ فرمارہا ہے ـــــ اللہ والوں سے تو تعلق رکھنا ان کی صحبت و رفاقت اختیار کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان سے دشمنی رکھنا اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرنا ہے۔ تو اب کوئی بھی عقلمند انسان یہ پسند نہیں کریگا۔ کہ وہ اللہ والوں سے بغض وعناد رکھ کے اپنے خالق ومالک سے اعلانِ جنگ کو قبول کرے۔ ـــــ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں کس قدر قرب حاصل ہے۔ اس کے متعلق جناب سید المرسلین کا ارشاد مبارک سنیئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کثرت نوافل سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ پس اس کے

اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جو ان کانوں سے سنتا ہے۔ بخاری شریف ص ۹۶۳ سے

نہ تخت و تاج نہ لشکر و سپاہ میں ہے۔ جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے۔

حضرات محترم۔ اللہ والوں کی ملکوتی اختیار کرنے کا حکم خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیا۔ لیکن اب یہ مسئلہ بڑا
بڑا مشکل ہے کہ یہ دور بڑا ہی خطرناک ہے۔ اور اس کی ساری تفصیل الخطیب جلد ۱ ص ۷۶

(۱) مولانا جلال الدین رومی اور شمس تبریز رح (۲) میاں احسن سواقوی رح کا ایک سکھ کو کلمہ پڑھایا۔
(۳) مہر علی شاہ کا سلطنت جوانی کو ختم کرنا۔ (۴) بہاؤالدین زکریا ملتانی کا برات کو مدینہ شریف لے جانا۔
(۵) خواجہ عبدالحکیم نے برات کے لیے پل بنایا۔ یہ تمام واقعات معمولی کاموں میں ہیں۔

بلندی پر اپنا نصیب آگیا ہے۔ مدینہ نبی کا قریب آگیا ہے۔ نہ گھبرا اے مریضِ محبت کہ نزدیک ہوتے طبیب آگیا ہے
عمر چلو سجدہ کرتے ہوئے ہر قدم پر کہ روضہ نبی کا قریب آگیا ہے۔

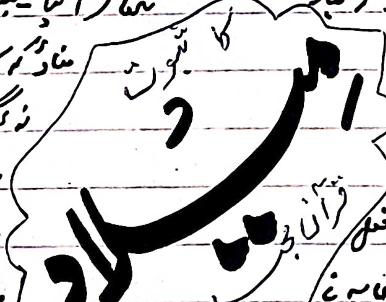
اگر ٹوٹے ان کا مقدر نہ بدلا۔ بتا پھر یہ کامل نظر کس لیے ہے۔
اگر پیر سے دل لگانے والے لوٹ جائیں یہ در کس لیے ہے یہ گھر کس لیے ہے۔

۲۸-۲-۲۰۰۹
۱-۳-۱۴۳۰
جمعۃ المبارک
12:30 PM

Muovlana Qari Muhammad Abbas Nizame
Distt. Teh. Pakpattan

بسم اللہ الرحمن الرحیم. واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا
وانا معکم من الشاھدین. فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون. آل عمران ۸۱+۸
اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمائیے. جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اس بات کا پختہ وعدہ لیا کہ
جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرما دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس بڑی عظمتوں والا رسول تمہاری
تصدیق فرماتا ہوا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا. اور اس کی مدد کرنا. فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا. اور اٹھا لیا
تم نے اس پر بھاری ذمہ تو تمام نبی بولے. یا اللہ ہم نے اقرار کر لیا. فرمایا ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ. اور
میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں. پس جو بھی اس اقرار کے بعد بھی اپنے وعدے سے پھر جائے تو وہ لوگ حکم
سے ہٹنے والے ہیں. ---- یہ ربیع الاول شریف کا مہینہ ہے. ہر طرف جشن بہاراں ہے. غلامان رسالت
شاداں وفرحاں ہیں. جھنڈیاں لگ رہی ہیں. چراغاں ہو رہا ہے. انتظامات ہو رہے ہیں. یہ سب کچھ اپنے
آقا ومولا کی آمد پر خدا کا شکر بجا لانے کیلئے کیا جا رہا ہے. کہ اس نے بے سہاروں کا سہارا بھیجا ہے. بے
کسوں کے کس کو مبعوث فرمایا. ہم گنہگاروں کے شفیع کو دنیا میں رونق افروز فرمایا. آمنہ کا لال. عبداللہ
کے چاند. دکھیوں کے دکھ دور کرنے والا تشریف لے آیا.

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے.



بہاروں کو مل جائے کہ تمہارا نگہبان آگیا. نبیو رسولو اپنا وعدہ پورا کرو کہ تمہارا سردار آگیا.
غلامو ہو خوشی مناؤ کہ سید ابرار آگیا. بے چینو تسکین پاؤ کہ تمہارا قرار
آگیا. گنہگارو نہ گھبراؤ شفیع المذنبین آگیا. (سامعین) جس
محفل مقدس میں سرکار دوعالم کی آمد کا ذکر ہو. بعثت کا ذکر یا رسالت
کا ذکر ہوا سے محفل میلاد کہتے ہیں. یہ محفل میلاد اللہ نے منائی. خود رسول
اللہ نے منائی. صحابہ نے منائی اور الحمد للہ ہم بھی مناتے ہیں. اور مناتے رہیں.

(۱) محفل میلاد اللہ تعالیٰ نے میلاد منایا. ہم محفل میلاد کرتے ہیں. ایسی محفل جس
میں سرکار کی جلوہ گری کا ذکر کرتے ہیں. تو ہم بھی گنہگار. مقرر گنہگار. اہتمام کرنے والے گنہگار سامعین
گنہگار. مگر جب اللہ تعالیٰ نے آمد مصطفیٰ کی محفل کی. تو اس کا اعلان کرنے والے فرشتوں کا سردار اہتمام
کرنے کرانے والا پروردگار + خود خدا میر محفل بود. اللہ کو [illegible] فرشتہ. محو [illegible]

میں بودم ۔ جبرائیل نے اعلان کیا ۔ (۲) نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہوتے ہیں ۔ (مادر لان مفسرون)
آدم کے وقت نبی تھا ۔ مسئلہ ختم نبوت میں آخری نبی ہوں ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔
لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ۔ ترمذی مناقب عمر ص ۲۰۹ (۳) ذریت ابراہیم
سے مطالبہ ۔ حضور کا وصال ۔ اللہ کا اعلان ۔ واذ اخذ اللہ ۔ مصدق ۔ مصدقاً ۔
(۴) توحید اور حلیہ ۔ (۵) روحیں آسکتی ہیں ۔ امداد المشتاق ایک مرد سالک گواہ ۔
(۶) میلاد النبی اور خلیل اللہ علیہ السلام ۔ ربنا وابعث فیہم (۷) میلاد النبی اور روح اللہ علیہ السلام
ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (۸) میلاد النبی اور حبیب اللہ علیہ السلام ۔
حضرت عباس فرماتے ہیں مشکوۃ ۔ نسب بیان فرمایا ۔ دعائے خلیل اللہ تو پورا ہوا ۔ (۹) پیر کو
ولادت الیوم شاہدہ ہے (۱۰) میلاد النبی اور صحابہ کرام حضرت ابن عباس نے (۱۱) ہم میں میلاد مناتے
ہیں ۔ نعمت کا چرچا کرو ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ۔ (۱۲) مظفر بادشاہ اربل = اربل کا
بادشاہ ۔ جو کہ ۶۳۲ ہجری میں فوت ہوا جس کا نام مظفر تھا اپنے دور میں حکومتی سطح پر محافل میلاد
کرواتا تھا ۔ گویا آج سے ساڑھے نو صدیاں قبل بھی محافل میلاد ہوتی تھیں ۔ یہ عاشقان رسالت کا پرانا
طریقہ ہے ۔ اس کو بدعت کہنے والے ملاں خود بدعتی ہیں ۔ ان کا وجود حضور کے بعد ظاہر ہوا ہے ۔ سبط
ابن جوزی نے لکھا ۔ مرآۃ الزمان میں ہے ۔ کہ مظفر بادشاہ اربل کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص نے مجھے بیان
دیا ۔ کہ اس نے عید میلاد کے موقعہ پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر تیار کیے ۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ
پیالے اور تیس لاکھ حلوے کے بڑے پیالے تیار کیے ۔ مشہور علماء اور صوفیاء مشائخ محفل میلاد میں حاضر ہوتے ۔
مظفر بادشاہ ان کا احترام کرتا اور انہیں لباس پہنایا کرتا تھا ۔ اور ہر سال میلاد شریف کے موقعہ پر تین لاکھ
دینار خرچ کرتا تھا ۔ شرح مواہب لدنیہ زرقانی ۔ پرانا طریقہ جو عاشقوں میں آج تک موجود ہے ۔
سجاوٹیں کی دروں کی آسائش زینت جشن اس کو دل شاد ہوتا ہے ۔
خدا کا شکر ہے کہ آباد رہے محمد کا میلاد ہوتا رہے گا ۔ (۱۳) جشن منانا ۔ قل بفضل اللہ
یونس ۵۸ ۔ حضور اللہ کے فضل کبیر ہیں ۔ وبشر المومنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا ۔ اسی کی رحمت
عید منانا ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دسترخوان مانگا ۔ مائدہ ۱۱۴ ۔ ہم عید بھی منانا چاہیں ۔ تمام کو نعمت

اسرار خطابت جلد ا ص ۲۴۸

جمعۃ المبارک ۲۰۰۹-۳-۱۳
۱۴۳۰-۳-۱۸

مقبول احمد سرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ ـــــ علیماً ۔ پ ۲۲ رکوع ۲

سورۃ الاحزاب رکوع ۵ آیت نمبر ۴۰ = محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں ۔ اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۔ (ترجمہ کنزالایمان) شان نزول = اس آیت پاک میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے ۔ کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ عرب والے پالک کو بھی بیٹا کہہ دیتے تھے ۔ اور اس کی بیوی سے نکاح حرام مانتے تھے ۔ اور اللہ نے فرمایا کہ لے پالک کی بیوی کا حرام ہونا تو تمہاری اپنی رائے ہے ۔ اور اس کا حلال ہونا رب کا حکم ہے ۔ تو یقیناً رب کا حکم درست ہے ۔ کہ تم میں کسی مرد کے حضور نسبی باپ تو نہیں ۔ ہاں اللہ کے رسول یعنی روحانی والد ہیں ۔ اور ایسے والد کہ اب کوئی ان کے سوا ایسا والد نہ بن سکے گا ۔ کیونکہ آخری رسول ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا ۔ جو اب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو مرتد ہے ۔ جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور

شان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا ۔ جو اب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو مرتد ہے ۔ جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا ۔ نہ ہو سکتا تھا ۔ کیونکہ آپ کی شان ہے خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو ۔ تفسیر نورالعرفان ص ۵۰۹ (۲) آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی ۔ آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی ۔ کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے ۔ تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں ۔ مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے ۔ اور اسی شریعت پر حکم کریں گے ۔ اور آپ ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے ۔ حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے ۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے ۔ اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے ۔ کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں ۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ۔ جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے ۔ خزائن العرفان ص ۶۶۳ ۔

(۳) حدیث پاک مکان کو مکمل کرنا = حضرت ابو سعید خدری ۔ حضرت جابر ۔ ابو ہریرہ ۔ ابی بن کعب ۔ اور ان کی احادیث کو ۔ امام مسلم ۔ امام بخاری ۔ احمد ۔ ترمذی ۔ ابن ابی حاتم ۔ ابن مردویہ ۔ امام نسائی ۔ نے درج کیا ۔ کہ سرکار نے فرمایا کہ میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے ۔ جیسے ایک آدمی نے گھر بنایا ۔ اسے حسین و جمیل بنایا

کریں۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ وہ اینٹ اس جگہ نہ رکھے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگانے لگیں۔ اور اس سے خوش ہوں۔ اور کہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ میں وہ چھوڑا ہوا اینٹ ہوں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ در منثور ص ٥٤٤/١

(٣) ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ یہ اس فرمان کی طرح ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ١٢٥) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔ یہ آیت اس بات پر نص ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو آپ کے بعد کوئی رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رسالت نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہے۔ لیکن ہر نبی رسول نہیں۔ تفسیر ابن کثیر ص ٨٢٠/٣ (١) حضرت انس بن مالک سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہے۔ اور نہ کوئی نبی۔ صحابہ کو یہ بات شاق گزری۔ تو آپ نے فرمایا۔ لیکن مبشرات (خوشخبریاں دینے والے) صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مسلمان کے خواب اور یہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز ہیں۔ تفسیر ابن کثیر ص ٨٢٠/٣ (٢) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ (١) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا (٢) رعب سے۔ (٣) مال غنیمت۔ (٤) زمین کو مسجد۔ (٥) تمام مخلوق رسول۔ (٦) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔ تفسیر ابن کثیر بحوالہ المسلم کتاب المساجد۔

(٣) حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام کا ابھی جسم بھی تیار ہو رہا تھا۔ مسند احمد کا حوالہ تفسیر ابن کثیر ص ٨٢١/٣ (٤) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس الوداع کرنے والے کے انداز میں تشریف لائے۔ اور تین بار فرمایا۔ میں محمد امی نبی ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مجھے فاتح کلمات۔ جامع کلمات۔ اور خاتم کلمات کی خوبیوں سے نوازا گیا ہے۔ مجھے علم ہے۔ کہ جہنم کے داروغے اور عرش کے اٹھانے والے کتنے ہیں۔ میرا میری امت سے تعارف کرایا گیا۔ جب تک میں تم میں ہوں میری سنو اور میری اطاعت کرو۔ جب میں رخصت ہو جاؤں تو کتاب اللہ کو تھام لینا۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھنا۔ مسند احمد کا حوالہ تفسیر ابن کثیر ص ٨٢١/٣ اس مضمون کی اور بھی متعدد احادیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر خصوصی رحمت ہے۔ کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پھر انہیں یہ شرف عطا فرمایا۔ کہ آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین بنایا۔ اور آپ کے ہاتھوں دین کی تکمیل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول ﷺ نے متواتر احادیث میں صاف طور پر بتا دیا۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تاکہ لوگوں پر عیاں ہو جائے۔ کہ آپ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا۔ افترا پرداز۔ دجال۔ دھوکہ باز گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ وہ شعبدہ بازی۔ یا جادو کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب۔ کمالات دکھائے۔ لیکن صاحبان عقل جانتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ دجل اور گمراہی ہے۔ تفسیر ابن کثیر ص ٨٢٢/٣

(٤) امت کا اجماع۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے۔ جن پر امت کا اجماع رہا ہے اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن و سکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ و فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے۔ کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کو مرتد قرار دیا گیا۔ اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ٦٦ جلد ۴)

(۵) خاتم کا مطلب۔ تمام لغات عرب میں خاتم کا معنیٰ مہر یا مہر لگانے والا مرقوم ہے۔ پہلے زمانہ میں خلفاء امراء سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافہ یا کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سربمہر کر دیتے کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اب اس کو سربمہر کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس مہر کی موجودگی میں اس میں کوئی ردّ و بدل نہ کر دے۔ اگر کوئی ردّ و بدل کرے گا۔ تو وہ پہلے مہر توڑے گا۔ اور جب مہر توڑے گا۔ تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر و تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اور اس پر مہر لگا دی گئی تاکہ کوئی کذاب دجّال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا۔ تو پہلے مہر توڑے گا۔ اور جب مہر توڑے گا۔ تو پکڑا جائے گا۔ اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ تفسیر ضیاء القرآن سے

نوٹ۔ (حدیث قصر نبوت کی تشریح) کہ مکان سے اینٹ کو نکالا جائے۔ تو کوئی عقل تسلیم نہیں کرتا۔

(٦) اسلام کی تبلیغ۔ مرزا صاحب کے امتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں۔ کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔ گزارش ہے کہ تم مرزا کو اس لئے نبی کہتے ہو۔ کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیاء کے زمرہ سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں۔ جنہوں نے ہزارہا ہندو کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الحق والدین اجمیری نے لاکھوں مشرکوں کے زنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہ رب العزت میں ذوق سجود بخشا۔ داتا گنج بخش ہجویری نے اس کفرستان میں لاہور کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا۔ وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں کو غفلت کی نیند سے جگا رہا ہے۔ مشائخ چشت اور دیگر اولیاء کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے۔ ان کے مقابلے میں ساری امت مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرہ کی بھی نہیں۔ ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ نہ مہدیت کا۔ نہ مسیحیت کا۔ نہ ظلی کا۔ نہ بروزی

ص ۴۲ ضیاالقرآن

کا۔ بلکہ آپ نے آپ کو غلام ان مصطفیٰ ہی کہا۔ لہذا اس کو اپنے لئے باعث صد افتخار اور موجب سعادت دارین سمجھا
(۷) حکایت امام اعظم = اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لا نبی بعدی۔ ___ جو حضور علیہ السلام کے بعد نبوت
کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اپنے اس جھوٹے دعوے میں نص قطعی کا منکر ہے۔ اسی طرح جو شخص ختم نبوت کے متعلق
شک کرے۔ یا منکر کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ حق اور باطل کا امتیاز واضح ہو چکا ہے کہ حضرت امام
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو امام اعظم نے فتویٰ جاری فرمایا۔ کہ جو کسی جھوٹے مدعی سے
معجزہ کا طالب ہو گا وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لا نبی بعدی روح البیان ص ۶۸/۲۲
(۸) قرآن کے احکام = قرآن مجید کے اندر حضور علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا اور آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ (۱) الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ ۳) [illegible] نبی کا آنا اس وقت ممکن ہوتا ہے۔
جب آپ کے دین میں کوئی کمی ہوتی۔ جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا۔ جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے۔ تو نہیں۔
(۲) وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سبا ۲۸) آپ تمام لوگوں کے لیے رسول ہیں۔
(۳) قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اعراف ۱۵۸ (۴) وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین
(۵) تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (فرقان ۱) (۶) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین آل عمران ۸۱
(۷) ھو الذی بعث فی الامیین جمعہ (۲۔۳) (۹) حدیث کے احکام۔ (۱) حضرت ابو سعید خدری حدیث معراج
میں بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر آپ نے
مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبرائیل امین سے پوچھا۔ یہ آپ کے ساتھ
کون ہیں انہوں نے کہا۔ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے
ہوئے فرماتے ہیں۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اور آپ خاتم النبیین تھے۔ (۳) حضرت ابو امامہ
باہلی بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں آخری نبی ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔ (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس
جبرائیل نے نازل ہو کر اذان دی۔ اشہد ان محمد رسول اللہ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں حضرت
جبرائیل نے کہا۔ وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (۵) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے گوہ سے
پوچھا۔ میں کون ہوں۔ تو اس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ (۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے
فرمایا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی گئی۔ تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا۔ پس انہوں نے کہا اے میرے

رب میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے۔ کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی۔ اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی
اس کو میری امت بنا دے۔ فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم) (۷)۔ حضرت حسان بن ثابت
بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا۔ ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے
اور وہ کہہ رہا تھا۔ یہ احمد کا ستارہ ہے۔ جو طلوع ہو چکا ہے۔ یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے۔ اور انبیاء میں سے
اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل النبوۃ) (۸) حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت زید بن خارجہ
انصاری جب فوت ہو گئے۔ تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آرہی تھی۔ لوگوں نے ان کے سینے اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا۔ تو ان
کے منہ سے آواز آرہی تھی۔ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابن ابی الدنیا) (نوٹ)
(یہ تمام احادیث تبیان القرآن جلد نہم ص ۴۶۲ سے ص ۴۶۴ تک موجود ہیں۔ وہاں دیکھیں) (۹) حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام
ان کو دیکھ رہے تھے۔ بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ پھر ان سب سے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا۔ تو عرض کی اے
میرے پروردگار یہ کون ہے۔ ارشاد ہوا آپ کے بیٹے احمد ہیں۔ هو الاول و الآخر۔ وہی سب سے اول ہیں۔ اور وہی
سب سے آخر ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور وہی مقبول الشفاعت ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء
ابن عساکر۔ خصائص کبریٰ ص ۳۹ جلد ۱) (۱۰) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب امام الانبیاء معراج کی رات سفر
میں تھے۔ تو آپ نے ایک جماعت پر گزر فرمایا۔ جنہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ السلام علیک یا اول۔ السلام علیک
یا آخر۔ السلام علیک یا حاشر + حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا ہے
وہ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ دلائل النبوۃ۔ درمنثور جلد ۴ ص ۱۲۹ + جواہر البحار
جلد ۳ ص ۴۰۲) (۱۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ؐ کی خدمت
میں حاضر ہو کر ان الفاظ میں حضور پر سلام پیش کیا۔ (السلام علیک یا اول (۴ الفاظ) یا باطن) حضور نبی اکرم
نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اسی کے لائق ہیں یہ صفات میری کیسے ہو سکتی ہیں۔ عرض کی اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی
اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَلِّمَ بِهَا عَلَيْكَ خدا نے مجھے انہی صفات سے آپ پر سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ؐ کا نام
اول اس لئے ہے۔ کہ آپ تخلیق میں تمام انبیاء پر مقدم ہیں۔ وَسَمَّاكَ بِالْآخِرِ لِاَنَّكَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فِي الْعَصْرِ
وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ اِلٰى آخِرِ الْاُمَمِ ۵ ۔ اور آپ کا نام آخر اس لئے رکھا کہ آپ تمام نبیوں سے زمانے میں
آخری ہیں۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ آخری امت کے لئے اور آپ کا نام باطن اس لئے رکھا کہ آپ کا نام سنہری
نور سے ساق عرش پر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل لکھا۔ اور مجھے درود بھیجنے کا حکم دیا ہے میں

آپ پر ہزار ہا درود پڑھا۔ یہاں تک کہ خدا نے آپؐ کو بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کا نام ظاہر اس لیے رکھا کہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غلبہ دیا آپ کی شریعت کو تمام زمین و آسمان پر ظاہر کر دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی ۔ (جواہر البحار جلد ۲ ص ۲۱۶) (۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ؐ نے فرمایا۔ کہ جب لوگ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شفاعت کے بارے میں کہیں گے۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ حضرت محمد ؐ کے پاس جاؤ۔ کہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ یا محمد انت رسول اللہ و خاتم النبیین۔ اے محمد ؐ آپ خدا کے رسول اور تمام نبیوں کے بعد آنے والے ہیں۔ (مسلم جلد ۱ ص ۱۱۱)

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے۔ آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو۔ جرم کھلتے جائیں گے۔ اور وہ چھپاتے جائیں گے۔

(۱۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں۔ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ ؓ۔ فرمایا میرے دو وزیر آسمان کے جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام ہیں۔ اور زمین کے دو وزیر ابوبکر اور عمرؓ ہیں (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۵۰) اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونوں رسول خدا کے وزیر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ نبی نہیں حالانکہ پہلے نبیوں کے وزیر بھی نبی ہوتے تھے۔ خود قرآن پاک میں ہے ۔ وَجَعَلْنَا مَعَہٗ اَخَاہُ ھَارُوْنَ وَزِیْرًا ۝ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کے بھائی کو وزیر بنا دیا۔ جب نبی اکرم ؐ کے وزیر نبی نہیں ہو سکتے۔ کہ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ تو اور کوئی نبی کیسے بن سکتا ہے۔ وزیر بادشاہوں کے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ آپؐ کے آسمانوں میں بھی وزیر ہیں۔ اور آسمانوں کے بھی وزیر ہیں۔ اس لیے آپ زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ زمین و آسمان پر آپؐ کی حکومت جاری ہے

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بنی قریظہ میں سے ایک بھائی کے پاس سے گزرا۔ اس نے تورات کے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے۔ تاکہ وہ میں آپ کے سامنے پیش کروں۔ یہ سن کر آپؐ کا چہرہ بدل گیا۔ اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر خود موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے اندر آ جائیں اور تم ان کی اتباع کرنے لگو، تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اس لیے۔ انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین۔ تم تمام امتوں سے میرا حصہ ہو۔ اور تمام نبیوں میں سے تمہارا حصہ میں ہوں (کنز العمال جلد ۱ ص ۵۱) (۱۵) حضرت مکحول سے روایت ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک

یہودی سے کچھ رقم لینی تھی۔ اس سے لینے تشریف لے گئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا ہے۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ یہودی بولا واللہ خدا نے انہیں تمام انسانوں سے افضل نہیں کیا۔ آپ نے اسے طمانچہ دے مارا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر طمانچہ کے بدلے میں اس کو راضی کر لو اور فرمایا اے یہودی حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں — اور میں حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں سے میری امت کے دو نام رکھے اللہ سلام ہے میری امت کا نام مسلمان رکھا۔ اللہ مومن ہے میری امت کا لقب مومنین رکھا۔ اے یہودی تم زمانے میں پہلے ونحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ۔ اور ہم زمانے میں آخر اور قیامت میں سب سے پہلے ہیں۔ اے یہودی۔ إن الجنة محرمة على الأنبياء حتى أدخلها وهي محرمة على الأمم حتى تدخلها أمتي ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۰۱) (۱۶) حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔ جب رسول خدا ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عورتوں اور بچوں پر محافظ چھوڑا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے علی أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي ۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ۔ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہم السلام کے نزدیک تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ — اس حدیث پر غور کریں۔ یہاں نبی نکرہ ہے۔ جو لا نفی کے تحت آیا ہے اور اصول یہ ہے کہ اگر نکرہ نفی کے تحت واقع ہو تو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ اب لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہوا کہ کسی قسم کا نبی خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی میرے بعد نہیں آسکتا۔ (۲) نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام حضرت علی کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اے علی کیا تو راضی نہیں۔ یعنی میں خدا کا رسول تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا کا طالب ہے۔ ارشاد ربانی ہے ولسوف يعطيك ربك فترضى ۔ عنقریب تیرا خدا تجھے اتنا دے گا۔ کہ تو راضی ہو جائے گا۔ (خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم)

(۱۷)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی۔ تو ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا۔ چلو ام ایمن کی زیارت کر آئیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ بھی ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم تینوں وہاں گئے۔ ام ایمن ہمیں دیکھ کر رونے لگیں۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ کے لیے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مقدر ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ کہ آپ کے لیے وہی بہتر ہے۔ جو اللہ کے نزدیک ہے۔ لیکن میں اس لیے روتی ہوں۔ کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں۔ یہ بات سن کر دونوں حضرات بھی رونے لگے۔ (کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ شیخین حضرات اور حضرت ام ایمن اس لیے روئے کہ اب آنحضرت ﷺ کے لیے وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ نہ دنیا میں کوئی نبی آئے گا۔ اور نہ وحی

نازل ہوگی۔ اس لئے کہ امام الانبیاء اس دنیا میں آخری نبی تھے۔ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔ (۱۸) نوٹ اس مضمون کی دیگر احادیث خطبات مسعودیہ حصہ ۵ ص ۶۹ تا ص ۷۹ تک دیکھیں۔۔

۳۰ — ۳ — ۲۰۱۲ ء

۶ — ۵ — ۱۴۳۳ ھ جمعۃ المبارک۔

میلاد

علامہ شیرازی عطاء اللہ

دل مرا ہیرا جس کو علی بنائے مہر لگا کر — اہل سنت وہ ہیں جن میں گستاخی نہیں ہے کے
ہیراک کو مانتے ہیں — اگر سیدہ کی شان میں سلم المعلقات ہو تو اکرم کی گستاخی کی۔
واصل سے کیف گئے ہیں کی بیان — سنتے کا بھولنا مدینے میں نہیں — جو حسین کو دمشق لے
نانا کا کمال ہے — سکھا لیتے کے آواز آگئی ہے — یہ محمد کے قدم ہمارا ہیں —
جو دیکھو سر ریت پر گئے ہیں جبرائیل امین اس مٹی کا بوسہ لیتے ہیں — اللہ کا نام
لینے سے منہ کھول دیا جاتا ہے۔ محمد کا نام لینے سے دو ہونٹ ملتے ہیں — محمد کا نام
اس لیے ہے کہ محمد ملانے والے ہیں — شب معراج فرشتوں کو دیکھا۔ دیا آدم
تک ملک جاں بحق۔ فرشتے تبرک آئے دیکھو سر کیا پڑھتے تھے —
حضرت علی کا پہلا مرتبہ ولادت کے بعد زیارت کرنا کی ساتھ —

بدھ

۹ — ۱۱ — ۲۰۱۶

۹ — ۲ — ۱۴۳۸

۱۰ — ۳ — ۲۵ — PM

۱۷۵ حضرت عائشہ رض

ارشد القادری

حضرت ام المومنین عائشہ کے والد ابوبکر صدیق ۔ والدہ ام رومان زینب ۔ زوجیت مصطفی
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ۔۔۔ یہ آیت ازواج کے حق میں نازل ہوئی ۔ کچھ لوگوں
نے اس آیت کو آل پاک کے حق میں ثابت کئے ہیں ۔ جناب رب کائنات پاک ہے وہ شک سے
پاک ہیں ۔۔۔ جتنے رشتے ہیں ۔ اولاد ہو یا مرضی کے مطابق ۔ خدا کو کا انتشار ہوا
سید دو عالم کی شادی ۔ جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ۔۔۔ ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا ۔
ابوبکر کی آنکھوں میں آنسو ۔۔۔ حال ۔ سلطنت ۔ بیٹی میری نذر دو عالم آپ کا لال ہے ۔
وہ سماں کیسا ہوگا ۔ جب دولہا کا ثبات آیا ۔ کون کہتا ہے پیارا دولہا دلہن سے
خلاف ۔۔۔ اے عائشہ تیرا دامن سے دل کا ثبات کا پاک ہے ۔ ابوبکر اٹھا
کر کہا ۔ جیسے عائشہ کو شرف عطا کیا ہوگا ۔۔۔ یا نساء النبی لستن ۔۔۔ نساء ۔
اے ازواج النبی ۔۔۔ النبی اولیٰ بالمومنین ۔۔۔ امہتھم ۔۔۔ یہ مومنوں کی مائیں ہیں ۔۔۔
دروازہ پہ ابوبکر ۔۔۔ اماں جی کہہ کر بلایا ۔ بیٹی سے ہے ۔ گھر والے
رشتے کو دیکھو ۔۔۔ امام اہل سنت

بے اجازت جن کے گھر میں جبرائیل بھی آتا نہیں ؟
قدر والے جانتے ہیں قدر وال اہل بیت ۔

کی ان کے دیا ہے الخبیثت للخبیثین ۔۔۔ للطیبین ۔۔۔ پاک عورت کے
پاک مرد ۔ ہار کی گمشدگی ۔۔۔ حدیث عفت ۔۔۔
ان کی پاکی کا خدا کرتا ہے بیان ۔۔۔ آیت تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت ۔
ابوبکر صدیق بھر ماں بھی ۔ بیوی کی نے مر گیا ۔ حضرت مسطح سے بولا گیا ۔۔۔
جب یوسف پر تہمت لگی تو بچے بول پڑے ۔ موسیٰ ۔۔۔ آج میں گواہی دوں گا ۔۔۔
۔۔۔ شہادت کے دل کو ان صداقت کے کر اس کی کل عدالت سے ہاتھ سکھا دے ۔۔۔
دنیا میں قیامت رسالت کے کر گزرا گا ۔۔۔ تہمت کی اکثر اہل خانہ ۔۔۔
۔۔۔ سرکار نے دنیا میرا معاملہ لیکر بیٹھا ہے ۔۔۔ وحی کے انتظار آئے ۔۔۔
۱۸ آیات نازل فرمائیں ۔ حضور پاک نے خوش خبری سنائی ۔ لوگ کہتے ہیں

بچی کو معلوم نہ تھا — اگر میں صفائی دیتا — ماں — باپ کی صفائی — اللہ نے صفائی دی
ہے — یوسف پر تہمت تو بچے — مریم — صدیقہ پر تہمت — رب نے صداقت
دی گواہی دی ہے — شہادت کے دو رخ لٹ کے آنسوؤں کا — تیمم کی آیات
نازل ہوئی — ہار کا گم ہونا — جس پر کہا کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا ٹوٹ گیا تو
سر کو رشتہ گیا عائشہ نے ہار گم کر کے اللہ سے تیمم لے کر دیا گیا — عائشہ نے
وحی کا نزول دیکھا — گھر کی وقت سر کا رنا وصال ہو گیا — مسواک کرنا —
مسواک کو نرم کر کے دیا — آخری وقت نماز کی خواہش — علم کے اشارے
فاتحۃ المسلم کے وصال وقت اجازت مانگنا — ۱۷ رمضان — ۵۸ ہجری کا وصال،
ابوہریرہ نے نماز پڑھائی — الزام تراشی کرنے والوں کی سزا کا انجام ہے

ارشد القادری

Mudthar

۱۱ — ۱۱ — ۲۰۱۶
۱۱ — ۲ — ۱۴۳۸ جمعہ

۶ — ۲۰ — ۱۰ PM

۱۷۶۔ گستاخ صحابہ کون (ارشد رضوی)

لقد من اللہ علی المومنین ـــــ ایمان والوں پر احسان ہے ۔ صحابہ کرام کے ایمان میں شک
نہیں ـــ کائنات میں کوئی شک کا اندھیرا ہو ۔ سرکار نے نور کی طرف کر دیا ـــ
ہم سے ـ ہم عشق کی ابتدا میں بہت بڑا کہا ہے ـــ بتوں کی عبادت کرنے والے ۔ اگر
سرکار رحمت آ گئے تو ہم میں بھیج دی ۔ رب کا مسلم ہوا ـــ مومنوں کی طرف رسول آیا ۔
احسان نہیں جتایا ـــــ بڑی بڑی نعمتیں ـــ ہم نے محبوب دیا ہے ۔ تو از دو
ہر نعمتیں ۔ آقا جیسی نعمت نہیں ہے ـــ احسان یا مومنین فرما کر دیا ـــ
علی الناس نہیں ۔ یعنی مسلم بھی ہوتے ۔ علی المسلمین نہیں فرمایا ۔ علی المومنین ۔
مومنوں پر احسان کیا ہے ـــ ہر محفل میں ذکر سرکار کا ـــ ذکر مصطفیٰ ہی ذکر کبریا
کس کو کہا یا ایہا الذین آمنوا ـــ بتایا اپنے لیے دے دیا نہیں ـــ تمہارے کتابیہ
لقد من اللہ علی المومنین ـــ لقد رضی اللہ عن المومنین ـــ مومنوں سے راضی ہو گیا ۔
جو صحابہ محبوب کے ساتھ ـــ تحفے ان کو جن سے پیار ہو ـــ میں نے محبوب
ان کو دیا جن پر راضی ہو گیا ـــ اشارے رسول کرنے والے ۔ ہم ہی سمجھے میں
سے نہ سمجھے میں سے راضی ہو جائے ۔ بندہ کی بات میں باطل ہو گیا ـــ
چار میں سے کسی کی بات رسا صحابہ کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت ـــ جو جنتی
دیکھنا ہے وہ ابوبکر کو دیکھے ـــ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام ـــ نزع
اسماعیل نے حجرہ ۔ فرشتہ آیا بشارت جنت کا اعلان کیا ـــ ایک ہزار سال
کی عمر سے ہزار فرشتے کی طاقت ـــ حیدر اسو مفتو ـــ شرا موقع پر دیکھا ۔
ـــ کشتی جنت پیدا ہو ۔ ابھی تک تو ابوبکر کی جنت ـــ میں نے کم وقت میں
ایک صحابہ کا بیت پیدا نہیں کر سکا ـــ جن کے مقدم کی تیری جنت ہے محبوب کا گھر
جے سبز گنبد دے اندر جو بیٹھی کچھ ان ـــ علی والے دے یاراں دی گل ۔
ستے نے صدیقؓ وی فاروقؓ دے تھاں ـــ کیوں اساں نے جھنڈا اٹھا نشان ۔
اللہ فرماتا ہے سب میں ان پر راضی ہو گیا ہوں ـــ سب صحابہ جنتی ہیں ـــ
سرکار دینا وہ ہماں ـــ رشتہ لگایا ہے اللہ کی مرضی کے مطابق ـــ امیر معاویہ

ایمان والوں کے ناموں میں سے ام حبیبہ کی لڑائی میں ۔۔۔ ۲۷ (۲) ایک دن حضرت امام حسن کھیل
رہے تھے ابوبکر کے ساتھ حضرت علی تھے تو ابوبکر نے فرمایا ارے عملی شیرے حسن نبی کی صورت حسینی
کی صورت پر ہے ۔۔۔ امام حسن نبی کے تھے تو ابوبکر نے اٹھا کر کندھوں پر رکھا۔
اے اللہ والو ۔۔۔ سب کو جانو ۔۔۔ (۳) امام حسن تشریف لائے تو فاسق
المسلم منعلہ کے آتے تو فاسق المعظم کا استعمال کیا ۔۔۔ دستار قدموں پر
رکھ دی صدقہ فرمایا سب شریعت کا معاملہ ہے ۔۔
(۴) شمال میں ذکر کرتا میں شیر پایا شیر کا نام دیا
شیرے نام اور دار دوال جنتی میرا عمر سے ۔۔
سرکار نے صحابہ کے بارے میں فرمایا یہ فلاں جنتی ہے ۔ سیدھی بات ہے کہ آپ نے زبان کا ہاتھ
دیا ۔۔ آنکھ سے ر چاند دیکھتی ہے مگر اپنے چہرہ نہیں دیکھو ۔ ۔ شیشے کی مثال
ہمیں دکھنے کے لئے آنکھ چاہئے ۔ مگر رب دیکھنے کے لئے مصطفیٰ چاہئے ۔۔
جس زبان نے فرمایا قل ھو اللہ احد ۔ وہی زبان نے جنتی دکھا دیا ۔۔
صدیق اکبر نے حضور کو بتا کر ہجرت کی رات سفر کیا ۔۔ مکمل اعتماد دکھایا۔
صدیق و علی ۔۔۔ حسن کو نبی میں امام مسلم نے نماز سے وا کرنا سے
سے ہاتھ پکڑ بٹھا دیا ۔ جب ۔۔ آئی ایک بھی نہ تھا ۔۔
نمازی عظیم دین کے جوش مولا علی تشریف لائے تھے ۔۔
سے راستے ۔۔ سونے کا پانی ملاو میں گل وجہ اللہ کا باب سوال
کرتا آقا ۔۔ انکھ ۔۔ وقت میں سمجھ نہ جا الراں
ابوبکر عمر عثمان علی امام حسن حسین ۔۔۔ اندر سے مومن تھے اسلام ۔۔

جمعہ المبارک ۔

۱۱ ۔۔ ۱۱ ۔۔ ۲۰۱۶
۱۱ ۔۔ ۲ ۔۔ ۱۴۳۸
۹ ۔۔ ۰۲ ۔۔ ۵۶ PM

14-10-2005 ـــ

۱۲۷۲ - احمد رضا

(ارشد امتنوی)

اور لنک کمپٹ فنی ملو بیم اللیوش - اعلیٰ حضرت کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ احمد رضا
کی برکت سے عشق مصطفیٰ ـــ دنیا میں علماء بڑے بڑے ہیں ہم کا فرمایا عالم باعمل
کو دیکھنا جیسے دیکھا ہے ـــ نام محمد کو نسبت ـــ والد نے آپ کا نام محمد رکھا دادا
نے احمد رضا ـــ عبد المصطفیٰ نے نام رکھا۔ جو کسی بندے کا شکر ادا نہیں کرتا۔
ـــ پتہ چلتا ہے یہ سب گرانہ سب محبوب کے دلوانوں کا نام ہے ـــ

(۲) خوف نہ رکھ تو رضا ذرا تو تو ہے عبد المصطفیٰ ـــ
تیرے لئے امان ہے۔ تیرے لئے امان ہے

جو غلام مصطفیٰ آ رہے ہیں کیوں ڈرے نہ جرات نہ اٹھ سکے ۔ (۱) چھ سال کی عمر میں
خطاب کیا ـــ حدیث جابر کہ من اللہ نور ـــ یا ایہا الناس قد جاءکم برہان ۔ امام احمد
رضا خطاب میں آیات پڑھ رہے تھے۔ انا ارسلنک شاہدا و مبشرا و نذیرا ـــ
اس روز تیرا کیا حال سوال تیرا ہے ـــ
چودہ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا ـــ ۲۱ سال کی عمر میں روحانی پیشوا آل رسول
کی خدمت میں ـــ خلافت چاروں سلاسل عطا ہوئی ـــ مریدین کو حسد ہوا۔
پیر نے فرمایا ۔ احمد رضا پہلے ہی پاک ہو کر آیا ہے ۔ عبد الغفور پیر ان کے پاس مولانا
تو آپ فرماتے کہ تم میرے گھر آؤ ـــ عشق رسول لینے آتے ہو ـــ
احمد رضا نے اپنے بیٹوں کو شکار کرنے فرمایا ـــ وہ کہتے ہیں ـــ جو لکھوا کر بیں لکھ
آپ کے پیر نے فرمایا قیامت احمد رضا کو عشق کروانا ـــ حضور کے بارے
میں فتویٰ دیا ۔ کہ آپ کے دامن میں میں کمبل نے پناہ لے رکھی ہے ـــ احمد رضا نے طواف
کعبہ کیا ۔ سب حاضر آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ـــ ہم تو شاہ میں دعا کر
ہم سب کو بلا لئے ـــ لیے سب کو پاک کرتا ہے ۔ احمد جو کلمہ کو پاک کرے ـــ
حجر اسود کو چوما ۔ حاجی کا پاک ہونا ۔ 360 شست رکھے ۔ آپ نے کہا کہ
کعبہ کو کلمہ محمد رسول اللہ ہے ـــ = ـــ سیدی محمد شریف نے فرمایا خواب میں
حضور پاک کی زیارت ہوئی تو عرض کیا ـــ اس وقت انتظار احمد رضا کا کر رہا ہوں۔
احمد رضا ہندوستان کا امام ہے ـــ مدینے سے جو ہے اترا ایک

کاغذ لگا تو نوک کو وہ آیا — میرے دل پر قلم — یہ عشق رسول ہے

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا۔

سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان رہا۔

احمد رضا

سرکار مدینے پہنچے — مدینہ وہ میاں مدینے والا ہے۔ مکے والا مکے میں ناپسند ہے کہ ہر کسی سے افضل ہے وہ جگہ — مکہ رب کا گھر ہے پر مدینہ سرکار کا ہے جشن رضا

عجیب رنگ پر ہے بہار مدینہ — کہ سب جشن میں نثار مدینہ ؟

عرب کے علماء کو پتہ چلا کہ ہندوستان سے عالم آئے ہیں — علم غیب پر سوال آ گئے — تو مدینے کا اضافہ کر کے — الدولۃ المکیہ پر سوال ہوا کا جواب بن گیا۔ سب دنگ ہو کے آ گئے — چار سو صفحے — آپ نے مکہ کو لکھا عالم

مولانا ظفر الدین نے احمد رضا نے وضاحتی پر کتاب لکھی — کنز الایمان لکھوایا — الکوکب کتاب لکھی — فتاویٰ رضویہ — جس کو عمدہ پر لکھا ان پڑھا — فتاویٰ کا مطالعہ پر ختم کیا جس طرح ... لکھائی — فتاویٰ رضویہ ان کے گھر سے جس طرح کسی عالم دین کے تاجدار — ہر طرح کے ادارہ

میں گدا ہوں دینے کرم کو — میرا دین پارہ اپنا ہے۔

پالکی میں جاتا تھا — سر ہے اٹھانا — قیامت میں سوال ہو گا

جو امام رسول کا اتنا اکرام کرے — ذات مصطفیٰ کا عشق — اکرام کر رہا ہو گا

11-11-2016

10-2-1438

041-2613399

محمد نواز جاوید الازہری صاحب

فیضان محدث اعظم ٹرسٹ

0300-7656299

قاری محمد جہانگیر رضوی

جہاں سے حضور کے تبرکات کی زیارت ہو — 0300-0071912

مال روڈ

۱۷۸۔ سلطان باہو (ارشد رضوی)

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون = اس ماہ صفر کی نسبت اولیاء کے ساتھ
تھی ۔ ترجمہ و تشریح ۔ ۱۰۳۹ میں شاہ جہاں کا دور ۔ شورکوٹ میں سلطان باہو
تشریف لائے ۔ جہاں اللہ والوں کی بڑی وحدت ۔ آپ کا والد ۔ بایزید ۔ ۲۱ برس [illegible]
تھے ۔ سلطان محمد باہو ۔ جو کہ بعد ازاں تو علم پڑھا اور تمام پیر [illegible] ۔ آپ کے والد وفات
سلطان باہو کس پیر کی [illegible] نہ پایا ۔ نہ کسی مدرسے سے تعلیم حاصل کی تھی ۔

(اقبال) نہ کتابوں سے نہ کالج سے ہے [illegible] نگاہ سے پیدا

کتابیں پڑھنے سے عالم بنتے ہیں ۔ ولی بنتا ہے نگاہ سے ۔ عمل سے ۔ نگاہ [illegible]
کی ۔ عطا ہے والد بایزید جس طرح مدینے والے کی [illegible] گردشیں ۔ مجھے [illegible] دنیادار
سے ہم [illegible] نے عمل [illegible] فرماتے ہیں ۔ مولانا روم نے کہا ہے ۔ ارشاد جبریل ہے
میں تو سینے والا نہیں ۔ میں پڑھانے والا ہوں ۔ معلم کا شاگرد ہوں ۔ الرسول علم [illegible] ۔
۔ جس کا استاد اللہ ہو کوئی شاگرد میں کہاں لیا ہے ۔ خواجہ غلام فرید شہ [illegible]

۔ صورت رحمان ہے [illegible] پیر دی

استاد شاگرد کا وغیرہ ۔ استاد میں شاگرد [illegible] ہم سلسلہ ہے
پیر میں [illegible] ۔ تب شاگرد کا مطلب [illegible] تو استاد کی [illegible] ۔ شاگرد
کی نظر کرتا ہے ۔ صورت [illegible] ہے

علم اللہ [illegible] پیر دی

جس طرح سر کا [illegible] ۔ جس کے [illegible] سے ہم سمجھا [illegible] ہے سلطان باہو کے ہم
[illegible] شورکوٹ کی گلیوں میں نکلتا ۔ [illegible] پڑھتا ۔
۔ یہ چہرہ سلطان محمد باہو کا ہے ۔ اگر علم کے چہرے کا [illegible] ۔ اگر [illegible]
ہوں گے ۔ چہرے پر [illegible] ۔ آپ [illegible] اگر ایک دن [illegible] سورج کا [illegible] ۔

۔ صورت رحمان ہے [illegible] علم اللہ [illegible] پیر دی ۔

[illegible] مسعود [illegible] کہا [illegible] نے
[illegible] بغیر [illegible] کے باہر نکالو ۔ [illegible]
[illegible] ۔ رب تعالیٰ کا چہرہ [illegible] رکھتا ہے

جو بھی دیکھتا ہے گنبد کا جلوہ تو دل لٹا دیتا ہے —— جب گنبد پہ یہ ہوتا ہے تو جالی شریف پہ پہنچ کر کیا حالت ہو جاتی ہوگی۔
وہ کیسا منظر ہوگا جب سرکار زندہ تھے —— یہ حلیہ و شمائل کے تذکرے بھی کتنے عجیب ہیں ——
صورت احسان یہ ہے —— علم الٰہی تا ابد تک —— کسی کی بیعت نہ ہوئی تھی ؟
ایک دن کوئی آ کر ملا آ کر —— آواز دی کہ تم باہر ہو کر جا —— میں علی ہاشمی ہوں ——
سرکار کی بارگاہ میں —— لے جاؤں گا ——
—— محمد کے نام پہ سودا سر بازار ہو جائے
غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں ——
غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں —— دعا کرو کبھی مدینے میں جا پہنچوں
سرکار کی بارگاہ میں چلا گیا —— سرکار کے صحابہ تشریف فرما ہیں —— تھوڑی دور
سرکار پر ہجوم سے کرنے تشریف لا رہے ہیں —— صحابہ سرکار کی طرف لپک گئے کہ ملنے کا کیا
منافقت سے ملاقات میں لگے —— سرکار کے ہاتھ پہ بیعت ہوا —— کوئی کسی کا
مرید —— جو جدا ہونے والے کام ہیں ——
ہر ستم سہہ کے طالب جا جی اس کعبہ عشق بنایا ہو ۔
سارے وارے میں طواف کا کیا آج دل ملنے نہ آیا ہو ۔
تو لاکھ کنگ جوڑ پڑیا اکھیاں لوں وچ سکایا ہو ۔
سرکار نے زیادہ جنون میں بیعت نہیں کیا —— سید ہاشمی صاحب مقام کیا ہوگا ۔
بغداد کی طرف منتقل کر دیا ——
سن فریاد پیراں دیا پیرا تے میری عرض سنیں کن دھر کے ——
اگر یہ عقیدہ ہے غوث پاک کے بارے میں تو گیارہویں شریف کے بارے میں کیا ——
امداد کرنے والا ولی ہے —— جب ہو دل کے ساتھ —— دنیا کی کلی آئی ——
لڑکی نے دل کو ہلا دیا —— مشتاق عمر بھر دل نہ بھرا ——
مسجد حرام میں بیت ... شہید ... ولی کی عظمت پہ جا کے ——
دو بالوں میں گرا ہی —— سرکار کا تو چہرہ لگتا وہیں ——

۱. صورت [illegible]

[illegible] سنگ نصب [illegible]

۱۳—۱۱—۲۰۱۶

اتوار ۱۳—۲—۱۴۳۸

۹—۴۱—pm

۱۷۹- علم دین شہیدؒ

۱۹۰۸ء رنگ محلہ، شوقِ فطرت — اسلاف کی محبت رسول پیدا کی۔ عبادت اس کا معمول
ہو گئی جس کا تعلق — عشقِ رسول کی بنیاد رکھنے والے۔ نماز کا علم دین —
ہر دور میں حق و باطل — آدم ابلیس کی۔ ابراہیم نمرود۔ ابوجہل ہامان
— امام حسین اور یزید — محمد بن قاسم۔ صلاح الدین ایوبی — شیر محمد
اللہ دین کی — راجپال۔ غازی — ہر یدون لطیف — لکھوا دیں —
قبر میں سے نہیں نکو پیش بلکہ قبر میں سے کہ آئے کا حسن ہوگا —
سے محمد را کھا کملی والا ہے — سے نوں کون ستاون والا
سے ڈی کا اس سوہنے نال لگ گیا ہے۔ جیڑا شور شیاں والا ہے —
علم دین شہید اور راجپال کا مقابلہ — باپ کی ملاقات — ماں کی ملاقات
میانوالی جیل میں — علماء کے خطابات — میانوالی کا مجذوب۔ علم دین کے قدم
جس زمین پر لگے ہیں سارے موسیٰ علیہ السلام کی زیارت۔ تاجدارِ رسالت کی ملاقات
حضرت علی کی ملاقات — کوٹھڑی میں نور اور روشنی —
سیونی اسٹیشن ہا پی لگیا پیال رسول دین گوریں —
راہواں وچ اہنے روندیاں سیاں فتیوں ربّ دا ہاں —
کسی کی نگرانی کون کرتا۔ مولانا ظفر علی خان علامہ اقبال — مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری
مسیر و بیدار علی سے ۵ لاکھ نماز جنازہ — غازی کی بیس سال کی عمر۔ پیر شاہ کی
ملاقات بیس ہزار تھے — وکیل قائداعظم — بولا بیدل بیان بدل —
نیکی کر کے ہمیں جانے دیں ہم بردا شست نہیں —
رسول پاک شرو حمد ہے جان میری — اے فانی زندگی قربان میری —
جیل والے کو کہا میرا فیصلہ جلدی کر ہم سرکار کی ملاقات حضور سے ہو گئی ہے —
عزیز و اقارب کی ملاقات — پیالہ پانی کا دیا۔ زمزم کا آ۔ اپنی والدہ کی —
30-31 کی درمیانی رات — لوگوں نے کہا کہ یہ خودکشی ہے — قائداعظم
نے کہا۔ اب رونا کیوں ہے — قرآن جس کی خاطر جا رہا ہوں وہ مدینہ —

دو گھڑیاں رک جانی تھوڑ پر مسیڈوں گلیاں توڑ منیاں دے ۔

جانی حوالے کر دسیاں آکھ کے جان دا مالک آئیں دے ۔

پیر ارف پیموئم — آخری بار سنور کی لائنک — آخری وقت چھپ کے سلام آئے ۔

اندلی رنگو دیا ہے ۔ جنت کی حوریں ۔ نواسہ رسول میں انشلی ر ———

میاں والی کے قبرستان میں دفن 13 دن بعد ——— اسے جس طرح اہل ۔

جس کے عمدہ کو عشق نہ ہو اس آقا کا کیا شمار ۔ لاہور اسپتال ۔

— علامہ اقبال اور محمد حسین علی لوری نے غسل میں اتارا ——— پاؤں سے کپڑا ہٹا کر

محمد حسین علی لوری نے چوما ——— تہنیدہ مسلمہ ہے ۔ محمد حسین علی لوری لکھ

مدینے والا کتا ——— علم دین کا مسئلہ شہادت تک جاری ہے ۔ قبر پر حاضری

اور کشف ہے ۔

١٤ — ١١ — ٢٠١٦ دوپہر

١٣ — ٢ — ١٤٣٨

٥ — ٩ — ٢٠ — PM

— ٥ —

۱۸۰ - ایمان وحیا

اللہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ــــ مسلمانو ۔ ایمان والو اللہ سے ڈرا کرو ۔
میری بارگاہ سے ڈرو ۔ بندوں سے نہ ڈرو ــ ساری عمر اپنی مرضی سے
جس نے تمسخر کیا ۔ اللہ والوں سے ۔ دنیا میں حیا کیا ۔ تو صدیق بن و نیرہ
یہ حیا والے لوگ تھے ــــ ہر وقت ڈر ۔ ہر قدم پہ ذکر اور خوف ۔
مدینے والے کی محبت ہو ــ کب تک ڈریں ۔ موت نے ہے ۔ دنیا
جائے تو ایمان کو سلامت ــ دنیا سے جائے تو زندگی گزار لینے کا ۔
جو زندگی سنت والی بصورت ایمان والی ــ محتاج کرے تو اپنا اور مدینے والے کا
زندگی میں نماز اور قرآن ۔ چہرے پہ نور ہو ۔ زبان پہ کلمہ ۔ ہر بات میں
ہو ۔ سکھ آخرت کی زندگی میں کام آنا ہے ۔ اس زندگی میں اگر خوف نہ محبوب کا پیار
اگر قرآن و حدیث کو سمجھیں تو خوف اور پیار مدینے والے کا ۔ کیا یہ خوف ہے کہ
بندہ اپنی مرضی کرے ۔ مجدد الف ثانی نے فرمایا ۔ کسی آدمی کا سینہ کسی آدمی کا
اور اللہ کا پیار نہ کرے تو سمجھو وہ خالی پڑا ہے ــ اہون اس وقت ملکی پڑا
جس کی آنکھوں میں حیا ہو گا ــ یہ لازم ملزوم چیزیں ہیں ۔ حیا ماں باپ بڑے
کی ہے ۔ حیا والی عورت نے بیٹا کا ادب کی ــ سفینہ پال کی وجہ سے حیا ۔
[illegible] کا [illegible] ۔ اس کا جا کیا ہے ــ اس نے جو دعوہ کیا ہے

جب دور سر ناز ان کی دنیا پر ہیں وہیں زمانہ بھول گئے ۔
اور غیروں کی لیکن یاد رہی ہم اپنا افسانہ بھول گئے ۔

الحیاء شعبۃ من الایمان ــ اگر حیا بس تو ایمان بھی ہے ۔ ہم ہر قسم
سے ہر پیر پہ دے کار [illegible] حیا کرتے ہیں ــ ہم [illegible] عمل والے
ہیں اولیاء کو ماننے والے ہیں ۔ جنہوں نے ولیوں کا ادب کیا وہ تمام ۔ سب
حیا والی ذات ہے اللہ ــ دعا دیکھا ہے جیسے حیا آتی ہے ــ انہ ہو التواب الرحیم
سجدہ میں دعا مانگے ــ اگر کوئی دو دن ــ اس کے بعد سرکار حیا والے
سے میرا اپنا رب سے اصل حیا ــ اعلیٰ حضرت نے فرمایا

سب سے اعلیٰ و اولیٰ سما رائی — اگر یہ شرہو گی تو سرکار راضی ہوں گے۔

34 لاکھ سے زیادہ جو سے لفظ سنتا سرکار کی سنت ہے

معراج کی رات سرکار کو فرمایا ادن منی یا خیر البریہ — یا احمد۔ آپ تو اصل ہو گا۔

لامکان کی بلندی پر — موسیٰ کو حکم فاخلع نعلیک اتارنے کا حکم۔ سرکار کو فرمایا

کہ — سے جوتے مبارک سمیت آ میرے پاس۔

جوتوں سمیت عرش کی قسمت جگا میرے پاس آ۔

وقف یا احمد۔ رایت ربی فی احسن صورۃ — غار حرا کا تحفہ —

کہ معاف بنی کی درسگی — 9 بار واپس — سرکار نے فرمایا مجھے

حیا آتی ہے — اگر واپس چلے جاتے تو یہ مولوی رکعتیں گنتے

مشکوٰۃ شریف کی ہے۔ ابھی پچاس ہم نہیں — تو اب پچاس کا

کلمہ پڑھ کے سب سیاہی کو دور کرنے والا — حسن نے آنکھ میں صفا پیدا کیا۔ اس کو کمال

ملا — لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم — ہر ایک حسن ملک میں —

آنکھ کے لال کو کیا ملا — ہے

حسن بے مثال دیکھ کے — آنکھ دا لال دیکھ کے۔

پڑھو گے تو ہم 5 ریپ سنڈ ہوں گے۔ اگر یہی پڑھو گے تو ہی کے درجات بلند ہیں

سے حسن بے مثال دیکھو گے — مگر ان نوں غش ہے کہ وہ انگلی کا کمال حکیم

پر بندہ 5 کا حسن ہے — کہ اللہ حسن تھا۔ سفید میں حسن ہے

سفید چہرے کا نام حسن نہیں ہے — بلکہ کلمہ شریف کا حسن ہے

لقد خلقنا الانسان فی — ہے کہ نگاہ کا چہرہ حسن ہو اگر

چہرے کا حسن بھی نا چاہئے ہو تو آنکھوں میں صفا پیدا کرتے

سے — سدا نہ باغاں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں۔

اس کے حسن کو زوال نہیں آ سکتا — بنی کریم کا حسن — بندہ اگر اس

طرح میں تو محبوب کا دیکھا حسن ہے — یعنی میں مالدار دوست ہے — خود دیکھے۔ سمجھا کر۔
سمجھی تھیں تھے۔ حسن والے ہیں — جیسا ہیں عموماً فرماتا —
سرکار کی بارگاہ میں حضرت عیسیٰ کو فرشتے بھی جانے — سرکار بھی جو
کمرے میں ہیں — فرشتے ہیں —

بن یار بنی دے یاراں دا

مسلمانوں کی بیٹیاں نکلتی میں کہ اسلام کر دیا — خوشبو کی مہک بغیر مرد کی جانے
کا انداز — شرم و حیا کی پیکر بن کر گھر میں بیٹھ جا۔ محمد کی بیٹی کو رکھا ہے کہ
علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ سمجھا کہ باپ خاوند کا باپ ہے جاتا ہے —
سرکار نے اپنی بیٹی کا ماتھا چوما —

شرم و حیا دی مہک دی سالار فاطمہ —
مولا علی دی اے داس شناسا [illegible] فاطمہ —

(B) — سیدہ کی ذات ہے سارے جہان کی بہو کو موثر بنایا — اسی کی عورتوں کی گود
میں دانا صاحب سے پیش آئے — گوشت کی مثال — ہر شخص اپنے کو سمجھ
سے — دل تیرے دی کوٹھڑی بندی اسے پتھراں سنے نہہ ساں
چھوجی کرے جاں محمد اوسی ماچھی ڈیٹھیاں دھیاں —
وارث شاہ نے فرمایا —

ت شیر مردی مرد دا دور ہیریا اگے کی جاں توں ہیر ساں —
دھیاں ماپیاں توں [illegible] رناں [illegible] اوس جاں —
گھنڈ دی رن دا [illegible] ہر ساں [illegible] ڈھیر ساں
وارث شاہ [illegible] شیر ساں —

بکریاں چرانا — شیر کا آنا — جنگل — شیر کا بچہ — [illegible] شیر نے —
ہم بکری نہ بنیں — بلکہ شیر بنیں — کیونکہ طرابیت اجر جیت — بیٹوں کو ہر جمعہ کو
خدا بھی راضی ہو — ملا بھی راضی — مصطفیٰ المرتضیٰ جاتا ہے —

امام حسن کا روٹی کھانا ۔ اپنی امی سے پہلے لقمہ نہ اٹھاتا ــــ حضرت عائشہ رضہ سرکار کا
آخری وقت حجرہ میں ــــ حجرے میں پردہ کر کے آنا ــــ فاروق اعظم ــــ
میاں آتا ہے ــــ قبروں والے لپیٹ کر دیکھتے ہیں ــــ بادام امام حسن
حاضر نہ تھے ــــ اور لباس کے مراسلات بھیج جانا ــــ عورتوں کا پائنچہ ہو گیا ــــ
کٹ نہ ــ گھر سے پردہ دکھانا بھی جائز ــــ حالانکہ بی بی خالہ ۔
ماں سی ۔ آنکھیں ۔ شب کے دیور کو ــــ حیا والا بھی شوہر کے
گھر میں بیٹھے ہو ــــ عمر فاروق کے دور میں فتح ــ عورتوں کو ــــ
گھر کا کر دیا ــــ یہ مدرسہ کا کے علم تھے ــ ابو عبیدہ جراح سالار تھے ۔
آپ کے دندان شہید ہوئے تھے کچھ نہیں ہوا ــــ

١٦ ـ ١١ ـ ٢٠١٦
١٦ ـ ٢ ـ ١٤٣٨ بدھ
٩ ـ ٢٥ ـ pm

۱۸۱ ۔ نگاہِ مصطفیٰ ﷺ

9-6-2006

دنیا میں بہتری بہتر آنکھیں ۔ لیکن سب سے پاک کی آنکھ کو مت لو ۔ ام المومنین فرماتی ہیں آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے ۔ ابوہریرہ نے فرمایا سرکار کی آنکھ کو بنا دیکھا ۔ ام المومنین ۔ جیسے آگے پیچھے ۔ آقا کا تاثر پختہ ۔ مازاغ البصر وما طغیٰ ۔ وہ آنکھ جس نے رب کو دیکھا

دل فرش ہے ہر پیار نال ۔ سر عرش ہے پاک تجلیاں گنار ۔

ملک و ملک میں کون شے ہے ۔ جو آسکا ۔ کوئی شے دیس میں جو نگاہ مصطفیٰ سے چھپی ہو ۔ جنہیں میں سرکار دیکھ رہے ہیں ۔ تیر انداز کو مٹنا ہی آنکھ بند ۔ وہ مالک کا حسن ہے ۔ جس کو کسی نے دیکھا وہ بنی نے دیکھا ۔ رکوع و سجود میں نمازی کی ہے ۔ میں آگے پیچھے بھی ۔ صفیہ کا پیار و ولادت کی تعقیب ۔

آنکھاں والیو قدرتی سرمے دی دھاریاں ۔ دلاں نوں قتل کردیاں چھریاں کٹاریاں ۔

صدقے اس آنکھ پہ ۔ حسن کا اثر ہے ۔ جس طرف اٹھ گئی ۔

نیچی نظروں کی شرم و حیا ۔ اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

فاصلہ اندھا دنیا میں محبوب کو دیکھ نہ سکا ۔ جناب کی نگاہ ۔ دس فرسنگ تک رستہ کے اندر جو ہو ۔ فرسنگ ۱۲ ہزار قدم ۔ 3 میل ۔ 30 میل تک ۔ عقیدت کا تقاضا مستقبل میں ۔ قدرت کا ظہور دیدارات ۔ ہر عمل سے خود ہے جب ... مقام ۔ معراج کی رات اللہ ۔ محبوب ۔ رات پیچھے نئی رحمن صفحہ ۔ ۹۰ ہزار کلام ۔ اس محبوب کی نگاہ کا کیا عالم ۔ موسیٰ کو غشی ۔ جس نے دیکھ لیا وہ صدیق ۔

لجپال ہو ہر ان تے ہر ویلے نظر رکھدے ۔

ہک نیچے مدینے وچ سارا جگ دکھا چھکدا ۔

سے لوں اس نے دسنا آیا ۔ صدیق ہے نام جس دا ۔

جس ... لوں جگ جاوڑا ۔ کوئی شے نہ لکھ رکھدے

جنگ موتہ کو دیکھنا ۔ ملک شام میں ۔ مدینے میں موجود سرکار دیکھنا ۔ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا ۔ جعفر طیار نے اٹھایا ۔ خالد بن ولید کے ہاتھ میں جھنڈا لگو ہے

میں بلال — بیٹھے تھے میں مدینے والے — مسجد قبا کی تعمیر — صحابہ کو دیکھا
کعبہ کی سمت سے نے کر دیا تھا — ہر نگاہ کا عالم — تو ذات کا عالم کیا — منبر کیوں تھا
سوال ہے معراج کی رات — مسجد اقصیٰ نماز کر دی — نگاہ کو وسیع کر دیا
مدینے میں لے کر رہے ہم ... — نجاشی کا جنازہ پڑھا — نماز غائبانہ جنازہ —
عالم عبدالرحمان کا جنازہ — اس کا جانشین — وہ دیکھ رہا ہے
سے — میں وہ دیکھ رہا احد جبل
انہوں نے ایسی حالات دکھا — اس کو دست مبارک سے نکال دیا — بنی کی کس طرح ...
سامنے دیوار میں ہے — قرآن نے دنیا کا مسلمان کو ... — وہ عظیم مثال
جس کے پاس ... علم ہے — جس کے دل میں سارا قرآن تھا — ...
سے — دنیا دیکھتا جو کچھ سے حال — جنگ ... کے حالات کو دیکھا اور مسکرایا
— جنت کی حوریں نے استقبال کیا ... — ہر ایک کی نگاہ ہے — زمین پر رہ کر جنت کے
— حور کی آواز کو دیکھا — سواری کو دیکھا — ... عذاب ہو رہا
تھا — ... سواری ... ہوتا — یا رسول ... ہم کی ... — بنی کی
نگاہ کے سامنے کوئی حجاب — بنی باہر رہ کر اندر کے — اندر رہ کر —
سے — بیٹھے دیکھی مدینے والے سارا ... دیکھا
حضرت انس کو ... میں عشر ... میں ہوں — ہر ... کو ... — دیکھا کرتا
... ہے — ... نے زیادہ ... پر ... — ... پولیس
نمائندہ ہو جاتا ہے — ... دور سے دیکھ رہے ہیں سے
دل کو ... اسی طرح جس طرح — مدینے کی طرف 70 آدمی بیٹھے ہیں
صدیق اکبر کو ... — میری نگاہ کے علاوہ
جس طرح ... کے ... — جنت ... سب ستارے —
ہر ... کو ... — تو ... کر ... —
شریعت ... میری زندگی بنا لیا — ہر ... دیکھنے ... دنیا —
... آگیا

سرکار نے بابا کو کیوں بھیجے تھے۔ کہا کہ اس طرح ملے شیریں شاہ کا کمال۔
شیریں قدموں میں آنا فقیر کا کام تھا۔ میری بگڑی بنانا سرکار کا کام ہے۔
جیسے لوگوں کو بلاتا ہے جب کوئی میرا مہر دیکھو لے وہ تو اپنی اصل میں ملیا
مکرانی کو جاتے ہیں ملاں بلاں۔ بلال سے دور رہو مانگا۔ آقا کی بگڑی ہو۔
اس کو کیا پتہ کہ ڈنگ کو آقا تو سانس ہے۔ کیوں سے دو دم ہم سے ملیں گے
حضرت عمر کو دیکھا۔ بلال کی طرف آئے۔ بلال کی قسمت ہے
مٹی کا بیوپار میں پیالہ۔ اس عشق کے بازار میں۔
نکیرین کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر لگا یا۔ بلال کا رات گزارنا۔ مرکز دنیا ہے
ہو تو مسجد میں نہیں۔
جھگڑے جاری نہیں شیر یار نیناں دے مارن جو کہ نہیں رہندے۔
جھگڑے بھیجے میں شیریں قدماں میں شیراں جو کہ نہیں رہندے۔
ضبط کا مسئلہ ہے۔ اس سے ہر اں سے ہار۔

١٢-١-٢٠١٦
١٢-٢-١٤٣٨ جمادی
٦-٥٧-PM

۱۸۲ - حضرت علیؓ

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ — نبی پاک کے صحابہ میں سے شان والے
صحابی میں۔ خونی رشتہ۔ داماد۔ خلیفہ — ابن عباس نے فرمایا۔ آپ کی شان میں 300
آیات کا نزول۔ اگر محمد کی موسیٰ سے ہے تو آپ ہارون — علی کو دیکھنا عبادت ہے
ذکر بھی عبادت ہے۔ اگر سب کو دیکھیں — صحابی کو دیکھنے والا۔ یہ سب کے کام آئے
ہر دور میں اعتراض تھا۔ حیدر کل کے سب کے کیا نئے — شرط یہ ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہو
مع صحابی۔ تربیت بھی گود میں محمد کی — جن کے محمد کی عظمت سمجھ نہ آئے
کعبے میں ولادت۔ آپ نے پیدائش کے بعد جو دیکھا وہ محمد تھے۔ ایک —
علی کعبہ میں آئے بطحا کو پاک کر دیا۔ انما یرید اللہ لیذھب —
حاجیوں کی سہولت میں کعبہ کے منافع — جب طواف کیا — علی کی سی شان
ملی کسی کو۔ بعض وقت بیٹے سے پہچانا جاتا ہے۔ بعض وقت باپ سے پہچان ہوتا
ہے — ہاتف غیبی سے آواز۔ مبارک ہو تجھے میرے محبوب علی کا ظہور۔ آپ
بزرگوں کے لیے دروازہ کھلتا ہے۔ اب کعبے والے نے دروازہ کھولا ہے —
میرا حال میں تو سمجھ میں آ سکتا — جس طرح میں آ سکتا ہوں —
کعبے وجہ ولادت حیدر کی وجہ مسجد سے شہادت حیدر کی۔
قرآن ہے کہاں والے دا ہے حیدر کی عبادت حیدر کی —
خدا فرق کی نشانی علی — بغض دھیلا — آپ کی والدہ کا پیار کہ بیٹے کا
حیدر کا حسن ملا — سرکار کا فرمانا میری ماں کا پیار فاطمہ بنت اسد کا ہے —
سرکار کی زیارت — کسی کی نہ تھی اس [illegible] — سرکار نے پایا کہ یہ
آنکھ نہ کھولا — کبھی آنکھ نہ بند ہو جائے —
سوں سوں مہر پیار آکھیا میرا جانا۔ نہ سمجھ جس رکھ لاڈ پیاراں۔
دل کر دا رب سونہا ہو والے بیٹیوں کول بٹھا کے میں تک دا رہواں
ابوطالب کے بیٹے کی پرورش کی — اعلان نبوت — قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ
لوگوں نے پوچھا کس نے مانا۔ خدیجہ نے۔ بلال نے علی نے۔ لوگوں میں ہلچل مچی

جب ابوبکرؓ نے کلمہ پڑھا ۔۔۔ ؟

چاہیے ہمارے بھی دنیا میں کوئی سچا پیر انسان ہاریں ورگا ۔

مکہ کے فتح ہونے کے وقت سرکار کے ساتھ سوار تھا ۔ علی ہوئے ۔۔۔ بعث اللہ داخل ہو کے ۔۔ لا الہ ہے ہم علی کو سوار کیا ۔ سرکار نے بتوں کو توڑا ۔ قول ان اللہ

مولا علی علم ہے ۔ اگر علی کی بلندی کا عالم ہو تو عرش کی بلندی

۵۰ ہزار ۴ فرسخ ہیں ۔۔۔ علی کی بارگاہ ۵ ۱۹۹۱ ۲۸ ہزار برس

ساری زندگی پہ خیال کرتا ہے کہ فاطمہ کو کیا دیا جائے ۔

فاطمہ بیمار ہوگئیں ۔۔۔ انار کھانے کی خواہش ۔۔۔ علی نے وہ انار فقیر کو دے دیا ۔ سوال خارجی نے دس انار دیئے ۔۔۔ حضرت علی نے فرمایا یہ خدا کی طرف سے نہیں ۔

حضرت علی سوال کا جواب پہلے دیتے تھے ۔ اس نے اعتراض کیا ۔ فرمایا تیرے ہاتھ کی انگلیاں گنتی میں ۔ فرمایا علی شہر علم ہے سوال فدا کی پہنچا ہے ۔۔۔

۔۔ مولا علی علم ہے ۔ شیر مشکل کشا علی ہے ۔

۱۸ — ۱۱ — ۲۰۱۶

۱۸ — ۲ — ۱۴۳۸ جمعہ

۶ — ۳۳ — pm

۱۸۳ - صحابہ اور اہلبیت کی رشتہ داری

قل لا اسئلکم علیہ اجرا ___ القربیٰ ___ ترجمہ - نبی ص سے یہ تا جو مانگنے والا نہ
ہیں بلکہ عطا فرمانے والا ہوں۔ جیسے اللہ نے لسی رب کا کائنات عطا کرنا ہو۔ ہمیں کلمہ پڑھایا۔
وظیفہ ہ۔ اس کی کوئی اجرت نہ تھی۔ مگر اہلبیت کا پیار۔ تو ہمیں کوئی ہیں۔
اپنا اپنا انداز ہے۔ ہم سب کو مانتے ہیں۔ ہم دروالوں کو ہیں مگر ملکوں کو بھی مانتے ہیں۔
ملک کو پیش میں اپنا اپنا تاجدار جو ہیں آقا کے دربار ہیں تو آپنا اس کو بارگاہ
جو آل کی محبت میں مرے ___ ومن مات علی حب آل محمد مات شہیدا ۔
درجہ شہادت ملے گا ___ دیگر مسئلہ ہو ___ ہاں مسعدی فرماتے ہیں
الٰہی بحق بنی فاطمہ ___ میں شہادت پر فخر بس کرتا ہوں
بس ایک ہی چیز پر فخر ہے ___ ہمارا بس آل محمد کی غلامی کا نسخہ ہے۔ ماتے علی الکرم
وجماعت ___ ہمارا ایمان یہ مسلک ہے جو اولیاء کا طریقہ ہے۔ صحابہ والا واہل رسول کا
مسلک ہے ___ ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا ___ وہ صحابہ کرام جن کا ذکر
قرآن میں ___ والسابقون من المہاجرین ___ یا طالبی صحبتہ الله ومن الله
من المومنین ___ صحابہ بھی معظم ہے۔ آل بھی بڑے عظمت کے ہیں
تیرے کلیوں والے دا میں پاک ربدا اسو ہتا۔ (شوال میں ... سلطنت -
عنا مسلک رشتہ کا ___ علی کا بیٹا ___ صحابہ کا نام اس کر
تیرے کلیوں والے دا میں پاک ربدا اسو ہتا میں اپنے بیٹوں کی آواز کوشش
علی کے دربار سے پوچھو کہ صحابہ سے کتنا پیار ہے۔ حضرت علی نے اپنے بیٹوں کا نام
صحابہ کے نام پر رکھا ___ ہماری مسجد میں ابوبکر عمر عثمان کے نام تشریف رکھتے ہیں
مدینہ سے اعلیٰ کر بعد میں بھی شکر۔ (تیرے کلیوں والے دا میں پاک ر۔ حضرت امام
حسن نے بھی صحابہ کے نام پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ حضرت علی فرماتے ہیں
بسم اللہ صدیق کے نے تنقید کی لشکر میں ... 70 امت کا بوجھ ___ حضرت
علی نے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ___ عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ عثمان
حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھا ابوبکر نے ___ حضرت عثمان پر پانی بند ہوا تو

اپنے بیٹوں کو پیٹ دار بنایا ـــــ علی جو پیدا ہوا تو رسول کے گھر میں جان ڈالی

[illegible] ـ اگر رسول جاتے ابوبکر کے گھر میں تو [illegible] بنا سبھی کو ملتے بلاوے

گلے تو علی بھی سب کو مارے ـــــ

ایک دن جبرائیل آئے تو بنا عرض کئے دیوار سے چپک گئے جو خطاب سنا ـ عمر فاروق

کی فتوحات کی مہر جاتی ہے عمر فاروق کی شان ارشاد ہے میرے کلمہ

سرکار مسکرائے ـ اس سیم کی عادت ہے

مولا علی علی ہے ـ وہ تو بے وضو نام لیتے ہیں ہم تو وضو کر کے لیتے

ہیں ـ آج نام لکھو کہ مدینے والے راضی ہو جائے ـــــ

اگر مشکل کشا ہے تو کربلا میں مدد کیوں نہ کی ـــــ کہتے ہیں داتا صاحب

جانا سفر کٹ ہے تو گڑگڑا کے سر ٹیک کر سجدہ کریں ـ میں نے کہا سو برس جانا ـــــ

نبی اللہ نے جیسے لوگوں کا نام سن لیا کر دیئے اللہ نے مدد کیوں نہ کی ـــــ

اسے کہتے درجہ شہادت مل جائے ـ علی نبی نے دعا کی کہ درجہ شہادت مل جائے

علی نے جنت کی ٹکٹ ابوبکر نے دستخط کر کے ابوبکر کا پیارا ہوگا ـ

حضرت علی نے حضور کو پیار کر کے ہونٹوں کا لمس لگا ابوبکر کے سنگ کیا ـ

Abbas

۱۸ ـ ۱۱ ـ ۲۰۱۶ جمعہ

۲۸ ـ ۱۱ ـ ۱۴۳۸

۱۸ ـ ۷ ـ ۴۴ ـ PM

۸ ـ ۴۴

۱۸۴ - شانِ صدیق رضؓ

ایسے والذی جاء بالصدق — المشکون — سسر ہیں نبی پاک کے — داماد بنا
ہوتا ہے — جن کے دروازے پہ اعلام الشیاء و دولیاں بن کے رہے — آئے مخبر ہوتا
ہے پھر سے دروازے پہ دلبر آیا — اس کے پاؤں — دنیا والوں کی یاریاں
چار دن کی باتیں — ابوبکر کی یار شباہت ایک ہے — والذی جاء بالصدق
صادق وہ ہے جو سچ بولے — صدیق وہ جو تصدیق کرے — ربو جس نے معراج کا
ذکر — ہجرت کی رات سرکار نے زبان پر رکھے صدیق
حق تصدیق تصدیق سے بڑھ کر صدیق — سرکار نے اعلان نبوت کیا تو پہلا کلمہ کس
کا جاء الحق — جھکا — نبی وہ ہیں جن نے تمام نبیوں کی تصدیق کی — نبی وہ
ہے جس کی تصدیق ابوبکرؓ کرے — تمام صحابہ کو مانتے ہیں کہ وہ سب ایمان والے
والسابقون الاولون — یا ایہا النبی حسبک اللہ — المومنین —
ابوبکر کا عقیدہ نبی کے حیات کا بارے میں — نبی پاک نے آخری وقت خطاب
رب اللہ کا — یہ دوسرا اہلبیت — ابوبکرؓ نماز پڑھا
کعبے کی طرف سے رخ پھیر گیا — بیت کی کعبے کی طرف
— حضرت مرکل کی سستی قضا ہو گئی
9 بجے وہ ہم نے — ابوبکرؓ جو قضا ہو گئے نماز میں — وہ نماز نماز
ہی نہیں جس میں مرا پیار نہ ہو — خشک ہو — عبدالرحمن کی تلوار اور
باپ سے بغاوت — نماز میں خیال آ جائے تو نماز کامل مکمل ہو جاتی ہے
دل میں ان کی یاد نے ڈیرا جما لیا۔
سارے غموں سے آپ نے غم سے بچا لیا۔
ابوبکر سارا مال لے کے آ گئے — آسمانی فرشتوں کا لباس۔

۱۸-۱۱-۲۰۱۶
۱۸-۲-۱۴۳۸ جمعہ
۹-۴۹-۳۵ - PM

۱۸۵ ۔ شانِ عمرؓ

۲۷ - ۱ - ۲۰۰۶

۶۴/۸ ۔ یا ایھا النبی حسبک اللہ ——— المومنین = یہ فاروق اعظمؓ کے شکر میں یہ بڑا شرف ہے ۔ فاروق کا معنی فرق کرنے والا ۔ جب کلمہ شہادت کہا تو فرق کر دیا ——— اسلام چند احباب کے درمیان تھا ——— عمرؓ کے لئے دعا کی کہ اسلام کو عزت دے ——— رو رو کر دعا مانگتا ——— اسلام لانے کی وجہ ——— سرکار خوش ہوئے ۔ آسمانوں پر خوشیاں منائی
امام فخر الدین رازیؒ نے بیان فرمایا عمرؓ کے اسلام لانے پر جبرائیل نازل ہوئے ۔ یا ایھا النبی حسبک اللہ کافی ہے ——— آپ کے ساتھ محبت کرنے والے بھی کافی ہیں ——— ہزار کافر اک طرف اکیلا عاشق کافی ہے ———

جنگاں چنگیاں نال سوہنا پیار دا اے ۔ تانیوں تے ستیاں دا بیڑا پار اے ۔

ہم محمد مصطفیٰ کے ساتھ پیار کرتے ہیں صحابہ کرام کے ساتھ خلفاء کے ۔ سیدنا عمرؓ کا ذکر تمام پڑھے جائے ۔ سرکار نے دعا دی ——— عورت نے کہا دف بجا کر خوشی کرنا چاہتی ——— سرکار خوش ہو گئے ——— میرے بعد کوئی نبی ہوتا ——— اس کا مطلب ہے نبوت والی تمام صفات موجود تھیں ——— سرکار نے فرمایا ۔ انا خاتم النبیین ——— عمر فاروق نے کبھی نہ کہا ہم ایک جیسے ہیں ——— صحابہ کرام ہر کوئی مراد نبی تھے یہ مرید تھے ——— اسلام لانے کا واقعہ ۔ سعید سے پوچھا ۔ بہن کا معاملہ ایسا جواب نے عمر کے دل ہلا ———

تھوڑے دے بیڑیاں ہیر یار سوہنے ۔ سے دا بھی اللہ نہ چھوڑیں گا کہیں

جے چھڈ دیواں دنیا تے ہو سکدا اے گزارا ۔ سرکار دے ٹکڑیاں بن گزارا نہیں ہوتا ۔

بہن کو کہا سنا مجھے ہے ——— صاحب عظمت کی محبت دل میں ——— جب بہن کو کا سنا تھا تھی ——— بہن کو کہا مجھے سنا دے جو قرآن ہے سنا ——— امیر حمزہ نے عرض کیا ——— عام نماز پڑھی جائے گی ——— کیسے پر امن ہو گا ——— کہ آج اسلام غالب ——— فرشتوں نے خوشی ——— جس کے قدم کی آہٹ سنا ہے ۔ تو آقا کا کیا مقام ہو گا ——— فرق اس طرح کیا ۔ آج ابو جہل کا فرماں کی طرف ہنس دیکھا ۔ آنسو دیکھا ——— ابو حفص کا لقب ملا والا ——— ۳۰ - ۴۳ ۔ بعض تشریح کا ہے ——— ایک منافق اور مسلمان یہودی کا فیصلہ ——— سرکار کا فیصلہ آیا فلا وربک

سبق یہ ہے کہ ہر معاملے میں سرگرمی کا فیصلہ کیا کرے —— نمایاں جامعہ میں جب کوئی کتاب
کو منہ نہ لگاتا ہو۔ عمر کی راتیں بھی چراغ اٹھاتا —— بیدردی کے احتیاطات عمر کی
راتیں بیدار نہیں۔ — عمر کی شب یاں بیچارے ہوتا ہے — عمر کا پہرہ دینا —
آج کوشش ہے ساکا حال بیٹھیں سوائے آنسو کے کہاں سے —— جھونپڑی سے لڑنے کا
آواز —— سب کچھ ہار کے عمدہ معنی نے تعلیم دوری کا سبق دیا ہے
سبھی محترم کو شب بیداری کو بیدار کر مسدود کا اثر عشق کی عملی۔ معاملہ حسنا۔ معاملہ حسن
کو شب بیداری بھی کہا ہے

Oullah

۲۰۱۶—۱۱—19

۱۴۳۸—۲—19

۲۰—۲۱—۸

بلغہ ۲

PM

۱۸۶ ۔ شانِ اولیاء ۔ سید ریاض حسین شاہ

آیت اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمٰت الی النور ۔ ترجمہ = اللہ کی شان ہے عظمت
اللہ جن کو حبیب صاحب ولی کہلا قرار دیا ہے ظلمت سے نکالتا ۔ میرا نبی بھی
ہر ظلمت سے نکالنے میں ہی قادر ہوتا ہے ۔ اور نور کی طرف ۔ ظلمت سے نکلوا تا ہے
جب بیٹھے رب دیتا ہے کر درمیان میں وسیلہ داتا صاحب بنتے ہیں ۔ اللہ نور السموٰت
سے اٹھا میں ۔ یریدون لیطفئوا ۔ اللہ کو مٹا ۔
جعلنا ہ نوراً نمشی بہ فی الناس ۔ دین اسلام بھی نور ہے ۔ علم بھی نور ۔
قلوب اہل محبت ۔ مسلمان کا دل ۔ آنکھ دیکھنے سے پہلے ۔ حکم
میرا بابا ولی کا مقام بتاتا ہے ۔ اعلیٰ حضرت سے کسی نے پوچھا ۔ ہم وہ نکو کر
کیا اس کو جوتا مارا جا سکتا ہے ۔ یا ایسی فرمایا ناجائز تھا ہے ۔ فرمایا اس
میں محمد کا میم نظر نہیں آتا ۔ اس حرف سے نبی رسولوں کے نام
لکھے جاتے ہیں ۔ اس لیے کہ کسی بات کی بے حرمتی نہ ہو جائے ۔
کربلا میں یزیدیت کی ظلمت ٹھہری ۔ امام حسین کا نام چمکا ۔
کون ہے جو شخص ٹھہرایا کے دین کا راستہ روک سکتا ۔
لاہور کے قلندر نے کہا ۔ تو نور کو پھونکوں سے بجھایا جا سکتا ہے
ہم نے کہا ۔ یہ ہو نہیں سکتا ۔

۲ ۔ ۱۱ ۔ ۲۰۱۶
منگوار
۲ ۔ ۲ ۔ ۱۴۳۸
4 — 54 PM

26-5-2003

۱۸۷۔ محبتِ رسول ﷺ

ہمارے قل ان کنتم تحبون اللہ ——— رحیم ۔ آیت مبارک کا ہم سے کیا مطالبہ ہے۔ نکات کیا ہیں۔
موذ حضرین نے کتابوں کو لکھا۔ تواریخ کی کتابوں کا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں ——— تاج محل
جس نے بنایا ہے۔ ہم بنانے والوں تک ۔ کتابوں کو لکھنے والوں۔ نہ قرطاس کا مشاہدہ نہ قلم
قرطاس اور قلم سے بنا گئے تو تہ تھا ——— بادشاہوں کے نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام بتا دیئے
نہ یہ تحریر مٹنے والا ہے ۔ ——— منصور کو بولنا ——— سمجھ کر بولئے ۔ البر محل سے
——— اللہ کی محبت تصوف کا عنوان ہے ——— اللہ کی رحمت ملتی ہے ——— جو مصطفیٰ ﷺ کا عاشق
اللہ کی محبت علاج ہے ——— ہم اللہ کو ڈھونڈتے ہو۔ اللہ ان کو ڈھونڈتا ہے ———
سب عنوان اللہ کی محبت سے ملتے ہیں۔ قل ان کنتم تحبون ——— کا ذوق
کا مشترکہ کہہ بتوں سے محبت کرتے تو اللہ ہم سے پیار کرتا ہے۔ فرمایا جو میری بالا آرا
——— جو محبوب کے حسن کا کلمہ پڑھنے والے ۔ ہم ان کو دیکھنے گئے ہو۔ اللہ ان کو
قبر میں حضور کہنے سے راضی ہوں گے ——— حشر میں سب سے راضی ہوں گے ——— مسئلہ اتنی
میں سب بنی بیٹھے ہیں ۔ مشکل آگے ہو گئے رب العزت نے یہ مقام محمد ——— آدمی کی نوکری
قبول ہو گئی ——— جب میرے محبوب کے حسن میں ڈوب جاؤ گے میں راضی ہو جاؤں گا کہ
میری سنت پر عمل کرتا ہو گا ——— کیا حضرت بلال کون سی سنت میں ۔ کیا دادا
تھے ۔ مالدار تھے۔ کیا مشہور تھے ۔ محمد نے سینہ کیا ——— اس لیے کہ حضرت بلال
نے دل میں اسم محمد ڈال دیا تھا ——— قبر میں اسم محمد دل میں لے جاؤ گے پھر عشق کی
تکمیل ہے ۔ کیا تو لنگڑا ہو یا فیصل ہو ثابت ہے گناہوں کا ڈاکہ ——— لعنت ہے کہ ٹکرا کر
ہم آگئے میرے محبوب کے قدموں میں ہی ہمیں صاف کر دو ۔ ہم مصطفیٰ ﷺ کا نام لوں گے اللہ پر
ڈال دیئے ——— اللہ انعام اچھا کرو۔ بس یہ آخری بات ہے ——— دنیا میں عزت قبر میں
عزت حشر میں عزت مصطفیٰ ﷺ کی نظر سے ملتی ہے ———

بدھ

23-11-2016

23-2-1438

24 - PM

8 - 52

۱۸۸۔ اصلاح انسانیت

۱۰۳ والعصر ان الانسان لفی خسر — اس سورۃ کی تین آیات ہیں لیکن چھوٹی سی ہے لیکن
بڑی برکت ہے۔ ہر اس کا بعد بڑی۔ یہ حسن قرآن ہے — یہ اللہ کا قول ہے —
اس سورۃ میں سب کچھ ہے — اسلام کی شکایات۔ امام سیوطی نے احکام القرآن میں
بحث کی — کئی مثال سورۃ کی تفصیل۔ تمام علماء متفق ہیں — کسی مقام پر زمانہ کا ہو
زمانے کو وہ — یہ نسبت ہے — زمانے کی قسم ہے۔ جس کی نسبت محبوب سے
ہوگئی — قرآن کہتا ہے تو قرآن ماننے کی چیز ہے۔ قرآن گمراہ بھی کرتا ہے
ہدایت بھی دیتا ہے۔ جو رخ محبوب سے منہ موڑے وہ گمراہ — زمانہ کی گواہی ہے —
انسان وہ بھی ہے جو نقصان میں — دوسرا انسان ہے الرحمٰن علم القرآن —
انسان من نسیان — یعنی انس — ایک انسان وہ ہے جو محبوب کا
نشان ہے — دوسرا انسان وہ انا اعطینک الکوثر۔ باقی کو تباب کر دیا ہے
دیا ہے جو بغیر حساب دیا ہے — تاج محل میں بیٹھا ہے۔ مگر مصطفیٰ سے دور ہے۔ دوسرا انسان
جو ... معرفت کے لئے ہے جس کا نقصان رہنے کے لئے ہے —
صحابہ کے اعمال کو نہ دیکھو۔ بلکہ ان کی نظر حسن محبوب پر جاری ہے۔ اسی لئے صراط المستقیم میں
انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے — راستہ سیدھا ہی ہو۔ لیکن آدمی ذرا ... کہ
— جنت کو قریب سے ... اصل میں خسارے میں وہ ہے جس کا کوئی ہادی
— جس کے پاس حضور کی نسبت نہیں ہے — حقیقی مثال — اصل میں نور محمد
ہے — اے انسان تو موت کے قریب ہو رہا ہے تو خسارے میں — جو سینے میں اعمال
لے آئے وہ شہر ... زندگی کا ... — حج کے دوران رسول اللہ نے اونٹوں کو
قربان کیا — 63 اونٹ خود۔ ۳۷ اونٹ علی المرتضیٰ ایک اونٹ دوسرا اونٹ ہے
— اونٹ جانتے ہیں کہ ... رسول کی بارگاہ میں ... حاصل کرنے میں ... کر اللہ
غلام رسول وہ ... ہے — آج دشمن بہت ہیں — جب ایمان آتا ہے
تو ... وہ گمراہ جو رسول ... میں — عمل وہ ہے جو حضور رسول سے پیار
اخلاص سے ... عمل کریں — جو محبت رسول ہے وہ رنگ لائے گی —

اسے ان کا آبرو ہو ہے کہ ہم گھر کی چوکھٹ کو چوم لے -

Mabbas

۲۳ — ۱۱ — ۲۰۱۶ بدھ

۲۳ — ۲ — ۱۴۳۸

۹ — ۴۸ — ۳۶ — PM

—o—

۱۸۹ - میلاد النبیؐ

۵۶ہے اِن اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی ___ ام المومنین سے روایت ہے کہ بنی آدم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں -
ہر جوڑ کا صدقہ ہے ___ کوئی نیکی کا عمل کیا گویا اس نے سب کا صدقہ ادا کر دیا ___ جن حالات
میں اسلام نے محفوظ کر دیا ___ سرکار کے میلاد سے پہلے انسانیت چمن کا سا نقشہ پیش
ڈر تھا جاہلیت کا کام ___ آسمانی کتابیں نازل ہوئیں مگر پڑھنے والا کوئی نہ تھا ___ نبیوں کو
بھیجا ___ آخر محبوب کو بھیجا ___ آمنہ کے بیٹے میں آئے گھر کو گلشن بنا دیا گیا ___
آسمان والوں نے دیکھا کہ گھر - قد جاءکم من اللہ نور من اللہ نور ___ بادل کا سایہ
آنا - فرشتوں کا آنا ___ سجدہ کرنا - زبان سے پڑھنا ___ ساری کائنات کے
خوشی تھی - محبوب کا حسن [illegible] ___ پاؤں کا دھونا - سب کے رسول
___ ابن جوزی نے کہا - فرشتوں نے [illegible] ستارے بھی آسمان کے گھر کے قریب ___
لوگوں نے محبوب کے دیدار کو دیکھا - صحابہ کرام کا گروہ ہے - جنہوں نے حضور کی نعت پڑھی
___ غزوہ خندق کے موقع پر نعت پڑھی ہے ___ عبداللہ بن رواحہ اہل بیت پر جان
دیتے ___ جہاد کے مقاصد ___ یہاں اسلام لایا گیا ضعف نہ لایا گیا ___ مسلم شریف
جنگ میں - صحابہ کو دشمن [illegible] ہمیشہ خوش ہیں ___
سورہ تحریم میں روایت ہے سیدہ زینب کے گھر میں شہد پیش کیا ___
عورتوں کو سمجھایا - ام المومنین نے [illegible] ویک [illegible] سے گھر کی [illegible] -
ایک صحابی کو [illegible] مال دیا ہے تو [illegible] نظر آئے ___
سرکار نے [illegible] کو پہنا - خوشبو کو لگانا ___ حضور کو صفائی پسند ہے -
مکارم اخلاق - پیر بد اخلاق ہو تو [illegible] جلال چڑھا ہوا ہے

[signature]

۲۴ - ۱۱ - ۲۰۱۶ جمعرات
۲۴ - ۲ - ۱۴۳۸
۲۴ - ۲ - ۲ ۰۹ AM
۹ - ۴۶ -

10—56
16—5—97

۱۹۰- شہدائے کربلا رضہ

[illegible] انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — جتنی نورانیت اس گھرانے کو ملی ہے اتنی سورج و چاند کو بھی نہیں ملی — جو رنگ — پھول - فلک میں نہیں ہیں — بہشتی بندیوں رب نے نخلستانوں و گلزاروں کی عطا کی ہے تو پھر نہیں کر پایا۔ — سورج چاند - زمین - آسمان ایک کو ہر طرح کی پاکیزگی کا اعلان کر دیا — یہ اللہ کی عطا ہے — یہ خاندان رسول معہ ازواج مطہرات سب اہل بیت — یہ سب شمس و قمر ہیں — سب کچھ دین نے بنا پاسکن و شمر - سب رسوا ہوا — مگر حسینؑ نے اہلبیت کو عزت بنا دیا ——

8 چہرہ سا [illegible] میں ہے اکبر کی کرامت کا

معرکۂ کربلا میں امام حسینؑ نے سب کچھ دے دیا — مگر استقامت کا سبق دیا ہمیں — ہر سرکار جہ کی نسبت چھپا دیا ہے — امام حسینؑ نے عمر سعد کو روکا کہ اٹھو. میرے نانا کے منبر سے — سر کربلا امام حسینؑ جو جا رہے تھے — لوگوں کو بھولوں تک — جنتی نوجوانوں کے سردار — شہدائے کربلا کا پیغام کیا ہے ——

Abbas

جمعہ

۲۵—۱۱—۲۰۱۶
۲۵—۲—۱۴۳۸
۹—۴۱—۱۵— PM

۱۹۱- توبہ کی حقیقت

سید ریاض حسین شاہ
لاہور

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا ۸ ـــ ۲۸ قرآن کریم فرقان حمید کی جو آیات
بینات تلاوت کرنے کی عزت پائی ہے۔ ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ اے ایمان والو۔ اللہ کی طرف مڑ کر
واپس آؤ۔ انتہائی صورت واپس آنا۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہوں اور تمہاری لغزشوں
کو دور فرمادے۔ اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے۔ جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔
ایسا دن جس دن اللہ نبی کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔ اور ان ایمان والوں کو بھی جو ان کے ساتھ ہیں۔
ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں بائیں چلتا ہوا دکھائی دے گا۔ وہ کہیں گے۔ اے پروردگار
ہمارے لیے ہمارا نور پورا فرمادے۔ اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔
یہ آیۂ کریمہ مسلمانوں کو روحانی ظاہری باطنی اور دینی اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔ کہ
مسلمان اپنے احوال کو اور اپنے اخلاق کو اور اپنے ظاہر اور باطن کو سنوار لیں۔ اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو۔ توبہ کرو۔ اللہ کی طرف۔ ایسی توبہ کرنا۔ جو توبہ حسین بھی ہو۔
مضبوط بھی ہو۔ کامل بھی ہو۔ اور اصلاح کرنے والی بھی ہو۔ راغب نے المفردات کے اندر
لکھا کہ تَابَ یَتُوۡبُ تَوۡبَۃً کا معنی ہے ـــ اس کا مقصد اور معنی ہوتا ہے۔ مڑ جانا۔
واپس ہو جانا۔ اور جس مقام سے کوئی ہٹا ہو۔ اسی مقام پر بھی آجانا۔ یہ توبہ کہلاتی
ہے۔ ابن منظور نے کہا کہ کبھی ایسے ہوتا ہے کہ نصوح کا یہ مادہ شہد کے لئے استعمال ہوتا
ہے۔ جیسے عَسَلٌ نَصِیۡحٌ ـــ اور اگر یہ شہد کے لئے یہ استعمال ہو۔ تو پھر اس کا معنی ہوگا۔
صاف اور ستھرا شہد۔ اور کبھی کپڑے کے لئے۔ یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اَلثَّوۡبُ نَصِیۡحًا۔
اور اگر یہ کپڑے کے لئے یہ لفظ استعمال ہو۔ تو اس کا مفہوم ہوتا ہے کہ کپڑا اگر پھٹ جائے۔ اور
پھٹنے کے بعد پھر اس کو ٹھیک کیا جائے۔ رفو کیا جائے۔ اور وہ کپڑا پہننے کے قابل
ہو جائے۔ اور پھر حسین نظر آنے لگ جائے۔ جسم کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھے
زینت و آرائش کا کام بھی دے۔ تو اس کو کہتے ہیں الثوب نصیح۔ کبھی یہ عمارت کے لیے۔
استعمال ہوتا ہے۔ کہ اَلۡقَصۡرُ نِصَاحٌ۔ تو پھر اس کا معنی ہوگا۔ اونچی عمارت بہت بلند۔
رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث میں نصاح کا لفظ استعمال فرمایا۔ جس میں حضور
نے اس طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ جب آخر زمان ہوگا۔ تو پھر اس شہر میں جس میں میری ولادت ہوئی۔ اس

کے مکان یہاں کے پہاڑوں سے اونچے بنیں گے۔ ۔۔۔ ۱۲ پہاڑوں سے وہ مکان اونچے ہو جائیں گے۔
اور شہر میں راستے ایسے ہوں گے۔ جیسے کھود کر ہوتی نہریں ہوتی ہیں۔ یعنی سرنگوں کی طرح۔ حضور
نے اشارہ کیا۔ وہاں حضور نے عمارت کے لئے نصاح کا لفظ استعمال فرمایا۔ معنی یہ ہوا کہ المقفر
نصاح۔ یعنی اونچا بلند محل۔ ایسا آپ نے بطور عجوبہ فرمائیں۔ کہ کپڑے کے لئے اگر یہ لفظ استعمال ہو۔ تو مفہوم
ہوتا ہے۔ خوبصورت بنانا۔ یا پہلے کی کمی دور کر کے اس کو قابل استعمال بنا دینا۔ شہد کے لیے استعمال
ہو تو صاف اور کھرا اس کا مفہوم ہوگا۔ اور عمارت کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو بلند اور رفیع اس
کا مفہوم ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو توبہ نصوح کرو۔ تو مفہوم یہ ہوگا۔
کہ ایسی توبہ جو شہد کی طرح صاف اور ستھرا کر دے۔ اور پھر گناہوں سے قریب نہ آنے دے۔ یا پھر اس کا مفہوم
یہ ہوگا کہ گناہوں سے جو شخص پاک ہو جاتی ہے۔ اور نامہ اعمال سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور رونق
ختم کر دیتی ہے۔ گناہوں کی آلودگی۔ توبہ کرنے سے پھر انسان۔ جس طرح کپڑا رفو ہونے کے بعد درست
ہو جاتا ہے۔ جس وقت توبہ قبول ہو جائے۔ تو بندہ ویسے ہی ہوتا ہے جیسے اللہ نے اس کو پیدا
کیا ہوتا ہے۔ اور پھر تیسرا مفہوم اس کا یہ ہوگا۔ کہ بلند اور رفیع تو معنی یہ ہے کہ اگر صحیح توبہ ہو جائے
تو بندے کو اتنا اونچا کر دیتی ہے۔ بندے کو اتنا بلند رفیع کر دیتا ہے۔ کہ بندہ اپنی خاکی دنیا میں بیٹھ
کر کے یہاں حضور کے قرب اور حضوری کے مزے لینے لگ جاتا ہے۔ چونکہ یہ سارا مضمون اس کا
توبہ سے ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن حکیم میں ایک مرتبہ نہیں۔ کئی مرتبہ اس دعوت کو دہرایا
گیا۔ اس سبق کو دہرایا گیا۔ اس تنبیہ کو دہرایا گیا۔ اور غلامان رسالت مآب ۲۴ الشیخ العلام
کو سمجھایا گیا۔ کہ وہ اپنے گناہوں پر اپنی لغزشوں پر وہ اپنے سیئات پر ضد نہ کریں۔ بلکہ وہ توبہ
کریں۔ تاکہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو اچھا بھی بنا دے۔ خوبصورت بھی بنا دے۔ اور رفیع بھی بنا دے۔
گرامی قدر سامعین ۔ ہمارے عوام الناس میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ کہ دراصل نصوح ایک
بابے کا نام تھا۔ جو بڑا نیک تھا۔ اور توبہ نصوح ہوگی۔ جو بابا نصوح کی طرح ہو۔ تو یاد رکھنا۔
یہ نصوح کوئی ایسی اصطلاح نہیں ہے۔ اس آیت کے تحت۔ جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ یہ جہال کی
اپنی کارستانیاں ہیں۔ جو مفہومات کو کہاں سے کہاں تک پہنچاتے ہیں۔ اگر اس قسم کا کوئی
مفہوم ہوتا۔ تو توبہ اور نصوح کی آپس میں اضافت بھی ہوتی۔ جو کہ اور کسی کا معنی دیتا۔

یہ ایسا نہیں ہے اس کو مُلک توصیفی بنا کر کے استعمال کیا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے۔ کہ تو یہ ایسی ہونی چاہئے جو صاف ستھری ہو۔ اور مقبول ہو۔ اور بندے کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے قریب کر دے۔

میں آپ کو اس طرف لے جاؤں گا۔ کہ رسول اکرمؐ کے صحابہ پاک۔ آپ کے تابعین پاک آپ کے تبع تابعین پاک فقہائے کرام علمائے کرام راسخین اور صوفیائے کرام اور سالکان راہ خداوندی اس آیت کو ہم کو کس طرح سمجھتے ہیں۔ اگرچہ میں یہ اقوال نہ بھی پیش کروں۔ تو بھی یہ آیت اپنے معنی میں اظہر من الشمس ہے۔ کہ کسی اور قول کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے ایک دعوت دی۔ نہایت سادہ سے انداز میں ہے۔ جو انسان کے روح میں خوب بس گئی اور کتاب رحمت نے اور کتاب انقلاب نے خود اس عمل کے پانچ انعامات ارشاد فرمائے۔ اور ان اگر منطقی ترتیب سے آپ قرآن مجید کے الفاظ ہی میں سمجھنا چاہیں تو اپنے کس لطافت آپ محسوس فرمائیں گے۔ لیکن وہ انعامات جو قرآن حکیم نے ارشاد فرمائے۔ اور ہم اس کے مضامین کو سمجھیں۔ اس سے پہلے میں بتانا چاہوں گا۔ کہ اکابر کی تفاسیر پڑھنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ رازی چونکہ بے جو تاب کی دنیا کے آدمی ہیں۔ مجھے بڑا عجیب سا محسوس ہوا۔ کہ جس وقت تفسیر کبیر پڑھی تو وہ شخص جو لفظوں کو لفظوں سے جوڑ کر کے مضمونات کے تازہ جہان پیدا کرتے ہیں قادر رہتا ہے۔ یہاں اس کے قلب کی روشنائی خشک ہوگئی۔ اور آگے بڑھ گیا۔ جلالین علامہ بیضاوی کو پڑھنے کا موقعہ ملا۔ چند مضمونات آئینے کی طرح انہوں نے بیان فرمائے۔ جس میں حسین تشخص کا واضح تصویر بن کر آنے لگ گئی۔ اور ابن کثیر کو پڑھا۔ تو اپنی طبیعت کے مطابق۔ اور خاص یہ ساری کار بیا جو ڈھنگ ہے۔ ابن کثیر کا اس کو دیکھ کے طبیعت میں لطافت بھی پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ جلالین مفسر کو بیان کرنے کی جو مہارت ابن کثیر کو ہے وہ کسی دوسرے مفسر کو نہیں ہے۔ ان آیات کی دنیا میں بزرگوں کے حالات بیان کرنے جو ملکہ علامہ اسماعیل حقیؒ کو ہے تو روح البیان میں آپ اس کو پڑھ سکتے ہیں۔ اور اسی طرح پیچیدہ مسئلے حل کر کے شوافع جواب دینے کا جو ملکہ علامہ آلوسیؒ کو روح المعانی میں ہے یہ ایک جہان ہے جس سے بہت کچھ گل چینی کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آج جو محسوس ہوا۔ علامہ قرطبیؒ کی الجامع للکامل القرآن سے وہ اس کا جو

کا حصہ ہے۔ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں۔ اگر اس کا حافظہ اور مرجع چاہیے۔ تو آپ امام قرطبی
کو پڑھ سکتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت مبارکہ کو سمجھنے کے لیے میں چاہوں گا۔ کہ آپ
کو ۲۵ حوالے دوں۔ ۲۵ حوالوں میں کھو کر کے بتاؤں کہ بندے کی توبہ نصوح کیسے بنتی ہے
گناہوں سے مڑتا ہے جس وقت پیچھے۔ تو رسول کریم کی رحمت اس کا استقبال کیسے کرتی
ہے۔ اور خدا کا کرم کس طرح ساون بن کر کے برستا ہے۔ وہ بات جو علامہ قرطبی نے بیان
فرمائی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن خطاب۔ عبداللہ بن مسعود۔ معاذ بن جبل
انس بن مالک۔ اور اسی طرح ابو سعید خدری۔ اور ان پانچ اکابر صحابہ کا حوالہ دیا۔ حوالہ دینے
کے بعد فرمایا کہ سچی توبہ کون سی ہوتی ہے۔ جو انسان کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ اور بڑے پتے کا انسان
بنا دیتی ہے۔ آپ فرماتے کہ کہ عَوْدٌ کَلَبَنٍ حفا کما ـــــ
(۱) اس عمر کا کہ جملے کا مفہوم کیا ہوگا۔ ایک خوبصورت سا لفظ استعمال کر دیا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ عربی بلاغت پر۔ جو مہارت رکھتے تھے۔ جو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ تھا۔ چھوٹے
چھوٹے مضمونات کو گہرے جملوں میں سمو دینا یہ حضرت امیر المومنین کا ملکہ تھا۔ لمبی سے لمبی
اور زیر بحث پیش منظر لوگوں کی دنیا میں اثر کر کے بوٹوں کے ناموں سے لمبے درختوں کے ناموں سے
بوٹیوں کے ناموں سے قرآنی مفہوم کو اجاگر کر دینا۔ کہ خاص دنیا کہ حضرت عمر کی اندر کمال کی
ہی ہوتا تھا۔ حضرت امیر المومنین فرمایا کرتے تھے۔ کہ جاہلیت کے زمانے سے شعر سیکھو۔ اس لیے کہ جاہلیت
کے زمانے کے شعر سیکھو گے۔ تو یہ تمہیں قرآن سکھا سکتے ہیں۔ اور قرآن سکھانے میں مددگار ثابت
ہوں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا آپ نے دیکھا ہے کہ جس وقت ایک دودھ دوہنے والا کسی بکری یا
اونٹنی یا بھینس یا گائے کا دودھ دوہے تو دوہنے کے بعد کیا ایسے ممکن ہے کہ وہ دوہا ہوا دودھ۔
پھر جو ہے وہ تھنوں کے اندر جائے۔ اور پیٹ کے اندر چلا جائے۔ فرمایا کہ جس طرح دودھ واپس
نہیں ہوتا۔ پھر پیٹ کے اندر نہیں جاتا۔ اسی طرح جس وقت تائب توبہ کرنے والا گناہ کو چھوڑتا ہے۔
اللہ اس کی توبہ کو نصوح بنا دیتا ہے۔ تو جیسے دودھ تھنوں میں نہیں جا سکتا۔ اسی طرح توبہ کرنے والا
پھر گناہ کے پاس نہیں جا سکتا۔ یہ ہے وہ بات جو حضرت عمر نے بیان فرمایا کہ لا یَعُودُ
کما لا یَعُودُ اللبن ـــــ گناہ کے قریب نہیں جاتا ـــــ
(۲) دوسرا حوالہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ جس شخص کا نام لیتا ہوں۔

وہ بہت بڑا شخص تھا۔ اور اس کی عظمت کو سلام۔ اس لئے کہ بڑے بڑوں نے اس کو سلام کیا ہے۔ اور اس کی فقاہت کو مانا ہے۔ میری مراد حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ۔ آپ جانتے ہیں کہ امام اعظم۔ مرید تھے حضرت امام باقر کے۔

اور یہ آپ کو بتانا چاہوں۔ کہ جس وقت امام باقر کا وصال ہوا۔ تو حضرت امام ابو حنیفہ آپ اس وقت عمر کے لحاظ سے ۶۵ سال کے تھے۔ اور حضرت امام جعفر صادق کی عمر اس وقت ۱۱-۱۲ سال کی تھی۔ تو ابھی پوری طرح جوان بھی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن حضرت امام اعظم نے حضرت امام جعفر صادق کے پاس آ کر کہا کہ (۲۴۴ — ۴) میرے شیخ کے فرزند ارجمند ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں آپ کی۔ جس وقت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ آپ تو میرے بابا کے مرید ہیں۔ آپ کو کسی تجدید کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں کسی بیعت کی تجدید نہیں کر رہا۔ دراصل میں لذت حاصل کرنے کی تجدید کر رہا ہوں۔ کہ میں امام جعفر صادق رض کے ہاتھ میں بیعت کروں۔ کیونکہ یہ بعد میں سلسلہ چشتیہ میں جاری ہو گیا اگر پیر اور شیخ اگر دنیا سے چلا جائے۔ اور جس وقت مسند نشین ہو ان کا صاحبزادہ حضرت عالیہ میں لوگ پھر اپنے شیخ کے فرزند کے ہاتھ میں دیتے ہیں تاکہ لذت پھر سے حاصل ہو جائے۔ لطافت پھر سے حاصل ہو جائے۔ امام اعظم رح سے پوچھا گیا کہ یہ سچی توبہ توبۃ النصوح کیا ہوتی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پیر کا نام تھا جعفر صادق اور توبہ وہ ہوتی ہے جو الصادقہ ہو۔ جس کے اندر صدق ہو۔ جس کے اندر اخلاص ہو۔ جس کے اندر سنجیدگی ہو۔ جس کے اندر خشوع ہو۔ جس کے اندر سچا جذبہ مہک رہا ہو۔ وہ توبہ ہو جس کو قرآن کا مجید نے فرمایا۔ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ——— یہ مصداق کا معنیٰ امام اعظم نے فرمایا ———

(۲۳) امام قرطبی خود اس کو کس طرح سمجھتے ہیں۔ یہ توبہ کیسے نصوح بن جاتی ہے۔ التوبۃ النصوحہ عرض کی خالصہ کیا چیز ہے۔ آپ نے آٹا گوندھتے ہوئے۔ کبھی دیکھا ہو گا کہ بعض آٹے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو چکی سے پسوائے جائیں۔ تو ان میں سے کچھ نکلا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ آپ کھا لیتے ہیں۔ اور بعض ایسے پیسے ہوئے دانے ہوتے ہیں۔ کہ جس میں سے میدہ آٹا نکال لیا جاتا ہے۔ اور جس وقت میدہ اس سے نکالا جائے۔ وہ جو نکلا ہوا میدہ ہوتا ہے۔ صاف اور شفاف اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی۔ جو کوڑا کرکٹ تائب کی وہ چیز ہو۔ اس کو ہم بازاروں میں خالص کر دیتے ہیں۔

قو طلبی کہتے ہیں۔ جس وقت بندہ تائب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کردار اس کا صاف ہو جائے۔ نظر اس کی صاف ہو جائے دل اس کا صاف ہو جائے۔ نفس اس کا صاف ہو جائے۔ سماع اس کا صاف ہو جائے۔ مشام اس کی ہستی صاف ہو جائے جس وقت اندر باہر صاف ہو جائے۔ تو صوفیاء کہتے ہیں اب اس کی توبہ النصوح بن گئی ہے۔ یا ایہا الذین امنوا توبوا ——

ایک ایسی ہستی جن کا نام لیتے ہی مولا علی کا نام یاد آ جاتا ہے۔ اور فن روایت مرتب کرنے والے ویسے کہتے ہیں جی سند پوری ہو جائے۔ حضور تک جا کر کے ملنی چاہیے۔ اگر آپ سے پوچھے وہ ہستی کون سی ہے۔ کہ جو ذکر کرتے کہہ دیتے کہ قال رسول اللہ ——۔ تو اس سے پوچھا جاتا کہ آپ تابعی ہیں۔ آپ صحابی تو نہیں ہیں۔ اور آپ ذکر کر رہے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ وہ ہستی کون ہے حضرت حسن بصری کی ہے —— آپ مولا علی کے شاگرد تھے۔ وہ کہتے تھے کہ قال علی وقال قال رسول —— حدیث کو مرسل بنا کر آپ روایت کرتے تھے۔ حسن بصری اتنا مضبوط آدمی ہے۔ کہ یہ بخاری کا جیسا بندہ۔ بڑی پیچ و تاب کرتا، چیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ کہ جو مرسل روایت آ جائے۔ تو بخاری میں نقل کروں یا نہ کروں۔ لیکن بخاری کا ایسا ہے جس بزم میں بصری آ جائے اس بزم میں علی خود ہی آ جاتا ہے۔ اور ہم سمجھ جاتے ہیں کہ حسن بصری علی کرم اللہ وجہہ کا شاگرد ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ بندے کو توبہ کس طرح کرنی چاہیے فرماتے ہیں۔ ان لیغفر الذنب —— اذا ذکر۔ یہ عبارت عربی کی جو خواجہ حسن بصری کی میں نے پڑھی۔ اس کا مفہوم کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس وقت بندہ گناہ کرے پر پشیماں ہوا تھا۔ تو جتنا گناہ اچھا لگتا ہے۔ جتنا بندہ گناہ میں لذت محسوس کرتا ہے یعنی اگر اس کو اچھا نہ لگے تو کرے کیوں۔ جس وقت بندہ گناہ کرتا ہے تو جتنی محبت کرتا ہے۔ تو حضرت حسن بصری کہتے ہیں توبہ نصوح وہ ہے۔ کہ جس وقت توبہ کرے تو جتنی محبت کرتا تھا۔ تو اس سے اتنی دشمنی کرنے لگ جائے۔ اگر اس کی عداوت اس کی دشمنی اگر اس کی نفرت اس کے دل میں اس طرح اجاگر ہو جائے۔ تو پھر اس کا حکم کیا ہے۔ جو شخص تائب ہو گیا۔ تو اس کی توبہ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔ لہذا سالکو بھی فرمایا کہ گناہ کو یاد بھی کرے۔ کہ میں یہ یہ یہ کام کرتا رہا ہوں —— مجھے نہیں کرنے چاہیے تھے —— کسی نے یہ قول سن لیا۔ حضرت جنید بغدادی نے۔ —— تو انہوں نے فرمایا حسن بصری ہمارا ایمان کی تھا۔ ہم اس کے کیا انہوں نے سچ کہا۔ اگر ہم سے پوچھو۔ تو ہم تو کچھ اور کہیں گے۔ توبہ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔

فرمایا توبہ نصوح اس وقت بنے گی۔ جس وقت گناہ یاد ہی نہ رہے ۔ حسن بصری نے فرمایا کہ گناہ کو یاد رکھے
جنید بغدادی نے فرمایا کہ گناہ کو بھول جائے۔ پھر توبہ نصوح بنے گی۔ حضرت جنید سے کہا کہ یہ آپ
نے کیوں کہا۔ کہ بندہ گناہ بھول جائے۔ بڑی سمجھنے کی بات سمجھائی ۔ آپ فرمانے لگے کہ تمہیں سب
سے محبت کس سے ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے سب سے محبت آپ سے ہے۔ مرید کہتا تھا ۔
کہ پیروں سے محبت ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا جھوٹی محبت ہے یا سچی محبت۔ جواب دیا کہ سچی محبت
ہے۔ کہ سچی محبت کی نشانی جو ہوتی ہے۔ کہ جب محبوب سامنے ہو۔ محبوب کے سوا سب کچھ بھول
جاتا ہے ۔ اگر نہ بھول جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت کرنے والا کہ اس کی محبت ثابت
نہیں ہے۔ چلو اس کو اوپر لے جاؤ۔ اگر آپ کے سامنے رسول کریم آ گئے۔ عرض کیا کہ حضور مجھے
آپ سے محبت ہے۔ مجھے آپ سے عشق ہے۔ جو سچا عاشق ہے۔ وہ صرف حضور ہی کو یاد
کرے گا ۔ کسی اور کو تو یاد نہیں کرے گا ۔ جو اللہ سے ایسی محبت ہو جائے۔ پھر اس کو گناہ
شدہ یاد نہیں رہتے۔ اللہ یاد رہتا ہے یا اللہ کا رسول یاد رہتا ہے۔

یہ ہے علامت کہ سوائے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے اور کوئی یاد نہ رہے۔

میرے دوستو ایک اور ہستی کے قدموں میں آپ کو لے جاؤں۔ وہ بھی اتنا بڑا نام ہے۔ نام لوں گا تو وجد
طاری ہو جائے گا۔ میری مراد حضرت داتا علی ہجویری ہیں ۔ فرمایا جس وقت کوئی توبہ کرے اس
کے دل میں ندامت پیدا ہو۔ وہ کہے کہ میں گناہوں کو اب چھوڑ بیٹھا ہوں۔ تو اس کی علامت کیا ہے۔
اس کا طریقہ کیا ہے۔ اس کا ذریعہ کیا ہے۔ یا اس کا وسیلہ کیا ہے۔ داتا علی ہجویری نے لکھا اور سوچا۔
اور ارشاد فرمایا۔ لا یُحتاج معَھا لا توبۃً اُخریٰ ۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جس وقت
سچی توبہ کرنے والا توبہ کر لیتا ہے نا۔ پھر اس کے بعد محتاج نہ رہا کسی اور توبہ کا۔ ہم توبہ کرتے ہیں کہ
صبح کی نماز رہ گئی یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں۔ پھر نماز ظہر رہ گئی۔ پھر توبہ کی۔ اور نمازوں سے پھر توبہ کی
توبہ کی ۔ تو اس قسم کی توبہ کو گالی کہا۔ یار اس سے بھی توبہ کرو ۔ (۵۴-۳۲)
گالی سے توبہ کی ۔ سامنے سے کوئی عورت گزر گئی اور نظر آوارہ ہو کر اس کے حسن کا شکار کرنے لگ
گئی۔ اس سے بھی توبہ ۔ داتا صاحب فرماتے ہیں۔ توبہ وہ ہوتی ہے۔ توبہ جب ہو جائے تو پھر کسی
اور توبہ کی ضرورت نہ رہتی ہے ۔ یاایھا الذین امنوا توبوا

ایک اور آدمی جس نے جا لیا تھی دنیا میں — تعارف یہ ہے کہ یار ہے جگری۔ حضرت جنید بغدادی کا۔
چالیس سال اکٹھے عبادت کی تھی — راتیں دن اللہ اللہ۔ تو نہ وہ مستی سوز وہ جذبہ وہ جنون
و طلب وہ ذکر وہ اذکار۔ وہ تسبیح وہ تہلیل۔ چالیس سال اکٹھے گزارے۔ تو ان کے یار نے حکومت
کا منصب قبول کر لیا — اور چلے گئے "قاضی بن گئے"۔ نام ان کا تھا "قاضی رُوَیم" — جب قاضی بنے
تو جنید بغدادی کسی گلی میں بغداد شریف میں گزرے۔ تو رویم نے دیکھ لیا کہا سواری کو روکو —
میرا یار جا رہا ہے۔ جس وقت سواری روک کے ملنے لگا۔ تو جنید بغدادی نے افسردہ لہجے میں کہا
میں تو تیری تعریف کرنے لگا ہوا۔ ان نے کہا جی کیا تعریف — تیرے جیسا راز کا پکا انسان دنیا میں
میں نے نہیں دیکھا — اس نے کہا جنید بغدادی بڑی لطیف سی بات کسی ہے کہ۔ کیا بات ہے اچھی
بڑی لگ گئی۔ کہ کہنے لگا کہ تو راز کا بہت پکا ہے۔ فرمایا قسم خدا کی تو راز کا بڑا پکا ہے۔ انہوں نے
کہا قسم ہے اللہ کی مجھے بتائیں تو سہی فرمایا چالیس سال تو نے دنیا کی محبت دل میں چھپائے رکھی۔ جیسے
ہم کو پتا ہی نہیں لگنے دیا — اور بالآخر تو نے حکومت کا منصب قبول کر لیا۔ قاضی رویم رو پڑے۔
— اور کہا جنید میری بخشش کی دعا اللہ سے مانگ لے۔ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرما دے۔
دونوں دوست بہت روئے۔ قاضی رویم باریک اور لطیف باتوں کا شہنشاہ جنید بغدادی کا
کا یار۔ معرفت کی دنیا کا مانا ہوا شخص قاضی رویم — کسی نے پوچھا کہ توبہ کریں تو طریقہ کیا
ہے۔ جواب میں انہوں نے کہا — وہ بات ہر ایک کی سمجھ میں آ گئے — مثال۔
سوچئے کہ مسجد میں خطبہ دے رہا ہے۔ آپ امام کی طرف سے رخ پھیر کر دروازے کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائیں
کہ ہم خطبہ سن رہے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے کہ کیا تم خطبہ سن رہے ہو — یا کہیں گے کہ احمق
ہے۔ یا بے وقوف ہے۔ یا کہیں گے مسائل نہیں جانتے۔ یا کہیں گے کہ بے علم ہے ناآگاہ ہے۔ قاضی
رویم کہنے لگے۔ جس وقت بندہ گناہ کرتا ہے نا — تو گناہ کرنے والا بندہ اللہ اور رسول کی طرف
پیٹھ کر لیتا ہے۔ اور شیطان کی طرف منہ کر لیتا ہے۔ فرمایا سچی توبہ وہ ہوتی ہے۔ کہ شیطان کی طرف
سے منہ موڑ کے۔ پھر اس کی طرف منہ کر لے — پھر سے اللہ اور رسول کی طرف منہ ہو جائے —
تو رب کہے ہم آ رہا ہوں یار ہے میری طرف منہ کرنے والے۔ تو نے توبہ کی ہے میں تیرے چھوٹے بڑے گناہ معاف کرتا
ہوں — یا ایھا الذین امنوا توبو — نصوحا

رمضان آرہا ہے۔ اپنے اپنے گریبانوں میں میں بھی دیکھوں آپ بھی خدا دیکھیں — میرے دوستو اگر ہمارا منہ مڑا ہوا ہے۔ اگر ہماری پیٹھیں ہیں — رسولِ کریم کی طرف۔ تو رب آواز دیتا ہے۔ قرآن کی ان لائنوں وسطور سے کہ اپنے چہروں کو سرکار کی طرف موڑو — تمہارے چہرے حضور کو مل گئے تو اللہ کو بھی رحم آجائے گا — اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا —

آئیے۔ ایک اور ہستی کی بارگاہ میں لے جاؤں — کہ یہ توبہ کیا ہوتی ہے۔ میری مراد حضرت خواجہ غریب نواز۔ خواجہ غریب نواز نام نہیں — یہ تاریخ ہے۔ یہ کردار ہے۔ یہ اسلام کا ایک مینارِ نور ہے۔ جس کو دیکھ کر نوے لاکھ لوگوں نے کلمہ پڑھا — آپ سے کسی نے پوچھا کہ سچی توبہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یکون علی وجل منقطعا — جس وقت بندہ توبہ تائب ہوتا — تو وجد آجاتا۔ فرمایا کہ ایک ایک بال کے نیچے۔ اس توبہ کا بندہ نشہ محسوس کرنے لگ جائے — اور اس کی مستی محسوس کرنے لگ جائے۔ کانپ جائے لرز جائے۔ اور بیٹھ جائے۔ کہ آج اس بندے کے ایک ایک بال کا ٹکڑا ٹکڑا محرم بن — رضا بن گئی ہے — اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بن گئی ہے۔

سعید بن مسیب — سے کسی نے پوچھا کہ سچی توبہ کیوں ہی ہے۔ تو آپ فرمانے لگے — کہ زبان توبہ کرے۔ بدن گناہ سے پیچھے ہٹے۔ فرمایا ضمیر ملامت کرے۔ اور جو غلط لوگ ہیں ان کی دوستیاں چھوٹ جائیں — چار کام۔ فرمائے —

جو سچا بندہ ہوتا ہے اللہ کا اس کی زندگی میں دلسوزی نہیں ہوتا — وہ عاجز ہوتا ہے — (۵۷ ـ ۳۳) دنیا میں کوئی ولی اپنی زبان سے اپنے آپ کو ولی نہیں کہتا۔ وہاں عبدالقادر جیلانی بھی ہو — جیسے میں بیٹھا ہو۔ وہ گر گر جائے وہ لرزے۔ ان پر وجد طاری ہو۔ وہ کہیں گے۔ اور کوئی بتائے کہ عبدالقادر آپ بھی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ زمین کا عاجز ترین بندہ ہے۔ آسمان کے جبار سے کیوں نہ ڈرے۔ وہاں تو ولیوں کے سردار ہیں۔ ان کے عجز کا عالم یہ ہے۔ ان کی انکساری کا عالم یہ ہے۔ فرمایا کہ زبان توبہ کرے۔ اور بدن گناہ سے پیچھے ہٹے۔ اور ضمیر ملامت کرے۔ کہ تو کچھ نہیں ہے — جس وقت بندہ اپنے آپ کو سمجھے کہ میں تو کچھ نہیں ہے۔ تو آسمان والا کہتا ہے۔ اگر اسی طرح رہا تو میں تجھے سب کچھ عطا کر دوں گا — یا ایها الذین آمنوا

کتنا دلاسہ ہے۔ اور کتنی رحمت ہے۔ قرآن مجید کی آیت میں کتنا جوش ہے۔ ماں کو اتنا پیار بچے سے نہیں ہے جتنا پیار رب کو بندے سے ہے۔ رب آواز دے رہا ہے۔ کوئی اس آگ میں جل رہا ہے۔ کوئی اس آگ میں۔

سفیان ثوری سے کسی نے پوچھا۔ آپ بتائیں توبہ کیا چیز ہے۔ فرمایا جس میں چار چیزیں ہوں۔ توبہ کرنے کے بعد بندہ روٹی کم کھائے۔ سوئے کم۔ طعام و منام کم۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بندگی کا کمال کیا ہے۔ بندگی کر لو یا ولایت کر لو۔ کہ ولی کامل کس وقت ہوتا ہے۔ مجدد فرماتے ہیں جس وقت بندے کو اپنی نیکی نیکی ہی نظر نہ آئے۔ جس وقت وہ اپنے جہاں تک کر دیکھے۔ تو کہے میں کچھ نہیں مولا۔ جس طرح تیری عبادت کا حق تھا۔ جس طرح تیرے ذکر کا حق تھا۔ جس طرح تیرے رسول کی اطاعت کا حق تھا۔ مولا میں وہ حق ادا نہ کر سکا۔ فرمایا جب بندے کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو تو سمجھو کہ اللہ نے بندے کو بندگی کی معراج کرا دی ہے۔

قلیل ہو جائے بندہ جیسے قلیلا۔ اس کے بعد الا۔ آنکھیں سوجی ہوئی چہرے اترے ہوئے۔ غمگین لوگ۔ یہ عاشقوں کی نشانیاں ہیں۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جس وقت بندہ طالب ہو جاتا ہے۔ اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے جس طرح کہ بیماروں کی ہوتی ہے۔ اور اذلا۔ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ میں چھوٹا۔ اور فرمایا۔ اس کی زندگی کا حصہ سفر میں جاتی ہے۔ دل سے یاد رکھو۔ سفر وسیلہ ظفر ہے۔ آدم جنت سے دنیا کی طرف۔ نوح خشکی سے پانی کی طرف۔ اور یوسف کنعان سے کنویں کی طرف۔ کنویں سے مصر کی طرف۔ اور ایوب ایک طرف سے چشمے کی طرف۔ حضرت ابراہیم نینوا سے نارِ نمرود تک۔ نارِ نمرود سے مکہ کے سنگلاخ علاقے تک۔ حضرت عیسیٰ کبھی ادھر کبھی جزیروں میں۔ کبھی دریاؤں کے کناروں پر۔ سفر کر رہے ہیں۔ حضور مصطفیٰ کبھی مکہ میں۔ کبھی مدینہ میں۔ کبھی مدینہ سے تبوک میں۔ کبھی مدینہ سے حنین میں۔ کبھی مدینہ سے خیبر میں۔ یا رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا انبیاء کا راز سفر میں ہے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں اگر یہ چار چیزیں آ جائیں تو یہ توبہ کہلاتی ہے۔

ابوبکر وراق کہتے ہیں ۔ کہ بندہ جس وقت توبہ کرے تو ان تضیق الارض ۔ کہ یہ زمین تم پر تنگ ہو۔
تم اس صورت میں ٹھیک بیٹھ جاؤ گے ۔ تم سے یہ زمین جب مشغول ہی نہیں کرے گی ۔ پھر مثال
دی بخاری شریف سے ۔ جیسے وہ تین آدمی حضرت کعب بن مالک وہ جس وقت حضور سے
پیچھے رہ گئے تبوک کے موقعہ پر ۔ ایک دن گھر سے آواز دی اے چچا زاد ۔ اس نے آواز کا
جواب دیا ۔ جو رسول کا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے ۔ پھر گھر سے باہر چلا کہ حضور ناراض تھا ۔
—— بیوی چھوڑ کر چلی جا یا ابھی ۔ میں تو چھوڑ رہا ہوں کہ پھر بیکی ہو گئی بیوی ۔ وہ کہتا ہے
میں جب حضور مجھ پر ناراض ہو گئے ، تو زمین مجھ پر تنگ ہو گئی —— مسجد میں
جاتا —— جہاں ہے رحمی —— مسجد میں دیکھا تو حضور مجھے دیکھ رہے تھے ۔ فرمایا
کہ توبہ ایسی ہو —— کہ زمین تنگ ہو جائے —— (۸۰۔۵۴)

حضرت ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا ۔ لوگ آئے بارش کے لئے کہ دعا فرمائیں بارش
ہو جائے ۔ فرمایا گناہوں کی وجہ سے بارش بند ہے ۔ سب سے گنہگار میں ہوں مجھے باہر کر
دو ۔ آپ کی یہ ادا اللہ کو پسند آئی کہ اس نے اپنے آپ کو بڑا گنہگار سمجھا ہے ۔ فوراً
بارش برسنے لگ گئی —— ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے بڑا گنہگار تصور کرتا ہے
تو آپ نے توبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ۔ کہ جس وقت بندہ روئے اللہ کی بارگاہ میں ۔ پھر
ساری زندگی روتا رہے ۔ آنکھوں سے آنسو نکلتے رہیں ۔ تو اس کی توبہ مقبول ہے ۔ آدم کی
توبہ نہیں دیکھی ۔ یہ اس کی توبہ نصوح تھی ——

حضرت سہل بن عبداللہ تستری ۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ توبہ کیسے ہوتی ہے ۔ اگر کوئی
پوچھنا چاہے تو قطبی میرے سامنے ہے —— التوبۃ لاہل سنت والجماعت ۔ فرمایا یہی توبہ
وہ ہوتی ہے جیسے اہل سنت کی توبہ ہوتی ہے ۔ میں قطبی کا یہ قول پڑھ کے پریشان ہوا ——
کہ انہوں نے صرف اتنا لکھ دیا کہ توبہ وہ ہوتی ہے جو اہل سنت کی توبہ ہوتی ہے ۔ رسالہ قشیریہ
پڑھا ۔ خواجہ بندہ نواز کے ملفوظات پڑھے ۔ مکتوبات کو پڑھا ۔ کشف المحجوب پڑھی ۔ کہ اہل
سنت کی توبہ کا معنی کیا ہے ۔ چلتے چلتے حضرت مخدوم جہانیاں کی جامع العلوم پڑھ لی ——
اس میں مجھے اہل سنت کی توبہ مل گئی ۔ حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں ۔ وہ توبہ کیا ہے ۔

مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں ۔ حضور کے صحابہ حضور کے پاس آ کے توبہ ایسے نہیں کرتے ہیں کہ ہم تائب ہو گئے ۔ وہ کہتے حضور ہمارا ہاتھ پکڑیں نا ۔ تا کہ ہاتھ کو پکڑا دیتے حضور شرک سے توبہ، زنا سے توبہ ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ کسی کامل کا ہاتھ پکڑ کے کہتے ہیں بابا گواہ ہو جا میں اپنے گناہوں سے توبہ کر رہا ہوں ۔ کوئی نقشبندیوں میں کوئی قادریوں میں وغیرہ ۔ کسی بابا کا دامنِ رحمت پکڑ کر کے ۔ تائب ہوتے ہیں ۔ تا کہ اللہ کا کوئی ولی ان کی توبہ پہ گواہ ہو جائے ۔ اس لیے قرآن میں ہے ۔ حضور فرما دیتے کہ استغفار کرنے والے تجھے اب اللہ کے رسول نے اٹھا لیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو توبہ کرے میں پانچ انعامات دیتا ہوں ۔ (۱) اللہ تمہارے سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کوئی سجدے میں دعا کرتا ہے توبہ کرتا ہے اللہ فرماتا ہے جا میں نے تیرے سارے معاف کر دیئے ۔ اور باغات میں داخل کرے گا اللہ قیامت کے دن ۔ بے شک اللہ رہنے نبی کو اکیلا نہیں چھوڑے گا ۔ یہ شرط اس میں محل نظر میں ہے ۔ خزی کا معنی رسوائی نہیں ہوتا ۔ لسان العرب اٹھائیں ۔ اس کا مفہوم ہی ہوگا ۔ اکیلا ہو جانا ۔ جب کوئی جانور چھوڑ کے بھاگ جاتا ۔ قیامت کے دن نبی جو حوض پہ جائے گا ۔ خدا نبی کی مانتا چلا جائے گا ۔ اور ایمان والوں کی اسکا مورچہ قیامت کے دن ایمان والوں کی طرف دیکھ کر کہیں گے ۔ خدا کی حسن البصری نے فرمایا مومنوں کی شکلوں سے ملتا ہے ۔

۲۷ — ۱۱ — ۲۰۱۶ اتوار
۲۷ — ۲ — ۱۴۳۸
۱۰ — ۰۳ PM

امداد کن امداد کن ۔ از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن ۔ یا غوث اعظم دستگیر

معراج ۱۹۶۲

(سید افتخار الحسن ہاشمی)

پہلے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ——— دوسرا بارکنا حولہ برکات ۔ ایک ہی جب تک اس کا کار کنا
نہ بندہ بندہ نہیں ہوگا ——— ترجمہ ۔ میں تو اس سے ہوں ۔ اللہ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ۔ پہلے
اپنے کو پاک کیا اس کے بعد میں حضور کے معجزات ۔ یہ اللہ کا دعویٰ ہے کہ میں پاک ہوں ۔ معراج
کو سبحان ہی گرم دشیرہ ——— اگر یہ نہ مانے گا تو یہ معراج سفر سمجھ میں آئے گا ———
اسے پوچھو ——— ۲ ——— سر الامکان سے طلب ہوتی ۔ سوتے میں بھی چلے بنی ———
کوئی حد ہے ان کے عروج کی ——— بلغ العلیٰ بکمالہ ———
کسی نے کہا ہے بنی کو بلاوا جبریل لے گئے ۔ ہمراہ تھے جبرائیل ——— بنی اپنے کمال سے گئے ———
سید رات کو ——— سدرہ کے اوپر دو زمین ہر اک تعطیل ہے ——— ساری رات ہی بس کہ ———
کون سے وقت ہوگی ——— افلاطون بھی پڑھ ہے ——— پندرہویں بار ہیں یہ ۔ باقی چودہ یاد ہیں
نہیں ——— آدھی رات کو سید ۔ جبرائیل نے سب کو دیکھا کہ سب سو رہے تھے
ام ہانی جاگ رہی تھی ——— تلوار اٹھا کر حفاظت کر رہی تھی ——— جبرائیل نے ہوا چلا دی ۔
سیدہ ام ہانی کو سلا دیا ——— جنت کا براق لے جا ——— اللہ نے محبوب کا ذکر کرنے
سے پہلے سبحان اللہ فرمایا ——— براق کا معنیٰ ۔ بجلی کو کہا گیا ——— شک رفع دفع ہو جاتا ہے
براق کا انتخاب ——— بنی کا سونا ——— جبرائیل کا آنا ، عالم تجلیات
میں پوچھا ——— پہلے سونا ۔ جبرائیل کا آنا اور پوچھا تو کون ہے ——— ان الا اشتاق ———
——— جبرائیل کا چومنا ——— کیا جبرائیل بریلوی ہے ۔ بلکہ احمد رضا نے عقیدہ جبرائیل
——— دولہا جب دیکھا ہو گیا ——— دوسری بار جب محمد کی زیارت ——— نوجوان پاک ہو ———
راجہ کو کہتے ہیں ——— دوسری بار بدل لیا ——— عقیدہ اچھا ہو تو نور ملتا ہے ———
آخری بار تک یہ بات ہوتی ہے ایسا سوتا ہے ——— جابر بن سمرہ کا چاند دیکھا ———
یہ چاند آسمانوں کا ۔ یہ مکانوں کا چاند ——— شاعر ———

روایت کریندا صحابی ہی مرادہ ۔ اک دن ڈٹھا محمد پیارا ———
چودویں چن چڑھیا سی کوٹھی کوٹھا سارا ۔ میں جاواں ڈٹھا دربارہ دوبارہ ۔
وہ حسن ملیندی میں الٹ کر ——— محمد دا چہرہ سوہنا تے ظاہر ہی آریاں

مدینے کی دیواروں پر تشریف آوری ۔ بولنے کا انداز ۔ ۲۷ رات کو معراج ۔ آج چاند ستارے نہیں ۔
آج تک کسی سواری کی ضرورت ـــــ براق کا آنا ۔ سرکار کی بارگاہ ۔ وجد آ گیا براق کو ۔
جبرائیل کا رعب کرنا براق پر ـــــ براق کا جواب ـــــ عاجزی سے پیش ہونا ـــــ
سے باغ عالم میں باد بہاری چلی ـــــ سواری کا تمام ہجرت پر پہنچنا ـــــ لمحہ میں
ایک اشارہ ـــــ پہلی نشانی مدینہ شریف ۔ دوسری نشانی سرخ ٹیلہ ـــــ سے المقدس ۔
اس عرش پر سے سواری گزر ـــــ موسیٰ کی نماز ـــــ موسیٰ کی جنت اور نماز
چھلک ـــــ موسیٰ کی حیات اللہ کی شہادت ـــ شہید زندہ ہیں ـــــ کافر بھی معراج
جنگ ـــــ جس کا کلمہ نہ مرنے دے ۔ جس کا غلام بھی زندہ ۔ آقا بھی زندہ ہے ـــــ
نبی کا جھنڈا ہمیشہ ہرا ۔ اللہ نے کلمہ لوگوں پر بلند کیا ہے گر دیکھیں اپنی حکومت کو ۔
عرشاں اُتے جھنڈا جھولے تیری بادشاہی دا
تیری بادشاہی دا ثبوت ایہ لا الٰہ خدائی دا ۔
ہر بادشاہی ختم ہوئی ـــ پر محبوب کی بادشاہی کو زوال نہیں ہے ۔ مسجد اقصیٰ ۔ استقبال کیا ـــــ
مصلے پر ـــــ نماز پڑھنا ـــــ تمام انبیاء پیچھے ـــ سورۃ فاتحہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی ۔
انہوں نے سنی پہلی مرتبہ ـــــ امام نے جو نماز ـــــ امامت کی شرائط ـــــ
آدم سے پہلے کون نہیں ۔ ستارہ دیکھنا ـــــ میرے نبی سے عالم کو کیا نہیں بڑا
حسن یوسف کا ذکر ـــــ اور حسن رسول ۔ حسن بھی ٹھنڈا ہے ۔ ـــــ
تمام نبیوں کے ہاتھ لشکر بڑے ہیں ۔ عظمتوں کے نگینے موتی جڑے ہیں
عظمتوں کے نگینے
نبی بن کے بیٹھے کھڑے ہیں ۔ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں ۔
نبیوں کی تعریف ۔ اور خطاب انبیاء ـــــ آدم ۔ نوح ۔ داؤد ۔ موسیٰ ۔ عیسیٰ کا
خطاب ـــ آخر میں سرکار کا خطاب انا رحمۃ للعالمین ـــ پوری کائنات کی طرف
رسول ﷺ ـــ آسمان کی طرف ـــ سدرہ ـــ پہ شارع عام پیش ہے جبرائیل
کا جواب ۔ اگر ایک سر مو بڑھوں ـــ یہ نہ فرمایا میں نہیں جاؤں گا آپ چلے جائیں

سرکار کی ابتداء۔ جبرائیل کی انتہا ـــ دو راستوں کا ذکر۔ ہجرت کی رات۔ جبرائیل و صدیق ساتھ ہیں ـــ آگے نہ جاؤں گا کہ خطرہ ہے۔ صدیق کا سوال یہاں خطرہ ہے۔ موڑ بھی خطرناک ہے۔ جبرائیل موڑ کا ساتھی۔ صدیق توڑ کا ساتھی ہے ـــ

سرکار نے فرمایا جبرائیل ایک بات یاد ـــ امت کی قدم تک پہنچے پر راہ نزدیک و خبر۔ جبرائیل پر بچھائیں پر کو خبر نہ ہو۔ (امام احمد رضا)

۲۵—۱۱—۲۰۱۶
۲۶—۲—۱۴۳۸

۱۹۳۔ شانِ اولیاء

افتخار الحسن
از ہاشمی

چہرہ مصطفیٰ اصل قرآن ہے
عاشقوں کی زیارت ہی اللہ کی [illegible]
اسم اعظم ہے تفسیر و مثال

ہمارے فاذکرونی اذکرکم ۔ لنترشت کے سلسلہ [illegible] ـــ بنی اسرائیل کا گناہ گار ـــ اگر براہِ راست پڑھیں
تو کتنا کمال ہوگا ـــ آیت کا ترجمہ ۔ میرا ذکر کرو ۔ کیا مطلب ہوگا ـــ ہمیں جنت
کا بھی پتہ ہے ـــ بدلہ یہ ہے کہ میں تیرا ذکر کروں گا ـــ جس طرح بندہ ذکر کرے گا اسی طرح اللہ بھی ۔
اللہ اللہ اللہ ہو ـــ اللہ کی رحمت قریب ہے ـــ اللہ کا ذکر اولیاء کی شان۔
اگر ہر لمحہ ہر عمل [illegible] کا ذکر ـــ بارش کا ذکر بیاں والدین ذکر یا ملنا ـــ
ولی رب دے نگاہ کر کے تقدیر بدل دیندے ۔
کی لوح تے قلم والی تحریر بدل دیندے نیں ۔
حدیث پاک ہے نیک کا ذکر ہے [illegible] علیہ ـــ بدبو ۔ خوشبو ـــ
ولی بندے دی صحبت یار وچھوڑا کان لوہاراں ۔ عطاراں ۔
کپڑے کالے ہوئیں چنگا ماں ۔ بیماراں ۔
حضرت عیسیٰ کا بتانا کہ کھانے کے بعد ـــ عیسیٰ کی آرزو ۔ جوتی ـــ تسمے باندھنا۔
ـــ بابے تے دیوانہ ـــ ملتان کا شہر ۔ تور ـــ میں ہی رہبروں کو بھولنے والوں کو ـــ
آنکھوں کو بند کرنے کا حکم ـــ مکے میں پہچاننا ـــ مدینے میں بٹھانا۔
ـــ روضے کے حجرے غلاماں دیاں گولیاں ۔ اکو سننے والا نہ اوراں بولیاں۔
سکھ [illegible] جانے مدینے شریف ـــ فقیروں کا بھی تو رہا ہے ـــ
ایک تبلیغ کا تبلیغ پہ جانا ـــ جوتا [illegible] اعظم کا تاج ہوتا ہے ـــ
ایک ولی کا جنازہ جو جنگل کے ـــ چلو واپس اگر [illegible] راضی بنیں تو [illegible]
دوبارہ زندہ ہونا ۔ بعد ملوت کو جواب دیا ـــ اگر تو میرے مصطفیٰ کا کلمہ پڑھ کر
سلطان باہو [illegible] فقیر کی نشانی کہ اللہ کا ذکر کرتا ہے ۔ ان کی قبر کی زندگی ـــ
مجدد الف ثانی غوث کا قول ـــ تقدیر مبرم ـــ تقدیر معلق ـــ جب کوئی اللہ کا ولی بدل دیتے
ہیں جب عطا [illegible] مسلمان ہو گیا ـــ [illegible] اللہ بخش تونسوی نے مدینہ میں گزارا۔
ولی ہوتے ہیں جو مسجد میں جاتے ہیں ـــ پہ گدی نشین ـــ بھلے کو بھلیاں کی
لاج ـــ بندہ وندا گیا ۔ آگ نے نہ جلایا ۔ فرمایا دوزخ کی کیا مجال ہے

۱۹۴۔ حضرت علیؑ

افتخار الحسن ہاشمی (۵)

خاک اللہ
علیہ مولا و جبریل ۔ صالح المومنینؑ ۔ ترجمہ ۔ ہجرت کے بعد قبا میں گئے
ابوبکر و مجبور سا ۔ ایک یہودی نے خبر دی کہ وہ آ گئے ۔ کئی وہ تھے جنہوں نے دیکھا نہ
تھا ۔ کئی وہ تھے جو استقبال ۔ ابوبکر کون ہے ۔ منزل تھا تھا رسولؐ ۔
چادر کا سایہ ۔ یہ غلام ہے لہٰ نبیوں کا آقا ہے ۔ یہ آیت اس وقت نازل
ہوئی ۔ بس اللہ کی مولا ہے ۔ (سمجھا رہا ہے تا جو سبحان اللہ) سرکار بھی مولا علی ہیں
ہوتے ۔ ۱۴ ۔ جبریل بھی مولا ہے ۔
(علما کو لکھنا چاہیے)

ام روز شاہ شاہاں ۔ مہمان شد است مارا
جبریل با ملائکہ دربان شد است مارا ۔

جس کا دربان جبریل ہے اس کا ذکر یہودی نہیں مولا ۔ اللہ بھی صالحین بھی ہل
ہے ۔ نگر نگر گلی گلی ۔ علی علی علی ہے ۔ خطبہ حجم غدیر ۔
سرکار کہاں ہیں ۔ ذکر علی کو سن کر واہ واہ کہنا فاروق اعظم ۔ یہ شرف فاروق
ہے ۔ قیامت تک مولا ہے ۔ تمام ایمان والوں کا ۔ ہم گھر والوں کو بھی در
چشیدا پنج تال پیار نہیں ۔ اولاد کے عطیے کے اظہار نہیں
حضرت علی کو صدیق سے کتنا پیار ہے ۔ مکی زندگی کا تبلیغ ۔ ساتھ ابوبکر
ہے ۔ عقبہ نے تکلیف دی گلے میں کپڑا ڈال کر ۔ اس واقعہ کو یاد کر کے علی روتے
جیسے فرعون کے دربار میں کیا تھا ۔ بتاؤ مومن آل فرعون کا نام یہ ہے پڑا ہے

حیدریم قلندرم مستم ۔ کہ سگ کوئے شیر یزدانم
پیشوائے تمام رندانم ۔ بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

علی دلیرے شیر علی اسا ۔ حاجت روا علی مشکل کشا ۔ جنگ خندق میں ۳۰ ہزار کافر
سرکار کا مشورہ ۔ سلمان فارسی کا مشورہ ۔ ایران کا رواج
زمین کو اکھیڑنا ۔ ملبا گڑھا ۔ عمرو ابن عبدود ۔ ہزار پر بھاری ۔ غسل
نہ کرے گا ۔ سولہ سال ہو گئے غسل نہ کیا ۔ لطیفہ ۔ یہ سنو دالا سکو سر
جس کی سر ہیرا داشت عصلیؑ

خندق کو پہلی مرتبہ ـــ عمرو بن عبدود نے سوچا۔ یہ آگ ہے ـــ صحابہ کرام

3 سو ـــ حسان بن ثابت کو عورتوں کی حفاظت ـــ ۵۱ ـــ

فاتح خیبر ـ میں اسکو جھنڈا دوں گا ـــ جو کہ پائیدار تھے ـــ آنکھوں میں لعاب دہن۔

ـــ اطاعت میں انتہا کر دی ـــ ہجرت کی رات بستر پر لیٹے پر کھڑے ـــ علی کو امین

بنا دیا ـــ رات سکون ملا ـ دشمنوں کی تلواروں میں کیا نیند آئی تھی۔

قبا میں علی کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا ـــ چھالوں پر لعاب دہن ـ پورے سارے

جسم پر چھالے ہوتے ـ جنگ خیبر میں مرحب کے ساتھ مقابلہ ـــ

حضرت علی کا پہلوان ـــ مقابلہ ـــ اگر تو میرے ساتھ لڑ گیا تو جان ـــ

حضرت علی کی نماز قضا ہونا ـــ تمام سلسلوں کے اولیاء کبھی بے نماز

نہیں ـــ حضرت علی ہمیشہ نیکی کرتے رہے۔

۳۰ ـ ۱۱ ـ ۲۰۱۶ بدھ

۲ ـ ۱ ـ ۱۴۳۸

۶ ـ ۲۸ ـ 16 PM

۱۹۵۔ بچپنے نبیؐ

ہمیں ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق ۔ ہدایت دینے والے بن کر آئے ۔
عرش کی کتاب سے لے کر آئے ۔ تو سرکار ہدایت کے ساتھ ہی ہیں ۔ حضور کو بے شمار
خصائص و صفات شامل کر کے ۔ چالیس سال کے بعد نبوت ۔ اس سے پہلے بھی جھوٹا
نہیں بولا ۔ کسی کا حق نہ کھایا ۔ بچپن کا حسن کا عالم ہے تو جوانی کا کیا عالم ۔
سجدہ کا عالم ۔ صدقے اس ماں کے ۔ جس نے دیکھا ۔ صدقے اس دھرتی کے
سینہ لگا کر رکھا ۔ ہے

انکھاں وچ ٹھنڈی سرمے دی دھاری
دلاں نوں لٹ دی جیویں کٹاری ۔

روایت کرتے ہیں ۔ امام طبرانی ۔ حلیمہ کا آنا ۔ اور اپنی حالت ۔ گو بیان
ہے ۔ حارثہ دا پتر دناں اے میرا بچہ کوٹھیاں تے چڑھ کے ویکھدے رہ گئے ۔
دائیوں کا آسمان میں قدم ۔ باری دفعہ اپنے سد بھ ۔ درختوں اند پتا آنکھوں سے
آواز ۔ واہ واہ نی حلیمہ بھاگ تیرے اج گھر تیرا آجانا ای
اک یکتا جہان دا گود وچ اج گھر تیرے آجانا ای

مکے میں آنا ۔ تمام عورتوں نے بچوں کو حاصل ۔ یتیم رہ گیا ہے ۔ اس کی ڈھونڈھا
کا رجحان ۔ کون دے ۔ خیال آتا ہے یہ اللہ تو ہے ۔ عبدالمطلب حلیمہ کا
تو تمام کے بعد آتا ہے ۔ میرا بچہ تمام کے بعد آخر میں ہے ۔ سلام علیکم کہا حلیمہ
کو ۔ جب سرکار کی زیارت ۔ آمنہ نے دکھایا چہرہ ۔ سبز ریشم سے سفید لپٹے ہیں
ملکہ نیند سے غش کی رات ۔ مشک جھکی ہے رات نورانی سے
کالی زلف نے اکو مستانی آئے

سرکار کا دیدار کیا ۔ پیار میں استغراق ہوا ۔ نہ جانے ہتھ چلا کہاں سے آیا
سرکار کو اٹھایا ۔ ہنس مسکرائے ۔ میری طرف سرکار رخ
جس طرف اٹھا کے آنکھ دم میں دم آگیا ہے
اس نگاہ عنایت پر لاکھوں سلام

آنکھوں سے نور کا نکلنا ۔۔ حضرت آمنہ کو درخواست پیش کرنا ۔ سینہ
سے لگانا اور دودھ جاری ۔ ایک طرف کا دودھ پلانا ۔۔ چہرہ پھیرنا ۔۔ عدل فرمانا
میرے خاوند نے اونٹنی کو ۔۔ میرے خاوند مسکرائے
حل گئے مسئلے اور کیا چاہیے ۔ فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیے
واپسی کا ارادہ ۔۔ راستے میں ڈاکوؤں کا حملہ ۔۔ سواری کی بڑی سستی تھی جس
سنگ یہ بنا کے مقام اس جگہ کی نشانی ۔ سواری کا بدلنا ۔۔ میری سواری کی طرف
بکریوں کا آنا ۔ چرواہے حیران ۔۔ بکریوں نے سبزہ پا دیا ۔۔
تو پلٹ گئی خدا کی خدائی حلیمہ ۔۔ حلیمہ کی بکریوں کی حالت
گھر میں چراغ ۔۔ عورتوں نے کہا ۔ ساری رات چراغ ۔۔ بیماروں کو شفا ۔
جہاں بیٹھتی تھی وہاں سبزہ ہو جاتا تھا ۔۔
حلیمہ میں ترسا مقدراں توں صدقے شوں میں دا جھولا جھولیندی ہیں

۳-۱۱-۲۰۱۶ بدھ
۱-۳-۱۴۳۸
۸-۴۶-۵۵ PM

انتظار الحسن شاہ ہاشمی ۸۴

7-3-2007

۱۹۶ - ذکرِ حسین علیہ السلام

۹ ویں یا ایہا النبی — فضیلت درود — سعادت الدارین میں ہے چار آدمیوں کا آنا
سرکار کی بارگاہ میں — اونٹ کی چوری کرنا — درود شریف — اونٹ کا بولنا
منافق کی علامات — نبی کے غلاموں کے اونٹ بھی جانتے ہیں کہ یہ منافق ہے —
نبی نبأ سے مشتق ہے صفت مشبہ کا صیغہ اس کا معنی خبر والا — وہ کہ جس کی خبر
جس کی خبر — اللہ کی خبر — اللہ کا رسول — اللہ کا محمد ہے — وما محمد الا رسول
معلوم کیسے ہوا ہمارا رسول ہے — بس میرا رسول ہے — صحابہ کرام کی نسبت — علمائے
بعد میں مگر میرا اپنا رسول ہے — اللہ غیب ہے — خبر والا — اللہ کی خبر دینے والے
معلوم غیب کی خبر والا ہے کب سے کب تک خبر والا ہے — آپ نبی کب بنے —
اک لمحہ بھی بے خبر نہیں — امام احمد رضا کی آواز آتی ہے —
سرِ عرش پر ہے تیری گزر — بلغ العلیٰ بکمالہ
تہجد کا وقت وضو کرتے ہوئے آواز دی — ام المومنین میمونہ نے علم حاصل کی
سنا ہے آپ نے عائشہ کہ اگر — نبی کا وضو نہیں ٹوٹتا — موت نہیں
قیامت کے دن جب سجدہ کریں گے تو وضو نیا کریں گے — بیلیف —
جو حاضر ہوتا ہے وہ ناظر نہیں ہوتا — جو رسول میں حاضر — حضرت جابر
مسعود کہا — رسول کی تعریف یہ نہیں کہ وہ علم جانتے تھے — بلکہ علم کی تعریف یہ ہے رسول کہتا
ہے — بخاری میں حدیث ہے — رکوع اور خشوع کو بھی جانتا ہوں — ابوہریرہ —
صدقے ان پر جنہوں نے محمد کے پیچھے نماز پڑھی — گاڑی چلانے کے آگے اور پیچھے
— رسالت کا رشتہ لگا ہوا ہے وہ بھی — حسنین کو بلایا —
اور کشتی کرانا — ہم یا حسن بھی کہتے ہیں اور یا حسین بھی —
عظمت آل نبی بھول نہ جانا
لوٹنے سے کوئی نہیں مرتا اور
اگر بولنے سے مرتا تو مولوی سب مر جاتے — عمر فاروق کے دور میں ایران فتح
ہوا تو مال غنیمت لینے کے لیے امام حسن آئے — امام حسین بھی آئے تو ان کو ہزار ہزار
درہم دیے — عمر فاروق کو امیر المومنین فرمایا — یزید کو امیر المومنین نہ مانا —

عمر ناسی نے شبیہ بانو کا نکاح حسین ______

نعت شریف۔

زندگی جب سے میری نعت کے فیضان میں ہے۔
ایک تسکین کا عالم ہے کہ دو جہان میں ہے
ان کو دیکھا تو زمانے کو یقین آیا ہے۔
کہ ایسی تنویر کمالات کی انسان میں ہے۔
خدا نے دل دیا پھر خدا کو دل نبی نے دیا۔ (دل کو خدا)
جو کچھ کسی کی دسترس میں تھا نبی نے دیا ___

مجھ پر بھی چشم کرم اے میرے آقا۔ کرنا جو پر ______
کرنا حق تو میرا بھی ہے رحمت کا تقاضا ___ کرنا جو ___
تو کسی کو بھی اٹھاتا نہیں اپنے در سے ___ کہ پڑی رہتی ہے مشتاق کی سیاں شبی ایسا
میں ہوں بے کس جوہر اسی شو ایسا را دینا۔ میں ہوں بیمار تیرا کام ہے اچھا۔

7—3—2007

(B) اگر علی اکبر ___ نسل چلتی تو امام زین العابدین سے کیوں چلی۔
عمر ناسی نکاح پڑھنے والے۔ علی اکبر سے چلی تو وہ شبیہ مصطفیٰ ہے۔ اب کیا کام
ہوتا ___ آخری سید نادر کا علما سے پیدا ___ عمر ناسی کو برا کہے گا۔
سید وارث شاہ نے زہرا ___

چار یار رسول دے چار گوہر ئی۔
ابوبکر عمر عثمان علی آپ اپنے گرہ سو ہنر دے ی کے

امام حسین نے فرمایا یا امیر المومنین ـــــ شیعوں کی اذان میں امیر المومنین امام المتقین
علی وصی رسول اللہ ـــــ میں خوش ہوا - یہ ذکر ہمارا ہے ـــــ بحث مباحثہ!
کہ ہم مومن ہیں ـــــ قرآن نے فرمایا مومن کون آلستی اولی یا المومنین ـــــ از زمانے
کو ماننے ـــــ امام حسین نے فرمایا - جیسا ابا ـــــ عدل خلیفہ گا -
ہم قاسم کو امیر المومنین ـــــ ۱۰۰۰ درہم دے - عمر فاروق کے بیٹے نے مانگا ـــــ
مجھے پانچ صد درہم - ان کو ۱۰۰۰ درہم دئے - اس نے پوچھا کہ دنیا کو شیعہ چل
ـــــ مشورہ کہ ایک حکیم - ہم بیگا - ہو بد اٹھا کر لائے ـــــ
کون کہتا ہے ہم شیعہ میں جدائی ہو گی - ہم جب کسی بھی جنگ کے ابتدائی ہم کو
درد سر کیا ـــــ پڑھنے کا ـــــ علی پر کئے درود شریف پڑھ کر ـــــ واصحابہ
بہت دور جانا ـــــ شعر طور کی کرو ـــــ ان کے باب جیسا
ابت ماں زہرہ جیسی نانا - نانا لے کے آ ہم دین گے - کوثر فاطمہ
علمدار الشباب نے فرمایا ـــــ میری شکل سے نہ دیکھو بلکہ کلام سے دیکھو -
ہم ہیں از یک نسبت علم ایں

[illegible]

[illegible]

۳-۱۲-۲۰۱۶
۳-۳-۱۴۳۸
۴-۴۴-۲.PM

۱۹۷ — شانِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد اکرم رضوی

ہمارے لقد من اللہ علی المومنین ____ عقیدہ ۲ گرد کر نہ بھولو ۔ کہ سرکار دیکھنے لگے اسے
اعلیٰ حضرت کا شانہ آگیا ۔ لب پہ خوشبوؤں کا ترانہ آگیا = ہر سُو ارشاد مصطفیٰ ہر علمی ہے روشنی
ہر کلی کو مسکرانا آگیا = ہر جگہ اہل سنت ہے بلند اور کفر کو گردن جھکانا آگیا =
ہر جگہ دین بنا ہے سر بلند ۔ اور کفر کو گردن جھکانا آگیا = محمد ارشاد ہر کو کہتے ہیں مصطفیٰ!
ہاتھ کو بخشش کا بہانہ آگیا =

(لطائف) ابھی میں شروع نہیں ہوا چھیاں پہلے شروع ۔ (۲) آہستہ بولو کوئی
سن نہ لے جائے ____ پاک محفل میں کس پلید کا نام لینے کی ضرورت ۔ ان کی باتیں
الگ الگ ۔ مگر بات ایک ہی ہے ۔ محفل کو سننے سے سرور بھی اور دل بھی نور

(نقاط) اصل توحید کو ماننے والے یہ ہی ہیں جو میلاد مصطفیٰ مناتے ہیں ____
ہمیں اللہ تعالیٰ دوبارہ توفیق عطا فرمائے ____ ہر کوئی مسلمان سرکار کے تذکرے
پہ کرتا ہے ۔ یہ وہ پیر دیگر ہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ۔ ذکر ادھر بھی
ادھر بھی ۔ آمد و عشرہ ادھر میں ہے ____ 30—37 ____ مجمع رسولوں نبیوں
کا ۔ خالق کا خطاب ہے ۔ امام الانبیاء ____ واذ اخذ اللہ میثاق ____
النبیین کے ساتھ ____ جب میرا پیارا رسول آئے ____ جبروں میں بھی مدد
اللہ نے فرمایا میرے محبوب کی مدد کرنا ____ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطاب
فرمایا کہ میرے لیے ____ جن اس کی جوشوں کو اٹھانے کے لائق نہیں ____
حضرت عیسیٰ کی شان ۔ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں ۔ غیب کی باتیں بتاتا ہوں ۔
____ مینے نوں جو کیتا آمنہ دے لال دا ____ روضے کی تصویر میں خوشبو
اور جو روضے والا ہے ____ شان و کرا ____ جبرائیل سے پوچھا ہم نے حسن
میں ____ سب کو میں نے دنیا سارا جہان دیکھا ____ تو سب

کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا ۔ فلم ـــ سب انبیاء کا ذکر میں
نے سب کو دیکھا ـــ ابوجہل نے سب کچھ دیکھا ۔ مگر ایمان نہ لا سکے ۔
قرآن میں ہر چیز کا ذکر ۔ ولا رطب ولا یابس الا فی ـــ کتٰب مبین ہے ۔
حضرت عائشہ نے اخلاق کے بارے ۔ وکان خلقہ القرآن ۔ عارف کہتے ہیں
8 شوال مدائن تے زیران زیران ـــ تلک الرسل فضلنا ـــ
حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ سننے کے بعد سننے والے اپنی اپنی بستیوں میں
جا کر ذکر رسول کرتے ـــ وہ لوگ انتظار کرتے کرتے ۔ دعا کرتے کرتے
آخری وقت گھر والوں کو بلاتے اور آخری نبی کے بارے میں وصیت کرتے ۔
وہ شان والا پیغمبر رسول ہے ـــ اگر تمہاری زندگی میں آ جائیں ۔ تو حاضر
ہو کر ہمارا سلام عرض کرنا ـــ ہماری دعا نہ کرنی پڑی ـــ

۵—۱۲—۲۰۱۶ پیر
۵—۳—۱۴۳۸ PM

۱۳ ۳ ۱ ۱۰
جبل الادلیاء میں ہے ایک عورت 30 شہروں میں خطبہ جمعہ سننے گئے ـــ
سرکار کی سواری نے عذاب دیکھا ـــ

PM 11 — 26 محمد اکرم رضوی

(5-9-1992)

۱۹۸ ۔ اللہ کا نور

قد جاءکم من اللہ نور

اللہ کا نور ہے سب توں اچی شان والا آگیا ۔ اچے رتبے پان والا آگیا ۔
جھگیاں دا دم دیکھ لو دیوے بل پئے ۔ روشنی ورتان والا آگیا ۔
جنہاں دی پینڈ کوئی نئیں سی جگڑا ۔ اوہناں دی پینڈ مکان والا آگیا ۔

جس کا املا ہر جگہ ایک ہے وہ سبحان اللہ کیسں ۔ فرمایا قد جاءکم من اللہ نور ۔ محبوب
نور اللہ نور سے ہے ۔ محفل نور علی نور ہے ۔ اور کتاب ہے روشن ۔ اس آیت پاک کے تحت
آج کل کے مفسر کی تفسیر یوں ہے ۔ یہ وہ ہے جس کو امام الانبیاء نے دعا و نالہ
ان کی مسکراہٹ دل کے غنچے کھلا دیتے ہیں ۔ جس راہ چل دیئے کوچے ۔
ہر ایک کی بگڑی بنانے والا آگیا ۔ سید المفسرین ۔ حبیب پاک کی تفسیر غلط نہیں
نور سے مراد نبی پاک ۔ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ۔ جگمگانے والا
آنے والا نور ہے کہ بنایا قرآن کا ۔ جو بن کر آیا اس کی بارگاہ میں ۔
سب سے پہلے کیا چیز ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ۔ نشر الطیب ۔
فداک امی وابی یا رسول اللہ ۔ اللہ نے جس کو عالم ما کان و ما یکون
کا علم ۔ حوالہ پاک کی آیات کے ساتھ ۔ نبی پاک نے یہ فرمایا کہ میں
تو بعد میں آیا ہوں ۔ وعلمک ما لم تکن تعلم

شاہاں بی دا لینہار ہے ولدے من دی خلق ساری دی
کی سوہنا ہے آپ بن بیٹھا انکاری ۔

اس زبان نبوت کا پیار ۔ وما ینطق عن الہوی ۔ یا جابر ۔

یہ ان پیلیوں خدا ہے سو نہ آیا ہے خدا بن کے ۔
خدا دا نور آیا اے محمد مصطفیٰ بن کے ۔

ولادت پہ مبارک باد ۔ اعلیٰ حضرت آمنہ کا فرمانا ۔ خزانہ میں نور ۔
یہ نہ فرمایا کہ لا یہوا دیکھیے ۔ فجر کی نماز پڑھتے ۔ نور والا چہرہ لطیفہ ۔
شرمانا نہ چاہیے ۔ اگر شرمانا ہے تو گالیوں ، غیبت سے شرماؤ ۔

19-8-1992

قل جاء الحق وزھق الباطل ـــــــــــ زھوقاً

سینہ بہ سینہ ویکھیا انوار دا

(۱) سجدہ کیا اللہ کی یاد صفات دالقاب کے ساتھ اتنا ... واللہ
ہو کے ہمیں یاد فرمایا ہے ۔ ہم بھی یاد کریں اپنے شکر والے کو جیسا کہ
محبوب ہے تو کل مشکل ہمیں اُمت کو یاد فرمایا ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی ...

منگل

۶—۱۲—۲۰۱۶
۷—۳—۱۴۳۸
۶—۰۶—۲۸ PM

۱۹۹ - شانِ نبوت ۵

۲۰۰۱ -

عارف نوری لاہور

ہے۔ ورفعنا لک ذکرک تفسیر ہم نے ذکر بلند کر دیا۔ میرے ذکر کے ساتھ
جو میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر کریں — دنیا والو میرے ذکر کے ساتھ محبوب کا ذکر
محبوب آپ میرا ذکر کریں — جیسے میری زبان پر خدا ہوتا ہو تو قرآن ہے گا حدیث
کلام تھی نہ خطا کہ دو زبان ایک ہے۔ یا الٰہ الا انا ارسلنٰک — میرا
الحمد شہد رہا ہے اللہ — ایک تیرے رب کو پایا نہیں گا۔ ہمارا رسول شکر اللہ رحمۃ
کس طرح پائے۔ تبارک الذی بیدہ الملک — قدیر۔ اعطینٰک الکوثر
— خدا بھی تیرا خدا ہی بڑا ہے
صحابہ کو حکم دیا سر جھکا جاؤ۔ عبداللہ مسعود جو شوہر پر ہوگئے — خطاب سنا
سرکار نے دریافت فرمایا — عرض کی آپ کی آواز سن کر بیٹھ گیا — میں جان
نہیں اصول رہا ہے — جب تک دوسری بار آواز نہ آئی — صحابہ کے بیٹھنے
کا انداز — سرکار خاموشی میں جبرائیل آئے پوچھنے کے لیے — کافروں نے بتا
میں نہ جیسے تا تھی میں نے اللہ کو جانے نہیں — اللہ نے دیکھا — تو جیسے جان میں تجھے مانو۔
ابوجہل یا رسول اللہ نہیں کہتا تھا۔ تو جب یا اللہ — یا الرسول ہ
ہوا ہے میرا محبوب نہیں دیکھا واہ حسن محبوب ہے داحسن کی کمال ترے جلوہ
اپنی بیٹی کے ساتھ تشریف لائے۔ استقبال کرایا — رات لمبی بنا گئے۔
— تین بار سورۃ اخلاص پورے قرآن کا ثواب — قیامت تک جو بھی پڑھے گا
جو حل نہیں پڑھتے۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد قرآن کا ثواب — سارا جو اپنی خشار ا
سن پر بیٹھنے والے کو دس قرآن کا ثواب — حضرت علی کو جو 3 بار قرآن کا ار
پڑھنے کا ثواب — حضور کی زیارت قرآن کا ثواب۔ صدیق اکبر نے دیکھا
حضرت کے آئینے والا تھا میں میں نے حضور کو جھنجھوڑ دیا — سمجھ گیا — خوشبو
بنا کر سجا کر بھیجا ہے — فرمایا محبوب جا اعلیٰ کی گود — اور لگا دو
جبرائیل سے علم مانگا کیا نہ جانے — لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ محمد رسول اللہ کہہ دو
گود کا زندہ ہوتا — ابوجہل کی گود میں لکھ — عشق کا جیب کو بلاوے

ابوجہل نے کہا ہمارا حبیب آرہا ہے استقبال کیا۔ صبح ہو گئی فرمایا ہمارا حبیب
تو یہاں ہے ۔ اس کا ایک خدا ۔ بشارت بہت سارے ہیں ہر جگہ رہتے ہیں ۔
اس نے کہا میرا اس کا کون سا شفا ہو گا ۔ ابوجہل نے کہا تو بھی اس کا ہو جائے گا ۔
اس نے ادب سے کہا میں حاضر ہو جاؤں ۔ صادق الامین کی بات مشورہ پھول
اکبر نے مشورہ دیا ۔ علی کا مشورہ ۔ ابوجہل نے مشورہ دیا سب کو
سو کر استقبال کرو ۔ سارے کافر کھڑے ہو گئے ۔ سواء علیہم ما لا تعلمون ۔ واسمع ما لا
تشعرون ۔ واللہ یعصمک من الناس ۔ چاند کو دو کر دیا ۔
وسخر لکم الیل والنہار والشمس والقمر ۔ سب کچھ تیرا ہے
جو کچھ پر حکم کرو سب کچھ تیرا ہے ۔ تمام مکے میں اکٹھے ہو گئے
والشمس تجری ۔ اپنی منزلیں چھوڑ دے ۔ سورج کو غور کرنا ۔
70 ہزار فرشتوں ۔ حبیب کا استقبال ہو گیا ۔ نشانی ہر کوئی کی آمد
2 سوال ۔ پہلے کلمہ پڑھا دو ۔ تیس ہزار جا ہوں ۔ فرمایا مرنے نہ دیں گے ۔
صورت جس عدم میں ہے ۔ بیمار رہتی کی شفا ۔
یا عیسیٰ حضرت عیسیٰ کا شجرہ چنا گیا ہوں ۔ کیتری ہیں ۔

منگل
۶ - ۱۲ - ۲۰۱۶
۷ - ۳ - ۱۴۳۸
9 - ۲۹ - ۳۸ - PM

۵-۲-۱۹۹۰ سنت

۲۰۰۔ شانِ رسالتؐ

خالد ریاض نقشبندی

قسمت میں میری چین سے جینا لکھا دے۔ ڈوبے نہ کہیں میرا سفینہ لکھا دے۔
جنت بھی گوارا ہے مگر میرے لئے اے کاتب تقدیر مدینہ لکھا دے ــــ
حمد و ثنا ــــ الثابت کے ساتھ۔ امیر ہیں وہ آدمی جن کے گھر میں محفل۔
دانیاں چھوٹا گناہ ــــ کوئی بندہ کا وجود چھوٹا بڑا ہوتا ہے۔ تو یاد میں رونا بھی
عبادت تسبیح ہے۔ آقا علیہ السلام کی آنکھوں میں ــــ پیمبر و مرشد کی توجہ ہوتی ہے
صورت وصایت کا معاملہ کیا ہے۔ موت پہلے ہے حیات بعد۔ عومن الامام کو جو
خاوند راضی ہے تو جنت ہے۔ جو عورت اپنے خاوند کی نافرمانی ــــ عورت کو کر
کرتی ہے۔ خاوند کی نافرمانی ــــ جو عورت اپنی اولاد کے سامنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے
اس کی اولاد اس کی فرمانبرداری ــــ بیوی کا بچوں پر خرچہ کرنا ــــ
قرآن و حدیث موقت ہیں انسان کے الذر ہے جنہوں نے یاد رکھا ہے وہ اولیاء
ہو گئے ــــ وغیرہ ــــ انسان کیا ہے مقصد کیا ہے دنیا میں آنے کا۔ عالم ارواح سے
ہم چھوڑ کر آئے ہیں۔ دنیا میں کتنے مراحل ــــ وہ بات یاد ہے
آدم کی بیوی۔ یا آدم اسکن انت وزوجک ــــ جو بات بتانا کو کہا گیا بتا رہے۔
دنیا میں ات راس۔ دل میں ــــ جنت ہو آسانی سے جا سکیں ــــ
آقا جو دنیا میں تکلیف گوارا نہیں کرتا وہ جہنم میں کیسے گوارا
کس منہ سے وفا توڑے ــــ
قبر کے اوپر کھڑے رہو ــــ میں رسول ہر کسی کا شاہد ہوں۔ حبیب اللہ کا ہاتھ
بیڑا کر شدید سے نہ رہا۔ جب سرکار کا ہاتھ ہلا ــــ تو سرکار فرماتے ہے
احمد رضا کے منہ سے تک وصیت ــــ
کوئی سے ڈوے دل ٹھہرا ہاتھ دوا ــــ مرکے پہنچا یہاں اسی دلربا کا در ہے

بدھ

۷-۱۲-۲۰۱۶
۸-۳-۱۴۳۸ ۱۰-۲۳-۰۸ PM

کتنی فیصلوں جب دن فرمایا انسان کو لا ہے —
شاملو بلی انسان کی سستیاں گونگا نہ پایا —
لا مکاں نہ مکاں رب ذوالکرام اس کی شان وجہ ہے —
نقش و لیت پالیسی پہلا کتاب رسل انگلش بنا ہے —
تخلیق آدم کے بارے میں فرشتوں میں مشورہ —
فرشتے جانتے ہیں۔ انسان کی تخلیق سے پہلے۔ تو سرکار نے علم کا کیا اظہار۔
اللہ نے ہر وہ کمال دیا — فرمایا ہم عیب کو تلاش کر رہے ہیں محبوب کو دیکھا
مٹی لانے کا حکم — چالیس دن بعد ڈالا — آخری دن رحمت کا دیا
مٹی چالیس کو بدل دیا — محبوب کو بنایا تو محبوب سے عشق مرحبا
حسن کو زیبا — خلاف ہے پر ان کو کل عیب — کائنات خود خلق کیا گیا

— قل شریف پڑھا ہے — ایمان والوں کے لیے دعا کرتے ہیں لیڈو لون ربنا —
سبقونا بالایمان — جس کے لیے دعا اللھم اغفر لنا مانگا —

اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنا — جب درود بھی ساتھ پڑھو — مطلق حکم ہے
مقید نہیں ہے — کیا ٹائم پر نہ سنا — صلو وا سلمو — جب پڑھو —
کیا الصلوٰۃ والسلام ثابت ہے — ہاں بھی پڑھتے ہیں اذان کے بعد یا پہلے
میں — دیوبندی بھی پڑھتے ہیں — اگر حاضر و ناظر نہ ہو لیکن رسالت کا
عقیدہ نہ ہو — تو پھر ٹھیک ہے

(۱۲-۱۰-۲۰۱۰)

۲۰۱- شاہ مدینہ ﷺ

خالد و فیاض عارف ساوالا

فلاور ملک کا پوسٹ مون = قسمت میں در کا چمن سے جیسا لکھو گے۔ دکھ سہا کر کہیں میرا لکھنا
لکھو گے۔ جنت بھی گوارہ ہے مگر میرے لئے اے کاتب تقدیر مدینہ لکھ دینا ـــــ تمہید۔
اللہ حاکم ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم ہے ـــــ دنیا میں حاکم میں ہر ملک کا حاکم
جس کو رب حاکم بنا دے اس کو حاکم ماننا پڑتا ہے۔ فلاور ملک کا پوسٹ ـــــ مشتہر اس وقت
اٹھائی جاتی ہے ـــــ جیسے دین حلالہ ہو گا۔ اللہ کیا خوب حاکم ہے ـــــ الحمد للہ رب العالمین۔
تمام عالمین کا رب حاکم ہے ـــــ ۱۸ ہزار سال جہان بنتے ہیں ـــــ

8-9-2006

مفتی محمد اقبال [illegible]

۲۰۲ ـ شانِ اولیاء کرام

حدیث الا ان اولیاء اللہ لا خوف ـــــ بخیر ہو گیا = اولیاء کی جو پہچان - کمال - ۹۲

آنا پیروں کا اشتغال ـــ وہ معنوی لمحہ ہو ـــ ولیوں کی طرف منہ پھیرنا - یہ اللہ کا کرم ہے ـــ

چشمے ولیوں کے قریب ہیں سارے چشمے ہیں مدینہ چشمے ہیں ـــ جس کا رخ بھی اس گلی

کے ولیوں کی طرف جس کا رخ داتا صاحب ـــ آلِ محمد کی طرف ہو ـــ جو پہلا

نہ تھا وہ بھی - جو ولیوں کی طرف آ گئے ـــ جو محمد عربی کے پہلو میں لیٹا ہو -

مدینے شہباز کی نسبت ـــ یہ دیکھنا اپنا ہے مجھ سے وفا کرنا -

عبادت کا دوران بیٹھا ہے گھر کا علم دیکھ - قبول ہے ـــ شمار سے باہر بخشش ہے گا ـــ

فرشتہ عرض کرتا ہے فلاں فلاں نے درود پڑھا ـــ سلام وہاں پر پہنچے میں جن کے حلال

ہونے کی تصدیق کرتے ہیں ـــ درود سلسلہ میاں پڑھا - نام وہاں لیا گیا - اپنا بھی

ابا جی کا ہے ـــ جب تک اولاد پڑھتی رہے سرکار کی بارگاہ میں حاضری لگتی

موسیٰ کے اشتیاق کا رب کا دیدار کرنا ـــ یہ تو پاگل ہیں ـــ لایا گیا -

کبھی صحابہ کرام نے کیا تھا ـــ جنہوں نے کلمہ اللہ کو دیکھا - انہیں قریب لے

گئے - جنہوں نے عمل کو دیکھا ـــ صرف تین انہوں نے عکس لیا ہے - حیلہ

کی کتابیں کیا مثال پیش ـــ قیامت میں سرکار عرض کریں گے مولا انہیں نہ دیکھو ـــ

شریف حسن کا حضرات سب کو بخش دینا ـــ پاس سے گھر سے پیر کر وضو کر لیا -

مصطفیٰ شفیع ہے - وکیل [illegible] ـــ وکیل کا کام ہے دلائل دینا ـــ

عمل نہیں ہے فضل ہو گا - عدل کو چھوڑا جائے گا ـــ فضل تو لا محدود ہے جائے گا

مصطفیٰ کے اشارے پر معبود ہے ـــ تم شکر مناؤ کہ نبیوں میں سے پیارے

ملے ـــ سرکار کے معجزات - چاند توڑنا ـــ چاند اس کے لئے بنایا

ہے جو چیر کر [illegible] ـــ سر اٹھائے تو قبلہ بنا دے - جھکائے تو امت بخشوائے -

میزان عمل پر نگاہ کر لو - نماز کے دوران ہاتھ اوپر کرنا ـــ محبوب تو

رب ہی یاد کرتے ہیں ـــ ہم دیدار مصطفیٰ کرتے ـــ جشن میلاد ـــ

تماشا کرنا رہنے دیں - جو بھی ولی بنتا ہے علی کا نوکر بن کے بنتا -

میں اپنی عقلمندی پہ مغرور ہوں تو میرا اونچا کیا گیا ہے — علی کا نام سنتے ہی ملیں

جل جائے تو پتا کا علاج سن — علی کو جھنڈا دیا — قیامت

کے دن میں جھنڈا ہوگا — صدیق کا جواب سنیں علی کا یہی جواب تھا

کا جواب کر دیا — ایک کو ہزار جیسے کو آل —

بیٹی کے لیے استعمال کر لیا ہے — آل کا استعمال کرنا محمد کا سنت ہے

— عزت شریکا کروں گا۔ قیامت کے دن عزت میری رہے گی بیٹی کا

اللہ نے مخلوق — بنایا ہے ایک تو شرابات ہے۔ جو میرے کو میرا سر کر دیا

تمام کا جواب ہیں امام حسن و حسین — علی۔ سرکار نے فرمایا شرا جسم

میرا جسم — جو مجھ کو ستایا ہے وہ میرا ہے —

سیدہ فاطمہ کا بیٹا نہ بولنا سرکار کی طرح ہے۔ حسن حسین سرکار کی تصویر۔

جب سیدہ عائشہ کے حجرے میں بیٹھتے ہیں آگے آ گیا — جس کو عزت عطا فرمایا

اس کو محمد کی آل کا خادم بنا دیا — شیخ سعدی نے فرمایا

— خدایا بحق بنی فاطمہ — اللہ ناراض نہیں کرتا —

امام شافعی نے صلوات لیے — آل النبی ذریعتی — میں بخش کیا

حسن عسکری نے سرکار کو جب حجرہ میں چار دن بیٹھے ہیں آگے

اللہ نے قبضہ دیا ہے — حسن پیدا کیا۔ تو اس کو اعظم کرو تو ہم بخشش بنا ہے

امام علی رضا — نیشاپور میں گئے تو چار ہزار محدث یاد بادشاہ کر لے

جو محمد کے آل کا احترام کرے اس کو عالم سمجھو —

10—۱۲—۲۰۲۴

11—۳—۱۴۴۸

ٹائم ۱۰—۲۴ PM

۲۰۳۔ شانِ سیدنا حسینؓ

مفتی محمد اقبال لاہور

کہدے قل لا اسئلکم علیہ اجراً ــــ الا المودۃ فی القربیٰ ــــ سرکار کا مطالبہ ۔ صحابہ کرام
زمانے تھے جن سے سرکار نے مطالبہ نہ کیا جب سے نواز رہے تھے ــــ آل پاک کون ہیں ۔
علی فاطمہ حسن حسین میں ــــ مقدس شخصیات ہیں ۔ ہر امتی کو حکم ہے کہ ان
سے محبت کرے ۔ سرکار نے انگلی اٹھا کے حسین کی طرف اشارہ فرمایا میں اس سے محبت کرتا ہوں
ــــ بار بار حسین کو دکھاتے رہے ــــ ان ناموں پہ پہرہ رکھا تھا ۔ اس لیے کہ
یہ محمد کے شہزادوں کا نام ہوگا ــــ حسن حسین کہ جس فاطمہ کی گود میں آئے ۔ علی اس حالت
میں ہیں ــــ زہرا بھی پاک ہے ــــ حسن بھی پاک حسین ۔ عقیقہ بھی کیا ۔ سرکار نے
حسن کے نانا بھی پاک ۔ بابا ۔ امی ۔ بھائی ــــ حسن آئے زہرا کی گود میں حسین آئے تو ــ
سرکار نے اذان دی اقامت ــــ جنم گھٹی ــــ علی کیا فرماتے تھے حسین کیا پائے
سرکار کی تصویر تھے ــــ زیارت رسول حسین پاک تھے ــــ (۱۳۰ ــــ ۳۰، ۱۳)
جو حسن کے چہرے زلفوں گردن کو دیکھنا چاہتا ہے وہ حسن کو دیکھے ــــ اور جو چلنے
کی انداز کو دیکھنا ــــ وہ حسین کو دیکھے ــــ بدن اللہ رنگ بھی حسین جیسا ہے
حضرت علی نے صدیق کو فرمایا ہم ہو گے بابا ۔ حسنؓ سے ــــ فرمایا وہ دیکھے ــــ
البدر سیرت و ہاتھ ہیں ــــ حرکت نہیں چھوڑوں گا ــــ امام حسین کو
فرمایا پیٹ سے کپڑا اٹھایا میں چوموں گا امام حسن کے پیٹ کو ۔
سرکار نے فرمایا تھا ۔ میں نور ہوں اس کو چوم کر جا رہا ہوں ۔ جب مہری یاد ستا گئے ــ
صحابہ کے سواری کے پاؤں کو چوم ڈال دیتی ہے عوض نہیں ہو سکتا ــــ اس صحابی
کی دستار کا عالم کیا ہوگا ۔ دستار سے پاؤں صاف کیا ــــ فرمایا زبان نہیں جانتا
کھول رہے ــــ جب حسین کے رونے کی آواز کو تو سرکار زار و قطار ــــ سے فاطمہ
صدیقہ کو فرمایا کہ لوگو محمد کی آل کا خیال کرنا ــــ قاضی عیاض نے حدیث
آل محمد کی پہچان آزادی ہے جہنم سے ــــ پل صراط سے گزرنے کی سند ہے ــ
عذاب سے امن ملتی ہے ۔ اللہ جس کو عذاب سے بچانا چاہتا ہے اس کو
آل محمد کا نوکر بنا دیتا ہے ۔ جنت اور دوزخ کا مسئلہ ۔

جنت کے دو ستون - امام حسن امام حسین —— جنت میں نعمتوں کی کمی نہیں
مگر جنت کو ضرورت ہے حسنین —— جب اللہ نے فرمایا تو جنت مسکرانے لگی
آخری وقت سرکار نے امام حسن کو ہیبت اور سرداری دی —— امام حسین
کو سخاوت - بہادری کی جرأت دی - سخاوت دی —— لوگوں سے سب
کچھ مصطفیٰ کا ہے - امام شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں لکھا - بکری تھی نہ تو گلہ
کس مانگنے والے کو - سرکار نے بکریاں دے دیں - ربیعہ کو تھامنا تھا ——
سرکار نے ایک بچے کو اٹھایا اور پیار کیا - حسین سے کہا تھا لکھا —— فرمایا
مجھے بھی شیر سا والد دیں کو بخشواؤں گا —— شہادت المحسن فرمایا میرے حسین
سے محبت کرنا ہمارا کام ہے

صدیق اکبر نے امام حسن کو کندھوں پر اٹھایا —— ابوہریرہ نے فرمایا اس
چھوٹا ہے مگر امام حسین کے گھوڑوں کا سم بہت اونچا ہے —— علی کا مقام ہے -
تاج سجتے ہیں حسین کی خاک سے نہیں
قیامت میں دو صف لگ جائیں گی ایک یزید کی دوسری امام حسین کو سواری
جا دیکھ —— صدیق نے کندھوں پر اٹھایا —— غار والے یار کو تازہ کر کے
شیر جیسے کو دیکھا تو محبوب یاد —— شبیہ مصطفیٰ —— حسن حسین کی مشابہت
کرنا —— ہر آدمی جنت الشاملی امام حسن کی خوشبو کا ذوق لے
حضرت علی کی مسکراہٹ تھی —— عظمت یا رسول حسن پر ترس نہ کیا سارے

١٦ — ١٢ — ٢٠١٦
اتوار ١٢ — ٣ — ١٤٣٨
١٥ — ٣ — PM

۲۰۴۔ شان قرآن

مصنف محمد اقبال چشتی

ملک انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ نگاہ کرم سے حفظ ہوتا ہے۔ اجر عطا ہوتا ہے
جو قرآن کی عزت کرتا ہے اس کی دنیا حشر میں سلام ہوتا — سینے کو سینہ
قبر میں قرآن پر رکھا جاتا ہے۔ قرآن اسے تنہا نہیں چھوڑتا۔ جلال الدین سیوطی
نے حدیث نقل کی ہے قرآن اس پر رکھا ملا قبر میں — قبر میں جو عمل ہے اس کا دیدار
قبر پر سے پریشانی کرتا۔ جو تلاوت کرتا ہے۔ وہ قبر میں نہیں۔ خالق کے
قرآن پاک سے قرب ملتا — الحمد ہے۔ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے۔ دشمن
کو نہیں بلایا جاتا — اللہ جسے پیار کرتا ہے۔ اسے نوازا جاتا ہے

جو مہمان گھر میں کھاتا۔ پر لقمے لا دیے جج کا لاڈ اب — دستر خوان لگتا۔
اسے لگاتا ہے۔ بڑا بادشاہ لگاتا ہے — پر جو اللہ دستر خوان لگاتا ہے
وہ خوش نصیب ہے جو مہمان بنتا ہے خدا کے دستر خوان کا — اللہ دنیا و آخرت
سنوار دیتا ہے — حشر کے دن قرآن پڑھتا جا۔ تیری عزت ہوگی
ماں باپ کے نورانی تاج — محمد عربی کے ماں باپ کی کیا عزت ہوگی۔
دس آدمی جہنم کی شفاعت — شفاعت سے چھوٹ جائیں۔ حافظ قرآن کی ہاتھ
سے چھوڑا ہے کالا کے گا — وہ جہنمی ہیں تو ہاتھ پکڑ کے میں جنت بنا دوں گا
بیٹے کے لئے دلی خواہشات میری میں جگہ فلاں بنا دو۔ تو قرآن دنیا بھی
آخرت۔ حافظ قرآن کی شان سنوار سکتا — ستر ہزار جہنمی کو جھٹکا ملتی
کی شفاعت — نبی کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا — اللہ کا فضل

اس پر جو عزت سب میں نہ کا مقدم — امیر نہیں ہوں تو — نبی کا عمل
مسند حضور کی حدیث کا ہے — جیسے گا نبی جنت میں گئے ہیں گا کا کیم تو حشی؟
حشر کے دن شفاعت کریں گے — ان کے گناہ نہ دیکھ محمد گناہ گار کا ستار کرو
ترازو کو دیکھ میں۔ میں محبوب کی نگاہ دیکھ لا۔ اعمال گناہ محبوب سے کمائی
عمل ہم دیکھ پڑتا ہے۔ جس پر نگاہ ہو وہ محبوب ہوتا ہے۔ علامہ غازی کے دل
قدم آگے اللہ پیچھے — میں نہیں دیکھتا۔ مجھے لگتا ہے میں نے دیکھ لیا

ہوا۔ کہ محفل محبوب کا ہے ——— (۳۹-۱۶) کیا صحابہ نماز پڑھتے تھے یا مصلیٰ کا
سراپا دیکھ رہے تھے ——— صحابہ کا جواب ہے ہماری نماز بنی کہ خیال سے ستور
جاتی ہے کہ ——— جو نماز فوت ہو جائے وہ گستاخی کی نماز ہے ——— ادھر محبوب کے عاشق کی
نماز ہے ——— ہم سرکار کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ——— نماز درست بھی ہے عبادت بھی اس
جنت کے انگور کو توڑنا ——— جنت کا فاصلہ کتنا ہے ——— سوال نہ بنا تھا ———
کہ ہمیں تو نظر نہیں آتا ——— وہ جبھی ہے بنی کو نظر آتا ہے کہ ——— جہاں تک کسی کا علم تک
نہیں جاتا وہاں تو محمد کے پاؤں کے جوتے جاتے ہیں ——— سے راجیاں کیا تھا ———
جب نبی کی ایک محفل میں پاس رہا جیاں کی روزی کا ہے ——— حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرتی
لنگر چل رہا تھا مدینے ——— عندمیں نے کہا حلیمہ کی بکریاں چرتی نہیں سمجھ
آتے ہیں جو کار کو سمجھ گئے ہیں ——— جو در در پر گئے ہیں وہ در بدر نہیں
مارا کرتے ——— رہتے پیاسا سے لنگر مدینے سے آتا ہے ——— دو عالم جہاں کا
امیر بنایا ——— جو فقیر بنا ہے محمد کا ——— حشر کے دن کتاب و حساب نہیں
شروع ہوگا ——— سب رہا شفیع انبیاء کے پاس ——— جائیں گے میں نے
کہا مولوی صاحب جائے تیں دنیا میں تو کہتے ہیں ——— (۳۹-۲۵) میں نے کہا ہم تو چلے
جائیں گے ہم تو بنا ہوا ہیں ——— کہیں ہوش ہے محی الدین ——— یہ کس کے ساتھ جائیں گے
جب سے پاس جائیں گے ——— حشر کے دن پتہ چلے گا کہ جو بنا کے در کا فقیر ہے کہ
اللہ کی قسم بچے گا جس کو محمد بچائیں گے ——— آج دنیا میں سوالی بن جاؤ ہر در کا کہیں
عزت سے اٹھے گا بھی عزت ہے ——— سرکار سے ہی ہیں ——— دعا تو کر ہم کرا ہی کرتا ہے
——— امہات المومنین کی عظمت وشان ——— گنبد خضراء کی مالا ——— عابدہ ساجدہ عاشقہ ———
حضور کی رفیقہ عائشہ ——— آدمی نے ولیمہ بنایا ——— ام المومنین نے بتایا ——— دو آدمی کرتے
ہیں کہ مسلمانوں کی زبان میں اثر ——— دل سخت کیسے ہوا ——— دوستی کو یاد رکھا
تلاوت ——— بیمار پرسی ——— اگر کے چلتا تھا ——— جنازے میں شرکت ——— منہ
دیکھا ——— ان کا چہرہ نہ دیکھا ——— آخرت کی فکر کرتا ہے

خود خیال رکھنا کہ میں نے بھی مرنا ہے۔ ساری عمر ساتھ جو موت کو یاد کرنا — کتاب رات

رات — (۱ — ۳۷) نعت خوان ہے جو قرآن پڑھے — حافظِ قرآن کو رب

سے آگے رکھو حشر میں — جو عزت قرآن پڑھنے والے کی ہے وہ کسی کی نہیں۔

بچوں کو نبی کی محبت — اشکال کا جواب۔

وصال نبی سے پہلے حسین کو وصیت کی — تم سے زیادہ قرآن پڑھنے والا امام ہو۔

گردن کٹا کے بھی وصیت نہ بھولوں گا — نیزے پر سے قرآن کی

تلاوت نہ کی — میں تو شیرِ دل کی دنیا کو بدلنے کے لیے آیا تھا

نبی کی محبت میں جان کی بازی — نگاہ میں نجات ہے — سرکار کا غلام بن جائے —

دنیا میں عزت رسول کی نسبت سے ہوتی ہے —

محبتِ نبی کریم — محبتِ اہلبیت — تلاوتِ القرآن —

١٩ — ١٢ — ٢٠١٦

١٩ — ٣ — ١٤٣٨

— دوپہر ۵ — ٠٩ — ٠٨ — PM

۲۰۵ - شہادت حسینؑ

مفتی محمد اقبال ہاشمی

ہدایت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ۔ ؟ آ ۲۰۷ نمبر نام حسین ہے اعلیٰ
سارا سفر نواسہ رسول کی عظمت کو سمجھنے کیلئے ہے دنیا کا ہر شخص اچھا
کہلانا چاہتا ہے اسے امام حسین کا نوکر بنا دیتا ہے ۔ واتخذ اللہ ابراہیم مصلّٰی ۔
کتنی عظمت ہے ۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ یہ نسبت ہاجرہ ۔
جو حسین جدھر بھی گئے قدموں پر اس کا احترام کیا ہے ۔ نسیم الریاض علامہ خفاجی نے
لکھا ۔ روضہ رسول عرش سے بھی افضل ہے ۔ وجود رسول کے لئے
چھو رہا ہے ۔ نبی کے جسم کا حصہ حسین ہے ۔ جسے کا نام ہے بیچارہ گزرا
اس کا احترام کیا ہے ۔ جس پیارے نبی کو رب دیکھتا ہے اس پیارے
کیسے کوئی نہیں دیکھتا ۔ جب مصطفیٰ حسین سے محبت کرتے ہیں تو خدا کتنا پیار
بیعت کرتے ہیں درخت کے نیچے ۔ حسین صدیق کے قدموں پر میرا نبی بیٹھے
۔ وہ صدیق بھی لاجواب ہے ۔ اور جو علی بھی نبی کے قدموں پر چڑھے وہ علی بھی لاجواب ہے ۔
ہم تو ہر نسبت کو سلام کرتے ہیں ۔ میرا نبی علی کی گود میں ہو تو علی لاجواب ہے ۔ میرا
نبی صدیق کی گود میں ہو تو صدیق بھی لاجواب ہے ۔ میرا نبی علی کو بستر عطا فرمائے تو علی لاجواب
ہے میرا نبی صدیق اکبر کو غار میں لے جائے تو صدیق بھی لاجواب ہے ۔
میرا نبی صدیق اکبر کو مصلیٰ دے ۔ تو صدیق لاجواب ہے ۔ میرا نبی علی کے سر پر دستار رکھ
دے تو علی لاجواب ۔ لوگ تو ترازو لے کر تولتے ہیں ۔ میں نے کہا ٹوٹے تمہارا ترازو ۔
اور ہاتھ ۔ صدیق کو مصلیٰ مبارک ۔ میرا نبی جہاں قدم رکھے وہ عرش معلیٰ ہے ۔ جہاں
صدیق جھکے وہ محمد کا مصلیٰ ۔ حسین کو کیا کہیں جس کی پیشانی پر محمد کے لب لگیں ۔
حسین کی قربانی ہے ۔ حضرت بولے ۔ کسی کو کیا پتہ کہ صدیق کون ہے ۔ علی کون ہے
صدیق جس کی قسمت کو سلام جسے مصلیٰ نبی نے دیا ۔ یہ تری خلافت ہے یہ میرا علی المرتضیٰ نے
دیا ۔ صدیق کو مصلیٰ علی کے سر پر نبی کی دستار ۔ صدیق کو تولنا ہے پہلے نبی
کے مصلے کا وزن کرو پھر صدیق اکبر کو تولنا ۔ اگر کوئی علی کو تولتا ہے کا ہم تو دستار
رسول کا وزن ہو بتا ۔ علی کا وزن میں بتا دوں گا ۔ علی ہمارے ہیں شیر خدا کا

کا نام شبیروں کی طرح لو — اس کی دلیل کیا ہے؟ اس لئے کہ سارے ولی ہمارے ہیں —

کائنات میں اس وقت تک کوئی ولی نہیں بنتا جب تک علیؑ کی نوکری نہ کرے —

— اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ۔ نماز کے قریب نہ جانا
نشے کی حالت میں پتہ نہیں کیا کچھ کہہ دے — اس لئے نشے والوں کو کیا پتہ کہ شبیر خدا کون
ہے۔ ان کو کیا پتہ کہ صدیق اکبر کون ہے — سنتے لگے علی کچھ نہیں کر سکتا۔ فرمایا تم کیا کہو
ولایت نہیں ملے گی — سنو انہوں نے کہا علی آپ شیر خدا ہیں — مشکل کشا و حاجت
امام الاولیاء — فرمایا تمہاری عقیدت پسند آگئی — فرمایا سارے ولی تمہیں دوں گا۔
مہر علی، جماعت علی، غوث جیلی — ہر ولی نہیں دوں گا —

ولی ہمارے — علی ہمارے — نبی ہمارا — خدا ہمارا — ہمارا عقیدہ وہ ہے جس پر مولا
علی کی نگاہ کرم ہے — آپ کا عقیدہ وہ ہے جو مولا کے کائنات میں مقبول ہے —
عنایت علی کی ولایت کا صدقہ اہلبیت کو نصیب ہوتا ہے —

امام حسین نے کربلا کا سفر اس لئے کیا۔ جب لوگ حج کرنے آرہے تھے — امام حسین
کربلا کی طرف جا رہا تھا۔ میری عقیدت کا جملہ سنتا ہے — اس لئے لوگ تیرا طواف کرنے
آرہے اپنے گناہ بخشوانے۔ میں جا رہا ہوں تیری عظمت بچانے —

سب حسین نے فرمایا کعبہ تو گواہ رہنا — حسین آج بچانے جا رہا ہے — لوگ
حج کرنے آرہے ہیں حسین حج بچانے جا رہا ہے — لوگ نیکیاں کرنے کے لئے آرہے ہیں حسین کربلا
جا رہا ہے — مسجد نبوی میں سرکار کے پیچھے نماز پڑھ رہے — حسین
سوار ہو گئے — فرمایا کندھوں پہ حسین کو بٹھایا — خواجہ غریب نواز
نے فرمایا شاہ است حسین — بادشاہ وہ نہیں ہوتا جو تخت پر
بیٹھے — بادشاہ وہ ہے جو محمد کے کندھوں پہ بیٹھا ہے — لوگ کہتے ہیں فرماتے کو اک حسین
جانشین — اب غدار حسین آسکتا ہے؟ حسین نہیں آسکتا — کسی کو مرشد
بارہ سال پکڑا تو مرشد ملی — تم یہ نہ سمجھنا کہ حسین نے میدان کربلا میں بیعت کچھ
دیا — تو سر دیا نہیں دیا — وہ تو مصطفیٰ کی گود میں آیا تو سر دار تھا —

امتحان دے کے کامیاب نہیں ہوا ۔ کردار تو سبحان اللہ — حسین پہلے ہی کامیاب ہیں ۔ کربلا
کو سب کچھ سمجھ کر حسین نے دیا — بادشاہی تو حسین کی ہے — جو مصلے کے اندر ہوا ہو
بیٹھے — سرکار نماز پڑھ رہے ہیں امام حسین نے رونے کی آواز آئی — فرمایا میری
بیٹی حسین کو نہ رلایا کر — نماز کو لمبا کر دیا ۔ نماز کو مختصر کیا ۔ عجیب بات
ہے ۔ کبھی لمبی نماز — حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وحی کے دوران شکم
میں حسین سوار ہو گئے تو سرکار نے توجہ کی حسین کی طرف ۔ یا رسول اللہ آپ کو
حسین اتنے پیارے ہیں — (۱۶ — ۳۸) جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ حسین آپ کو اتنے
پیارے ہیں ۔ میری محبت کا انداز ہے کہ حسین عبادت میں آئے تو عبادت میں خلل نہیں
پڑتا ۔ وحی میں آئے تو وحی میں خلل نہیں —

روایت میں ام سلمیٰ تھیں ۔ ایک دن میرے گھر میں حضور تشریف فرما تھے ۔ کوئی اندر نہ
آئے میں بیٹھ گئی کہ کوئی اندر نہ جا سکے ۔ امام حسین آئے اندر چلے گئے — میں نے رسول
کے رونے کی آواز سنی ہچکی بندھ گئی — میں اندر گئی — دیکھا ۔ حسین گود میں
پیشانی پر ہاتھ پھیر کر رو رہے ہیں ۔ جبرائیل نے بتایا کہ امت شہید — کربلا میں
کیا پتہ کیا ہو گا — میرے حسین کو جب نبی کے دربار میں ملا ہے ۔ حسین کیوں نہ روئے ۔
گود میں بیٹھ کر فرمایا تشریف رکھ کر دیا گو کربلا کی منازل سے طے ہوں گی
نانا جی — جب میں کربلا میں کٹ جاؤں گا لوگ آنسو خون کے رو رہے ہیں گے ۔ پر اسم لوا اسم
سجدے میں سر کو جھکا دے گا —

ایک طرف حسن کو دوسرے ہاتھ پر حسین کو — درمیان میں چہرہ نبی کا ۔ ایک طرف
امام حسن کا چہرہ دوسری طرف درمیان میں محبوب کا چہرہ — منظر ہو گا ۔ جو حال
وجد محبوب کے بوسے لے رہا ہو گا کتنا نور علی نور ہو گا — صحابہ دیکھنے والے ۔ فرمایا
ہو گا ۔ داہنی جانب حسن و حسین درمیان میں ہم کیسے لگ رہے ہیں — جیسے تین میں حسن سب کا
ایک ہی ہے — حسن کو دیکھو گے تو میں نظر آؤں گا حسین کو دیکھو گے —
وعظ فرمایا کہ گناہوں پر پشیمان ہو کر — نانا نانی کس کی لاج ہے — اچھا ہو کس کی

خالو یسین کا لاجواب ہے ۔ ابا جی ۔ اماں جی ۔ الحسن والحسین ۔ سارا گھرانہ لاجواب

ہیں نازک ترا ہوگا کہ حسین میرے نواسے ہیں ۔ یزید امیر ہے انہوں نے امیر کی ملکیت ۔

ضمیر کا امیر حسین ہے ۔ حسین کا ذاتی ثبوت کہ ہمیشہ کا نام ہے یزید کے گھرانے

کا نام ہے ۔ سب جنت میں جنت کی ضیافت دیا ۔ جو شہادت کے نشان سے جنت

کے سردار بھی جنت میں ۔ جنت میں کون ہو گا ۔ رشتہ دار سب دار پر لٹکے ۔

Nadhhas

٢١ — ١٢ — ٢٠١٦

٢٢ — ٣ — ١٤٣٨

٩ — ٣٦ — PM بدھ

۲۰۶۔ شانِ اولیاء

مفتی محمد اقبال چشتی

۲۸۶ ان اولیاؤہ الا المتقون ۔ اللہ کا دوست جو متقی — کہیں دوستی کی نسبت اللہ کی طرف
کہیں نسبت بندوں کی طرف ۔ ابتدا کیا کرتا ہے اللہ کیا کرتا ہے — اللہ کی رضا پر عمل کرتے ۔
مقام محبوبیت پر بلند کیا گیا ہے — جب میرا بندہ مجھ سے مانگے تو مدد کافی ہے ۔ پابندی
نہیں ہے کہ کس طرح عرض مانگے ۔ جاہل کو عالم ۔ چور کو قطب ۔ مردے کو زندہ کرنا ۔
جہنمی کو جنتی بنا دینا ہوتا — جو ہو نہ سکا خدا دنیا میں سنوار دیتا ہے ۔ آخرت بھی سنوار دیتا ہے
جس کو جنتی بنانا چاہتا ہے اس کے چہرے ولیوں کی طرف کر دیتا ہے — یہ رب کا فضل شامل حال
ہے ۔ ننانوے بندوں کا قاتل ۔ جب توبہ کا ارادہ بن جاتا ہے تو سمجھو اللہ کا فضل ہو گیا ولی سے
اللہ کے معاف کرتے ہوئے کوئی دیر نہیں لگتی — بندے کے پاس گیا ۔ ننانوے کا قاتل ہے اب مرشد
کے پاس آ گئے ہو ۔ مجھے بھی مروا دے کہنے لگا ۔ یہ کام کرنے کا عادی ہو گا ۔ دوسرا بندہ باذوق
تھا ۔ جانا تیرا کام ہے بخشوانا ان کا کام ۔ ضدی نہیں تھا ۔ اللہ سنتا ہر جگہ ہے مگر مانتا جو پیارا
کے ذریعہ پہنچے — آج لوگ کہتے ہیں کیا ضرورت ہے جانے ولیوں کے پاس ۔ کیا ضرورت ہے غوث الوریٰ
کا واسطہ دینے کی — آدم علیہ السلام تین سو سال روتے رہے ۔ رب سنتا تھا مگر مانتا نہیں تھا ۔
تو تو مجرم ہے گنہگار ہے ۔ وہ تو پاک تھے ۔ اے آدم تین سو سال روتے رہے تھے اپنی طرف سے مگر
آج ایک بار میرے حبیب کا نام لے کر دیکھو ۔ (جملہ) جسے رب العزت چاہتا ہے اپنے وسیلے کی
توفیق عطا نہیں فرماتا ۔ جس کو معاف کرنا چاہتا ہے ۔ جو وسیلہ نہیں پکڑے گا ۔ محشر میں بھی
ماتم کریں گے ۔ زندگی بھی رو رو کر گزاریں گے ۔ مریں گے بے ساختہ ان کے ساتھ جس بلا کی تھی
ان کے — اللہ والے بھی بنی اسرائیل کے تھے — مرتے مرتے بھی منہ ولیوں کی طرف ۔ فرشتوں
کا آنا — کیسا پیارا ہے — زمین کی پیمائش ۔ ولیوں کے قریب کر دیا — خدا کی رحمت
اپنا کام کر رہی ہے — عدل اور ہے جو ولیوں سے دور رہتے ہیں جو منہ ناکوں کی طرح کر دیا
ان پر فضل کرنا ہوا ۔ فرشتوں نے کہا ۔ رب نے فرمایا جنتی ہے ۔ جنتی اور جہنمی ہونے
کا معیار کیا ہے — جنتی کون ہے ۔ جو ولیوں کے در پہ ہو — جو وہاں پہنچ جائے اس کا
مقام کیا ہے — جس کا منہ حضرت پاک ۔ ایک بندہ جنتی کا دامن پکڑ لے —
وضو اور خدمت کرنا — میاں ولایت — کو ملنے کے لئے ۔ فرید الدین کا جانا ——

ہاتھوں کا دھلنا ـــ ادھر جنت کا دھلنا ـ جنت بنانے میں اتنی دیر لگتی ہے ـــ جوتے جوڑتا تھے
جنت بنا دے گا ـــ ان کے گناہ نہ دیکھ ـ سر اٹھے ہوئے ہاتھوں ـ کیسے جنتوں کو جنتی بنا دیا
حدیث پاک ہے ـ کہ سرکار نے فرمایا ـ سب دلیوں کی خدمت ـــ دور نہ ہوئے ـ جب حضرت
علیؑ ہے تو خدمت کا صلہ ـــ نبوت پاک کے جسم پر مکھی نہ بیٹھی جسم پر پسینہ ـــ
کسی نے سوال فرمایا ـــ تو فرمایا ـ جسم پر مکھی بیٹھ سکتی یا گندگی ـ آخرت کی مٹھاس
نہیں [illegible] منادی کا شان فرمایا ـ حضرت پاک سرکار کے بچے میں مطلب میں نبوت کے ـــ
سخت سردی میں پسینہ آتا ـــ علی کا خون گرم ـ سردی کے موسم میں علی کا
لباس ـــ بے شک علی کی توجہ نہ ہو ـــ تفسیر مظہری کا ہے فرمایا امام سے [illegible] جس کو
ولایت ملی ہے ـ علی کے واسطے سے ملی ہے ـــ علی کا نام لینے سے طبیعت
خوش ہو تو مومن کی نشانی ہے ـــ علما ہمارے ہیں ـــ ولی ہمارے ہیں ـــ
اولیاء کا امام ـــ علی کی مہر لگتی ہے ـــ حسن کے پیچھے نماز پڑھیں ہم ان کا [illegible]
اہلبیت کو سب رسول کی عطا ـ سب میں چمک مدینے کے تاجدار کی ہے ـ
حضرت پاک فرماتے ہیں کہ سرکار کی نعمتیں ایک دن میں لوٹا دو ـ حسن حسین کے [illegible] ـ
حکومت دے کے امت بچائی ـــ حسین نے کٹا کے امت بچائی ـــ
نہ سات تعلق جب سمجھی ـــ حسن کے منہ پر کبھی ناراضگی نہیں آئی ـــ جس نانا
کے منہ پر رسول دیکھتی ہو ـ مولا علی فرماتے ہیں ـــ فرمایا منہ نبی والا ہوتا اچھی لگتی ہے
لوگو ـ تم نے نبی کے منہ ـــ ـ ایسا آدمی اس سے ملا ـ حسن کے بارے لیے بیٹھا
کے [illegible] حسین لوگ ہیں ـــ حسن گھر کا نور چمک رہا ہو
اتنا حسین بیٹا علی کو دے دیا ـــ زہرا کا علی کے گھر میں جانا اچھا نہیں لگتا ـــ
امام شافعی کا فرمانا ـــ جلن بیماری ہے ـ امام رازی نے لکھا ہے ـ سال ان ادا
علی کو بولتا رہا ـ امام حسن سنتے رہے ـــ فرمایا [illegible] ہو گیا ـ فرمایا ـ اگر تو
مسافر ہو تو ـ گھر ہم دیتے ہیں کھانا دیتے ہیں ـــ جو بکواس کرنے والا اتنا نوازتے ہیں ظلم کرنے
والوں کو ـــ ان سے اچھا کوئی نہیں لگتا ـ
امام زین العابدین [illegible] کو گالی دینا ـ لوگوں کو ہم [illegible] نہیں دیکھا ـ ایک ہزار [illegible]

لنگر دیا تو بھونکنا شروع کر دیا ـــ غوث پاک کہتے ہیں ـــ سگانِ خدا میں سے کون ہے جس کا مرتبہ ـــ میرے نانا میری والدہ ـ یہ صدقہ ہے امام الانبیاء کا ـــ سید پر جب نگاہ پڑے تو امام الانبیاء کی طرف ـــ اعلیٰ حضرت نے دیکھا شہزادی نسل ہو کر بیٹھا ہے، بچہ اپنے نور کا ہم حضور کا نور دیکھ کے اکرام کرتے ہیں ـــ پھر ملی یہ جیبا ـ نسب کی فضیلت ـ اگر تیار ہو تو معبود کا وہ ـــ صالح ابوھما ـــ باپ اس کا نیک ہے ماں بڑا نیک ـــ جوانی پشت میں ـ عمل لعدبنا ـــ شفاعت میں حشر میں اولاد رسول کے ساتھ ہوگا ـ جنت میں وہ فکر ـ جو سادات کی فکر ـ امیر حسین سیکھتا ہے ـ جن کو یزید برا اچھا لگتا ہے ـ تو یزید کے ساتھ ـــ حشر ہوگا پاک بنا کے رکھتے ہیں ـــ

جمعرات

۱۰ ـ ۳۸ ـ ۱۹ ـ AM

۲۲ ـ ۱۲ ـ ۲۰۱۶

۲۲ ـ ۳ ـ ۱۴۳۸

بہتمام سیالکوٹ
(مولانا محمد ابوبکر چشتی)

۲۰۷ ـ عاشقِ محبوبؐ

۲۸۴ء ورفعنالک ذکرک = ہر پھول کی اپنی خوشبو ہوتی ہے۔ ہم بندہ کی زندگی میں دعا
کرتے ہیں۔ مگر مرنے کے بعد بھی قبر سے ہم دعا کرتے ہیں — اللہ نے کبھی دروازہ بند نہیں کیا
جب بھی مانگو — سننے والا قوم — خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے مرنے کے بعد
دعا کرتے ہیں۔ حضور کا ذکر سب سے اونچا ذکر ہے — اللہ وہ کام خود نہیں
کرتا مگر حکم کرتا ہے۔ نماز — روزہ — یہ وہ کام ہے جو خدا بھی کرتا ہے ذکر رسول۔
حضور کو ذکر کی کمی نہیں ہے — تم بند بھی کر دو تو محبوب کے ذکر کی کمی نہ ہے —
نماز میں کمی — روزہ میں کمی وغیرہ — تم خود پوری کرو گے۔ اگر محبوب کے ذکر
میں کمی رہ گئی تو میں خود پوری کر لوں گا — دوسرا معشوق کو پشیمان ناراض ہوگا
سے کہہ دی کہ رسول امی یاد آ — اندر واضح عبادت شریک کیا — اور کوئی بات یاد نہ رہے
ہر ہر بات یاد رہے — اک وار تو اں بن جا سوہنے دا ہیرا رکانواں شہر کا اسے
درود ہم پڑھتے ہیں ان پر نیکی ہم کو ملتی ہے — اللہ نے فرمایا ہم نے تیرا ذکر بلند
کر دیا — صرف تیرے لئے — تیرے لبوں کی مسکراہٹ کے لیے۔ اللہ اکبر کیا بلند کیا علان
کتنا ہے بلند کیا —

عقل ہوتی تو کیوں خدا سے لڑائی لیتے —
یہ گھٹائیں جس کو منظور بڑھانا تیرا

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ — جو وقت گزرتا گیا تیری گھڑی کا درجہ بڑھتا جائے گا۔ رب
نے وعدہ فرمایا ہے بلند کرنے کا — جو بلند کرتے ہیں خود مٹ جائیں گے
سے مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرا —
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

علامہ الحاج ... نے جامع المعجزات میں لکھا ہے ایک یہودی کی کتاب پر لکھا — نام محمد کا لکھا
نام مٹاتا — دوسری رات پھر لکھا — محبوب کا نام مٹتے نہ دیکھ کر ...

جھنڈا اسکا نیچے گڑا ہے ۔

؎ پیدائش دین کی آثار ہیں گی دل شاد ہو رہا ہے
خدا بلندی کو آباد رکھے محبوب کا میلاد ہوتا رہے گا ۔

محبوب کا ذکر کو بند کرنے والو ۔ پہلے خدا کو ختم کرنا ہوگا ۔ جب تک خدا ہے گا مصطفیٰ کی نعتوں کے چرچے بلند ہوتے رہیں گے ۔ سارا قرآن نعت ہے ۔ دستور عمل ہے قانون ہے ۔ سارا مصطفیٰ کی نعت ۔ ورفعنا لک ذکرک ۔ سارا قرآن ہی ذکر ہے ۔ حٰم ۔ طٰہٰ ۔ یٰسٓ ۔ والقرآن الحکیم ۔ المرسلین ۔ والعصر ۔ لعمرک ۔ وشلہ ۔ بولنے کی قسم ۔ پہلی کتابوں کو شمار بھیجا ۔ جب محبوب کی باری آئی تو ۔ کچھ مرضی رکھی ہوگی کہ محبوب ہے ۔ محبوب کی اداؤں پر ہر ہی حرکت اس کی ہوگی ۔ برکت میری ہوگی ۔ والضحیٰ ۔ چہرے کی قسم ۔ والیل اذا سجیٰ میلاد کی رات کی ۔ معراج کی قسم ۔ رب آگیا سو شمار محبوب کی جس کے اندر سارے قرآن ہے ۔ انبیاء کو بے شمار آئے ۔ پھر اس کے بعد آج تک مرضی کی سیرت کے جلسے نہیں ۔ باقی انبیاء کے ۔ اگر ہے تو مجھ

؎ عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام ۔
جدھر کان لگائیے بس تیری ہی داستان ہے ۔

ہر ملک میں حضور کی نعت پڑھی جا رہی ہے ۔ سکھ حضور کے نعت خواں ۔ ہر مذہب میں لکھا جا چکا ہے ۔ میں رب العالمین ۔ ہوں رحمۃ ۔ جہاں رب کی ربوبیت ہے ۔ وما ارسلنٰک ۔ کسی نبی کو رحمۃ فرمایا ہی نہیں مگر ۔ حضور کی ہجرت کا ذکر ۔ مدینے والے بے تاب ۔ پہاڑوں میں جا کر بیٹھ کر منتظر ہوتا ۔ بچوں پر ہاتھ پھیرنا ۔ بچوں کی تمنا ۔ کہ شکر ہے ابا فوت ہوگیا مگر ماں والے نے ۔ یہودی کا بچہ جس نے پوچھا ۔ بچوں نے جواب دیا کہ ابھی ہمارے سرکار کو دیکھا نہیں ہے ۔ سرکار تشریف لائے ۔ تو پہلی نظر اسی بچے پر پڑی ۔ آکر زیارت کرتا ۔ بیمار ہوگیا ۔ سرکار مدینہ ساتھ تشریف لائے ۔ بچے نے دیکھا کہ کرم آچکا ہے ۔

سرکار نے اس کا سر اپنی گود میں رکھنا۔

ے دیدار کے قابل تو کہاں میری نگاہ ہے یہ تیری عنایت ہے کہ ہر رخ تیرا ادھر ہے۔

یہودی کی درخواست۔ ——— کلمہ پڑھا

حق کا الاسہ ——— محمد رسول اللہ صلی علی ——— آقا کی شفاعت

قبول تو نہ جاؤ گے۔ جنگ کے دوران ایک آدمی جو محبوب کا سر سینے کے لیے۔ صحابہ نے روکا۔

سرکار نے فرمایا۔ آنے دو یہ میرا مہمان ہے۔

ے رنگ کا چھوٹ محبت والی تے عشق نشے وچ آیا۔

تن دی رہی خبر نہ کائی تے عشق نے شور چلایا ———

بار بار دیکھتا تھا۔ اور میدان کی طرف جا رہا تھا ———

ے جی کردا اے سوہنیا ہر ویلے مشتوں کول بٹھا کے تکدا رہواں۔

ہر پل میرا اکو بن جاوے مشغلہ تے میں اک اکو دا رہواں۔

جا کر کافروں میں گھس گیا۔ انہوں نے اپنا توڑ تو کم ہٹا لی ——— سب کافروں کا حملہ

وار کر دیا ——— ایک تیر آیا ——— زمین پر گرا ——— زمین پر گھسیٹ کر آ رہا ہے ———

نبی پاک نے فرمایا میں آ رہا ہوں ——— عزرائیل آ گیا ——— غلام نے کیسا۔

دو کروڑ طاریاں رب جا العقد کے مینوں گلیاں توں گھر بٹالیں دے۔

میں آپے جان حوالے کر دیساں اس جان دا مالک آ لین دے۔

سر قدموں پر ——— آنکھوں کو حضور کے چہرے ———

ے پاؤں رسول پاک میں ہے سر پڑا ہوا ——— آ قضا تو جہاں جا کے مر گئی۔

۲۲ — ۱۲ — ۲۰۱۶

۲۳ — ۳ — ۱۴۳۸ جمعرات

۹ — ۳۱ — PM

۲۰۸ - اعلیٰ حضرت

(مولانا محمد ابوبکر چشتی)

۲۸۶ - فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون — دوستی کی کسوٹی میں مجدد الف ثانی کار
احمد رضا بریلوی — مجدد نہ ہوتے تو کوئی کلمہ پڑھنے والا نہ ہوتا۔ احمد رضا نہ ہوتے
تو ہم کو کوئی یا رسول اللہ کہنے والا — مسلمانوں کے لیے بڑا رابطہ تھا —
بزرگان دین کا دن کیوں منایا جاتا ہے — یہ تو عشق رسول کا سودا القسم کرتا
میں — گنج بخش نے دیا تھا —

سہ جو یار رسول اللہ دا دین دا ہیرا ہوگا
لوکو عشق نبی دا اور اللہ دا پیارا ہوگا

ہمارے عقیدے کی بنیاد صحابہ کرام ہیں — اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذکرونی —
اگر سبحان اللہ کہی ہے تو ضرورت کا ہے اگر نہیں کہی تو مجبوری کا ہے —
ایسی تقریر ہو جو چسکے والی ہو۔ اگر تم سبحان اللہ کہو تو ہمیں بھی چس آئے —
سبحان اللہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں — تم میرا ذکر کرو گے میں تمہارا ذکر کروں گا۔
میں وعدہ کرتا ہوں — یہ کسی سیاستدان کا وعدہ نہیں ہے — تم فرش
پر کرو گے — میں سارے زمانے پر فرید فرید کرا دوں گا تو کہنا —
شرط رکھی ہے اگر ذکر کرو گے تو ذکر ہوگا — ہر بندے سے یہ شرط ہے
چاہے نبی ہو — یہ شرط محبوب کے ساتھ نہ رکھی۔ فرمایا یہ شرط یار کے ساتھ
کب ہوتی ہے — انبیاء کو معجزات تعداد — یہ محبوب کے ساتھ تعداد نہیں ہے۔
وادی اگر فاطمہ کے باپ ہیں — محبوب کو معجزہ بنا کر بھیجا ہے
یا میرا ایسا قد جاءکم — نور ایسا کہ — یہ شرط نہیں ہے کہ کسی کا سال
تک یاد کرو گے تو یاد کروں گا جب تک تمہاری زندگی ہے یاد کرو جب تک میں ہوں یاد کروں گا
مسلک — اعلیٰ حضرت نے ساری کی زندگی نبی پاک کی شان کا پہرہ دیا —
دوسروں لوگوں کے عقائد — تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — میرا دل بھی چمکا دے
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا —

ہم نبی پاک کو خدا کا شریک نہیں ٹھہراتے — ہم شان بڑھانے والے ہیں۔ — شریک لینے والے
کا مالک ہوتا ہے۔ جو جیب میں ہے اس کا مالک ہے — بھوکا رہا نقصان ہوا تو شریک
برداشت نہیں کرتا۔ چاند کو توڑنا۔ پتھروں کو کلمہ۔ درختوں کا آنا —

جب بھی احمد رضا حج کے لئے تو کہا کہ سرکار کی حاضری کر لیے —
ان کے طفیل خدا نے حج بھی کرا دیے۔
اصل حاضری تو ان کے در کی تھی —

جوتی کا اتارنا اور بیگ پر رکھنا — صحرا کا کانٹا چوم کر آنکھوں پہ لگانا —
اے خارِ صحرا کے نبی پاک سے کیا کام تجھے۔
آ میری جان میرے دل میں رستہ پڑا —

کسی نے پوچھا۔ مدینہ پاک کا کانٹا تو گلدستہ کیوں ہوتا ہے —
ان کی گلی کے خار کشیدہ ہیں اس لیے
آنکھیں میں ہمیشہ سے ہر پیر دل میں گھر کریں —

وہی رب نے جس نے تجھے مجھے حسن کرم بنایا۔ ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا۔

آدم کا باپ ماں نہیں — عیسیٰ کی میلاد — جبرائیل کا فرمان سب کو
دیکھا — انبیاء کے معجزات کا ذکر کہ سب نے دیکھا — احمد رضا خان سرکار کا
زندگی و کمالات — کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ کہا —
مانگنے کے مانگے جاتے ہیں — اعلیٰ حضرت نے سلام عرض کیا —
زیارت کے لئے دعا کی — دوسرے دن بھی دعا کی یا رسول اللہ سید احمد رضا علی
کے امام ابو حضری — تیسرے دن ایک لطف ہی

مجھ ہناں تو کتانی کا واقعہ — ہر پیر کی آواز —

٢٣-١٢-٢٠١٦
٢٣-٣-١٤٣٨
١١-٥٨-AM
جمعہ

(محمد ابوبکر چشتی)
26-6-1999

۲۰۹۔ شانِ رسول ﷺ

ہمارے لقد من اللہ علی المومنین ـــ اللہ نے محبوب عطا فرمایا ہے ـ کوئی کسی کو یار نہیں دیتا۔
حضور پوری کائنات کے لیے تشریف لائے ـ جمیعًا ـــ ذرے ذرے ـ ارسلنٰک الی الخلق
وما ارسلنٰک الا کافۃ ـ رحمۃ للعالمین ـ مگر آمد کا احسان صرف ایمان والوں پر۔
خوشی منا کرتا ہے جب اللہ نے رحمت ـ لٹاؤ ہمارے نہیں تقسیم کرتے ـ اس لیے تو ہم
میلاد ـــ لقد من اللہ ـــ یہ وہ سالگرہ ہے جس میں آمنہ کے گھر میں برکات ـ
کرم مومنوں پر ـ جب انبیاء رسول مبعوث فرمایا ـــ محبوب کے جشن کا ذکر نہیں ہوتا۔
قرآن آنحضور کی رسالت ـــ تشریف لانے کا ذکر ہے ـ (ارسل جاءکم بعث)
کب آئے اس وقت جب وقت نہ کوئی شک تھی ـــ ہم حضور کی بشریت کے منکر
نہیں ہیں ـ جو نور فرمائے ہم خاکی بشر ہیں وہ نورانی بشر ـــ آتا ہے جو
پہلے ہو ـــ مثال جو مولوی آتا ہے وہ جنم نہیں لیتا ـــ کنت کنزاً مخفیاً
ـــ محبت ہو گئی ـــ فخلقت محمداً ـ کوئی کبھی محمد ہوا ـ ساری دنیا ہی
ہے ربا اللہ تو میرا دوست بن جا ـــ ساری چیزوں سے پہلے ـــ
ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ـــ ساری کائنات کو اپنی مرضی ـــ
جس طرح فرماتا ہیں ـ سرکار کے پیچھے جس طرح ہر شے ہو گی ـــ
ـــ جیسے حسن تھا ان کا جلوہ نما
دیدار کا عالم ـــ
جس وقت خدمت میں ان کی اللہ پر تھی
اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہو گا۔
واجمل منک لم تر قط عینی ـــ سرکار نے خدمت کی ـــ سرکار نے
جلوہ تیرا چہرہ میرا ـــ ایسا بنا کے ـــ حسن رعنائی بنایا۔
دیکھنے والے کہا کرتے اللہ اللہ میں ـــ سادہ آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری۔
انبیاء کرام معصوم فرمایا ہر نبی اپنے دور میں ـــ راستے کو سچا رکھوں سے پوچھو ـ
جب آپ نے جھنڈے لگائے ـــ جھنڈا ـ جھنڈا اپنی بات کہتا ہے ـ جھنڈا ہمارے پیارے کے
ـــ سرکار کی والدہ ـ پرندہ آیا جب نے پر سینے ـ پیالہ میں پانی۔

یا مقلب قلوب المومنین -

درود سے زیادہ شہید - کستوری - یہ جنت میں بنتا ہے۔ غار ثور میں صدیق اکبر -
صدیق کا عقیدہ تھا ___ جنت کی سنبل جنوز کی ماں سے گزرنا -
تاکہ مہکا کی بہی رب کی سنت ___ خاتون کا آنا ___ جنت سے دائیاں -
سے ___ کسی کی نازش یار بار اک بار واسطے - رب مخفلاں نسبیاں لکھ
بندہ اپنی مرضی سے ہٹے اللہ بیوی کو جنگل میں چھوڑ دے - یہ ظلم ہے۔ ابراہیم نے کیا ہے
کہ اللہ کی مرضی سے ہے ___ اسماعیل کی عظمت ___ تسبیح عملی دالا ہے
___ واذ اخذ اللہ میثاق ___
سے دل یاد وہی بابا دے لئے تشریف لئی آیا - اکھیاں بابا کو ویسے دے دیدار واسطے -
حضرت علی کی ولادت - آنکھوں کا نہ کھلنا ___ صدیقہ میں حضرت علیہا
کی آنکھیں - دعا مانگنا ___

موت مومن کے لئے تحفہ ہے -
قبر کی منازل - جب سارا سا تو سمجھ کر جائیں گے تو کہیں - والا آ دے گا -

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے -
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے -

۲۴ — ۱۲ — ۲۰۱۶
۲۴ — ۳ — ۱۴۳۸
۲۵ — ۳ — PM
۶ — ۲۲ — ۵۱

باقی

۲۱۰- غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

(مولانا محمد ابوبکر چشتی)

وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحت لہم مغفرۃ واجر عظیم ۔ بزرگوں کی نسبت –
اہلسنت کی علامت – اللہ کو نسبت بڑی پیاری – رمضان کی نسبت قرآن سے
نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں – کچھ جانور بھی جنت جائیں گے
حالانکہ اللہ نے جنت جانوروں کے لیے نہ بنائی – دنبہ – صالح کی اونٹنی – اونٹنی بکری –
گدھا – مچھلی – گدھا – اصحاب کہف کا کتا – بڑے بڑے حنفی شافعی
میں دوزخ – جانور – گدھے سے پوچھا – تو اس نے بتایا – میری نسبت اچھی
ملے سالک سے پوچھا –

نہ میں پڑھی رب دی کیتی نہ تسبیح کھڑکایا
تے ملیا تو اک مرشد ملیا جنے اینویں ای بخشوایا

آپس کے تبصرے – کہ لوگ جو نماز نہیں پڑھتے تو پھر بھی جنت میں چلے گئے – کتا بنا پڑے گا
نماز پڑھو گے تو پیر کا مرتبہ کا علم ہوگا – میرے پیر و مرشد کو تو یاد
سے جو کہ پانچ نمازوں کی جلدی بخشش کرا لیتا ہے –

سگ حسین تیغ تلے سر کو اٹھا – ہم تو بہانے بناتے ہیں –
کون سا دکھ ہے تو پیر حسینی ہو نہ لگا – ملی اجر جو بھی کے حسن کا نظر –
واقعات کربلا – کتے کو انسانی شکل میں جنت میں – اسی کتے کا
ذکر – کتے کے مالک کو – میں تیرا حال – نہ میں کیوں کتا نہ میں کتا ہوں
– جیسے بد شرا ذکر ہوگا – قرآن میں نہ ہوگا – وکلبہم باسط –
الوصال کہ مبارک – ولیوں کی کتوں سے بھی نسبت – میں نے
ایک جگہ تقریر کی تو ایک مولوی کہنے لگا اندر سے ہمیں کتا کہا ہے – تحصیلدار کہ دیا کا
کہنے لگا یہ ہماری حفاظت کرتا ہے – اس لیے شریعت کی ضرورت نہیں – کتے نے کہا – کہ مجھے تو آپ
کی ضرورت ہے – وہ دروازے پر خاموش بیٹھ گیا – وکلبہم باسط –
ان کا کتا – بادشاہوں کا نام لے کر – نہیں ولیوں کا کتا – رمضان میں ہر نیکی
والے کو کتنا اجر ملتا ہے – ولیوں کا ذکر کرنے سے کیا ملتا ہے – ان کے کتوں کا ذکر کریں۔

اگر ان کا اپنا ذکر کریں تو شاہ تو رب ملے گا ۔ کسی سیاستدان کا دلستہ بنیں ہے رب یار جہان کا دلستہ ہے ۔
اگر مجھے یاد کرو گے ـــــ پہ شرط لگائی ہے ہر کسی کے ساتھ ـــــ مگر حبیب کے ساتھ شرط ہٹا دی ہے۔
آپ بلال سے باتیں کریں گے تو میں بھی تیرا ذکر کروں گا ـــــ

~~ذکر تیرے محبوب دا کریں تاں رہ ونجاں~~ ـــــ

ذکر تیندے یار دا میں سولاں کریندا رہ ونجاں

توں وکار الحی میں وی اپنا ہاں کریندا رہ ونجاں ۔

تیندا میں دا اک جو ہے محبوب تاں دل اینج کراں

توں عرش تے جا گھنتی میں فرش تے چیندا رہ ونجاں ۔

نبی والا محبوب خدا ہے ۔ اور غوث اعظم محبوب خدا بھی ہے اور محبوب مصطفیٰ بھی ہے ـــــ

ابو صالح کو مبارک ہو یا دی ـــــ نبی پاک خدا کی بات کی اور غوث اعظم نبی کی بات کی ۔

(بن تمام کم) رب ہے معطی ہو یہ قاسم رزق اسی کا ہے کھلاتے ہیں

اس کی بخشش ان کا صدقہ ۔ دیتا وہ ہے دلاتے ہیں ۔

چار انجیسیاں کھول دیاں ـــــ ہم اپنے ٹکڑوں پہ کھول دیں میں مجسن ۔ گولڑہ گولڑاں

پکشیاں شریف ـــــ جھنگ کا ڈہو ـــــ سلطان العارفین ـــــ الف اللہ چنبے دی

ـــــ جس طرح رسول کی انجمن میں فرق نہ ہے ـــــ والذین امنوا ـــــ سے گفتگو آید

ـــــ گورنمنٹ اعلان کیا ـــــ کہ آ جا شیں ہیں ۔ اور گولڑہ ـــــ اعلان ـــــ آ کر کے جاؤ ۔

ان کا تعلق امریکہ سے ہے ـــــ ہمارا تعلق اللہ اور اس کے رسول سے ہے ـــــ

ـــــ سن نویا دو پیران دا ہاں پیرا میری کا عرض سنی کن دے عطا کے سوہنے

ـــــ ہیرا ان پادرحم عثمان کرے ۔

خدا کے بندے بیرے الحچیال ہوئے ـــــ غلام رسول صاحب کو ایک نے ہنٹر مارا ۔ پیر کو

ہنٹر مارا ـــــ

۲۵ ــ ۱۲ ــ ۲۰۱۶
۲۵ ــ ۳ ــ ۱۴۳۸

اتوار AM ۵۲ ــ ۵۰ ــ ۱۰

۲۱۱- عظمتِ والدین

۴۸۶ = وقل رب ارحمھما کما ___ بنی اسرائیل - قرآن پاک ہدایت کے لیے ہے - اپنی عبادت
کے ساتھ والدین ___ لا تعبدوا الا ایاہ ___ رب کا فیصلہ ہے ___ والدین
کے ساتھ احسان ___ اف تک نہیں کہنا ___ اچھی گفتگو کرنا ہے
اس کا مطلب یہ نہیں کہ جوان ہو کر جھڑک سکتے ہیں ___ بوڑھے ہو کر بچوں جیسے ہیں
جھڑکنا ___ جب ان کا کہا کر اف نہیں کہہ سکتا ___ جا کے تو بادشاہ ہی
بن جاتا ہے پھر ان ___ سے پھر دربار میں عرض کرنا ___ کہ میں نے ان کی خدمت کا
حق ادا نہیں کیا ___ حضرت ابراہیم اور زکریا کا دعا کرنا - اولاد نیک ہونا
تو والدین کو بھی اجر ملتا ہے ___ اللہ کا فرمان - میں دینے پر ___ فبشرنہ بغلام حلیم
تجھے بشیر ہے ؟ آگے ___ سمی کیا نہیں کرے گا ___ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر
الدعا ___ ابراہیم نے عرض کیا - رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ___
والدین کے لئے فائدہ ہوتا ہے ___ اللھم اغفرلنا ___ یہ دعا ہوتی -
پہلے جنت کی دعا - پہلے تم بخشے جاؤ گے تو جو تم مانگو گے - واذا سالک عبادی
کیا اللہ سنتا ہے - ہر جگہ سنتا ہے ہر وقت سنتا ہے ___
اللہ سنتا سارا دن کی سنتا ہے پھر من دا پیار ناں دیا اے ___ کہاں جگہ الحمد
ہے - مگر دلیل کے کس سے مانگتے ہو ___
نبی پاک کی کفالت ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد نے کی ___
نبی پاک نے کبھی بھی چچی نہ فرمایا - امی جان ___ بیمار ہونا - مسجد نبوی
سے جانا ___ آنکھوں میں آنسو ___ اپنا قمیض دینا ___ قبر میں لیٹنا
اپنا کندھا دیا - جنازہ پڑھایا ___ قبر میں اتارنا ___ دعا کرنا آسمان
کی طرف دیکھ کر ___ حضور کی دائی حلیمہ ___ مفت دودھ نہیں پلایا -
سارہ کی حالت - حلیمہ کا احسان ___ حلیمہ کی عظمت و شان - ملائکہ بھی
آتے ___ لڑکیوں کا حسن رسول بیان کرنا ___ حلیمہ کا سننا ___
حلیمہ نے فرمایا - ہم یہاں بکریاں چراتا رہا - اب تو وہ بادشاہ بن گیا ہے

کیا اب نہ پہچانو گے — حلیمہ کا دودھ پینے آنا — سرکار خطاب کر رہے تھے —
حلیمہ کو دیکھ کر ممبر چھوڑ دیا — گلی پر بیٹھنا — دوبارہ جانا — سرکار
کی طرف اٹھانا نظریں — صحابہ نے پوچھا — یا رسول اللہ ہم نے نہ دیکھی
زیادہ یہ حشر کی صورت تھا — یہ جب دودھ پلانے والی حلیمہ تھی — سبب دائی
کا یہ مقام ہے تو ماں کا کیا مقام ہے۔

وہ حلیمہ بھلا کر تو حسین ابن علی کو۔
سب مجمع کو ستائیں زمین کشادگی کس کو
وہ صبر کے اہل جس میں خلل نہ آئے
تیروں پہ تیر کھاؤں ابرو پہ بل نہ آئے۔

آج ہر گھر نماز آسان ہے۔ کربلا میں نماز پڑھنی صرف زینب
کے بھائی کا کام ہے — نماز میں نبی کا ذکر آل کا ذکر —
آج بادشاہ ہیں دنیا میں۔
دارین کا سلطان حسین ابن علی ہے۔
وہ آپ بولتا قرآن حسین ابن علی ہے۔ (کربلا میں قرآن)
مانا کہ مسلمان کی پہچان ہے کلمہ — مرنے والے بولے حسین پر
کلمے کی ہیں پہچان حسین ابن علی ہے — حسین نے قرآن پڑھا۔
بہنوں نے پوچھا — آج قرآن کی تلاوت کا دور زار
عالمہ ہوں — بچپن سے لے کر آج تک تلاوت کی
(شریک اذان — ممبر کی امامت)
وہ ممبر مجھے ویسا کسی نے نہ سجایا۔
نانا جی یہ اس نے میری امت کو بچایا —

اتوار
۲۵ — ۱۲ — ۲-۱۶
۲۵ — ۳ — ۱۴۳۸
۲ — ۳۸ — PM

۲۱۲ - شانِ حبیب

۲۸۶ - تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض = اللہ نے فرمایا ہم نے ان رسل کو ایک دوسرے
پر فضیلت دی ہے — کوئی یہ نہ سمجھے ہم نے برابر کر دیے تو فرمایا تم رسول کے در
کے منگتے ہو — اللہ شان کم نہ فرماتا — منھم من کلم اللہ — مجبور ہو کر
سبحان اللہ نہیں مسرور ہو کر — انبیاء برابر ہیں مگر شان میں برابر نہیں —
حضرت موسیٰ کی شان — پانی کا نشان وإذ استسقی — اللہ نے فرمایا عصا
پھینک دو یا پتھر سے پانی نکال — راوی مفتی احمد یار — اپنے رسول کی عظمت —
جب صحابہ نے پانی مانگا — حبشی غلام — پیارے کے سمجھے [illegible] پاکستان کے دیا
نہ تک — عسکر کا دیدار امام جلال الدین سیوطی — کہا ہیں جنہیں کو زیارت کراتا ہوں
اعمال کا حساب دنیا میں ہوگا

سر ہم اپنے کرم کا [illegible]

محمد سے حساب لینا رضا ہے کوئی حساب میں ہے
ان کا در ہے دکھا دو جلوہ کر — حساب میں ہے
جب انگلیوں سے پانی نکل سکتا ہے تو انسان کو بلانے کا کیا مطلب ہے — فرمایا اس کا پتہ لوگ
کہتے ہیں — پہلی مرتبہ حسن دیکھا — امام اہلسنت —
انگلیاں ہیں فیض پر — بہتی ندی کی طرح سے [illegible]
سو بانگی کی چوٹی نشے والی — بنسوں میں فرق ہے رسولوں میں فرق ہے —
انا اعطیناک الکوثر — خلوت العطیٰ [illegible] — امت کی طرف سے
قربانی — سو اونٹ — ابوبکر صدیق نے ذبح کیا — ہم دس دس قربانی کرتے ہیں
سو اونٹ — قسم حق کا [illegible] — قاتل کا قتل کیا ہو
سر سید اور سید ابو شرا دوار فنا رسول اللہ —
(بلی اور حاجی)
شب محمد وہاں پہ بلی عنبر کی خوشبو پہ نہ ڈال
جمع کیا ہے [illegible] آیا ہے پیاسا
جو جانوروں پر اتنا رحیم دیکھ ہم پر

جو لما را حسد سنکر یں پر کھو نہ دو شتے لکھتے ہیں قیامت میں حساب ہو گا مگر جو درد دل میں پڑھا ہو گا — وہ قیامت میں سرکار ہر جگہ نامہ اعمال میں لکھیں —

(شہادت امام حسین)

بڑے بڑے لوگ ہیں جن کے اپنے منبر بھرے ہوئے بھول گئے مگر ۔

امام حسین نہیں بھولے —

نماز سب پڑھتے ہیں مگر امام حسین بھی نماز کی ۔

حسین ابھی تک سلام —

مزاج اویس کی نماز وہ ہے سو زوجہ نماز

حسین دستار رضا خدا کی بیا زوجہ کا نماز وہ ہے

سلام پھیر کر توکلّد نماز ہے جب دی پوری کی ۔

حسین سجدے میں سر دیتا ہے حسین ابھی کی نماز وہ ہے

سجدہ لمبا کر دیا ۔ میری موجودگی میں چھوٹ نہ سکا ۔

فا موت امد ہے سجدہ میں میرے حسین ہی میرا ہے

سنت پیغمبر خاتم ہے سجدے طول

مکمل سجدہ میں ہی 2:1 اک ولی السجد میں پاکر

توکلا نہ دوں پر

دروازہ نبی ہے بہشت کھڑکی اہل بیت

دروازہ رسول ہے جنت

سجدہ میں تھے رسول جب تک حسین

عبادت کے کھڑکی رہی ۔

امیر حمزہ کی شہادت ۔ عباس کی شہادت واقعات ۔

اصل میں حسین کے رب محمد کا گل سکھارت

کربلا کی جنگ ہر کیا آدمی سجدے میں ہے

موت رسوا ہو چکی ہے زندگی سجدے میں ہے

جو علی کا ایک سجدہ بچ رہا تھا وقت فجر

فاطمہ کا لال شاہ اسی سجدے میں ہے

Tabbas

۲۵-۱۲-۲۰۱۶

۲۶-۳-۱۴۳۸ اتوار

۶-۳۳-۲۴ PM

۲۱۳ - خزانہ رحمت ۵

۸۹ء ۔ اذ تستغیثون ربکم ـــ مردفین ـــ جنگ بدر عظیم جنگ ہے حق و باطل کا
پہلا معرکہ ـــ 313 افراد ۔ سرکار کی دعا ۔ مقبولیت ۔ فرشتوں کا آنا ـــ
سرکار اندر دعا مانگ رہے صحابہ باہر کھڑے ۔ سرکار کے چہرے پہ مسکراہٹ ۔
حضور نے یہ بشارت سنائی اس کا بھی قرآن میں ذکر ہے ـــ
(1) ایک عورت نے چھوٹا دیکھ کے دیا سرکار نے واپس دے دیا ۔ (2) ایک عورت نے اپنے
سر کے بال دیئے ـــ (3) ایک عورت کے چھوٹے بچے نے جان سے [illegible]
ہتھی ۔ کرامات اور جذبہ دیکھا جاتا ہے

۲۵ ـــ ۱۲ ـــ ۲۰۱۶
اتوار
۲۶ ـــ ۳ ـــ ۱۴۳۸
۹ ـــ ۴۸ ـــ PM

۸۶ء ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ۔ سب انبیاء اللہ کی طرف سے عظمتیں لے
کر آئے ۔ جب اپنے محبوب کی باری آئی تو سب شانوں کو محبوب کے دربار میں حاضر ۔
رحمت بن کر تشریف لائے ۔ قرآن اگر اللہ کی حمد کا تذکرہ کرتا ہے تو محبوب کی رحمت
الحمد للہ رب العالمین ـــ امام اہلسنت کا ترجمہ ترجمہ ہو ۔ لفظ لفظ کو آدمی کی
ضرورت ہے ـــ خواہ وہ جو کسی میں نہ ہو ـــ وما ارسلنک الا کافۃ للناس ـــ
ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۔ لقد جاءکم رسول ـــ کمال والا ذکر خدا ۔ اور خدا
ذکر مصطفیٰ ـــ رحمت بن کے آئے ۔ یہ محبوب
ہے وہ بے سہاروں رحمت لعالمین ۔ مراد جو غریبوں کی بر لانے والا

وہ اپنے پیارے کا غم کھانے والا — وہ مصیبت میں غمزدوں کے کام آنے والا

ایک کنیز جو یہودی کی غلام تھی ۔ رو رہی تھی — شفاعت رسول کریم — دعا کر محب سزا نہ دے ۔ (۲) صبح صبح پہنچے سرکار کی بارگاہ — زیارت مصطفےٰ — یہودی کا کہنا — ہے

جس سنگ میں انکھیاں لائیاں نیں اوہ دلبر سوہنا ہنس آیا ۔
بس ہر الٹ کے رکھیا جنہوں ساہ یوں اوہ بار پیار ابس آیا ۔
دیدار کے قابل شوقیاں ہیں کہ منتظر ہاتھ ہے ۔
ہو تیری عنایت ہم پر کہ رخ تیرا ادھر ہے ۔

یہودی کا ت کلمہ پڑھ لیا — وہ مار رسالت الرحمۃ للعالمین — بچ کہ پڑھ دوئیے
سوہنا ہتھوں کول بیٹھا کے زکوار ہوا — ایک سبزی والا کدو دیکھ کر جاتا
نبی پاک نے اس کو کھجور کا تحفہ دیتا ۔ نبی پاک خود ایک دن منڈی [illegible] گئے ۔
نبی پاک کے سینے کے نال لگ گیا — آنکھوں پر ہاتھ مبارک رکھ کر —
اگر میں جلدی بتا دوں تو سرکار نے فرمایا بدو لے لو ۔ بدو

غلام مصطفےٰ اپنی کر میں بک جاؤں مدینے میں ۔
محمد کے نام پر سودا سر بازار ہو جائے ۔
خطا اتنا ہو جائے
جو بھی تجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے ۔

محبوب کہ دیں جو دعا کیں دیتے ہیں تو مسلیا [illegible] والوں کو کیسے پکڑ دے ۔
محبوب شفاعت کریں گے ۔ گنہگار زیادہ ہیں مگر [illegible] نہیں
وہ سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
مکہ بھی شان والا مدینہ بھی شان والا ہے —

۲۶ - ۱۲ - ۲۰۱۶ — پیر
۲۶ - ۳ - ۱۴۳۸
۱۲ - ۰۶ - ۲۵ - AM

۲۱۴۔ شانِ حسینؑ

(مولانا جعفر قریشی)

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدِ الوریٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ منذر الفلکی
نورِ الہدیٰ نعمان قاب قوسین او ادنیٰ ۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ
فی الکلام الکریم والفرقان الحمید فاعوذ باللہ ــــ اللعین الرجیم ۔ بسم اللہ

۔ میں نے پھر کے دیکھ لیا چاروں سمت میں چرچا ہے دور دور تک ہے پیر کا ۔
روحانیت کی سلطنت پاکباز میں سکہ رواں دواں ہے پیر دستگیر کا ۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی ۔

نماز جیسا کوئی دیار نہیں ۔ ایسا سودا نقد ہے ادھار کوئی نہیں ۔
سوار کا جس کا بنے محمد ﷺ ۔ حسین ورگا سوار کوئی نہیں ۔

وہ زمین سے عرش پہ گماں ۔ وہ نظر نظر میں کہاں کہاں ۔
کبھی سوئے عرش کبھی لامکان ۔ اب تھے وہاں اب ہیں یہاں
وہ خدا کا لبِ مصطفیٰ ۔ بلغ العلیٰ

وہ احد صمد کے نقاب میں ۔ وہ تجلیوں کے باب میں
وہ ادنیٰ کی کتاب میں ۔ وہ مسکرائے اصحاب میں
تو فرشتے بولیں مرحبا ۔ بلغ

وہ جو انبیاء کے کمال تھے ۔ وہ جو کربلا کے جلال تھے ۔
وہ اویس یا بلال تھے ۔ یہ حضور کے خصال تھے ۔ حسنت جمیع
یہی فرش تھا یہی بود تھا ۔ یہیں قوسیوں کا وجود تھا
یہیں سجدوں کا درود تھا ۔ مخدوم کہتے ہیں صلا ۔ صلو علیہ وآلہ ۔

(۵۸-۱۲) ہر بندہ چاہتا ہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں ۔ اللہ سے پوچھو کہ کون کن سے محبت کرتا ہے ۔ بقرہ (۱۶۵) ومن الناس من یتخذ ــــ اے بندو تم یاد کرتے ہو اپنے مطلب سے ۔ ایمان والے زیادہ محبت کرتے ہیں ۔ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی ۔ بادشاہ سے محبت نہیں ۔ ہر حال پر ــــ دکھ سکھ میں ۔ یا ایھا النفس المطمئنہ ۔
حضرت کا طور پہاڑ پر جانا بارش مانگنا ۔ لوگ میرے سے تو محبت نہیں کرتے ۔ اچھا آپ کی

ہر کسی کو بھیجا کہ جاؤ گوشت لاؤ۔ کسی نے نہ دیا۔ دوسری مرتبہ بھیجا کہ جاؤ ہر بندے کا پاس کا۔ چھری لے کر
اللہ والوں کو جا کر دیکھا —— مختلف جگہوں سے گوشت اتار کر دیا ——

اسود نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ابو مسلم خولانی —— نے نہ مانا —— یمن میں اعلان کیا۔
پہلی سزا۔ آنکھیں نکالو —— دوسری سزا آگ میں گرا دیا ——

پیشانی پر چمک ہی رہا تھا۔ مدینے سے کبوتر اڑا دیا جو پتہ کرتا ہی رہا —— آخر وہاں پہنچایا۔ وہیں طواف اور حرم
کرتے رہے —— (۲) مدینے کا پیغام کسی نے کہا کہ ترکستان میں مدینے والی چیز والا ہے آئے ——
ابو مسلم کو انہوں نے مدینے بلایا۔ خواب میں —— حضور کے وصال کے بعد پہنچا —— خادم ملے
پوچھا —— کہ کہاں آئے تھے۔ یمن —— خولانی —— پوچھا —— ابوبکر صدیق نے الحشر
کیا —— جیسے ابراہیم پر آگ حرام ہوئی —— وہ آدمی ہی ہے جس پر آگ سرد ہوئی —— اور کہا جیسے
حضور سے ملا دو۔ رکھا یا حضور وصال کر چکے —— ومن الناس من یتخذ —— مجھے وہ محبت چاہیے۔
حدیث مسلم میں ہے۔ فرمان خدا کا حدیث مسلم۔ ابن آدم ایک تیری چاہت ہے ایک میری چاہت ہے
ہے کہ خود کا تو ملیدا ملنا ——

اللہ اللہ کر کے تاں گل بندی نا آئے —— مرشد کامل ہتھ پھڑے تاں گل بندی آئے
اللہ ہو دا ل ا ہر بالا ئی جا مینے وچ —— سینہ روشن کر کے تاں آ کے عمل بنائی آئے

الحمد للہ رب العالمین ۔ والعاقبۃ للمتقین ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ
اشرف الانبیاء والمرسلین ۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وبناتہ وذریتہ واولیائہ
امتہ وعلماء علی حق اہل سنۃ اجمعین ۔

۳۰ — ۱۲ — ۲۰۱۶ جمعہ
۱ — ۴ — ۱۴۳۸
۶ — ۳۸ — PM

۵ سوار شانے دی پشت اتے بیٹھا زہرا دا چین رہ گیا
بنیاں سجدے نوں طول بخشیا اسے دیدار دا رین رہ گیا اے۔
جعفری سمجھیا اے مولا دا نماز باطل آیا مسئلہ
بنیاں سجدہ خدا کولیا اسے دماغ دے وچ حسین رہ گیا اے

۵ چلو سلام کریں اسے آستانے کو
حسین پاک نے دیا جس نے زمانے کو ۔
~~بشر تو کیا ہے اے جعفری خدا نہ خدا کی~~
بشر تو کیا ہے اے جعفری خدا نہ خدا ہی جعفر
سلام کرتا ہے اس زہرا کے گھرانے کو ۔

ثانی کوئی نہیں جگ تے مہر پیمبر دا
فاطمہ دے لاڈلے شبیر دا
سید قرآنی نیزے اتے وی پڑھ کے سنایا اے ۔
ایہہ اثر ہے فاطمہ دے شبیر دا

کل نبیاں دا سلطان نانا جس دا اپنے سفر مکا آئی آں
اک دین دی خاطر دے بھرے مرے ہیں اپنے ویر گنوا آئی آں
قاری قرآن دے پڑھدے سارے ہیں ہتھ اک لفظ بچا آئی آں
قیامت تک کوئی ختم نہ ہوسی جس یزید سارے دا مکا آئی آں ۔
مسلمانوں تم نماز ادا کرو گے اپنے رب کی بارگاہ میں تمہارے جانے سے پہلے جبر کو جنم
بنا دے گا ۔ زمین پر مصطفیٰ وارث ہے عرش پہ خدا وارث ہے ۔

۲۱۵۔ شانِ رحمت (جعفر قریشی)

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ﷺ ہمارے بچوں کی اپنی خوشبو ۔ نبی پاک کے پانچ عادات
بچوں کی دیکھیں — مسلمان نماز سے کافی دور لیکن ہمارے بچوں کو بھی پسند ۔ عاجزی ۔ مغفرت
۳ ثنا — سفیدہ کا درخت — سالے کا درخت — العجز عجزی ۔ الفقر فخری —
(2) دوسری عادات ۔ گھر بناتے ہیں ۔ شام کو چھوڑ کے جاتے ہیں — ماں کی گود میں جاتے
ہیں — مال سے زندگی نہیں بدلتی اعمال سے زندگی — (3) مل کر کھاتے ہیں ۔ سکول
میں کھانا لے کر جاتے ہیں — سرکار کے گھر میں روٹی پکائی جاتی تھی ۔ ہمسایہ کو سلوک ۔

اے جنت ہم نے مانا کہ تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں ۔
یہ ہم کو خبر ہے کہ حضور رہتے ہیں ۔
ہمارے دل کا طواف کر اے جنت
ہمارے دل میں حضور رہتے ہیں

(4) لڑتے بھی جلدی ہیں ۔ صلح بھی جلدی کی — بھائی بھائی کی لڑتے ہیں — بھائی کی قدر حضرت علی
سے پوچھو — امیر بھی بھائی ہے ۔ غریب بھی بھائی — حضرت یوسف نے کیا کیا —
بادشاہی ملنے کے بعد بھائیوں کی یاد — بھائیوں نے اچھا سلوک نہ کیا — اللہ نے
فرمایا ۔ ہمارے دینے میں دیر نہیں ہے ۔ تیرے مانگنے میں دیر لگتی ہے — دربان نے نام لکھے بعد
یوسف کے پاس آئے ۔ اجازت دیتا ہے — اللہ نے فرمایا ۔ پردہ کر لو ۔ مت مٹر جائیگا
پہچان لیں گے — ان کو محسوس نہ — یہ عام نہیں ہے — ان کے گھر سب دیکھے ۔
بنیں گے گو کہ منبر محمد کی محبت کا — سے — دربار مرشد کا —
ابو جہل پہ صدا احسان پھرتے ع ہیں مرشد دیکھو زرا بال ۔

للہ نوں دے عشق ھ
اتنا دکھا سجناں حسن نظارہ — ہجیاں
مرشد دا دیدار ہے باہو — حجاں ہو

میں ہوا جلد دوں گا یہ سوچا ہیں گے کہ آپ ان کو مل جائیں —
(5) دوسروں سے سلوک ماں باپ سے مانگتے ہیں — بندہ اشارہ در واسطہ محمد کا ڈال

سیرت و صورت اعلیٰ — بابا فرید چار سال کی عمر — نماز پڑھنے کا حکم والدہ نے دیا —
شکر ملے گا — ولی ماں کی اثر سے — صبح دن پر قرآن کی تلاوت —
سے نگاہ ولی میں پر تاثیر دیکھی — ماں کی دعا — خود انشاء اللہ —

اللہ اللہ کر بندیا تاں گل بندی نا آئے — مرشد کامل پھڑ کے تاں گل بندی ای رسا۔
اللہ پیر دا پاں حضر باہو اللہ کا سچے علم — مرشد مرشد کر کے تاں گل بندی لائی —
عشق منزلاں ٹوریاں پہلیاں لا سو چالاں نال دی پڑ پا لا — جان تلی تے دھر کے سے جا کا گل بندی لا۔

(ادریس لوٹ کا آنا — اسی طرح ثواب بھی آ جاتا ہے — کیا اللہ کے ولیوں کا بھی دل لگتا ہے
ہم اپنے مردوں کو کفن کیوں — ہزار مقبروں میں علاوہ — پتہ چلے وہ اور ہیں — گھر کا علم
اللہ سے — مقصد پر علاوہ ہوتا ہے — اللہ کا گھر ہے — عاشق کا گھر ہے —
گندم کی بوری کا دینا — آپ کا وزیر — جنہوں نے گویا دیا — یوسف نے اسم کو وزیر
مانگا — ادھر سے شہنشاہ آگئی — خوشبو — آنکھیں روشن کر دو ان کو جیسے گھر کا لالہ
رکھنا — قل اللھم مالک الملک —

اتوار

١-١-٢٠١٧

٢-٤-١٤٣٨

٥-١٦-٢٦ PM

۲۱۶- شانِ حسینؑ

(جعفر قریشی)

قتل کا اسے حکم علیہ الجزاء ہ امام حسین کی شادی۔ شادی میں سب تشریف آئے تھے۔ مگر نانا نظر نہ آتے تھے۔ رات کو محبوب کی زیارت۔ بیٹا اور حسین کی ولادت۔ بیٹی کو اس لئے مدینے میں چھوڑا۔ کہ اس کی صورت بی بی فاطمہ سے ملتی تھی۔ علی اکبر کی صورت مصطفیٰ سے ملتی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا اس کو چھوڑ جاؤ۔ کہ ہم رسول کی زیارت کرتے ہیں۔

شبر میں جو شکل لے کے آگیا — جیسے موت میں بھی مزا آگیا — سرہانے پہ بیٹھے جو دیکھا نبی کو
نکیرین کو بھی حیا آگیا — پڑھ دیا کہ الا اللہ — محمد رسول اللہ
شادی کا قسمت لکھی ہوگئی — مدنی ہوگئی مکی ہوگئی — کرم کیتا حسین دے نانے
شادی کا جنت پکی ہوگئی — پڑھ جو کہ الا اللہ — محمد رسول اللہ۔
ہے عشق سمندر بنی بنی — تو قبر دے باہر جو کر لے — شبیر کا منبر کے اندر بنی بنی۔

آج دنیا میں لوگ مرتے ہیں تو قبروں میں سو جاتے ہیں۔ لیکن امام حسین کا مقام الگ ہے۔ نانا مدینے میں، ماں مدینے میں، بہن شام میں۔ باپ نجف۔ نانی مکے میں۔ خود کربلا میں۔ جس طرح قرآن حسین بھی اسی طرح راضی ——
ہر جگہ اشعر ہے —— در دربار ذکر کا ذکر ہے علی کی ولادت کا۔ مدینے زہرا کی ہائے گی کو سے دسمان میں پر پہ محمد مصطفیٰ کی چادر کا —— حضرت جبرائیل کو والد جان۔ موسیٰ کو مرجان نکلے میں۔ آل ہاتھ گر رب کی لفظ کے بنی ہوس ایک لفظ کے کلی ہے۔ جس کو حسین نال)
فرشتے حضرت امام کے جانے کو باری باری دیتے تھے۔ یہ جملا تو فرمایا میرے محبوب پنجتن کا نور پاکوں میں آیا۔ چھوٹی انگلی میں حسین کا حسن کا۔ انگوٹھے میں محمد مصطفیٰ محمد کا نام لیتے — دو دفعہ ہونٹ چوم لیتے ہیں —— بنی ہم کس پر ہے ہم سن معلی حسین کربلا تیں ہے کربلا معلی

ہے حسین تیرے غم میں کائنات روتی ہے
نکل کے دن اترتا ہے چھپ کے رات روتی ہے۔

حضرت عمر نے عبدمکی کی رسید لکھوائی حسین — آخری وصیت کفن میں رکھا گیا ۔ یہ حبشہ کا
ملک شعل لگا ہے ۔ کچھ تو اپنی عمر کی ہم جانی کے مطابق ۔ کچھ تو اپنی محبوب کی ہم جنتی —
ایک نوجوان کی شکل علی — دوسرا کی شکل بنی —

لوہے کی حیثیت لوہار — سونے کی حیثیت سنار ۔ زمین کی حیثیت زمیندار اور محبوب کی حیثیت پروردگار
جہاں کا مالک اللہ کا محبوب ہے ۔ جب آپ کو پوچھا جاتا تھا — حضرت بلال کی سفارش ۔
اگر سرکار نہ آتے تو ہمارا حسنہ نہ ہوتا ہمارا تعارف نہ ہوتا — مومن کی جو است پیدا
ہو گئی — ولادت کی رات اللہ نے مکے والوں کو بیٹے دیے ۔ بنی کی عظمت بیان
اور فضائلت ذکر کی — کسی کی تعریف کوئی کرے ۔ جس کی تعریف اللہ کرے — 12
ربیع الاول کو تشریف لائے — ساری رات اس کی بات کی بات — نبی کی حسن و جمال ۔
کرتے ہیں — ہاتھ کا — زبان کا ذکر آنکھ کا ذکر ۔ چلنے کا ذکر ۔ ہر عمل کا ذکر ۔
صحابہ کا ذکر ۔ امت کا ذکر ۔ اولاد کا ذکر — کوئی مثل نہیں و شمائل ان
نبی کی صورت و سیرت — اللہ نے محبوب کو اتنا ۔ جمیل اجمل ۔ اکمل —
آمد بھی ربیع الاول ۔ شادی بھی ۔ رحلت بھی ۔ ہجرت بھی — مکے سے چلنا ۔
مدینے والوں کو خبر ہوئی کہ زہرا کا والد تشریف آرہے ہیں — مدینے میں مشورہ ۔ کہ میں لے جاؤں
گا — 70 آدمیوں کا مشورہ — ایک غریب کی تمنا — والدہ نے پوچھا ابو ایوب ۔
— والد کی دعا کہ یا اللہ میرا مکان چھوٹا ہے تیری کملی چھوٹی نہیں —
میں کی سوچ — جس نے دس سال کے بعد مسجد و مکان سرکار کی زیارت کی
زور لگا تو ۔ اتنا زور تو سودا بیچنے والا لگاتا ہے — والدہ کا خیال نہیں آتا ۔
ابو ایوب سو گئے پر خیال میں بیٹھا — شہرا اپنا مرشد کا مہمان ہے — والدہ نے کیا
کر جاؤ لے آؤ — میں نے اللہ سے کچھ نہیں مانگا — داستان میں حلیمہ کا مسکن یہ دلوں
میں ایوب — میرے گھر میری والدہ کی دعا ہے — میری والدہ کے آنسو ہیں —
غریب کس طرح اچھا لگتا ہے ۔ یوسف کے خریدار میں ۔ چلو سستا ہی کرتے والوں میں نام

صدیق اکبر کا زیارت ۔ نبی کی زیارت ۔ ہر ایک کی تمنا ۔ اونٹنی جہاں بیٹھ جائے گی وہ میرا مکان ہوگا ۔ ایوب نے کہا رب العزت میری اس کی والدہ قبول ہوگئی ہے ــــــ جبرئیل کو حکم دیا ۔ کہ اونٹنی کو حکم دو ۔ حیثیت نہ دیکھی نیت دیکھی ۔ اونٹنی کا رکنا ــــــ کئی دفعہ اونٹنی آئی ــــــ والدہ کی دعا ــــــ والدہ کو رکنا یاد ۔ تین سال وہیں گزارے ــــــ

ـــ ٥ ـــ

جو خاموشی میں موجب کے مانگیں گے سمجھے تو ہر شادی ہے

قرآن کی آیتوں کا مقابلہ حسین ہے ۔ ہم نبیوں کا قبیلہ حسین ہے ۔

جس کی رسائی بنا تک نہ ہوئے دوستو ۔ اس شخص کا جہاں میں وسیلہ حسین ہے ۔

کتنی ہے عظیم کیا حسین دکھ ۔ وہ کمسن حسین کا ہے جوانی حسین کی ۔

کتنا حسین ہے بی بی زہرا کا لال ۔ روزانہ رسول چومتے ہیں پیشانی حسین کی ۔

عین ہے تو غین نہیں ہے ۔ دکھ میں جس کو خوشی نہیں ہے ۔

اس آدمی کو بہتر سمجھیں ۔ جس کے دل میں حسین کا خوشی ہے ۔

کوئی لوگ یزید نہ ہوتا جہاں میں انسان نہ ہوتا

آقا نہ آتے اگر دنیا میں تو یہاں وہاں کا امان نہ ہوتا

نہ دین اسلام کی محبت ہوتی نہ مرد میدان نہ ہوتا ۔

حسین اگر نہ پڑھتے نیزے پر 21 قاری قرآن نہ ہوتا ۔

زمین کے اوپر چھ میل دور تخت جنوں نے اٹھایا ہوا ہے ــــــ 80 گز لمبا چوڑا ۔ سونا ہے ــــــ نملہ کی آواز آئی ــــــ اپنی چیونٹیوں کو حکم دیا ــــــ آتی دور سے سنا ــــــ وہ صرف نبی ہے ــــــ بتول کا بابا نبیوں کا نبی ہے ــــــ سلیمان وہاں بیٹھے ۔ ارب چیونٹیاں ۔ سپاہیوں کا مشورہ دیا ۔ ہاتھ پر رکھا ــــــ قرآن میں ایسے جانور جن کو جنت میں جانے کا نسبت کی وجہ سے ۔ مچھلی ، ہد ہد کا شعر ۔ دنبہ ۔ بچھڑا ۔ اونٹنی ۔ دلدل ۔ کتا ــــــ چیونٹی کو شہت پر ناز ــــــ ہاتھ پر ــــــ میں نے آپ کو بلند اٹھایا ۔ چیونٹی کی باتیں ۔ نبی میں والد ۔ نبی کے پاؤں زمین ۔ پیر پاؤں نبی کے ہاتھ پر ــــــ نبی کے کاندھے پر بتول کا بیٹا ہے ــــــ لوگوں کی سواریاں

سواری کی لگام محبوب کے ہاتھ —— حضرت سفینہ کا درندوں سے ملاقات ۔ وہ کہتے تھے کہ کس طرح نکلا ہمیں کہ آپ کے اذن تو اللہ کے ولی ہیں — جانور حضرت سے ملا کر پیچھے ہٹ کر بیٹھ جاتے ہیں ہوا سے

تیرے قدموں کو بوسہ دینا میرا معراج یہی ہے ۔
میرا تخت یہی ہے میرا تاج یہی ہے ۔
رب کے دین کی عجب کہانی ہے بنی کے نام پر ہر وقت جوانی ہے ۔
مسجد کے میناروں سے جو آتی ہے آذان کی جو یک صدا ۔ وہ بتول کے بیٹوں کی مہربانی ہے ۔

میں چھڈ دی گھر جاواں سرکار نظر رکھ کے
بیٹھے ہیں مدینے وچ ہر رشتے دا خبر رکھ کے ۔

ممکن نہیں کسی کے لیے عداوت حسین کی ۔
سانسوں میں بس رہا ہے عداوت حسین کی ۔
بازار میں ان سے ہاتھ جوڑ کر چھپا رہا
قرآن کر رہا ہے تلاوت حسین کی ۔

Abbas خنگل
۲۰۱۷ — ۱۴۳۸
۳ — ۱ — ۱
۴ — ۴ — ۱
1 — 16 — 23 — PM

۲۱۷- میلادُ النبیؐ

نور احمد نوری ۱۴۴ / EIB

سے مہر نبی دا جدوں ظہور ہویا کنگر کلمہ حضور دا پڑھن لگ پئے۔
گنگے بول اٹھے رُخ ٹُریاں لگ پئے بھرے پانیاں تے ترن لگ پئے۔
قاتل اپنیاں بے اماناں تے تائب ہوئے رہا کھیں مُڑن لگ پئے۔
بند ہوئے ظلمات دے در سارے ایہہ نال بھگتاں دے پھرن لگ پئے۔

ہم حضور کی امت میں ہیں اللہ کا شکر — امت کے لئے سرکار کی دعائیں — ساری رات عبادت کریں تو ہم ساری امت —— جبرائیل کا آنا — میں تو ساری رات تنہا گزاروں گا۔ اللہ نے دوبارہ فرمایا — یا ایھا المزمل —— قم اللیل الا قلیلا — ہماری رحمت زیادہ ہے یا امت کے گناہ زیادہ ہیں — اس چادر کا ذکر ہی ذکر مصطفیٰ بن گیا۔

سوہنا آیا تے ہو گئی آباد دنیا دکھ دور ہو گئے مصیبتاں مک گئیاں۔
ملیا چین مسکیناں تے یار مٹیاں نوں اکھاں روندیاں دیاں رَج گئیاں۔
تے جنہاں تے ہس دکھا اوہ ساری کرن گلاں تے جنہاں ہس ویکھیا اوہ تے بول ساری ہیں۔
ایہہ راز حقیقت نوں جان گئے نیں۔ اور راز حقیقت کھول رہے ہیں۔

جنہوں نے سرکار کو دیکھا وہ بڑی قسمت والے ہیں — غار میں امت کے لئے دعا — صحابہ نے تلاش کیا — آخر سرکار کو تلاش کیا — چرواہے کو پوچھا — دشمن دنیا ہوئے ہے بکریوں نے کھانا چھوڑ دیا ہے — یوسف کو بازار مصر میں بیچنا — عارف کھڑی کا فرمان میں مالکوں کی طرح ہونے والی زلیخا ہوئی — عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

جے یعقوب دے گھر ہندے محبت تے حل زلیخا پاندی۔
جان دیندی اک دید دے بدلے او مُول نہ پیسہ لاندی

— اونٹ خریدا — ایک غلام — مالک نے پوچھا — جو سوال کیا دیکھی نے کہا — اسا مالک جو کہتا ہے وہ ہم کر لیں — مگر اس محبوب کو کچھ نہ کہنا ——

والضحیٰ مکھڑا واللیل زلف ما زاغ دا کاجل پایا اے
ہر کوئی رل مل امیر کہندا سائیں ہو واہ رب نے یار سجایا اے۔

قدموں میں ہاتھ رکھے — مسلمان ہوا —— قبر میں قرآن کی شفاعت کرے۔

جبرائیل قرآن کا لے کر آئے۔ کبھی یار کی مرضی، کبھی یار کے یاروں کی مرضی ـــ
تمام کتابوں میں اپنی مرضی ـــ مگر قرآن میں کبھی یار کی اداؤں کو دیکھوں کا ـ
تیل لگانا ـــ اللہ کی قسمیں اٹھایا ـــ والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ـــ
یہ محبوب کا حسن۔ یوسف علیہ السلام کو ایک حصہ ـــ
نہ تو میرے آقا کو دیکھو ـ پھر میں نے طلاقت رکھی ـــ
مولا کائنات علم الٰہی عطا کرنے والا لیکن تیل ـــ دو نبیوں کے گھوڑے ہیں مازران دے دردلے پلی
شہر میں سانپ لٹک رہا ہے ـ بلکہ سرکار کی زیارت ـــ مدینہ کی زیارت۔
کعبہ کے کعبہ ـــ ساری دنیا تیری طرف منہ کر کے نماز پڑھتی ہے ـــ اے کعبہ تو بھی
خانہ لنگ لے ـــ روضے کا میں نے طواف کرتا ہے ـ میرا قبلہ تیری ذات ہے۔
گولڑہ کا مرید پیر مہر علی شاہ کا مرید ـ چھوڑ ـ فرمانا جہاں پیر ہو وہاں نہ چھوڑی
نہ کر ـ دیوار ہمارے کے گزر پیر مہر علی شاہ مصلے پہ رہتے ـــ
پر کوئی خدا سے بن دیکھے دربار کا عالم کیا ہوگا ـــ
یہ سن کا ہے خدمتگار اکا کی ـــ
آخر سیدی پیر مہر علی شاہ کی خدمت میں پہنچا ـ غلام محمد آگیا ہے ـــ
ـــ ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے ـــ
مقدر والے ہیں جو سرکار نے نام پر لگتے ہیں کوئی ٹھکانے میں کوئی سینے میں۔
اگر سرکار کو لکھ آسکتے ہیں تو محمد علم نہیں آسکتے ـــ
تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔ دائی حلیمہ نے حضور کو اٹھایا ہم طواف کیا۔ لبوں کو چومنا۔
حجر اسود ـ در سال کا عمر میں ـــ قدر حجر اسود کی جس نے محبوب کے۔
ـــ اسی گل میرا جسم ہوئے تے میں مرشد دیکھو نہ رجاں نی۔
لوں لوں مرے وچ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہا ـ
اتنا دکھیا منوں صبر نہ آوے تے میں ہور رکھے دل کھولاں ـ
مرشد دا دیدار با حضرت باہو سے لکھوں کروڑ حجاں ہو۔

حجر اسود کو کس نے پوچھا محبوب چھوڑ جانے ۔ یہ برکت میں نے حاصل کرنی تھی ——

سرکار نے حجر اسود کو چوما —— نبوت سے پہلے حجر پر درود پڑھا تھا ——

باقی بھی گزرتا تھا۔ پتھر کو سلام تھا ——

لاہور کے بزرگ ۔ شاہ ابوالمعالی ان کا ہر روز کہ میں مدینے جا رہا ہوں کوئی پیغام بھیجنا ہے تو —— سرکار کے روضے پر سلام پیش کرنا —— جہاں ستر ہزار فرشتے صبح و شام —— روضے سے آواز آئی امانت میں خیانت نہ کر ——

آقا بیمار ہیں میلاد سنتے ہیں —— شب معراج جبرائیل کو احسان بتا دیا ۔

قیامت کے دن ۔ پل صراط پہ میرے حضور پر بچھے ہوں گا —— پھر دن ہیں بخوشی پار کر گزریں —— میری امت کے قدموں کی دھول کا طالب ہوں گا ۔

جنت کی حوروں کی تقسیم ۔ حوروں کا سردار سے جا کے بلال دیا ——

حضور نے حضرت بلال کا حال بیان کیا ۔

بہلول دانا کے محلات ۔ ہارون الرشید کی زوجہ نے پوچھا ۔ تو نے رات کو دیکھا ہے ۔ سرکار نے فرمایا پہلے میں نے بغیر پوچھے سودا کیا ہے ۔ اے بلال میں نے —— سرکار میں نے ایک لاکھ حوروں کے لئے پیش کش آپ کے لئے ——

میری تمنا ہے کہ آنکھوں کا ہو چہرہ میرا کہتا ہے —— یہ محفل سرکار کے رب نے بنایا ۔ واذ اخذ اللہ میثاق ۔ عیسیٰ نے میلاد کا ذکر ۔ عیسیٰ کے جانتا —— عنوسے پاک کے دور میں ۔ اس وقت کا بادشاہ جب نے میلاد کی محفل بنائی —— شطاب بخوشی پاک کا ہوگا ۔ دعوت خاصے پر ۔ بوڑھی پوچھتی تھی —— دربانوں نے روک دیا —— جا کے مدینہ پاک کی طرف منہ کر کے والدہ میلاد پڑھتی رہی ——

میں کوجھی تے میرا دلبر سوہنا میں کیں کر اس نوں بھانواں ۔
ویہڑے ساڈے وڑدا ناہیں لکھ وسیلے پاواں
نہ میں سوہنی نہ دولت پلے یار مناواں ۔
دکھ مینوں ایہو ہمیشہ رہسی ۔ روندی عمر جانواں

کرتے ہیں ملک کے سیاسی شعبہ ، مشتاق احمد کے جائز رہا ہے ۔
غور سے ایک دوسرے کو ان سے نکالا ۔ مجبور ملک تا کہ مکان ہی آئے

۱۱ — ۸ — ۲۰۰۸
(پیر) چک ۳۶۱
جامع مسجد اکبر —

[illegible]

منگل

۳ — ۱ — ۲۰۱۷
۵ — ۱۴ — ۱۴۱۸
۸ — ۴۱ — ۵۵ — PM

اے گنبد خضرا والے آقا منظور دعا کرنا۔
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا۔
اے نور خدا آکر آنکھوں میں سما جانا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آجانا۔
اے پردہ نشین دل کے پردوں میں عطا کرنا۔
جب وقت نزع آئے
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں نہ جب تنہا
امداد میری کرنے آجانا رسول اللہ۔
روشن میری تربت کو للہ ذرا کرنا۔
جب وقت نزع آئے ـــــ
میں مجرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا
رسوائے زمانہ ہوں محشر میں بچا لینا
مشغول دعا میری محبوب خدا کرنا
جب وقتِ نزع آئے ـــــ
چہرے سے ضیاء پائی ان چاند ستاروں نے
ہر دکھ سے شفا پائی ہم غم کے ماروں نے

تکمیل
۳ ـ ۱ ـ ۲۰۱۷
۵ ـ ۴ ـ ۱۴۳۸
9 ـ 15 ـ 52 ـ PM

ادب سے بات کرتا ہوں حدود کے اندر
خدا کا سارا دین ہے درود کے اندر
ذکر بنا سن کر جھوم جاتا ہوں
حلال خون ہے محسن میرے وجود کے اندر

بنی یہ چاند ستارے درود پڑھتے ہیں ۔
بنی ستارے کے سارے درود پڑھتے ہیں ۔
حکم صلِ علی قرآن کے پارے درود پڑھتے ہیں ۔
میرے آقا اس محفل میں ضرور آتے ہیں ۔
جہاں بھی آپ کے پیارے درود پڑھتے ہیں ۔

حسبی ربی جل اللہ ما فی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ
ادھے کوشش نہ آن بجاوے گا وہ صبر دے جی گبرائے گا ۔ ہر ادھ تھو کملی والا آوے گا ۔
ویکھو گنبد اکرم کما چھڈیا ہے زنگیاں نوں رنگ لا چھڈیا
سدے ڈاکوا جیہڑا بیں دیکھو نور تکو نوں کلمہ پڑھا چھڈیا
کدی سونیا شہر دی دید ہوئی ۔ عاشقاں دی عید ہوئی ۔ جدوں سر اتے زیر ہو دیے

مشکل

۳ — ۱ — ۲۰۱۷
۵ — ۴ — ۱۴۳۸
۹ — ۴۴ — ۵۸ — PM

حضور علیہ السلام کے پرنور جلوؤں سے ہمارے دلوں کو منور فرما۔ یاالٰہی سرکار مدینہ کے پسینہ مشکبار کی
برکت سے ہمارے سینوں کو خوشبودار بنا دے۔ اے رب کائنات تو کیسا مہربان اور کریم
ہے۔ اپنے محبوب کی برکت سے ہم پہ مہربانی اور کرم فرما۔ یاالٰہی ہماری جھولیاں اپنی رحمت
سے مالا مال فرما۔ اے رب کائنات تجھے سلطان انبیاء کے پاکیزہ
اور شفقت بھرے آنسوؤں کا واسطہ ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہی کو دور فرما۔ اور اپنی
قدرت کاملہ سے ہمارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے۔ اے الٰہی ہم سب مسلمانوں کو
اپنی نظر کرم سے نواز دے۔ اے رب کائنات ہم سب کی مغفرت فرما۔ یاالٰہی خلفائے راشدین
اور امہات المومنین کا واسطہ میری بھی بخشش فرما۔ اور میرے ہر رشتہ دار میرے اساتذہ کرام
تمام علماء و مشائخ اور میرے والدین اور گھر کے تمام افراد کو بخش دے اور ساری امت کی مغفرت
فرما۔ یاالٰہی ہم سب کو پرہیزگاری کی دولت نصیب فرما۔ یاالٰہی ہم سب کو جنت کی نعمتیں
نصیب فرما۔ یاالٰہی حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے ہمیں اپنی رضامندی اور مغفرت کی
خیرات سے ہمارے دامن کو بھر دے۔ یاالٰہی ہم نے گناہ کر کے اپنے جسم کو گناہوں کی بیماری
میں مبتلا کر لیا ہے۔ تو ہمیں شفائے کاملہ عطا فرما۔ اور باقی ہمارے تمام بیماروں کو شفا
عطا فرما۔ یاالٰہی قرض داروں کو بار قرض سے نجات عطا فرما۔ بے روزگاروں کو حلال اور
آسان روزی عطا فرما۔ بے اولادوں کو آسانی کے ساتھ نیک اولاد نصیب فرما۔
جن کے رشتوں میں رکاوٹیں ہیں۔ انہیں نیک رشتے نصیب فرما۔ یاالٰہی ہر مسلمان کو
اتباع سنت کی توفیق عطا فرما۔ یاالٰہی جو بے جا مقدموں میں گھرے ہوئے ہیں۔ انہیں رہائی
عطا فرما۔ یاالٰہی جن کے گھروں میں ناچاقیاں ہیں ان کو محبت میں بدل دے۔ یاالٰہی ہر
مسلمان کو ہر آفت و مصیبت سے نجات دے۔ ہر طرح کے دشمنوں کی دشمنی
شر بد دل کے شر حاسدوں کے حسد اور بد نگاہوں کی نگاہ بد سے ہر مسلمان
کو محفوظ فرما۔ یاالٰہی ہماری ماؤں بہنوں کو شرم و حیا کی دولت نصیب فرما۔ یاالٰہی سب مسلمانوں
کی بخشش فرما۔ بلکہ تمام مسلمانان امت کی مغفرت فرما۔ اور سب مسلمانوں کے صدقے ہم
مغفرت فرما۔ یاالٰہی جن اسلامی بھائیوں نے دعاؤں کے لئے کہا ہے بطفیل تاجدار مدینہ ان سب کی

دعا کو قبول فرما۔ اور ان سب کی بخشش فرما۔ یا الٰہی ہم سب کو حضور علیہ السلام کی غلامی نصیب فرما۔

Muou'lana Qari Muhammad Abbas Nizame
Distt. Teh. Pakpattan

۱۳-۴-۲۰۰۸
۶-۴-۱۴۲۹
بروز اتوار
PM ۱۱:۵۰

خطباتِ نظامیہ

جلد اوّل

قاری محمد عباس نظامی